سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

ہفتہ 30- ستمبر 1995ء

(شنبہ، 4- جمادی الثانی 1416ھ)

جلد، 27 _ شمارہ، 1

(بشمول شمارہ جات 1 تا 2)

مندرجات

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل	2
پوائنٹ آف آرڈر،	
رکن اسمبلی کے خلاف انتقامی کارروائی	3
مسئلہ استحقاق،	
تحصیل دار چونیاں کی جانب سے اراکین اسمبلی کے بارے میں غلط ریمارکس	14

(.... جاری)

تحاریک التوائے کار

لاہور اسلام آباد موٹروے کے انڈر پاسوں میں پانی کا ٹھہراؤ ---------- 27
گنگارام ہسپتال کی انتظامیہ کی غفلت اور بدعنوانی ---------- 29
مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 38
مجلس قائمہ برائے آب پاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے
کی میعاد میں توسیع ---------- 43
سال 1993ء کی بابت پنجاب کے معاملات کے بارے میں حکمت عملی
کے اصولوں کی پابندی اور عمل درآمد کی رپورٹ ---------- 45
پنجاب کی سیاسی صورت حال پر بحث ---------- 46

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا ستائیسواں اجلاس)

ہفتہ ' 30 - ستمبر 1995ء

(شنبہ 4- جمادی الثانی 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں 4:04 بجے سہ پہر زیر صدارت جناب سپیکر محمد حنیف رامے منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِیْنَ
صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ
رِزْقَهَا اللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۰﴾

سورة العنکبوت، آیات 56 تا 60

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کرو۔ ہر متنفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم بہشت کے اونچے اونچے محلوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ (نیک) عمل کرنے والوں کا یہ خوب بدلا ہے۔ جو صبر کرتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔ خدا ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ o

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

جناب سپیکر ، سیکرٹری اسمبلی صدر نشینوں کے اسمائے گرامی پڑھ کر سنائیں۔

سیکرٹری اسمبلی ، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1- جناب ریاض حشمت جنجوعہ
2- چودھری محمد وصی ظفر
3- ڈاکٹر محمد شفیق چودھری
4- مہر سعید احمد ظفر

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جناب کھوسہ صاحب !

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! آپ کے اور ہمارے ساتھی سید شمس حیدر صاحب کے والد کا انتقال ہو چکا ہے۔ سید ظفر علی شاہ صاحب ہمارے ساتھی ہیں جن کے سسر کا انتقال ہو چکا ہے اور جناب! آپ کی ہمشیرہ کا بھی انتقال ہوا ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ہاؤس میں ان سب کے لیے فاتحہ کی جائے۔

جناب سپیکر ، سب کے لیے دعائے خیر کی جائے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، اویسی صاحب کی والدہ کے لیے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

پوائنٹ آف آرڈر

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، جناب بادشاہ میر خان آفریدی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رکن اسمبلی کے خلاف انتقامی کارروائی

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! میں آپ کی توجہ ۵۔ ستمبر سے لے کر ۲۶۔ ستمبر تک اپنے اور اپنے خاندان پر ہونے والے مظالم کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں' میں نے تین تحاریک استحقاق آپ کے چیمبر میں داخل کرائیں ہیں۔ اور انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کا ممبر ہونے کی حیثیت سے میرے گھر پر بلا وارنٹ پولیس نے چھاپہ مارا۔ میری چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کیا۔ میرے بھائی اور میرے بھانجے کو گرفتار کر کے تشدد کا نشانہ بنایا۔ میرے بھائی جہانگیر خان آفریدی کو پہلے چوری کے مقدمے میں اور اس کے بعد کلاشنکوف کے مقدمے میں جیل میں بند کردیا۔ میرے والد کو اکیس دن تک ۱۰۹ کے تحت جیل میں پابند کیا گیا اور مجسٹریٹ نے ان کی ضمانت reject کر دی اور بعد میں ایڈیشنل سیشن جج نے ان کی ضمانت لی۔ اگر یہ سب میرا استحقاق نہیں بنتا تو کیا استحقاق اس روز بنے گا جس روز پولیس مجھے اور ان ممبران کو سڑکوں پر ننگا کر کے ماریں گے؟ آپ کو ہم ممبران کے استحقاق کا احساس کرنا چاہیئے۔ میرے گھر کی چاردیواری کو پولیس نے روند ڈالا۔ میرے بوڑھے باپ کو پولیس نے جکڑ دیا۔ میرے بھائیوں پر تھانے میں تشدد ہوا۔ اور آپ قانون کا سہارا لے کر میرے استحقاق کو مجروح کررہے ہیں۔ کیا میرا استحقاق اس وقت بنے گا جب یہ پولیس مجھے اپنی گولیوں کا نشانہ بنانے گی؟ آج آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں' اپنی آنکھیں مفادات کے تحت بند نہ کریں۔ آپ اس کرسی کے تقدس کو بحال کرتے ہوئے ہمارے استحقاق کا خیال کریں۔ آپ اس طرح ہمیں دبا نہیں سکتے۔ باشی خان مٹ سکتا ہے بک نہیں سکتا۔ باشی خان کٹ سکتا ہے جھک نہیں سکتا۔ اس طرح آپ مجھے نہیں نکال سکتے۔ اس ایوان کا تقدس چاہتے ہیں تو اپنے فرائض کو پہچانیے اپنے اس اختیارات کے کلہاڑے سے ہمارے استحقاق کو آپ مت کاٹیے۔ یہ آپ نے میری ہی نہیں بلکہ اس پورے ایوان کی توہین کی ہے۔ آپ کو میری تحریک استحقاق منظور کرنی چاہیے تھی۔ آج آپ اس حکومت کے بل بوتے پر سپیکر بنے ہیں' کل اسی حکومت نے' اسی پارٹی کی حکومت نے آپ کو بھی رگیدا تھا۔ آپ مجھے مشورہ دیتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ چلا جاؤں تو میں بچ جاؤں گا۔

جناب سپیکر: آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ میں نے آپ کو کوئی ایسا مشورہ نہیں دیا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! آپ نے سیکرٹری صاحب کے سامنے مجھے مشورہ دیا۔

جناب سپیکر ، میرے سیکرٹری صاحب یہاں بیٹھے ہیں۔آپ اور رانا سہیل نون کے درمیان (قطع کلامیاں)

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، آپ قرآن اٹھائیں ورنہ میں قرآن اٹھاتا ہوں کہ آپ نے مجھے مشورہ دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر ، آپ غلط بات کررہے ہیں ۔ آپ سپیکر کے متعلق اس طرح کی بات نہیں کہہ سکتے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، میں آپ کو سپیکر ہی تسلیم نہیں کرتا۔

جناب سپیکر ، آپ اگر مجھے سپیکر تسلیم نہیں کرتے۔ (قطع کلامیاں) ***************** اگر میں سپیکر نہیں ہوں تو آپ کس لیے یہاں بیٹھے ہیں؟ (قطع کلامیاں) میں اس ایوان کا منتخب سپیکر ہوں۔ مجھے اس ہاؤس نے مینڈیٹ دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ غلط بیانی سے کام نہیں لے سکتے۔ میں نے آپ کو بات کرنے کا موقع دیا ہے ۔ (قطع کلامیاں) میری بات سنیے ۔ میں بات کررہا ہوں۔ سپیکر بات کررہا ہے آپ سنیے۔ میں نے اس کے باوجود آپ کو موقع دیا کہ آپ بات کریں۔ آج political situation پر بحث ہے۔ آپ یہ ساری باتیں وہاں کرسکتے تھے ۔ اس کے باوجود میں نے آپ کو موقع دیا ۔ لیکن اگر آپ اس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے سپیکر پر غلط الزام لگائیں گے تو یہ اس ایوان کی سب سے بڑی توہین ہے ۔ جناب قائد حزب اختلاف !

چودھری پرویزالٰہی (قائد حزب اختلاف) ،جناب سپیکر ! میں جناب سے بڑی معذرت کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ جب سے گورنر پنجاب نے ۲۳۴ لگائی ہے اس کے بعد فوراً ہی ہمارے جتنے ایم پی اے صاحبان ہیں ، کسی نہ کسی طریقے سے ان کے خلاف victimization کی ایک نئی لہر شروع کی گئی ہے ۔ جناب سپیکر ! آپ کی اجازت سے یہ on record لا رہا ہوں۔ میں نے خود نئے ڈائریکٹر انٹی کرپشن سے بات کی ہے۔ ہمارے ایم پی اے چودھری حمید صاحب جو سرگودھا سے تعلق رکھتے ہیں ان کو انھوں نے بلایا اور بلا کر کہا کہ مجھے نہیں پتا ایم پی اے کا ۔ مجھے کسی اور کا پتا نہیں' اگر آپ بچنا چاہتے ہیں تو آپ پیپلز پارٹی join کرلیں ۔ جناب سپیکر ! ان افسران کی یہ مجال ہوچکی ہے کہ یہ ہمارے ممبران کو بلا کر کہیں کہ آپ پیپلز پارٹی join کرلیں ۔ خواجہ ریاض محمود صاحب کا کیا قصور ہے ؟ خواجہ ریاض محمود صاحب کی گرفتاری کی اطلاع بھی آپ کے پاس آچکی ہے ۔ آپ ذرا ان کی dates دیکھیے۔ آپ ان کی تاریخوں پر ذرا نظر دوڑائیے۔ ۲۳۴ کے بعد چار کیس رجسٹر ہوئے ہیں۔

****(بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میری بات سنیے۔ جب political situation پر بات ہو گی تو آپ اس وقت بات کیجیے۔ آپ کو موقع ملے گا۔ جب خاص طور پر آپ نے ایجنڈے میں یہ دیا ہے۔ (قطع کلامیاں) دیکھیے۔ میری بات سنیے۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! تحاریک استحقاق آپ نے اپنے چیمبر میں reject کر دی ہیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیے۔ تحریک استحقاق منظور بھی ہوجائے تو اس میں کسی طرح سے اس کا علاج تو ہوتا نہیں ہے کہ ممبر کو چھڑا کے لایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ایجنڈا دیا ہے۔ اس ایجنڈے کے مطابق political situation پر آج بحث ہے۔ یہ ساری باتوں پر آپ اطمینان سے' تسلی سے بات کیجیے گا۔ آپ وقت سے پہلے اس کو کیوں لا رہے ہیں۔ یہ آپ کی ہی تحاریک استحقاق ہیں۔ آپ کی ہی تحاریک التوائے کار ہیں۔ ان کو ایک گھنٹے میں نمٹاتے ہیں۔ اس کے بعد سارا دن پڑا ہے۔ وقفہ سوالات نہیں ہے۔ آپ political situation پر جم کر بات کیجیے۔ میں سننے کے لیے تیار ہوں۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! اب ہمارے لیے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ تحریک استحقاق کا ایک طریقہ ہوتا ہے جو کہ ہمارا حق بھی بنتا ہے۔ اور استحقاق بھی بنتا ہے اور جناب سے بھی ہماری یہی امید ہوتی ہے آپ as a custodian of the House تمام ممبران کا یکساں خیال بھی رکھیں گے۔ اور ان کے خلاف جو غیر قانونی حرکات اور political victimization ہو رہی ہے اس طرح کم از کم آپ کی طرف سے بھی چند الفاظ آئیں گے۔ کیونکہ یہ سلسلہ institutions کی تباہی کا باعث بن رہا ہے۔ اس طرح کم از کم اس میں کچھ رکاوٹ آئے گی۔ اگر یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تو یہ آپ کی اسمبلی کے لیے اور ان جمہوری اداروں کے لیے بہت ہی نقصان دہ چیز ہوگی۔ اور اس حوالے سے بھی آپ کا فرض بنتا ہے کہ آپ ہمارے استحقاق کا خیال رکھیں۔ اور جو زیادتیاں اور غیر قانونی' غیر جمہوری ہتھکنڈے استعمال ہورہے ہیں اور خاص طور پر گورنر پنجاب کی طرف سے ہورہے ہیں' اس میں چیف سیکرٹری سے لے کر نیچے تک افسران پورے ملوث ہیں۔ تو ان کو کون روکے گا؟ عدالتوں میں جائیں تو وہاں بھی یہی حال ہے۔ اسمبلی میں آئیں تو یہاں بھی یہی حال ہے۔ تو جناب سپیکر! کون سا ایسا فورم ہے جس فورم پر جاکر ہم اپنی بات کریں گے۔ آج خواجہ ریاض محمود کے ساتھ ہوا ہے۔ کل کو ہمارے اور ایم پی اے حضرات کے ساتھ ہوگا۔ آپ نے دیکھا کہ پچھلے مہینے تیس کے قریب ایم پی اے حضرات کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں۔ اور ان کے ساتھ جو کچھ ہوتا رہا اخبارات میں آتا رہا۔ آپ سے توقع یہ

کررہے تھے کہ جناب سپیکر ! آپ بھی اس سلسلے میں ضرور کچھ نہ کچھ اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے خیال کریں گے ۔ اور اس کے اوپر بولیں گے ۔ حالانکہ وہاں قومی اسمبلی میں جب ان کے ممبران کے استحقاق کی بات ہوتی ہے تو ڈپٹی سپیکر صاحب on the floor of the House کوئی بات کرتے ہیں ۔ سپیکر صاحب بھی بات کرتے ہیں ۔ جناب ! آج میں بڑے دکھ سے آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ اگر خیال نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟ یہی ایک فورم ہے اور آپ ہمارے سپیکر ہیں ۔ اگر آپ ہمارے ممبران کے استحقاق کا خیال نہیں کریں گے، عدالتیں نہیں کریں گی تو ان institutions کا کیا بنے گا، کیا باقی بچے گا؟

جناب سپیکر : بڑی مہربانی ۔ میں انشاء اللہ اپنے فرض سے کوتاہی نہیں کروں گا اور مجھے پتا ہے کہ میرا کیا فرض ہے ۔ میں نے اپنی قبر میں پڑنا ہے ۔ میں نے اپنے خدا کو جان دینی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو میرا فرض ہے اس کو میں بحسن و خوبی ادا کروں گا۔ جناب وصی ظفر صاحب !

چودھری محمد وصی ظفر : جناب سپیکر ! میری یہ گزارش ہے کہ فاضل ممبر نے یہ جو فرمایا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں" یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب سپیکر : جناب تابش الوری صاحب !

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب والا ! میں قرآن اٹھا کر کہتا ہوں کہ یہ بات ہوئی ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا ! فاضل ممبر نے سپیکر صاحب کے بارے میں جو الفاظ استعمال کیے ہیں وہ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب سپیکر : جی ہاں۔ سپیکر صاحب کے بارے میں انھوں نے جو کہا ہے کہ میں نے یہ کہا تھا۔ میں نے اس سے انکار کیا ہے اور ان کے اس فقرے کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ تابش الوری صاحب !

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا ! میں دوسری گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ----

جناب ارشد عمران سلہری : جناب والا ! آپ نے ہاشی خان صاحب کو فرمایا تھا کہ وہ ہاؤس سے باہر نکل جائیں۔ تو ان الفاظ کو بھی حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے ۔ اگر وہ باہر نہیں نکلنا چاہتے تو اسے بھی حذف کیا جاتا ہے۔ جی فرمائیے۔

ان کی بات بھی مکمل ہوجائے۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جناب نے اس دن مہربانی فرمائی اور میرے پوائنٹ آف آرڈر کے سلسلے میں اپنے چیمبر میں سنا بھی اور آپ نے کہا کہ اپوزیشن کا بھی نقطہ نظر آنا چاہیے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ جو اس طرح rapidly اجلاس طلب کیے جاتے ہیں یہ illegal ، un-lawfull ، un-called for ، un-required ہے کیونکہ لفظ بھی ریکوزیشن استعمال ہوا ہے۔ اس کا فیصلہ فرما دیں۔

جناب سپیکر : جناب وصی ظفر صاحب! میں نے آپ کی گفتگو اور آپ کے دلائل سنے ہیں۔ میں اس پر مزید بھی آپ کو سننا چاہتا ہوں اور میں اس سلسلے میں اپوزیشن کے لوگوں کو بھی سننا چاہتا ہوں۔ میں اس سلسلے میں ہاؤس کے لیگل ایڈوائزر ایڈووکیٹ جنرل کو بھی سننا چاہتا ہوں۔ ساری دنیا میں بہت سی اسمبلیوں میں یہ رول نہیں ہے کہ اجلاس ریکوزیشن کیا جائے لیکن کچھ ملکوں میں ہے۔ اس لیے یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ میں اس پر صرف ایک ممبر کو سن کر فیصلہ کر دوں۔ میں اس پر توجہ دوں گا۔ آپ کو بھی دوبارہ سنوں گا۔ باقی آپ کا جو پوائنٹ ہے وہ ابھی تک dismiss نہیں ہوا۔ آپ کا ایک پوائنٹ ہے اس کو سنا جا رہا ہے۔ اس پر میں دوسروں کو بھی سن کر ایڈووکیٹ جنرل کو سن کر تسلی سے فیصلہ کروں گا۔ میں اس پر کوئی جلد بازی نہیں کرنا چاہتا۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب پھر اس میں میری ایک گزارش ہو گی۔

جناب سپیکر : جی۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب نے پہلے بھی اسی طرح فرمایا تھا کہ ایڈووکیٹ جنرل کو اور ان کو سن کر فیصلہ کریں گے۔ تو ایڈووکیٹ جنرل کو ہاؤس میں بلائیں اور ادھر سے بھی ممبران کو ہاؤس میں ہی دعوت دیں۔ ہاؤس میں ایک ڈبیٹ ہو جائے۔ لوگ بھی سن لیں تاکہ یہ کیا مدعا ہے اور یہ کیا کرتے ہیں؟

جناب سپیکر : اگر اس کی ضرورت ہوئی تو یہ بھی کر لیا جائے گا۔ لیکن پہلے میں نے چیمبر میں سننا ہے۔ اگر مجھے ضرورت محسوس ہوئی تو ہاؤس میں بھی لے آئیں گے۔ آپ تشریف رکھیے۔

جناب امان اللہ خان بابر : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب سپیکر : نہیں۔ تابش الوری صاحب پہلے سے کھڑے ہیں۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! خواجہ ریاض محمود ہمارے ایک معزز ساتھی ہیں۔ سابق میئر ہیں۔ ان کی گرفتاری سے متعلق تحریک استحقاق آپ نے فنی بنیاد پر مسترد کر دی ہے۔ لیکن میں نے پھر آپ کو ایک خط کے ذریعے اس اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ان فسطائی ہتھکنڈوں سے ' ان دہشت گردی اور انتقامی کارروائیوں سے پورے ملک میں پارلیمانی نظام رسوا اور مفلوج ہو رہا ہے۔ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ صوبائی مقننہ کے رکن کی حیثیت سے خواجہ ریاض محمود کا یہ آئینی 'اور قانونی بھی استحقاق ہے کہ وہ عوام کی نمائندگی کے لیے اجلاس میں شریک ہوں اور خود آپ ہی نے گزشتہ اجلاسوں میں اراکین اسمبلی کے سلسلے میں اپنے اختیارات کو استعمال کیا ہے۔ اگرچہ وہ پورے طور پر مؤثر نہیں ہو سکے۔ لیکن بعض صورتوں میں اس پر عمل بھی ہوا ہے۔ قومی اسمبلی میں تو باقاعدہ ایک قاعدہ موجود ہے کہ اراکین اسمبلی اگر گرفتار ہوں تو انھیں اسمبلی میں لانے کی ایک آئینی اور قانونی شق موجود ہے۔ جناب والا! ہم چاہتے ہیں کہ عوام اور اس اسمبلی کے درمیان انتظامیہ' پولیس' یا کسی حساس ادارے کو حائل نہیں ہونا چاہیے۔ یہ براہِ راست رشتہ ہے اور اس رشتے کو کسی قیمت پر ٹوٹنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

جناب والا! ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے صوبائی حکومت کو ہدایت کریں کہ وہ خواجہ ریاض محمود کی حاضری اس اجلاس میں یقینی بنائیں تاکہ وہ اپنے عوام کی ' اپنے حلقہ نیابت کی بھرپور نمائندگی کا حق ادا کر سکیں۔ ہم آپ سے یہ نہیں چاہتے کہ ان کے خلاف جو جھوٹے مقدمات درج کیے گئے ہیں ان میں کوئی رعایت دی جائے۔ ہم کوئی رعایت نہیں چاہتے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ خواجہ ریاض محمود کو اپنے آئینی اور قانونی استحقاق کے مطابق اجلاس میں شرکت کی اجازت دی جانی چاہیے اور آپ کو اپنا بھرپور اختیار استعمال کر کے ان کی حاضری کو یقینی بنانا چاہیے۔ کیونکہ آزادی تحریر و تقریر' آزادی اجتماع اور عوام کی نمائندگی کا استحقاق دستور کی طرف سے ایک مقدس ضمانت کی حیثیت رکھتا ہے اور اس ضمانت کی حفاظت آپ نے کرنی ہے۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیے۔ آپ نے اپنا پوائنٹ واضح کیا ہے۔ آپ کا خط بھی مجھے ملا ہے۔ یہ مسئلہ پہلے بھی اس ایوان میں زیر بحث آتا رہا ہے۔ میرے رولز اینڈ ریگولیشن جو اس اسمبلی کے لیے موجود ہیں ان میں میرے پاس کوئی ایسا اختیار نہیں ہے جس کے تحت میں ایک ایسے رکن کے لیے جس

پر کریمینل چارجز ہوں اس کے بارے میں حکومت کو لکھ سکوں یا کہہ سکوں کہ اسے یہاں اسمبلی میں لایا جائے۔ detention کے معاملے میں ایسا ہوتا ہے کہ چودہ دن پہلے تک کسی ممبر کو detain نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ detention کا معاملہ بھی نہیں ہے۔ یہ معاملہ ایسا ہے کہ وہ ضمانت پر تھے۔ عدالت نے ان کی ضمانت کینسل کی ہے اور اس میں' میں بطور سپیکر جو اپنے قاعدے قوانین کے مطابق ہی چل سکتا ہے مجبور ہوں اور میں اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، جناب مولانا عارف صاحب!

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری ، جناب سپیکر! میں یہ شعر آپ کی نذر کرنا چاہتا ہوں کہ ---

نہ سوال وصل ' نہ عرض غم ' نہ حکایتیں ' نہ شکایتیں
تیرے عہد میں دلِ زار کے سبھی اختیار چلے گئے

معزز ممبران اپوزیشن ، واہ واہ ۔

جناب سپیکر ، مہربانی ۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! ---

جناب سپیکر ، جی ۔ جناب قائد حزب اختلاف!

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! افسوس یہ ہے کہ جس شخص نے ایف۔ آئی۔ آر درج کرائی ہے ' جو مدعی ہے ' اس نے عدالت میں کھڑے ہو کر یہ بیان دیا کہ مجھ سے پولیس نے زبردستی ' دھمکی سے اور مجھ پر ناجائز مقدمات بنانے کا جو پریشر تھا اس کی بناء پر یہ دستخط کرائے ہیں۔ میں withdraw کر رہا ہوں۔ میں لکھ کر بھی دے رہا ہوں۔ میں affidavit بھی دے رہا ہوں۔ اس کے باوجود ان کی ضمانت کینسل ہوئی ۔ بہرحال وہ عدالتی مسئلہ ہے۔ لیکن آپ کی اس رولنگ پر ہم احتجاج کرتے ہیں اور علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں کیونکہ جناب سپیکر ! یہ زیادتیاں اب دوبارہ شروع ہو چکی ہیں اور ہوتی رہیں گی اور ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اس زیادتی کے حصے دار نہ بنیں۔ ہماری آپ سے بھی یہی گزارش تھی کہ آپ بھی حصے دار نہ بنیں۔ کچھ نہ کچھ اس ہاؤس کے تقدس کے لیے اور ہمارے استحقاق کے لئے کریں۔ اس بناء پر ہم علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر معزز ممبران حزب اختلاف معزز ایوان سے علامتی واک آؤٹ کر گئے)

میاں منظور احمد موہل ، جناب سپیکر! اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی ہے تو میری استدعا ہے کہ دو فاضل اراکین کو بھیجا جائے کہ وہ ان کو منا کر لائیں۔

جناب سپیکر : محترم شاہنواز چیمہ صاحب اور لنگڑیال صاحب ' آپ دونوں جائیں---

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف خود ہی علامتی واک آؤٹ ختم کر کے معزز ایوان میں تشریف لے آئے)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر ، وہ تشریف لے ہی آئے ہیں۔ مہربانی فرمائی۔ چلیے۔ اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ جناب شاہد ریاض ستی صاحب کی ایک تحریک استحقاق عرصے سے چل رہی ہے جس کا جواب اس وقت کے وزیر بلدیات جناب ناظم حسین شاہ صاحب نے دینا تھا۔ اگرچہ اب وہ وزیر بلدیات نہیں رہے لیکن اب بطور ممبر اگر وہ جواب دینا چاہیں یا لاء منسٹر صاحب جواب دینا چاہیں تو---

راجہ محمد بشارت ، پوائنٹ آف آرڈر ---

جناب سپیکر ، جی فرمائیے۔

راجہ محمد بشارت ، جناب سپیکر ! شاہد ریاض ستی صاحب سے میری آج فون پر بات ہوئی ہے۔ وہ اسلام آباد میں ہیں اور آج چونکہ اسلام آباد ایئرپورٹ بند تھا۔ انھوں نے مجھ سے request کی تھی کہ اگر میری تحریک استحقاق آئے تو مہربانی فرما کر اس کو پینڈ فرما دیا جائے۔

جناب سپیکر ، تو اسے کل کے لیے پینڈ کر لیتے ہیں تاکہ شاہد ریاض ستی صاحب بھی آ جائیں۔ لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون ، جی درست ہے۔

جناب سپیکر ، اگلی تحریک استحقاق ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب کی ہے جو ایک عرصے سے پینڈ چلی آتی ہے۔ ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب ' اس سلسلے میں آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ پچھلے دنوں جو دفعہ ۲۳۴ لگائی گئی ' وزراء کرام برطرف کیے گئے اور نئے وزراء کرام آئے میں یہ کہوں گا کہ اس کو اگلے اجلاس تک

defer کر دیا جائے اگر نئے وزیر قانون سے بات کرنے سے مسئلہ حل ہو گیا تو ٹھیک ورنہ پھر اسے لے آئیں گے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس کی تازہ ترین صورت حال کیا ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! اس میں دوسرے پوائنٹس کے علاوہ یہ مسئلہ عدالت میں جا چکا ہے اور عدالت عالیہ میں اس کی تاریخ ۱۷۔ اکتوبر ہے جب کوئی معاملہ عدالت میں ہو تو اس پر کوئی بحث نہیں ہو سکتی اور نہ ہی یہ ایوان اس میں کوئی مداخلت کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ بڑی دیر سے pend چلی آ رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب اس کو ختم کریں اور عدالت کے فیصلے کے بعد اگر کوئی تازہ ترین صورت حال ہو گی تو آپ اسے دوبارہ دیکھ لیجیے گا اسے پھر entertain کر لیں گے۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: جناب والا! میری جو تحریک استحقاق ہے اس کا عدالت عالیہ سے اس لیے تعلق نہیں ہے کہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری نے زیادتی کی ہے اور اس زیادتی کا ازالہ کرنے کے لیے مجھے یقین دہانی کرائی گئی تھی۔ اب میرے معاملے اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری کے معاملے کا عدالت سے کوئی تعلق نہیں۔ جہاں تک مکان کی الاٹمنٹ کا تعلق ہے اس کا فیصلہ عدالت کرے گی۔

دوسری صورت میں میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جب میں ایک لیٹر ۱۵ تاریخ کو دے رہا ہوں وہ ۱۸ تاریخ کو cancellation کے آرڈرز جاری کر رہے ہیں جو بدنیتی پر مبنی تھے اس لیے میری یہ استدعا ہو گی کہ میری تحریک استحقاق کو آپ منظور فرمائیں تاکہ کمیٹی کے اندر اس کا فیصلہ ہو جائے۔ اس معاملے کو اگر وہاں تک جدا جدا کرنا ہے تو ٹھیک ہے جہاں تک مکان کی الاٹمنٹ کا مسئلہ ہے اس کا عدالت فیصلہ کرے اور چیف سیکرٹری نے بدنیتی پر جو کچھ کیا اور آپ نے اور سابقہ وزیر قانون صاحب نے interfere کیا کہ ہم اس زیادتی کو rectify کریں گے اس کے نتیجے پر میں نے زور نہیں دیا۔ تو جناب والا! میری یہ استدعا ہے کہ اس کو admit کیا جائے اور کمیٹی پھر سارے مسئلے کو دیکھ لے گی۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! اس کی دونوں باتیں ایک ہی چیز میں درج ہیں یہ ایک ہی تحریک استحقاق ہے۔ اگر آپ حکم کریں تو میں اس کو پڑھ دوں اس میں چیف سیکرٹری کی زیادتی کا کوئی تعلق نہیں

جس سے معزز ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہو ۔

جناب سپیکر ، نہیں اس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب اور ڈپٹی سیکرٹری (ویلفیئر) صاحب نے نہ صرف بدنیتی من مانی اور میرٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے۔۔۔ آپ کے خلاف تو انہوں نے کچھ نہیں کیا۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، جناب والا ! میں نے جا کر ان کو ایک ڈائریکٹیو دیا۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ مکان مسز نزہت گیلانی کو ملنا چاہیے اور یہ ڈائریکٹو میں ۱۵ تاریخ کو جا کر دے رہا ہوں اس سے پیشتر انہوں نے جو مکان نمبر ۴۰ ۔ ڈی الاٹ کیا تھا وہ بھی ۱۸ تاریخ کو کینسل کر دیا۔ جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی ممبر جب صحیح کام ے کر جائے اور استحقاق یا جو چیز کسی کو الاٹ ہوئی ہو وہ اسے بھی کینسل کرا کر لوٹ آئے تو کیا یہ ہمارا استحقاق مجروح کرنے کے مترادف ہے یا نہیں ہے۔ تو یہ انہوں نے کیا ایکشن لیا ہے ۔ یعنی مجھے سبق سکھایا گیا ہے کہ O.K. آپ کے لیے ایم۔پی۔اے صاحب گئے ہیں اور ہم نے آپ کو جو بری یا بھلی رعایت دی ہوئی تھی چاہے effective تھی یا non-effective تھی اسے بھی ہم withdraw کر رہے ہیں تو جناب والا ! یہ میرے اوپر احسان ہوا ہے لہذا میں اس کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ یہ ایکشن بدنیتی پر مبنی ہے۔ آپ ایک چیز الاٹ کر رہے ہیں دوسرے لمحے اگر کسی ایم۔پی۔اے نے جا کر اس کی یقین دہانی کرا دی ہے تو آپ نے اسے withdraw کر لیا جناب یہ زیادتی ہوئی ہے۔ یہ میرے ساتھ بھی زیادتی ہے اور اس خاتون پروفیسر کے ساتھ بھی زیادتی ہے جس کو ایک سال سے مکان الاٹ کیا گیا ہے لیکن ہماری سابقہ یا موجودہ حکومت کا کیا حشر ہو گا یہ تو بعد میں دیکھیں گے کہ ایک ڈی ۔ سی ۔ یہاں سے لودھراں جا چکا ہے اور وہ دو سال سے وہاں پر مقیم ہے مگر اس نے یہاں پر اس مکان پر قبضہ کیا ہوا ہے میں باتوں کو نہیں کھولنا چاہتا تھا لیکن اگر آپ سننا چاہتے ہیں تو سنیئے ۔ وہ لودھراں میں دو سال سے ڈی۔سی شپ کر رہا ہے اور موجودہ انتظامیہ سابقہ حکمران یہ سب لوگ اس کا کچھ نہیں بگاڑ پا رہے اس سے مکان تک خالی نہیں کروا رہے۔

جناب سپیکر ، ڈاکٹر صاحب! میری بات سنیئے۔ اس ملک میں اس صوبے میں پتا نہیں کہ کتنی باتیں کہاں کہاں ہو رہی ہیں۔ لیکن آپ کا جو استحقاق ہے اس کا مسئلہ تو یہ نہیں ہے۔ یہ تو پتا نہیں کہ اس ملک میں کس کس کا استحقاق کس کس کے ہاتھوں مجروح ہو رہا ہے۔ آپ کا اس میں کیا مسئلہ ہے؟

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب والا! اس میں میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں اگر کسی مصیبت زدہ یا کسی مظلوم کی آواز لے کر جاتا ہوں تو بجائے اس کے کہ میں اس کی مدد کرا کے لوٹوں الٹا اس کے الاٹمنٹ آرڈر کینسل کرا کے لوٹا ہوں یہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ لہٰذا اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا بطور ممبران کے استحقاق ہے تو پھر آپ جو سلوک کرنا چاہتے ہیں کر لیجیے۔ میرے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے کہ ۱۵ تاریخ کو میں نے جا کر وہ ڈائریکٹو دیا ہے اور ۱۸ تاریخ کو پچھلے آرڈرز بھی کینسل کر دیے گئے میرا استحقاق یہاں مجروح ہوا ہے

وزیر قانون ، جناب والا! میں یہاں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ اس وقت sub-judice ہے اور زیادتی یا اس میں جو بھی مسائل ہوئے ہیں یہ سب عدالت میں موجود ہیں ان پر ہم بحث کر کے عدالت کے فیصلے کو prejudice کریں گے ۔ یا تو یہ معاملہ عدالت میں نہ ہوتا تو پھر جیسے ڈاکٹر صاحب فرما رہے ہیں ہم اس پر بحث کر سکتے تھے مگر اب جب تک یہ مسئلہ عدالت میں ہے ہم اس پر بحث نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر ، وزیر قانون صاحب ! ہم ایسا کرتے ہیں ۱۷ تاریخ تک جب تک عدالت کا فیصلہ نہیں آ جاتا ہم اس وقت تک اسے یہاں take up نہیں کریں گے اسے pend رہنے دیتے ہیں ۔

وزیر قانون ، ٹھیک ہے ۔

جناب سپیکر ، یہ پہلے بھی چلی آئی ہے عدالت کے فیصلے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی کیا پوزیشن ہے فی الحال ہم اسے pend کرتے ہیں ۔

اگلی تحریک استحقاق جناب ایس ۔ اے حمید صاحب کی ہے۔ انہوں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ میں ایس۔ اے حمید ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب اپنی تحریک استحقاق جو کہ پی۔ آئی۔اے کے عملے کے خلاف ۴ ستمبر ۱۹۹۵ء کی فلائٹ ۲۸۱ ۔ پی کے' کے بارے میں دائر کی تھی اسے اس اعتماد کے ساتھ واپس لے رہا ہوں کہ پی۔ آئی۔اے کے عملے نے معذرت کے ساتھ یقین دہانی کرائی ہے کہ آئندہ اس قسم کی کوتاہی کسی معزز ممبر صوبائی اسمبلی کے ساتھ نہیں برتی جائے گی۔ انہوں نے چونکہ یہ واپس لے لی ہے لہٰذا اب اسے ہم ختم کرتے ہیں ۔

ملک نعیم الدین خالد صاحب کی تحریک استحقاق ہے یہ تشریف رکھتے ہیں۔ یہ تشریف نہیں رکھتے۔ ان کو کل تک دیکھ لیتے ہیں اگر وہ تشریف لے آئے ۔

جی سردارحسن اختر موکل صاحب! جناب آپ کی تحریک استحقاق ہے کیا آپ اسے پڑھنا چاہیں گے؟

تحصیل دار چونیاں کی جانب سے اراکین اسمبلی کے بارے میں غلط ریمارکس

سردارحسن اختر موکل ۔ جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۹۵ء کو تقریباً ایک بجے دوپہرتحصیلدار چونیاں رانا شبیر کے دفتر میں اپنے ایک عزیز کے کام کے سلسلہ میں گیا تحصیلدار مذکور نے اشاروں کنایوں سے رشوت طلب کی جس پر میں نے تحصیلدار مذکور کو بتایا کہ قانونی طور پر وہ ایسا نہیں کر سکتا ــــــ

راؤ عبدالقیوم خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب مذکورتحصیلدار نے رشوت طلب کی ہے رشوت کی کوئی بات کی ہے؟

جناب سپیکر ۔ آپ کا اس سے کیا تعلق ہے؟

راؤ عبدالقیوم خان ۔ جناب والا! میرا حلقہ ہے میں وہاں کا ایم ۔ پی ۔ اے ہوں۔

جناب سپیکر ۔ اچھا انہیں بات تو کرنے دیجیے ــــــ جناب سردار صاحب!

سردار حسن اختر موکل ۔ جس پر میں نے تحصیلدار کو بتایا کہ قانونی طور پر وہ ایسا نہیں کر سکتا میری اس بات پرتحصیلدار نے نہ صرف اراکین قومی و صوبائی اسمبلی بلکہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ذات پر بھی رکیک حملے کئے ۔ ایسی نازیبا باتیں کیں کہ جن کو دہرانا بھی اخلاقی طور پر مناسب نہ ہے ۔ نیز دیگر معزز اراکین پنجاب اسمبلی کے متعلق بھی سخت نازیبا الفاظ کہے ۔ مجھے آفس سے باہر نکل جانے کے لیے کہا ۔ اس واقعہ سے نہ صرف میرا بلکہ سارے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری گزارش ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

جناب سپیکر، جی ۔ Short statement if any

سردار حسن اختر موکل ۔ جناب والا! جس طرح سائنس فاصلوں کو کھا چکی شہروں کی تہذیب نے دیہاتوں کی سادگی کو نگل لیا افسوس ناک پہلو یہ ہے اور بدقسمتی کا ایک عنصر بھی ہے کہ چونکہ ملک میں کافی عرصے سے سیاسی استحکام نہیں رہا آج ہم اس جگہ پر آ گئے کہ جہاں تحصیلدار رینک کے لوگ

بھی اپنے آپ کو اراکین اسمبلی سے بھی بہت اونچی شے سمجھنے لگے۔ ایوان کو یہ پتا چل جائے کہ میرے ایک عزیز کا انتقال تھا جس کو چونیاں کی سول کورٹ نے ڈگری کیا ہوا تھا کہ انتقال فوری طور پر کیا جائے ۔ اور اس میں لیت و لعل ہو رہی تھی ۔ اس سے چند دن پہلے ایک ایسے ہی انتقال کے سلسلہ میں تحصیلدار چونیاں چالیس ہزار روپے لے چکے تھے ۔ وہ آدمی جب میرے پاس آیا تو میں نے کہا کہ یہ آپ نے کیا حرکت کی ہے ۔ تو فرمانے لگے آدمی کو بھیج دو میں پیسے واپس کرتا ہوں اور انتقال بھی کرتا ہوں ۔ لیکن جب آدمی گیا تو اسی دوران کسی سے کہلوا کے اس کا سٹے آرڈر دلوا دیا۔ بعینہ یہ میرے عزیز جن کا انتقال سول کورٹ نے ڈگری کیا ہوا تھا وہ لیت و لعل جب کر رہے تھے تو میں ان کے پاس گیا۔ ایک نہیں ہزاروں کام ہوتے ہیں ۔ جہاں پر انصاف کا خون کیا جا رہا ہو وہاں پہ عوام کے لیے نمائندگان کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ انصاف کے لیے ہر جگہ پر جا کر جدو جہد کریں۔ جب میں واپس وہاں پہ گیا ۔ شاید یہ آپ سمجھیں کہ غیر متعلقہ بات ہے ۔ اگر غیر متعلقہ ہو تو میں معذرت کے ساتھ اسے واپس لے لوں گا۔ لیکن وہاں پہ کچھ حالات ایسے ہو چکے ہیں کہ تحصیل چونیاں میں جونہی آپ داخل ہوں آپ کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ تحصیل چونیاں نہیں بلکہ راجستھان بنا ہوا ہے ۔ وہاں پہ چن چن کے ایسے لوگ لگائے گئے ہیں۔ ڈی ایس پی رانا بشیر ' مجسٹریٹ رانا نصر اللہ ' تحصیلدار رانا شبیر سی او رانا افضل اور جناب والا ! اسی طرح یہ ساری چین چلتی ہے ۔ وہاں پہ کوئی شریف شہری چلا جائے تو یا وہ پیسوں سے جھولیاں بھر کر جائے تو بات سنی جاتی ہے ورنہ نہیں۔ ہر حال میں بات مختصر کرتا ہوں۔ کبھی کہتے ہیں کہ گرداور کو بلائیں گے ' گرداور سے بات کرتے ہیں۔ گرداور کو بلانے کے لیے چپراسی بھیجا' وہ ساتھ بیٹھا ہوا تھا ۔ اس نے انکار کر دیا ۔ اس نے کہا یہ میرا کام ہے ۔ میں دیکھوں گا کہ میں نے کیا کرنا ہے ۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ انچارج تحصیلدار ہیں ۔تو کہنے لگے کہ دیکھیں یہاں پہ ہم بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ہمارے بھی بچوں کا مسئلہ ہوتا ہے ۔ میں نے کہا کہ آپ رشوت چاہتے ہیں۔ کہنے لگے جس کو آپ رشوت کہتے ہیں اسے آج کل بخشش کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر تمہارے ذہن میں ایسی بات ہے تو میں یہ کبھی نہیں ہونے دوں گا۔ جناب والا ! میں پھر حلفاً بیان کرتا ہوں کہ اس پر اس تحصیلدار نے وزیر اعلیٰ پنجاب' ایک معزز رکن جو آج وزیر بھی ہیں۔ ان کا نام لے کر اس کے علاوہ قومی اسمبلی کے کچھ اراکین کا نام لے کر اور ہمارے پنجاب اسمبلی کے کچھ اراکین کا نام لے کر ان کے بارے میں اس نے جو ریمارکس دیے ان کو یہاں کہتے ہوئے مجھے شرم

محسوس کرتا ہوں ۔ خدا کی قسم قانون ہاتھ میں لینے کی پابندی نہ ہوتی تو میں قانون کو ضرور ہاتھ میں لیتا ۔ لیکن قانون ساز ادارے کا رکن ہونے کی حیثیت سے یہ میں نے برداشت کیا اور ان صاحب نے مجھ سے کہا کہ ٹھیک ہے اگر آپ یہ کرسکتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ آپ تشریف لے جائیں۔ جناب والا! میں اس ایوان کے سامنے عرض کروں گا کہ اس حرکت سے اور اس کی ان باتوں سے نہ صرف میرا بلکہ پورے اراکین پنجاب اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ میری یہ گزارش ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: مہربانی جناب وزیر قانون !

وزیر قانون: اس سلسلہ میں میری دو گزارشات ہیں۔ سب سے پہلے تو میں اپنے معزز بھائی سردار حسن اختر موکل صاحب سے یہ توقع نہیں کرتا تھا کہ اگر اراکین اسمبلی یا ان کے متعلق کوئی ایسی بات ان کے سامنے کی گئی ہو تو وہ ویسے ہی چلے آئے ہوں ۔

جناب سپیکر: پھر انہیں کیا کرنا چاہیے تھا؟

وزیر قانون: مجھے ان سے یہ شکایت ہے کہ اگر کوئی ایسی بات ہوئی ہے تو انھوں نے اس کا ادھر ہی نوٹس کیوں نہیں لیا۔ جہاں تک ان کی اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے۔ یہ مجھے آج ہی ملی ہے۔ اور آج چونکہ چھٹی کا دن تھا ۔ اس کے باوجود ہم نے بہت کوشش کی ہے کہ انتظامیہ یا ڈپٹی کمشنر یا اسے سی کوئی مل جائے اور اس کی پوری رپورٹ مجھے مل جائے۔ وہ آج ممکن نہیں ہو سکا ممبر بورڈ آف ریونیو بھی یہاں تشریف لے آئے تھے۔ وہ بھی پوری کوشش کرتے رہے ۔ میری یہ گزارش ہے کہ اسے کل تک موخر کر دیا جائے ۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ آج تو شام کا اجلاس ہے اور کل صبح کا اجلاس ہے۔ تو کیا کل صبح صبح آپ معلومات لے لیں گے ۔

وزیر قانون: ہم آج ہی کوشش کر رہے ہیں کہ ساری معلومات مل جائیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ سردار صاحب وزیر قانون کی اس بات سے اتفاق کریں گے۔

سردار حسن اختر موکل: جناب والا ! مجھے اس بات پہ اعتراض نہیں ہے ۔ ویسے مجھے خوشی ہے کہ میں ایوان کو گواہ بنا کر یہ بات عرض کرتا ہوں کہ آئندہ اگر کسی نے یہ جرأت کی تو انشاء اللہ العزیز

وزیر قانون صاحب آپ کو کھڑاک سنائی دے گا۔ اور میں یہ توقع کرتا ہوں کہ وزیر قانون اس وقت تک اسی مقدس ایوان کے فلور پر میری حمایت کریں گے۔

راؤ عبدالقیوم خان: جناب والا! جو کچھ سردار صاحب فرما رہے تھے یہ سب بات میرے نوٹس میں ہے۔ یہ وہاں تشریف لے گئے۔ تحصیلدار نے انھیں چائے پانی کا کہا۔

سردار حسن اختر موکل: آپ تحصیلدار ہیں۔

راؤ عبدالقیوم خان: مجھے پتا ہے کہ جو کچھ تحصیلدار نے کہا۔ آپ بھی تحصیلدار نہیں ہیں۔ آپ بھی ممبر ہیں۔ یہ آپ جو ایک غلط بات ایوان میں کر رہے ہیں۔ یہ بھی تو کوئی مناسب بات نہیں ہے۔ یہ وہاں تشریف لے گئے۔ ان کی جتنی بھی خدمت ہو سکتی تھی انھوں نے کی۔ ان کے ساتھ ایک آدمی تھا۔ اس نے کہا کہ تاریخ آنے والی ہے اس کے لیے مجھے معذرت کر لینے دیں۔ اس بات پر سردار صاحب اس کے گلے پڑ گئے۔ کہنے لگے تو نے میری بے عزتی کروائی ہے۔ تو نے request کیوں کی ہے۔ میں حلف دیتا ہوں کہ اگر کوئی رشوت کی بات ہوئی ہو یا رشوت کا کوئی مسئلہ ہو۔ اے سی صاحب کو بلا لیں۔ یہ قرآن اٹھا لیں۔ اگر انھوں نے رشوت دی ہے یا رشوت کی کوئی بات ہوئی ہے۔ پہلے لی ہو یا اس وقت مطالبہ کیا ہو---

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون نے یہ بات بھی سن لی ہے۔ امید ہے کہ کل جب وہ جواب دیں گے تو از راہ کرم سارے پہلوؤں پر بات کریں۔ اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔

چودھری اختر رسول: آپ نے اس بات کی رولنگ نہیں دی کہ یہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یا کوئی اور چیز بنتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

میاں عمران مسعود: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: جی فرمائیے!

میاں عمران مسعود: جناب والا! میں جناب نئے منتخب وزیر قانون کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے جو آج یہاں maiden performance دی ہے۔ ہمیں بڑی خوشی ہے کہ وہ ایوان میں اپنی performance بڑی ٹھیک دے رہے ہیں۔ اسی لائین میں مجھے ہراج صاحب کا چہرہ نظر آ رہا

ہے ۔ آگے چلیں تو عطا مانیکا نظر آ رہے ہیں' یہ نئے منتخب وزیر ہیں ۔ لیکن اگر ایک لائن پیچھے چلیں تو رانا آفتاب صاحب نظر آ رہے ہیں ' چیمہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ' ناظم شاہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ' لنیانہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب والا! یہ جتنے بھی نئے منتخب وزیر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ہم نے اخبار میں یہ پڑھا کہ یہ کرپٹ نہیں ہیں۔ یہ بڑے ایماندار اور پڑھے لکھے منسٹر ہیں ۔ لیکن گورنر صاحب کی ایک خبر تھی کہ ہم نے اس دفعہ کرپٹ منسٹر نہیں لیے ۔ لہٰذا اس کا مطلب یہ ہوا کہ پرانے جو منسٹر ہیں وہ کرپٹ ہیں' آیا وہ ان پڑھ تھے یا وہ ایماندار نہیں تھے۔ اگر ناظم شاہ صاحب یہاں خاموش بیٹھے ہوئے ہیں ان کی خاموشی بڑی معنی خیز ہے۔ جناب والا ! انھیں اٹھ کر یہاں بتانا چاہیے کہ وہ کرپٹ نہیں ہیں۔ وہ راشی نہیں ہیں ' وہ ایماندار ہیں۔ رانا آفتاب صاحب کو بتانا چاہیے' شاہنواز چیمہ صاحب کو یہ بتانا چاہیے۔ جناب والا ! یہ ہاؤس کے استحقاق کی بات ہے۔ یہ تمام ممبران ہیں۔ ان کا بڑا مقدس استحقاق ہے۔ He would not like that Governor should infringe their privilege. We are all members of this House, ہمیں گورنر صاحب کی اس خبر سے اختلاف ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ ناظم شاہ صاحب پنجاب کے شیر اور کبھی پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہونے والے یہاں اپنی صفائی پیش کریں شکریہ !

جناب سپیکر: جناب ناظم شاہ صاحب !

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! نکتہ ذاتی وضاحت ۔

جناب سپیکر: جی' سید ناظم حسین شاہ صاحب ۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سید ناظم حسین شاہ صاحب نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتے ہیں ۔

وزیر قانون: جناب والا ! میں ان سے پہلے بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر: سید ناظم حسین شاہ صاحب میرے خیال میں پہلے وزیر قانون کی بات سن لیتے ہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی میاں محمد افضل حیات صاحب وزیر ہیں اور ان کا prerogative مجھ سے پہلے ہے ۔ لیکن ان کے بعد پھر مجھے نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنے کا موقع دیا جائے کیونکہ میرا نام لیا گیا ہے ۔

، سپیکر: بہت اچھی بات ہے آپ کو وزیر قانون کے بعد موقع دیا جائے گا۔ جی وزیر قانون

ـا!

قانون: جناب والا! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گورنر صاحب کا conduct یا ان کی statement یہاں پر discuss نہیں ہو سکتیں۔

، سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی سید ناظم حسین شاہ صاحب!

ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کی بات سن نہیں سکا۔ انھوں نے کیا

ہے؟

، سپیکر: انھوں نے فرمایا ہے کہ گورنر صاحب کی statement زیر بحث نہیں آ سکتی۔

ناظم حسین شاہ۔ ہاں آئینی طور پر یہ بالکل ٹھیک ہے۔ آزادی کا مطلب آپ بھی جانتے ہیں میں سمجھتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ ان کا conduct زیر بحث نہیں لایا جا سکتا مگر جب کسی کے حقوق کہ ڈالا جائے تو اس کو self defence کا حق حاصل ہوتا ہے۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میرے بھائی نے جو بات کی ہے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ تاریخ جبر کے ، بڑے انسانوں کو بعض اوقات تلخ حقائق قبول کرنے پڑتے ہیں کیونکہ جو سپاہی میدان میں سب ں کے ساتھ لڑتا ہے اس کی لاش تو ہمیشہ میدان کی زینت بنتی ہے اور بہت کم خوش قسمت ، ایسے ہوتے ہیں کہ جنھیں کفن نصیب ہوتا ہو اور جو جرنیل سب سے پیچھے کھڑا ہوتا ہے فتح کے ں اس کو ملتے ہیں۔ تو اس لیے یہ ایک تاریخ کا جبر ہے۔ جناب والا! وہ ورکر ورکر ہی نہیں ہوتا نے مفادات کو سامنے رکھتا ہے۔ ہمیشہ اپنے ذاتی مفادات کو ختم کر کے قومی مفادات کو ترجیح دی ہے، پھر وہ جنگ جیتی جاتی ہے۔ جب تک کوئی انسان اپنی ذاتی خواہشات کو قربان نہ کرے تو ں بھی قومی مفادات کا تحفظ نہیں ہو سکتا۔ لیڈر کی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں اور وہ ورکر ورکر ہی نہیں جو اپنی خواہشات کو لیڈر کی ترجیحات پر قربان نہ کرے۔ جو حزب اختلاف کی طرف بیٹھے ہیں ان بھی لیڈر ہیں، ہماری بھی لیڈر ہیں۔ یہ لیڈر کی ترجیحات کا مسئلہ ہے کہ انھوں نے مجھے وزیر بنایا یا نہیں بنایا۔ باقی جہاں تک کرپشن کی بات ہے اس سلسلے میں، میں یہاں پر آپ کی وساطت ، یہ درخواست کروں گا کہ جناب والا! کسی قوم کی بدقسمتی اس وقت شروع ہوتی ہے، قومیں اس

وقت ختم ہوتی ہیں جب وہ بے حسی کی زندگی قبول کر لیں، جب ان میں accountability ختم ہو جائے، جب ان میں حساب کتاب ختم ہو جائے۔ جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ ہم بالکل اس ہاؤس کے سامنے ہیں۔ میں نے گناہ کیا ہے پہلے سال بھی جب self - collection تھی اس وقت بھی تقریباً 70 کروڑ روپے بلدیات کی انکم میں اضافہ ہوا۔ اس دفعہ بھی لاہور کا ضلع اس چیز کا گواہ ہے، رشید بھٹی صاحب بیٹھے ہیں، یہ کمیٹی کے ممبر تھے، ادھر گھرکی صاحب بیٹھے ہیں یہ بھی ممبر تھے کہ ساڑھے سات کروڑ سے 38 کروڑ میں گیا ہے۔ شیخوپورہ کا پونے نو سے پونے بارہ پر گیا ہے۔ اس طرح فیصل آباد میں 7 سے 16 پر گیا ہے۔ جناب والا! آپ یہ سارے calculate کرلیں تو یہ ایک بلین کے قریب زیادہ انکم ہوتی ہے---

جناب محمد اسحاق بچہ: جناب والا! جھوٹ ہے، جھوٹ ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا!! اگر یہ جھوٹ ہے تو سامنے آجائے گا آپ یہاں پر کمیٹی بنا دیں، انکوائری کروائیں اور اس حقیقت کو دیکھا جائے۔

(قطع کلامیاں)

جناب محمد اسحاق بچہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ پہلے ناظم حسین شاہ صاحب کی بات سن لیں پھر آپ کو موقع دیا جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! مجھے بات تو کرنے دیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ آپ اس ہاؤس کی ایک کمیٹی مقرر کر دیں۔ جناب سپیکر! کچھ لوگوں کی حیثیت صرف یہی ہوتی ہے کہ وہ خود نہیں بولتے بلکہ ان کو بلوایا جاتا ہے۔

سردار سکندر حیات خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں پہلے ہی نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کر رہا ہوں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ کچھ لوگوں کی حیثیت یہی ہوتی ہے کہ وہ خود نہیں بولتے بلکہ ان کو بلوایا جاتا ہے وہ اپنی بات نہیں کرتے بلکہ اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے بات کرتے ہیں۔ اس لیے جناب والا! میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ بے شک کمیٹی appoint کر دیں۔ اس سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی آپ

کے سامنے آ جائے گا اور پھر آپ اس بات کی بھی تحقیق کر سکتے ہیں کہ جس نے کرپشن کی ہو اس کو قرار واقعی سزا ضرور ملنی چاہیے ۔یہی میری استدعا ہے ۔

جناب محمد اسحاق بچہ ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے ۔

جناب محمد اسحاق بچہ ، جناب والا ! میں ابھی ابھی یہاں پر آیا ہوں ۔ میں نے جو باتیں یہاں سنی ہیں ان کے بارے میں آپ سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ناظم حسین شاہ صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہونا چاہیے ان کے دور میں تو نہ دودھ رہا ہے نہ پانی رہا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلے پر اپوزیشن کی طرف سے شیم شیم کا نعرہ لگایا گیا)

میں آج اس ہاؤس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس کرپشن کے ثبوت ہیں اگر آپ کہیں تو یہ ثبوت میں ابھی آپ کے چیمبر میں پیش کر سکتا ہوں ۔ گیارہ گریڈ کے آفیسر کو انھوں نے سترہ گریڈ میں لگایا ہوا ہے ' اٹھارہ گریڈ کے آفیسر کو سولہ گریڈ میں لگایا ہوا ہے ۔ ان کے زیر استعمال 35 گاڑیاں رہی ہیں ۔ آج بھی ان کے بیٹے کے پاس ایک گاڑی LOP-7389 موجود ہے ۔ مجھے بہت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو میں باتیں کہہ رہا ہوں وہ اپنی ہی پارٹی کے آدمی کے against کہہ رہا ہوں ۔ مجھے اس پر افسوس ہے لیکن جو حق کی بات ہے وہ میں ضرور کہوں گا ۔ آئندہ بھی کہتا رہوں گا۔ آپ کی بڑی مہربانی ۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب اختر رسول، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، اختر رسول صاحب سردار سکندر حیات صاحب پہلے کھڑے ہوئے ہیں اس لیے پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا ۔ آپ تشریف رکھیں میں بعد میں آپ کو موقع دوں گا ۔جی سردار سکندر حیات صاحب '

سردار سکندر حیات خان ، جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی سے درخواست کروں گا کہ انھوں نے particularly ایک انکوائری کمیٹی کا کہہ دیا ہے ۔لہٰذا اب آپ کے پاس بچہ صاحب اور

ناظم حسین شاہ صاحب آ جائیں گے آپ اس پر کمیٹی بنا دیجیے گا۔ لہذا آپ اس پر کمیٹی بنا دیں اور
س پر فیصلہ ہو جانے گا اب اس بات کو ختم کریں۔

جناب اختر رسول ، جناب سپیکر ! سید ناظم حسین شاہ صاحب کی بات اور محترم اسحاق بچہ صاحب کی
ات اب اس قوم کی امانت بن چکی ہے۔ اب یہ آپ کے چیمبر میں نہیں بلکہ آپ اس ایوان کی ایک
کمیٹی بنائیں جس میں بچہ صاحب کو بھی ممبر رکھیں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ الگ کیا جا
سکے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا ! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ ذرا تشریف رکھیں ۔ پہلے آپ سب معزز ممبران میری بات سنیں کیونکہ
یک وضاحت ضروری ہے۔ گورنر صاحب کی طرف سے یہ statement جس کا ذکر آ رہا ہے اس کی انہوں
نے ہمیں بھی ایک کاپی بھیجی ہے کہ یہ جو ان کے بارے میں اس طرح کا بیان چھپا ہے کہ کون سے
وزیر رکھے گئے ہیں' جو بددیانت ہیں یا نہیں۔ انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی اور انہوں نے جو
correct position ہے وہ بیان کی ہے۔ میں اسے پڑھتا ہوں ،

The correct facts are that a journalist had asked the Governor at the swearing ceremony of the Ministers on September 26 that if the declaration of the President of Pakistan on the inclusion of only the honest ministers in future in the provincial cabinet has been and will be observed In response to the question the Governor had enquired if there were any question about the integrity of any one of the ministers who has just been sworn in the Governor made further comment it could not have been interpreted to reflect integrity or lack of integrity of ministers included in the earlier cabinet.

میں سمجھتا ہوں کہ اس وضاحت کے بعد جہاں تک گورنر صاحب کے اس بیان کا تعلق ہے
س پر تو بحث نہیں ہو سکتی اور نہ ضرورت ہے ۔ لیکن چونکہ محترم شاہ صاحب نے اس ہاؤس میں ایک

بیان دیا ہے اور اس کے بعد اس پر ایک اور معزز ممبر نے بھی بات کی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان تمام معاملات پر ہاؤس میں already پبلک اکاؤنٹس کمیٹیز موجود ہیں ۔(حزب اختلاف کی طرف سے آوازیں no , no) No نہیں' Yes اس لیے ان مسائل اور ان کی انکوائری بھی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے تحت ہو جائے گی ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں ۔

چودھری پرویز الہٰی ، جناب سپیکر ، میری یہ گزارش ہو گی کہ جس طرح آپ نے جناب محترم ناظم شاہ صاحب کی جو کہ سابقہ وزیر رہے ہیں گفتگو سنی ہے ۔ انھوں نے explanation دی ہے اسی طرح میری گزارش ہو گی کہ باقی وزرا جو حلف نہیں اٹھا سکے شاید وہ بھی ہاؤس میں اپنے بارے میں کچھ کہنا چاہیں تا کہ ان کی پوزیشن کلیئر ہو اور ویسے بھی انھیں on the floor of the House کہنا چاہیے ۔

جناب سپیکر ، جب گورنر صاحب نے یہ بات ہی نہیں کی تو میں نہیں سمجھتا کہ کسی کے لیے اس چیز کی ضرورت ہے ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، پوائنٹ آف آرڈر !

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر ، جی ڈاکٹر صاحب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں اس کے بعد شاہ صاحب آپ کی باری ہے ۔

(اس مرحلے پر ملک محمد اسحاق بچہ اور سید ناظم حسین شاہ کے درمیان تلخ کلامی ہوئی)

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا ! ناظم شاہ صاحب نے چاقو نکال لیا ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔ I call the House to order. اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔ سید عارف حسین بخاری صاحب ۔ بخاری صاحب آپ کی تحریک التوائے کار ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ، جناب والا ! میں نکتہ ذاتی وضاحت پہ بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، شاہ صاحب! میرا کام ہے ہاؤس کو آرڈر میں چلانا۔ اگر آپ یہ طریقہ کار اختیار کریں گے تو میں مجبور ہو جاؤں گا کہ ہاؤس کو بند کر دوں۔ (حزب اختلاف کی طرف سے آوازیں کر دیں) جی ہاں یہ بھی ضروری ہوتا ہے۔ اگر آپ اس ہاؤس کو آرڈر میں نہیں رکھیں گے تو ہاؤس بند کر دیا جائے گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر، جی فرمائیے جی سردار صاحب ! .I call the House to order

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا ! اگر ہاؤس in disorderly manner behave کر رہا ہو تو آپ ہاؤس کی کارروائی بند کر سکتے ہیں ختم کر سکتے ہیں یہ آپ کا حق ہے لیکن جناب سپیکر! اس طرف سے کوئی disorderly conduct نہیں ہو رہا۔ ایک سابق وزیر نے اپنی صفائی پیش کی اس پر انھیں کے ساتھی نے کچھ حقائق بیان کیے جو وہ کہتے ہیں کہ وہ حقائق ہیں ۔ اب وہ سابق وزیر صاحب اور ان کے درمیان بات تھی پھر انہی کی جماعت کے کچھ لوگ اپنے رکن کو چپ کرانے کے لیے اٹھے ہماری طرف سے کوئی بات نہیں ہوئی ۔ اگر disorderly behave کیا گیا ہے تو حکومتی بنچز کی طرف سے کیا گیا ہے ۔ اگر آپ کچھ کہنا چاہیں سمجھانا چاہیں یا ڈانٹنا بھی چاہیں تو اس طرف توجہ فرمایئے ہم نے کوئی disorderly behave نہیں کیا۔

جناب سپیکر، میں نے اس کی ذمہ داری کسی پر نہیں دھری۔ میں نے تو سارے ہاؤس کو مخاطب کر کے یہ بات کہی ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میں پھر یہی کہوں گا کہ آپ اس طرف مخاطب ہوا کریں جن کی طرف سے قصور ہو ۔

جناب سپیکر، جی، میں سب سے مخاطب ہوں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جب ہماری طرف سے ایسی بات ہوئی ہی نہیں ۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، جناب والا! یہ ہاؤس ہے ۔ یہ کوئی پان کی دکان تو نہیں ہے کہ آپ بند کر دیں گے۔ آپ نے کہا ہے کہ میں بند کر دوں گا ۔ بند تو پان کی دکان کی جاتی ہے کریانے کی دکان بند کی جاتی ہے ۔ یہ ہاؤس ہے اس کو بند نہیں کیا جاتا اسے ملتوی کیا جاتا ہے ۔

جناب سپیکر، جی ہاں ۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر !

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر، فرمائیے ۔

سید ظفر علی شاہ، کون جی؟

جناب سپیکر : جناب ظفر علی شاہ صاحب !

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ! میں جناب کی اجازت سے مفاد عامہ کی ایک قرار داد پیش کرنا چاہتا ہوں لیکن رول 92 میرے آڑے آ رہا ہے اس لیے آپ کی وساطت سے اور آپ کی اجازت سے رول 202 کو استعمال کر کے وہ قرار داد پیش کرنا چاہتا ہوں - میں اس کے بارے میں آپ کو تھوڑا سا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ پنجاب اسمبلی کا اجلاس وفاقی حکومت سے اور سنٹرل بورڈ آف ریونیو سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ----

جناب سپیکر : نہیں- آپ پہلے مجھے وہ قرار داد دکھائیں- آپ میری اجازت کے بغیر اسے پیش کیسے کر سکتے ہیں -

سید ظفر علی شاہ : میں پیش نہیں کر رہا- میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ میں پیش کیا کرنا چاہتا ہوں - آپ سمجھنے کی کوشش کریں -

جناب سپیکر : جب آپ اسے پیش کر دیں گے۔

سید ظفر علی شاہ : میں ہاؤس کو کیا بتاؤں کہ میں رول 202 کو کس لیے استعمال کرنا چاہتا ہوں - کیا آپ بات بھی نہیں کرنے دیتے۔ مجھے پتا ہے میں قرار داد پیش نہیں کر رہا- میں gist بتا رہا ہوں اور پھر ہاؤس کی مرضی ہو گی تو اجازت دے گا اگر نہیں ہو گی تو نہیں دے گا- جناب سپیکر! خدا کے لیے آپ بات کو سمجھنے کی کوشش کیا کریں - آپ اتنے منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں وزیر اعلیٰ آپ رہ چکے ہیں سپیکر آپ رہ چکے ہیں - آپ کو یہ تو بڑا نظر آ جاتا ہے کہ rudely جا رہا ہے اور آپ interrupt کر دیتے ہیں- جناب والا ! میں آپ کو آپ کی وساطت سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ مفاد عامہ کے سلسلے میں ایک قرار داد پیش کرنا چاہتا ہوں میں کر نہیں سکتا رول 92 میرے آڑے آ رہا ہے رول 202 کو استعمال کرنا چاہتا ہوں اور وہ مفاد عامہ کی بات کیا ہے میں وہ بتاؤں گا تو کوئی ہاں یا نہیں کرے گا ---

جناب سپیکر : نہیں - جب آپ کر نہیں سکتے تو اسے کر کیسے رہے ہیں ؟

سید ظفر علی شاہ : جناب والا ! میں یہی بات کر رہا ہوں - آپ کی وساطت سے کر رہا ہوں اور آپ کو بھی تو علم ہونا چاہیے کہ میں کرنا کیا چاہتا ہوں -

جناب سپیکر، مجھے پتا ہے کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں ۔

سید ظفر علی شاہ، آپ کو کیا پتا ہے؟ بڑا افسوس ہے ۔

جناب سپیکر، جی آپ تشریف رکھیں ۔

سید ظفر علی شاہ، میں کیا بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر، آپ ایک ایسی قرار داد پیش کرنا چاہتے ہیں جس کے لیے آپ نے کوئی نوٹس نہیں دیا اور مجھے اس کی consent نہیں چاہیے ۔

سید ظفر علی شاہ، میں کہڑے ان پڑھ سپیکر دے اگے پھس گیا آں اونے یار ۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! کوئی بھی چیز ------

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! بڑا افسوس ہے کہ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کی اسمبلی کا سپیکر پوائنٹ آف آرڈر سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا. It is shame for me not for you.

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! پہلے تو یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔ یہ بہت زیادتی ہے shame for me shame for you صلاحیت نہیں رکھتا یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب سپیکر، میں بھی ایک observation دینا چاہتا ہوں کہ جب اسمبلیوں کو ختم کرایا جاتا ہے تو اس سے پہلے یہی کچھ سپیکر کے ساتھ اور اس چیئر کے ساتھ کیا جاتا ہے ۔

(حزب اختلاف کی طرف سے آوازیں یہ آپ کر رہے ہیں)

جناب سپیکر، آپ جو کچھ کر رہے ہیں سپیکر اس ایوان کا حصہ ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! فاضل رکن ایک پڑھے لکھے رکن ہیں قرارداد یا کوئی چیز پیش کرنے کا ایک مخصوص طریقہ ہے اگر انہوں نے رول ۲۰۲ کے تحت کوئی رول معطل کروانا ہے تو وہ ابھی لکھ کر جناب کو دے دیں ۔ آپ کے علم میں آجائے گا کہ قرار داد کیا ہے؟ اور

اگر آپ مناسب سمجھیں گے تو پھر پیش ہو جائے گی ۔ ادھر لفظ سپیکر استعمال ہوا ہے ہاؤس کا لفظ استعمال نہیں ہوا ....

جناب سپیکر ، جی ہاں میں جانتا ہوں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! انہوں نے جناب کو لکھ کر دینا ہے ہاؤس میں بیان نہیں کرنا۔

جناب سپیکر ، جی ہاں میں اس کو جانتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! یہ بالکل غلط کہہ رہے ہیں اور یہ ساری بات ہی ان کی غلط تھی ۔

جناب سپیکر ، درست ہے ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے اور ان کا اعتراض غلط ہے ۔

سید ظفر علی شاہ ، او valid والا تہانوں سمجھ آ گیا اے ۔ میری گل تساں پوری سنی نہیں تے تہانوں سمجھ آ گئی اے ۔ جناب والا! میں مفاد عامہ کی بات کر رہا تھا .....

جناب سپیکر ، جی ہر چیز ہی مفاد عامہ میں ہے ۔ یہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں مفاد عامہ ہی میں تو ہے ؟

سید ظفر علی شاہ ، نہیں یہ آپ کے مفاد میں جا رہا ہے ۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر ، اب ہم تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں سید عارف حسین بخاری صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے ۔

جناب سپیکر ، میں نے انہیں کال کیا ہے میں انہیں موقع دینا چاہتا ہوں

سید عارف حسین بخاری ، جناب والا ! پہلے ہاؤس کو ان آرڈر کریں پھر میں اپنی تحریک پیش کروں گا۔

لاہور اسلام آباد موٹروے کے انڈر پاسوں میں پانی کا ٹھہراؤ

سید محمد عارف حسین بخاری ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور' اسلام آباد موٹروے سد سکندری کی طرح علاقہ کو تقسیم کرتی جاتی ہے۔ اس سے آر پار آمدورفت کا واحد ذریعہ انڈر پاس ہیں۔ جن میں سطح زمین سے گہرا ہونے کے باعث کئی کئی فٹ پانی

کھڑا ہے جس سے ان علاقوں کے عوام کو آمدورفت میں شدید مشکلات درپیش ہیں جبکہ برسات کے موسم میں وہاں آمدورفت ناممکن ہو جاتی ہے۔

پنجاب کے لاکھوں عوام جو موٹروے کے دونوں طرف آباد ہیں پریشان کن حالات سے دو چار ہیں لہذا متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون!

وزیر قانون ، جناب سپیکر! معزز رکن کی تحریک التوائے کار کا جو متن ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور واقعی عوام کو مشکلات ہیں لیکن سوال صرف اتنا ہے کہ یہ مسئلہ صوبائی حکومت کا نہیں ہے موٹر وے اور اس کے انڈر پاس نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے تحت آتے ہیں اس کے باوجود شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار آنے کے بعد محکمے نے تین دفعہ جن کی چٹھیوں کے ریکارڈ میرے پاس موجود ہیں۔ متعلقہ ہائی وے اتھارٹی کو لکھا جا چکا ہے کہ جتنا جلدی ممکن ہو سکے اس تکلیف کو دور کیا جائے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ بھی ہے کہ اس دفعہ غیر معمولی بارشیں ہوئی ہیں ۔ بہرحال صوبائی حکومت متعلقہ محکموں کو توجہ دلا رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ کام جلد مکمل ہو جائے گا۔ عوام کی مشکل بھی دور ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب آپ نے وزیر موصوف کی بات سنی

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! میں نے وزیر قانون صاحب کی وضاحت سن لی ہے۔ بے شک یہ وفاقی حکومت کا پراجیکٹ ہے لیکن جو سڑکیں اس کے نیچے سے گزرتی ہیں وہ ہماری پنجاب گورنمنٹ کی ملکیت ہیں۔ بیشتر سڑکیں وہ ہیں جو محکمہ ہائی وے کی ہیں۔ نیشنل ہائی وے کب ہماری بات سنے گا۔

تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود

جس وقت تک وہ ہمارے مرض کا دارو ڈھونڈیں گے اس وقت تک یہاں کیا صورت حال ہو گی؟ اس لیے میں چاہوں گا کہ جو سڑکیں پنجاب گورنمنٹ کی ملکیت ہیں ان کے لیے فی الفور کوئی لائحہ عمل بنا لیا جائے تاکہ وہاں پر پانی کا نکاس ہو اور آمد و رفت بحال ہو سکے ۔

وزیر قانون ، جناب والا! میں نے تو پہلے بھی عرض کیا ہے کہ وہ جو انڈر پاس ہیں وہ بھی موٹر وے سکیم کے تحت ہیں اور نیشنل ہائی وے اتھارٹی میں ہی آتے ہیں ۔ اور وہ زمین بھی نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے حاصل کی ہوئی ہے ۔ محکمہ مواصلات وتعمیرات کا کوئی کام نہیں ہے ۔ میں شاہ صاحب کو بار بار یقین دلا رہا ہوں کہ فنی لحاظ سے یہ تحریک التوائے کار ادھر پیش نہیں ہو سکتی تھی اس کے

باوجود ہم پوری کوشش کر رہے ہیں اور عوام کی یہ مشکل دور ہو جائے گی۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، جناب والا ! براہ کرم اس معاملے کو مواصلات و تعمیرات کی متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے ایک تو وہ وفاقی ادارہ سے رابطہ رکھیں گے اور اس کام میں کچھ تیزی بھی آ جائے گی اور اس کمیٹی کو کام بھی مل جائے گا۔ اس لیے اس کو آپ اس کمیٹی کے سپرد کر دیں وہ سلسلہ جنبانی کرتے رہیں اور یہ مسئلہ جلد حل ہو سکے۔

وزیر قانون ، جناب والا ! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ میں اس تحریک التوائے کار کو فنی اعتراضات لگا کر ختم کروا سکتا تھا لیکن چونکہ یہ ایک عوامی مسئلہ ہے اس لیے میں نے اس کی مخالفت نہیں کی ۔ جہاں تک سٹینڈ نگ کمیٹی کا مسئلہ ہے یہ وفاقی مسئلہ ہے اس لیے کمیٹی اس پر کوئی ایکشن نہیں لے سکتی ۔ لیکن چونکہ شاہ صاحب کا مسئلہ بڑا جائز ہے اور عوام کو اس سے تکلیف ضرور ہے اسی لیے میں اس پر فنی اعتراضات نہیں کر رہا۔ میں معزز رکن کو بار بار یقین دلا رہا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ جلد حل ہو جائے گا۔ وہ مجھ سے رابطہ قائم کریں میں بھی ان کے پاس حاضر ہونے کے لیے تیار ہوں اور اس تکلیف کو ہم مل بیٹھ کر دور کر لیں گے ۔

جناب سپیکر ، شاہ صاحب میرا خیال ہے کہ وزیر قانون صاحب نے اس مسئلے کو بڑی سنجیدگی کے ساتھ لیا ہے آپ ان کو موقع دیں اگر کوئی دقت پیش آئی تو پھر اس کو دیکھ لیں گے ۔

سید محمد عارف حسین بخاری، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر ، اس مسئلے کو dispose of تصور کیا جاتا ہے ۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 2 جناب ایس اے حمید' جناب ارشد عمران سلہری ۔ جناب عبید اللہ شیخ ۔

گنگا رام ہسپتال کی انتظامیہ کی غفلت اور بد عنوانی

جناب ایس اے حمید، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ گنگا رام ہسپتال لاہور میں انتظامیہ کی غفلت لاپرواہی اور لوٹ مار کا بازارگرم ہے جبکہ مریضوں کی شنوائی نہیں ہوتی۔ وارڈوں کے اکثر ایئرکنڈیشنر خراب پڑے ہیں مریض گرمی سے نڈھال ہو رہے ہیں جبکہ ایم ایس صاحب کے کمرہ میں 60 ہزار روپے کا سپیشل ایئرکنڈیشنر لگوایا گیا ہے۔ ایم ایس صاحب

نے خراب ایئر کنڈیشنروں کی مرمت پر لاکھوں روپے ظاہر کیے مگر بیشتر اے سی خراب ہی پڑے ہیں۔ ہسپتال میں چادریں ختم ہو چکی ہیں محکمہ کی ہدایت ہے کہ چادریں شاہدرہ کی سرکاری فیکٹری سے خریدی جائیں مگر ایم ایس صاحب ایسی جگہ سے خرید کرتے ہیں جہاں کمیشن زیادہ ملے۔ چنانچہ جو چادریں خریدی ہوئی ہیں وہ 110 روپے کی بجائے 180 روپے ظاہر کیے گئے ہیں۔ ہسپتال میں ہر طرف گندگی اور بدبو پھیل گئی ہے۔ ایم ایس صاحب نے دو لاکھ روپے کی فینائل اور پرفیوم لیکوئڈ ڈیٹرجنٹ منگوائی نہ جانے کہاں چلی گئی۔ لوکل پرچیز کے سلسلے میں کمیشن کا چکر چلتا ہے اور من پسند کے ٹھیکے داروں کو ٹھیکہ دیا جاتا ہے۔ خریدی جانے والی ادویات دکانداروں کو فروخت کر دی جاتی ہیں ڈسپنسری میں جان بچانے والی ادویات بلکہ ایک روپیہ کی سرنج تک نہیں ملتی۔ یہ واقعات قومی اخبارات میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون : جناب والا! اس تحریک التوائے کار میں کئی الزامات لگائے گئے ہیں اور یہ رپورٹ اخباری خبر پر مبنی ہے۔ میں ان کا الگ الگ جواب آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! اس سلسلے میں میری پہلی گزارش تو یہ ہے کہ اس تحریک میں کہا گیا ہے کہ اے سی کی مرمت پر لاکھوں روپے خرچ کیے گئے ہیں۔ جناب والا! اس ہسپتال میں ۲۰۰ اے سی موجود ہیں اور ان کی مرمت پر جو لاگت آئی ہے وہ ۶۲ ہزار ۴۰۰ روپے ہے اگر اس کا خرچہ فی اے سی کے حساب سے بھی نکالا جائے تو تقریباً دو سو روپے بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے پاور بریک ڈاؤن کی وجہ سے کئی دفعہ اے سی نے کام نہیں کیا یہ مشکل الگ ہے۔ اس وقت تقریباً سارے اے سی کام کر رہے ہیں۔ یہاں پر یہ بھی ذکر کیا گیا کہ ۶۰ ہزار روپے کا اے سی ایم ایس کے دفتر میں لگایا گیا۔ اس کے متعلق میری اتنی عرض ہے کہ یہ آج سے تین سال پہلے یہ اے سی ایم ایس کے دفتر میں لگایا گیا تھا۔ (شور۔۔۔ قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : جی. I call the House to order. لنگڑیال صاحب ذرا میری طرف دیکھیے' سردار صاحب آپ بھی مہربانی کیجیے' اس وقت تو آپ نے تحصیل دار کو کچھ نہیں کہا۔ بیچارے ممبران کو آپ تنگ کر رہے ہیں۔ آپ ذرا آرام سے بیٹھیں۔ اور لاء منسٹر صاحب کی بات سنیں۔

وزیر قانون : اس وقت وہ اے سی ۶۰ ہزار کا نہیں بلکہ ۳۰ ہزار روپے کا آیا تھا۔ کیونکہ ایم ایس کا دفتر ایک بڑا دفتر ہے۔ اور چاروں طرف سے دوسرے کمروں میں گھرا ہوا ہے۔ تو وہاں سپلٹ سسٹم لگایا گیا تھا

جو کہ دو ٹن کا تھا۔ آج سے تین سال پہلے جو موجودہ ایم ایس ہیں ان سے بہت پہلے یہ لگایا گیا تھا۔ اس کے بعد ایک دو ایم ایس اور بھی آچکے ہوں گے۔ اس وقت اس کی لاگت تقریباً ۲۰ ہزار روپے تھی۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب پیشتر اس کے کہ آپ آگے بڑھیں میں آپ کی تعریف کروں لگتا ہے آپ تو ماشاء اللہ پوری تیاری کرکے آئے ہیں۔

وزیر قانون، جی ہاں۔ اس کے علاوہ بیڈ شیٹس کی بات ہوئی ہے۔ ۵۵۰ بیڈ ہیں اور ساتھ ہی آپریشن ٹیبلز بھی ہیں ان کے لیے ۴ ہزار بیڈ شیٹس کی ضرورت ہے۔ اور بیڈ شیٹس صرف اور صرف شاہدرہ مل سے خریدی جاتی ہیں جو کہ محکمہ انڈسٹریز کے تحت ہے۔ یا سمال انڈسٹریز سے خریدی جاتی ہیں۔ کسی پرائیویٹ ادارے سے بیڈ شیٹس نہیں خریدی جاتیں۔۴ ہزار شیٹس کی ضرورت تھی۔ شاہدرہ مل کی یہ شرط ہے کہ ہمیں پہلے قیمت ادا کی جائے اس کے بعد وہ بیڈ شیٹس ایشو کرتے ہیں۔ اور صرف ۹۲۵ بیڈ شیٹس سپلائی کرسکے ہیں۔ دوسری بیڈ شیٹ سمال انڈسٹریز سے خریدی گئیں۔ کسی اور ادارے سے کوئی بیڈ شیٹس نہیں خریدی جاسکتی۔ اس کے علاوہ (لیکوئڈ ڈیٹر جینٹ) کی بات ہوئی ہے یہ دو لاکھ کا بہت بڑا ہسپتال ہے۔ یہ ادھر استعمال ہو رہی ہیں بلکہ اس وقت بھی جتنا سٹاک تھا وہ سارے کا سارا استعمال ہوچکا ہے۔ وسائل کے حساب سے چیزیں کم خریدی گئی ہیں اور اس کی ضرورت اس سے زیادہ تھی اس لیے اب وہاں پر اس کی کمی محسوس کی جارہی ہے۔ باقی لوکل پرچیز کی بات ہوئی ہے اس میں بھی ۶۰ فیصد پرچیز ز گورنمنٹ میڈیکل اسٹور سے ہوتی ہیں اور ۴۰ فیصد لوکل پرچیز ز ہوتی ہیں۔ ان کا سارا حساب کتاب چیک کیا جارہا ہے اگر کوئی کسی وقت کمی بیشی محسوس ہوئی تو ایوان میں پیش کردی جائے گی۔ یہ ساری چیزیں بالکل حقائق کے مطابق ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار ایک اخباری خبر کے اوپر منحصر تھی جس کی تردید بھی آچکی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کے بعد میرے محترم ممبران اس سے خاصے مطمئن ہوچکے ہوں گے اور اس کو پریس نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر، جی ایس اے حمید صاحب!

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! لاء منسٹر صاحب نے یہاں پر اس کی بڑی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ میں صرف ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ تو گنگا رام ہسپتال کی بات ہے۔ لاہور کا کوئی بھی سرکاری ہسپتال کیا وہاں پر ایمرجنسی میں کاٹن اور سرنج تک دستیاب ہے؟ لوکل پرچیز ز بھی ٹھیک کرتے ہوں گے، کمیشن بھی نہیں دیتے ہوں گے، چادریں بھی ریٹ پر لیتے ہوں گے ۔ سارا کام ٹھیک

کرتے ہوں گے۔ اور ادویات بھی لیتے ہوں گے۔ کیا وہ ادویات چوری ہوکر اسٹوروں پرنہیں بکتیں؟ ایک بات اور کیا ایمرجنسی پر یہ کوئی بھی چیز دستیاب ہوتی ہے۔ لاء منسٹر صاحب مجھے اس بات کی یقین دہانی کروائیں۔ اور میں انہیں ثبوت دوں گا کہ چیزیں نہیں ملتیں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ لاہور صوبائی دارالحکومت ہے اور یہاں زیادہ ہسپتال ہیں لیکن ان ہسپتالوں کی کیا حالت ہے؟ یہ صوبائی حکام یہاں پر موجود ہیں لیکن وہاں پر کوئی چیز نہیں ملتی۔ یہ فرمائیں کہ اس صورت حال کے تدارک کے لیے محکمہ صحت، وزیرصحت یا لاءمنسٹر یا حکومت کیا کر رہی ہے اور کیا کرنا چاہتی ہے، ان کا کیا پروگرام ہے، پلان کیا ہے۔ یہ تو ہم برسہا برس سے یہ تحاریک پیش کرتے آرہے ہیں یہ ٹیکنیکل ناک آؤٹ کریں گے۔ مجھے اس سے غرض نہیں ہے کہ یہ ناک آؤٹ ہوتی ہے۔ میں صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ محکمے کی بہتری کے لیے اس کی improvement کے لیے وہاں پر چور بازاری کو روکنے کے لیے، وہاں پر غریب آدمی کو ایمرجنسی پر کسی قسم کی ایڈ دینے کے لیے محکمہ صحت نے یا حکومت پنجاب نے کیا پروگرام بنایا ہے؟

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر قانون: یہ جو تحاریک التوائے کار پیش ہوتی ہیں یہ مفاد عامہ میں ہوتی ہیں۔ اور ہم ان سے الرجک نہیں ہیں۔ اور جتنی بھی پیش ہوں گی ان ہی کے تحت کئی مرتبہ انکوائری، تحقیقات بھی کی جاتی ہے۔ جیسے اس سلسلے میں کی گئی ہے۔ اور یقیناً جب انہوں نے یہ تحریک التواء پیش کی ہے تو اس کے بعد وہاں کے حالات اگر خراب تھے تو کچھ سدھرے ہی ہوں گے۔ لیکن جہاں تک تحریک التواء کا تعلق ہے یہ صرف ایک specific matter کے متعلق ہوتی ہے۔ جہاں تک جنرل allegation کا تعلق ہے جب وہ ہیلتھ پر بحث ہو گی یا کوئی ہیلتھ منسٹر ہوں گے تب یہ بات ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: بہرحال شکریہ آپ نے موقع دیا ہے۔ اور انہوں نے ایک بات کی ہے۔ امید ہے کہ آپ اس سلسلے میں کوئی مناسب اقدام کریں۔ جس سے لاہور کے بڑے ہسپتالوں میں کم از کم ایمرجنسی میں جو فوری طور پر ضروری اشیاء ہیں ان کی دستیابی بہتر طور پر ممکن ہوسکے۔

جناب ارشد عمران سلہری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! اسی تحریک التواء میں اس کو پیش کرنے میں میرا بھی نام ہے۔ جناب وزیر قانون نے وضاحت کی ہے۔ اور انہوں نے یقین دلایا ہے کہ ہسپتالوں کے اندر تمام قسم کی ادویات مریضوں کو میسر ہوتی ہیں۔ میں کل کا ایک واقعہ بتاتا ہوں کہ میرے حلقے میں ایک نوجوان کو موٹر سائیکل چوری کرنے کے سلسلے میں قتل کردیا گیا۔ اور اس کی ڈیڈ باڈی یہاں میو ہسپتال کے ڈیڈ ہاؤس میں پڑی ہوئی تھی۔ جب کل میں ان کے لواحقین کے ساتھ وہ ڈیڈ باڈی کو لینے کے لیے وہاں پر گیا تو اس کی پوسٹ مارٹم رپورٹ تیار ہونی تھی۔ میرے سامنے تین دوسری لاشوں کا پوسٹ مارٹم ہوا۔ ہر ایک نعش کے لواحقین سے کہا گیا کہ ہمارے پاس ایکسرے کی فلم نہیں ہے وہ آپ لے کر آئیں پھر ہم پوسٹ مارٹم کریں گے۔ جناب والا! وزیر قانون کیسے کہہ سکتے ہیں اور یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ ہسپتالوں کے اندر ادویات موجود ہیں اور جو ادویات حکومت کی طرف سے خریدی جاتی ہیں وہ پرائیویٹ سٹوروں پر اسی دن آجاتی ہیں۔ اور میرے بھائی نے یہ بالکل درست کہا کہ عوام کو وہاں پر ایک سرنج بھی نہیں ملتی۔ اس کے لیے بھی ان سے کہا جاتا ہے کہ خرید کر لائیں۔ جناب والا! اس میں ہماری یہ گزارش ہے کہ وزیر قانون کو ہم مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ ان اداروں کے حالات کو بہتر کیا جائے۔ وہ تیاری کرکے بھی آتے ہیں لیکن اس میں حقیقت کو بھی جان لیں۔ اخبارات میں جو خبریں لگتی ہیں وہ یونہی نہیں لگتیں کہ اس میں کچھ نہ کچھ صداقت ضرور ہوتی ہے۔ اور اس کی روشنی میں آپ کو ان اداروں کی بہتری کے لیے خصوصی طور پر ہسپتالوں کے اندر جو حال ہے یہ بالکل درست بات ہے۔ افضل صاحب ہمارے ساتھ کوئی ٹائم fix کر لیں۔ کسی بھی ہسپتال میں جا کر دیکھ لیں کہ وہاں پر نہ تو کوئی بیڈ صاف ہوگا' نہ اس کی چادر صاف ہوگی مریض کو وہاں پر اس وقت حکومت کی طرف سے کوئی سہولت نہیں مل رہی۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیے۔ پہلی بات یہ ہے کہ لاءمنسٹر صاحب نے یہ نہیں کہا کہ لازماً ہر چیز وہاں پر مہیا ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس بات کا یقیناً جیسے میں نے بھی کہا ہے کہ وہ اہتمام کریں گے کہ کم از کم ایمرجنسی میں جو بہت ضروری چیزیں ہیں وہ ہسپتالوں میں موجود ہونی چاہییں۔ بعض اوقات بہت ضروری کیسز ایمرجنسی میں جاتے ہیں اور نظر انداز کیے جاتے ہیں۔ اور بلاوجہ اموات واقع ہوتی ہیں اس لیے اس سلسلے میں آپ مناسب طور پر حکومت کی طرف سے ایک ہدایت جاری کیجیے۔

جناب عبید اللہ شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

ناب سپیکر، جی۔

ناب عبید اللہ شیخ ، جناب والا! میں اسی حوالے سے یہ بات کرنی چاہتا ہوں کیونکہ شہریوں کو مشکلات کے وقت، ایکسیڈنٹ یا کوئی ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے تو فوری طور پر ایمرجنسیوں میں پہنچنا ہوتا ہے۔ تو حکومت کے ذمہ داران کو ہسپتالوں میں دورے کرنے چاہئیں تاکہ انہیں اس بات کا علم ہو سکے لہ ایمرجنسی کی صورت میں مریض کے ساتھ وہاں کیا صورت حال ہوتی ہے۔ وہاں پر جو ملازمین ہیں وہ ے ڈاکٹروں کے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہے ہوتے ہیں ' مریض تڑپ رہا ہوتا اور اسے اس بات کا شورہ دیا جاتا ہے کہ یہاں پر اب تمہارا بہتر علاج ہونے والا نہیں ہے۔ ایکسیڈنٹ کی صورت میں کوئی ی فریکچر ہوجائے یا کوئی دوسری صورت پیدا ہوجائے تو اسے اس بات کا مشورہ دیا جاتا ہے کہ تم فلاں ے ڈاکٹر سے رابطہ کرو' فلاں پرائیویٹ ہسپتال میں جاکر علاج کراؤ۔ یعنی یہ ہسپتالوں میں ایمرجنسیوں لی یہ حالت پیدا ہوچکی ہے تو وزیر قانون صاحب سے بھی میری یہی درخواست ہے کہ وہ خود جا کر اس ت کا جائزہ لیں کہ وہاں لوگوں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ شکریہ۔

ناب سپیکر، جناب چودھری غلام عباس صاحب!

ناب غلام عباس، جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ بہت اہم موضوع ہے جس کے اوپر بات ہوئی ہے۔ میری ی یہ گزارش ہے کہ آپ ہاؤس کی طرف سے ایک ایسی کمیٹی ضرور بنائیں جو کہ ہسپتالوں کا visit کرے' ہسپتالوں کے حالات واقعی بہت خراب ہیں۔ جعلی دوائیاں ہسپتالوں کو supply ہو رہی ہیں۔ کل ات ہی کی بات ہے میں اپنے بھانجے کے آپریشن کے لیے وہاں گیا۔ جو انجکشن لگایا گیا' وہ جعلی تھا۔ اور ں کے بعد بڑی مشکل سے ہم نے اس کی جان بچائی ہے۔ خدا کے لیے اس کی طرف خصوصی توجہ یں۔ اور ایک کمیٹی ہاؤس کی بنائیں جس میں اپوزیشن اور حکومت کے اراکین شامل ہوں اور کم از کم ہور کے ہیڈکوارٹر میں جو ہسپتال ہیں ان کے تو خدا کے لیے کوئی حالات بہتر ہوں۔(مداخلت) میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہاں سے شروع ہوں گے تو ہر شہر اور ہر ضلع میں یہ سلسلہ ہونا چاہیے۔ ہسپتالوں کی یہ صورت ال بہت دردناک ہے۔

ناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ اس کا مناسب نوٹس لیا جائے گا۔ میں نے تاکید کی ہے۔ لاء منسٹر ماحب! آپ اس کا مناسب نوٹس لیجیے۔ اور ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو پھر اس لمیٹی کے سپرد یہ معاملہ کر دیا جائے گا۔

وزیر قانون، میں ہاؤس کے سامنے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قانون و پارلیمانی امور کی کمیٹی رولز کو اور پروسیجر کو بدل رہی ہے۔ اس کے اوپر نئی تجاویز سامنے آئیں گی جس میں یہ بھی ہے کہ سٹینڈ نگ کمیٹیز کو انسپکشن کا اور اس طرح کی جو مشکلات ہیں ان کو حل کرنے کے لیے کہا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ وہ بھی کیجیے۔ لیکن یہ ہے کہ جب ایک کمیٹی موجود ہے۔ تو آپ اس کے ابتدائی طور پر جو اقدامات ہیں وہ کیجیے۔ ہیلتھ جس منسٹر کے پاس ہے اس کو بھی آپ یہ بات convey کیجیے اور جب وہ یہاں موجود ہوں گے تو ان سے مشورے سے اس معاملے کو ہیلتھ کمیٹی کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ بار بار یہ تحریکیں پیش کی گئی ہیں۔ اور ہر دفعہ کسی نہ کسی طور پر بغیر کسی مثبت نتائج کے ان کو dispose of کر دیا جاتا ہے۔ تو میں غلام عباس صاحب کی تجویز سے متفق ہوں۔ آپ کمیٹی نہ بنائیں۔ جو ہیلتھ کی موجودہ کمیٹی ہے اسی کمیٹی میں جو بھی آپ نامزد کر دیں، وہ کم از کم لاہور کے ہسپتالوں کا اپنے طور پر ایک جائزہ لے لے، تاکہ صحیح رپورٹ آپ کے سامنے آ سکے۔ پھر حکومت کو آسانی ہوگی اس کے خد و خال بہتر کرنے کے لیے یا اس میں اصلاح احوال کے لیے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیے۔ جی، خان زادہ صاحب!

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, While listening to the conditions of hospitals in Punjab......

جناب سپیکر: ویسے آپ کو اجازت ہے۔ لیکن آپ اپنی اچھی اردو سے کیوں نہیں ہمیں مستفیض فرماتے۔

جناب تاج محمد خان زادہ: میرے خیال میں انگریزی اچھی ہوگی۔ ریکارڈ پر تو آ جائے گا۔ سننے سے کچھ نہیں بنتا۔ ریکارڈ پر آ جائے گا کہ میں نے یہ بات کہی تھی۔ اور خدا ہی سن رہا ہے اور تو کوئی سنتا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I have personally visited several

hospitals in my constituency. I think the condition of these hospitals is deplorable There is a great proverb that they are the "Augeans Stables" which will never be cleaned and, if it is not out of the way, I will also refer to the Education Department of Punjab. The two twin departments of Punjab, the hospitals and the educational institutions, have become the personal property of the business doctors and the professional people. Today, if you ask for the statistics of operations in the hospitals you will find the operation theaters are not working. All doctors have become businessmen. They have got their own clinics and invariably they direct, through their brokers, people to go and pay heavy amounts even for ordinary human places to visit their clinics. I would say one thing. Sir, that there should be a survey of the tenure of doctors in various hospitals and no doctor should be allowed to stay for more than three to five years in one place. The same thing applies to the Civil Service You will excuse me because I am rather going off the tangent but, I feel, it is the only forum where we can voice our grievances and bring them to your notice. It has been admitted both by the government in power today and by the Governor and the Prime Minister hereself that corruption is rampant to an extent that everything smells here What is happening in the districts? The Magistrates get transferred and after three months, whether on political grounds or any other extraneous excuses, they try to come back to the same districts where they have got their own touts and they get their money through their touts. Sir, I would request the present Ministry, which has just taken place, because no less a person than the chief executive of this province, the Governor of Punjab, has admitted himself that there were corrupt people in the Ministry which has

gone.

MR. SPEAKER: He has contradicted it.

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: It is a fact and I would not name them, but those who try to defend themselves here. are not ashamed of themselves Let the people speak of what their conduct has been

MR. SPEAKER: Khanzada Sahib, now you are really going off the tangent.

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I am going off the tangent because I am an old man and, therefore, this concession must be made to me.

MR. SPEAKER: Please come back to the health problem.

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: If you don't listen to us, as the Leader of Opposition and other members have said, where are we to go. You are making us persona non grata. Where shall we go? We go to hell. We are not speaking against any individual. We are speaking for the policy which is beneficial for the people and the country. Why do you allow Magistrates to stay at one place for ten years? After a transfer of two months they come back to the same place because their touts are there. They accept bribe in the court I can give you examples where touts come and say that

یارا آکے مک مکا کرو۔ کتنے پیسے لینے نیں' سانوں کتنے دیوو گے۔

Sir, is this the way for which we made Pakistan. I would appeal to the new people who have come into the offices to please give up ostentatiousness, give up your Mercedes, give up your big bungalows. Don't try to show that you have become the Mughal Kings. Go to the people and show them how serious you are in serving them. You don't become great by travelling in a big Mercedes or living in a big house

MR. SPKEAKER: Thank you very much.

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: I know, the present Ministry will take note of the fact that any bureaucrat who has stayed for three or more years in any district, irrespective of his political patronage, for God sake go out of the patronage whether you are PPP or whether you are Muslim League or whatever you are If you are corrupt, you are a man to be condemned irrespective of the fact to what creed or to what party you belong. You can only serve this nation if you get off these personal feelings and political aggrandizement and horse trading. Please listen to me and take note of it. God may bless you for it.

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نہیں، تحریک التوائے کار نپٹ چکی ہے۔ اس پر بہت بات ہو چکی ہے۔ نہیں، بالکل نہیں۔ بس مہربانی۔ اس کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ ابھی کوئی کمیٹی اس کام کے لیے مقرر نہیں ہوئی۔ میں نے ابھی ہیلتھ کمیٹی کو آرڈر نہیں کیا۔ میں نے کہا ہے کہ وہ اس پر اقدامات کریں گے۔ جب ہیلتھ منسٹر یہاں ہوں گے ان سے بات کی جائے گی۔ اور اس کے بعد اس پر غور کیا جائے گا کہ کیا یہ معاملہ ہیلتھ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے، اور ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ کیا ہیلتھ کمیٹی کو یہ حق قواعد کے مطابق ہے بھی یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو میں اس کو کیسے قواعد کے خلاف اجازت دے سکتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیے۔ It is disposed of.

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! کچھ تحاریک پیش کرنی ہیں۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیے۔ تحاریک پیش کیجیے۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک استحقاق نمبر ۱ پیش کردہ چودھری پرویز الٰہی صاحب، ایم پی اے کے

بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبرا پیش کردہ چودھری پرویز الٰہی صاحب، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

" تحریک استحقاق نمبر ا پیش کردہ میاں احسان الدین قریشی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر ا پیش کردہ میاں احسان الدین قریشی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر ۲ پیش کردہ راجہ ریاض احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر ۲ پیش کردہ راجہ ریاض احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر ۲ پیش کردہ جناب انعام اللہ خان نیازی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر ۲ پیش کردہ جناب انعام اللہ خان نیازی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر ۷ پیش کردہ حاجی سعید احمد انصاری ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے سب کے لیے ایک ہی تاریخ مانگی ہے---

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! جناب نے ایک مہینہ کہا ہوا ہے تو پھر next ایک ہی مہینہ ہے جو کہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۵ء تک ہے۔ جناب نے کہا ہوا ہے کہ ایک مہینے سے زیادہ میعاد نہیں دی جا سکتی۔

جناب سپیکر: اب امید کرتے ہیں کہ اس وقت تک آپ یہ کارروائی مکمل کر لیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! کام زیادہ تھا اور جناب کو عرض کیا تھا کہ دو مہینے کر دیں لیکن آپ نے مانا نہیں تھا۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر ۷ پیش کردہ حاجی محمد سعید انصاری ایم پی اے کے بارے مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔اکتوبر

۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد وصی ظفر ۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ،

"تحریک استحقاق نمبر ۸ پیش کردہ رانا نورالحسن ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے۔"

جناب سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ ،

"تحریک استحقاق نمبر ۸ پیش کردہ رانا نورالحسن ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے ۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد وصی ظفر ۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک استحقاقات نمبر ۹ پیش کردہ سید عارف حسین بخاری ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے ۔"

جناب سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"تحریک استحقاقات نمبر ۹ پیش کردہ سید عارف حسین بخاری ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱ ۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے ۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد وصی ظفر ۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ۔

"تحریک استحقاق نمبر ۱۰ پیش کردہ پیر سید عباس محی الدین ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"تحریک استحقاق نمبر ۱۰ پیش کردہ پیر سید عباس محی الدین ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد وصی ظفر ۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک استحقاق نمبر ۱۲ پیش کردہ سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۱۲ پیش کردہ سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد وصی ظفر ۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک استحقاق نمبر ۱۳ پیش کردہ جناب امان اللہ خان بابر ایم پی اے کے بارے مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"تحریک استحقاق نمبر ۱۳ پیش کردہ جناب امان اللہ خان بابر ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عادل شریف گل ۔ جناب سپیکر! میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر : جی فرمائیں !

مجلس قائمہ برائے آب پاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب عادل شریف گل : جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"سید عارف حسین بخاری ایم پی اے اور حاجی محمد افضل چن ایم پی اے کے سوالات کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے۔"

جناب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"سید عارف حسین بخاری ایم پی اے اور حاجی محمد افضل چن ایم پی اے کے سوالات کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱۔اکتوبر۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر : جی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب! آپ فرمائیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! صرف ایک منٹ کے لیے آپ کی توجہ کی درخواست کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ آج کی کارروائی میں آپ کے اور چند ارکان اسمبلی کے درمیان کچھ تلخی ہوئی۔ میں اس تلخی کی معذرت چاہتا ہوں۔ خصوصاً ہمارے بنچز سے ایک معزز رکن نے آپ سے ایک اجازت چاہی۔ اس میں کچھ غلط فہمی ہوئی، جس کی بنیاد پر تھوڑی سی تلخی ہوئی۔ میں جناب ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کیا پیش کرنا چاہتے تھے۔ وہ صرف یہ پیش کرنا چاہتے تھے کہ چیف الیکشن کمشنر نے تمام منتخب نمائندوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک اپنے CBR والے گوشوارے جمع کرا دیں۔ کیونکہ فلڈز رہے ہیں۔ فلڈز کے بعد اس اسمبلی میں رد و بدل اور آرٹیکل 234 کے تحت جو کارروائی وغیرہ ہوتی رہی اور پھر جب ارکان اسمبلی یہاں اس سیشن کے بلاوے پر پہنچے ہیں تو کل جمعہ تھا، آج ہفتہ ہے اور الیکشن کمشن پنجاب سے وہ فارمز مہیا نہیں ہو سکے۔ تو دونوں بنچز سے بہت سے ارکان ایسے ہیں جو صرف اپوزیشن کے نہیں حکومتی بنچز کے بھی ہیں جو وہ فارمز حاصل نہیں کرسکے۔ اور آج ہی آخری

تاریخ تھی۔ تو وہ صرف یہ تحریک پیش کرنا چاہتے تھے کہ آپ اس ہاؤس کی طرف سے سفارش کریں کہ اس کی تاریخ بڑھا دی جائے۔ اور ۳۰ ستمبر کی بجائے ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء کردی جائے یا اکتوبر کا پہلا ہفتہ کر دیا جائے۔ شاہ صاحب صرف اتنی اجازت چاہتے تھے۔ اس پر کچھ تلخی بھی ہوئی جس پر میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔ اور آپ سے اب اجازت چاہتا ہوں کہ یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیے میں نے آپ کی بات سنی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب والا! اس میں قانونی پیچیدگی ہے۔ آئین کے تحت کوئی بھی صوبائی اسمبلی کوئی بھی سفارش صرف مرکزی حکومت کو کر سکتی ہے۔ جبکہ الیکشن کمشن مرکزی حکومت کا حصہ ہے نہ تابع ہے۔ الیکشن کمشن کو آپ کیسے سفارش کرسکتے ہیں۔ وہ پہلے یہ لاء دیکھیں اور لاء جائیں۔ ایسے ہو نہیں سکتا کہ جس کو مرضی ہے اسمبلی سفارش کر دے۔

جناب سپیکر۔ جی ہاں۔ آپ تشریف رکھیے۔ جی سید ظفر علی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ۔ جناب سپیکر! معزز ممبر کے بولنے کے بعد میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کی وضاحت جناب ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن سردار ذوالفقار علی خان صاحب نے فرمائی ہے۔ جناب سپیکر! الیکشن کمشن اور سنٹرل گورنمنٹ یعنی ہم گورنمنٹ کو بھی کرسکتے ہیں اور کسی ادارے کو بھی کرسکتے ہیں۔ یہ رول اٹھا لیں میں اس میں بتا دیتا ہوں۔ اس میں ابھی پڑھ لیں۔ اور میں جناب کو جو کہنا چاہتا تھا وہ یہی ہے کہ سنٹرل گورنمنٹ کو ایک سفارش تھی۔ چونکہ آج ۳۰۔اکتوبر ۱۲ بجے انکم ٹیکس کے گوشوارے جمع کرانے کی تاریخ ختم ہوجاتی ہے۔ کل جمعہ تھا اور چھٹی تھی۔ آج ہفتہ ہے چھٹی ہے۔ پیسے نکالے نہیں جا سکتے۔ وہ جمع کررہے ہیں۔ کوئی نکالے گا تو پیسے جمع کرائے گا۔ بہت سارے اراکین۔۔۔

جناب سپیکر۔ دیکھیے شاہ صاحب! میں نے جو آپ کی بات سمجھی ہے اس پر ہم ایسا کرتے ہیں کہ ابھی نماز کا وقفہ کر لیں۔ آپ، لاء منسٹر صاحب اور وصی ظفر صاحب تینوں دوست بیٹھ جائیے اور باہم مشورہ کرکے نماز کے وقفے کے بعد آپ اپنی رائے مجھے دے دیجیے اور اس پر ہم آگے قدم بڑھا لیں گے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! اس وقت بھی میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس میں ہم نے صرف سفارش کرنی ہے۔ سفارش ہماری CBR مانے یا نہ مانے۔ گورنمنٹ سفارش مانے یا نہ مانے----

جناب سپیکر ، بجا ہے - آپ اس پر متفق ہوجائیے کہ ہم سفارش اس طریقے سے کرسکتے ہیں تو میں کرنے کے لیے تیار ہوں - نماز کا وقفہ تو ہونے والا ہے - اس دوران آپ تینوں دوست مل لیجیے -

سید ظفر علی شاہ ، جی بہتر ہے -

جناب سپیکر ، جی تابش الوری صاحب !

سید تابش الوری ، جناب والا ! میں یہی عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ آپ نے وہ تو طے فرما دیا-----

جناب سپیکر ، بس اب انھیں موقع دے دیجیے -

سید تابش الوری ، جی ہاں - جناب والا ! قاعدہ ۹ کے تحت یہ کوئی پابندی نہیں ہے -

جناب سپیکر ، یہ وہ ایک دوسرے کو بتا دیں گے -

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! اب میں ایک اور عرض کرنی چاہتا ہوں -

جناب سپیکر ، نہیں - اور سے پہلے مجھے ایک اور کام ہے - جناب لاء منسٹر صاحب ! Now we take up the Government Business. Minister for law! -

سال 1993ء کی بابت پنجاب کے معاملات کے بارے میں حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کی رپورٹ

MINISTER FOR LAW: Mr. Speaker, I lay the Report on the Observance and Implementation of Principles of Policy in relation to Affairs of the Punjab for the year 1993.

MR. SPEAKER: The Report on the Observance and Implementation of Principles of Policy in relation to Affairs of the Punjab for the year 1993 has been laid on the Table Yes , Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! میں ایک اہم معاملے کے سلسلے میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔ مجھے [illegible] افضل حیات جو نئے وزیر قانون ہیں ان کا احترام ہے۔ لیکن انھوں نے کچھ دیر پہلے فرمایا کہ

گورنر کے conduct کو یا اس کے بیان کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ اور جناب ناظم حسین شاہ صاحب نے کہ جی ہاں یہ درست ہے۔ اس پر بات نہیں ہوسکتی ۔ میں آپ کی توجہ قاعدہ ۱۷۶ (۲) کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں کہا گیا ہے" کہ کوئی رکن تقریر کرتے ہوئے صدر یا گورنر کی ذاتی زندگی کے بارے میں اظہار خیال نہیں کرے گا"۔ مگر شرط یہ ہے کہ تحتی قاعدہ ہذا میں مندرج کوئی امر کسی ایسے حوالے کے سلسلے میں مانع نہیں ہوگا جو آئین کے احکام کے تابع صدر یا گورنر کے ایسے فعل کے متعلق ہو جو اس نے سرکاری حیثیت سے کیا ہو۔ تو چونکہ گورنر اس وقت ہمارے آئینی سربراہ سے صوبائی سربراہ کی حیثیت بھی اختیار کر چکے ہیں۔ ان کے بیانات کو جو سیاسی یا انتظامی معاملات سے متعلق ہیں اسمبلی میں حوالے کے طور پر زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ البتہ ان کی ذاتی زندگی یا ذاتی کردار پر یہاں بحث نہیں ہو سکتی۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ اس معاملے میں اس واضح قاعدے کی بنیاد پر رولنگ عطا فرمائیں۔

جناب سپیکر، میں اس پر غور کر کے اپنی رولنگ دوں گا۔ اس کو فی الحال ملتوی کرتے ہیں۔ اب نماز کے لیے 6 بج کر 20 منٹ تک کے لیے وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر نماز مغرب کے لیے 6 بج کر 20 منٹ تک معزز ایوان کی کارروائی ملتوی ہوئی)

(وقفہ نماز مغرب کے بعد 6 بج کر 25 منٹ پر اجلاس کی کارروائی زیر صدارت
جناب ڈپٹی سپیکر شروع ہوئی)

پنجاب کی سیاسی صورت حال پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم پنجاب کی سیاسی صورت حال پر عام بحث کا آغاز کرتے ہیں اپوزیشن کی طرف سے جو اراکین اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھیج دیں یا قائد حزب اختلاف ان کے ناموں کی لسٹ مجھے دے دیں ۔ اسی طرح حکومتی بنچز کے جو اراکین تقاریر میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ بھی اپنے نام بھیج دیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر ! میں نے اپنے ممبران کی لسٹ اسمبلی سیکرٹری کو دے دی تھی ۔ لسٹ ان کی میز پر موجود ہو گی یا پھر آپ کی ٹیبل پر رکھ دی گئی ہو گی ۔ میں نے یہ لسٹ اجلاس شروع ہوتے ہی دے دی تھی ۔ البتہ ہماری طرف سے پہلا نام بادشاہ میر خان آفریدی صاحب کا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔ سیکرٹری صاحب سے لسٹ منگوائی جائے۔ کھوسہ صاحب! میرے خیال میں اس پر وقت مقرر کر لیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: اگر تو صرف ہماری طرف سے تقاریر ہونی ہیں تو ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں دونوں طرف سے بولیں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: تو پھر وقت مقرر کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں دس منٹ کر لیتے ہیں کیونکہ تمام فاضل اراکین حصہ لینا چاہتے ہیں اگر کسی کو دو چار منٹ کی زیادہ ضرورت ہوئی تو بعد میں دیکھ لیں گے۔ جی بادشاہ میر خان آفریدی صاحب! آپ اپنے تقریر کا آغاز کریں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

آزادی ملی ہمیں اتنی سی ہم نفس
پنجرے کو میرے کمرے سے صحن میں رکھ دیا

جناب والا! 5 ستمبر کی دوپہر کو پنجاب کی سیاسی صورت حال میں ایک بھونچال برپا ہو گیا جب اطلاع ملی کہ پی ڈی ایف کے اتحاد میں سے پیپلز پارٹی کے تمام وزراء اور مسلم لیگ جونیجو کے چند لوگوں نے مستعفی ہو کر وٹو حکومت کے خلاف انھوں نے بغاوت کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ صورت حال کو غیر متوقع نہیں تھی اور گزشتہ تین چار مہینے سے پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب کا نظم و نسق تقریباً تہہ و بالا ہو کر رہ چکا تھا۔ نا امیدی کی فضا پورے صوبے پر چھائی ہوئی تھی اور اس کا جو نقصان خصوصاً پنجاب کو اٹھانا پڑا اور عموماً پاکستان کو اٹھانا پڑا اس سے تمام لوگ آگاہ ہیں۔ اسی رات افواہوں کے طوفان میں ایک اور خبر بجلی کی طرح چمکی کہ ایوان صدر نے حرکت میں آ کر وزیراعظم بے نظیر بھٹو کی درخواست پر 234 کا نفاذ کر دیا ہے حالانکہ 4 اور 5 ستمبر کو اسمبلی in session تھی اور اگر حکومت، صدر یا گورنر یہ سمجھتا تھا کہ وٹو صاحب اپنی حکومت کو قائم رکھنے کے لیے ایوان کا اعتماد کھو چکے ہیں تو انھیں سیدھے سادے طریقے سے اعتماد کا ووٹ لینے کو کہا جا سکتا تھا یا پی ڈی ایف انہی کے خلاف عدم اعتماد لا سکتی تھی۔ لیکن صورت حال اتنی غیر یقینی تھی کہ حکومت اور صدر صاحب نے کسی بھی risk کو لینا اپنے لیے فائدہ مند نہیں سمجھا اور انھوں نے پنجاب کے اس نظام پر ایک سیدھی تلوار چلا دی اور 234 کے نفاذ کا اعلان کر دیا اور اسمبلی کو suspend کر کے رکھ دیا اور وہی طریق کار

اختیار کیا گیا جو انھوں نے آج سے کچھ عرصہ پہلے کیا تھا۔ یہ جمہوری حکومت جو اپنے آپ کو جمہوریت کا چیمپئن کہتی ہے یہی وزیراعظم بے نظیر بھٹو صاحبہ جو بیرون ملک اور اندرون ملک جمہوریت کا ڈھنڈورا پیٹتے نہیں تھکتی انھوں نے 234 کا سہارا لے کر یکسرجمہوری روایات کے خلاف میں آئین کے خلاف بات نہیں کرتا لیکن جمہوری روایات کے خلاف انھوں نے اپنے ہی حلیف پر کلہاڑا چلا دیا اور 5 ستمبر کی رات کو 234 کا نفاذ کر کے ایک بار پھر پورے پنجاب کو ایک منڈی میں تبدیل کر دیا گیا کہ جہاں سے اپنی اکثریت پوری کرنے کے لیے ممبران کی خریداری کا عمل شروع کر دیا گیا۔ جناب والا! اگر محض 234 پر اکتفا کیا جاتا اورجمہوری طریقے سے ممبران کو اپنی طرف لانے کا عمل جاری رکھا جاتا تو شاید کسی کو اعتراض نہ ہوتا لیکن جس وقت صدر مملکت گورنر صاحب کو اختیارات سونپ رہے تھے 234 کا اطلاق ہو رہا تھا عین اسی وقت مجھے اپنے گھر سے ٹیلی فون موصول ہوا کہ پولیس تمہارے 78 سالہ والد کو اٹھا کر لے گئی ہے اور انھوں نے message convey کیا ہے کہ اگر آپ اپنے باپ کی رہائی چاہتے ہیں اگر آپ اپنے باپ کی خیریت چاہتے ہیں تو فوری طور پر راولپنڈی کی انتظامیہ سے رابطہ کریں یا مخدوم الطاف صاحب سے رابطہ کریں ابھی ان کی رہائی عمل میں آجائے گی۔ یہ وہ پہلا جمہوری قدم تھا جو جمہوریت کے چیمپئنز نے پنجاب میں اٹھایا۔ میں نے اسی وقت اپنی قیادت کو آگاہ کر دیا اور میں نے ان کے ارادوں سے بھی آگاہ کر دیا اور یہ بات کھل کر سامنے آچکی تھی کہ اب حکومت ہر قیمت پر پنجاب کا تخت حاصل کرنا چاہتی ہے چاہے اس کے لیے اسے کتنے ہی جمہوری اصولوں کو پامال کرنا پڑے۔ جناب والا! اگر آپ اخلاقی طور پر سوچیں تو 234 کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ اگر آپ آئین کا سہارا لیں اور صدر مملکت اگر خود ہی آئین کے ذریعے اسمبلیوں کا قتل کرنے پر آجائیں تو پھر اس کا کوئی علاج کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔ پھر اس کا فیصلہ آنے والے دنوں میں ہوتا ہے اور آنے والے دنوں میں پھر بہتر منصف عوام ہوا کرتی ہے۔ جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی کہ 234 کا نفاذ اسی لیے کیا گیا تھا کہ 234 کی آڑ میں ہارس ٹریڈنگ کی جائے لوگوں کو ذرا دھمکا کر، بلیک میل کر کے انھیں پیپلز پارٹی کی حمایت پر مجبور کیا جا سکے۔ اس کے بعد انتقامی کارروائیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا۔ جناب والا! 10 ستمبر کی شام کو مجھے اپنے ایک دوست کا ٹیلی فون موصول ہوا اس نے کہا کہ میں آپ کو لاہور پی سی کے سوئمنگ پول پر ملنا چاہتا ہوں وہاں بیٹھ کر ایک ایک پیالی چائے کی بھی پیئیں گے اور آپ سے کچھ صورت حال بھی discuss کریں گے۔ میں چونکہ فارغ تھا

اور کوئی کام نہیں تھا میں وہاں سے پی سی چلا گیا تو مجھے سب سے پہلے لابی میں ہی ایک ایسا چہرہ نظر آیا جسے پوری قوم مڈنائٹ جیکال کے نام سے جانتی ہے ۔ جس نے اپریشن مڈ نائٹ جیکال کے حوالے سے کافی بد نامی کمائی ہے اور اس سے پہلے 1988ء میں بھی وہ ملک چھوڑ کر فرار ہو چکا تھا۔ وہ مجھے وہاں پی سی کی لابی میں ملا اور مجھے لے کر سوئمنگ پول پر چلا گیا اور مجھے حکومت کی حمایت پر مائل کرنے کی کوشش کی ۔ میں اس شخص ملک ممتاز صاحب کا on record نام لے رہا ہوں اور یہ اسمبلی کے ریکارڈ پر محفوظ ہونا چاہیے تا کہ وقت آنے پر ایسی کالی بھیڑوں کا احتساب کیا جا سکے مجھے اس نے کہا کہ ہم نے ہر قیمت پر پنجاب میں پیپلز پارٹی کی حکومت بنانی ہے آپ ہمارا ساتھ دیں میں نے کہا کہ جناب آپ کے پاس تو نمبرز گیم پوری ہو چکی ہے آپ مجھے کس لیے اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ ہماری نظر آنے والے حالات پر ہے راولپنڈی شہر سے پیپلز پارٹی کا سیاسی جنازہ نکل چکا ہے اور راولپنڈی سے ہمیں پیپلز پارٹی کو مضبوط کرنے کے لیے آپ جیسے لوگوں کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا جناب والا ! آپ مجھ پر رحم کیجیے میں اپنی وفاداری تبدیل کرنے والا نہیں تو مجھے انھوں نے کہا کہ آپ کو اخلاقی جواز فراہم کرتے ہیں کہ آپ ہاؤس میں کھڑے ہو کر کہیں کہ میاں نواز شریف نے بے اصولی کی اور وٹو کے ساتھ ہاتھ ملا لیا اور وٹو نے ہم پر مظالم کیے تھے اس لیے ہم پیپلز پارٹی کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔ جناب والا ! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں میں ان دیواروں کو سنانے کے لیے تقریر نہیں کر رہا میں تو آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ جناب والا ! میں نے ان سے کہا کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں میں اس طرح اپنی وفاداری تبدیل نہیں کروں گا اور میں راولپنڈی شہر سے منتخب ہوا ہوں تو اس پارٹی کے ٹکٹ سے منتخب ہوا ہوں جس کی قیادت میاں نواز شریف کے ہاتھ میں ہے۔ میاں نواز شریف نے جو بھی فیصلہ کیا ہے میں اپنے ایمان کی آخری حد تک اس فیصلے کو قبول کروں گا (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب والا! جب یہ حربے کامیاب نہ ہو سکے جب وہ مجھے خرید نہ سکے مجھے دو کروڑ روپے کیش کی offer دی گئی کہ ہمیں آپ کی ضرورت ہے آپ کوئی ordinary member نہیں ہیں آپ لوکل ممبر ہیں اور ہم مسلم لیگ (ن) کا جو فارورڈ بلاک بنائیں گے اس کی قیادت آپ کو سونپیں گے آپ کو عزت ملے گی آپ کو پروٹوکول ملے گا پورا ضلع آپ کے کنٹرول میں ہو گا اور آپ فارورڈ بلاک کی قیادت بھی کریں گے اور منسٹری کا منصب بھی آپ کو دیا جائے گا۔ تو میں نے کہا کہ جناب والا ! وفاداری بیچنے کے بعد جو عزت ملا کرتی ہے اس عزت کی کوئی وقعت نہیں ہوتی لیکن اگر میں اپنے ایمان

پر قائم رہوں چاہے حکومت مجھے جتنا بھی ذلیل کرنا چاہے مجھ پر جتنی انتقامی کارروائیاں کرے گی وہ میرے لیے عزت کا باعث ہوں گی اور میری عزت میں اضافہ ہو گا۔ جناب والا! اس کے بعد جو داستان شروع ہوتی ہے تو وہ داستان اتنی المناک ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی عام آدمی پر بھی اتنا ظلم ہوتا تو حکومت لرز جاتی۔ اگر کسی عام شہری پر بھی ظلم ہوتا تو شاید گورنر بھی نوٹس لیتا شاید وزیراعلیٰ بھی نوٹس لیتا شاید وزیراعظم بھی نوٹس لیتی شاید صدر بھی نوٹس لیتا۔ میں چار لاکھ آدمیوں کی نمائندگی کرتا ہوں میں نے راولپنڈی شہر سے 35 ہزار ووٹ لیے ہیں اور اس پولیس نے میرے گھر پر چھاپہ مارنے کے بعد میرے بھائی سہیل آفریدی اور جہانگیر آفریدی کو گرفتار کیا۔ میرے بھائی سہیل آفریدی کا صرف اتنا قصور تھا کہ اس نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس وارنٹ ہیں۔ تو ایک ڈی ایس پی جو آج شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار بنتا ہے جو آج کہتا ہے کہ آنے والے وقتوں میں دیکھا جائے گا آج سے فائدہ اٹھاؤ اس ڈی ایس پی نے میرے دونوں بھائیوں کو گاڑی میں ڈالا اور میرے بھائی سہیل آفریدی کو صرف اس لیے برہنہ کر کے تشدد کا نشانہ بنایا گیا کہ اس نے اس سے وارنٹ مانگنے کی جرأت کی تھی۔ جناب والا' اس کو تھانے میں ایک گھنٹے تک تشدد کا نشانہ بنایا گیا راولپنڈی میڈیکل بورڈ جس نے اس کا طبی معائنہ کیا اس نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ سہیل آفریدی کے جسم پر شدید قسم کی 18 ضربات ہیں جو typical پولیس تشدد کے نشانات ہیں اور میرے بھائی جہانگیر آفریدی کو 8 دن تک قید تنہائی میں رکھا گیا۔ جناب والا! یہاں بات کی جاتی ہے کہ اسمبلیاں قانون کے مطابق چلیں گی یہاں قانون بنایا جایا گا۔ جب میں نے اپنی تحریک استحقاق اسمبلی چیمبر میں جمع کرائی تو ہمارے سپیکر جن کو intellectual کہا جاتا ہے۔ جن کو دانشور کہا جاتا ہے۔ وہ great butcher ثابت ہوئے اور ایک قصائی کی طرح اس نے ہماری تمام تحاریک استحقاق کو اپنے چیمبر میں kill کر دیا۔ آپ آج ہماری آواز کو دبا سکتے ہیں۔ آج آپ ہماری تحاریک استحقاق کو kill کر سکتے ہیں لیکن آپ ہمارے فرض اور ہمارے ایمان کو kill نہیں کر سکتے۔ آج آپ جو بو رہے ہیں وہ کل آپ کو کاٹنا پڑے گا۔ آج جو ظلم مجھ پر ہو رہے ہیں۔ آپ عقل کے ناخن لیں یہ ڈی ایس پی کل پتھر اٹھائے گا اور آپ کا احتساب کرنا شروع کر دے گا۔ پولیس کسی کی نہیں ہوتی ڈی ایس پی حکومت وقت کا ہے۔ جب حکومت آپ کے ہاتھ میں ہے تو وہ آپ کے کہنے پر میرے اوپر پتھرول کر رہا ہے اور جب میری حکومت آئے گی تو شاید میرے کہنے پر آپ کے اوپر پتھرول کرے گا آپ اپنے وقت کو مت بھولیے۔ جناب والا!

ایف آئی اے کے حکام نے بلیک میلنگ کی offers دیں ۔ میرے خاندان کے خلاف تشدد کی کارروائیاں کی گئیں ۔ میرے ایک بھائی جہانگیر خان آفریدی کو حوالات میں بند کرنے کے بعد مجھے پیغام بھیجا گیا کہ اپنے آپ کو راہ راست پر لے آؤ آج بھی حکومت کے تابع ہو جاؤ ورنہ تمہارے اس بھائی پر ہم کلاشنکوف ڈال دیں گے اور آج کل کلاشنکوف کی سزا سزائے موت ہے اور یہ 14 سال قید بھی ہو سکتا ہے ۔ اپنا رویہ بدلو حکومت کی غلامی قبول کر لو تو جہانگیر خان کو ہم با عزت رہا کر دیں گے ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اس رہائی میں عزت نہیں لیکن جہانگیر خان کو اگر یہ پھانسی کے پھندے پر بھی لٹکا دیں تو کم از کم اس کا بھائی اپنا سر فخر سے بلند کر کے گھوم سکے گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ! اس کے بعد 1993ء کے انتخابی جھگڑے میں کہ جب 1993ء کا صوبائی الیکشن دو دن دور تھا تو میرے مخالف امیدوار نے ایک جلوس نکالا اور اس جلوس کی آڑ میں پیپلز پارٹی کے غنڈوں نے پورے شہر میں اودھم مچایا جہاں جہاں مسلم لیگ کے دفاتر نظر آئے ان کو نذر آتش کرتے ہوئے اور انھیں توڑتے ہوئے آئے ۔ جب وہ میرے علاقے میں پہنچے اور میرے ایک دفتر پر خشت باری کی تو وہاں ان کو روکا گیا تو وہاں تصادم ہوا پورا شہر اس بات کا گواہ ہے کہ اس وقت نہ میں اس دفتر میں موجود تھا اور نہ ہی میرا کوئی بھائی موجود تھا۔ لیکن اب 1993ء کے اس کیس کو دوبارہ زندہ کیا گیا اور ظلم کی انتہا دیکھیں کہ 1993ء کا یہ کیس cross-case ہے اس میں انھوں نے بھی اپنی ایف آئی آر درج کرائی اور ہم نے بھی ایف آئی آر درج کرائی ۔ جناب رشید بھٹی صاحب کہتے ہو پنجاب دی پگ والیو تساڈی گورنمنٹ اہ انصاف کر رہی اے۔

جناب والا! مدعی بن کے تھانیدار کہہ رہے نیں باقی خان نوں گرفتار کرو، جہانگیر خان نوں گرفتار کرو۔ جلیل خان نوں گرفتار کرو۔ تے جیہڑے خود ملزم نیں تھانے وچ ڈی آئی جی بن کے بیٹھے ہوئے نیں۔ جناب والا! ظلم کا دور زیادہ طویل نہیں ہوتا آج ہمیں اپنے ہی ان کیسوں میں جن کیسوں میں ہم مدعی ہیں ان میں ہمیں ملزم بنایا جا رہا ہے۔ ہمیں تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ جناب والا! میرے ۷۸ سالہ والد کو جس کے دل کے دو valve بھی بند ہیں جس کا ڈاکٹر آپریشن بھی نہیں کر سکے ۔ اس کو ۲۱ دن تک ۱۰۹ کے تحت جیل میں بند رکھا گیا اور میں آفرین پیش کرتا ہوں اس ایڈیشنل سیشن جج کو جس نے اپنے فیصلے میں مجسٹریٹ کو شو کاز نوٹس دیا کہ تم نے حکومت کے کتے بن کر ایک بوڑھے شخص کو ۲۱ دن تک قید میں رکھا ۔ تمہیں تو شرم آنی چاہیے تھی ۔ اس کی وضاحت کرو اور اس

نے کیس کی فائل بھی اپنے پاس طلب کر لی ۔ جناب والا! میں اس پنجاب کی اسمبلی میں بات کر رہا ہوں جہاں کا وزیر اعلیٰ بڑے جوش کے ساتھ یہ کہتا ہے کہ میں پولیس والوں کی پینٹ اتار دوں گا۔ یہاں کا وزیر اعلیٰ کہتا ہے کہ جس تھانے میں تشدد ہوگا ۲۴ گھنٹے کے اندر وہاں پر انصاف فراہم کروں گا۔ اس تھانیدار اور ڈی ایس پی کا محاسبہ کروں گا ۔ کس منہ سے وزیر اعلیٰ یہ کہتا ہے اس کے ایم پی اے کے بھائیوں پر تشدد ہوا اس کے والد پر تشدد ہوا اور اس وزیر اعلیٰ کے کان تک جوں نہیں رینگی ۔ اور یہ وزیر اعلیٰ دعویٰ کرتا ہے کہ میں بیلٹیں اتار دوں گا ' میں پینٹیں اتار دوں گا ۔ وزیر اعلیٰ صاحب میری آواز اگر آپ تک پہنچ رہی ہے تو سنیں اور غور سے سنیں کہ پولیس اتنی بے باک ہو چکی ہے اور تم اتنے بے اختیار ہو کہ مجھے خطرہ ہے کہ یہ پولیس والے کہیں تمہارا ہی کچھ اتار کر نہ لے جائیں۔ اور تم ان کا کچھ بھی نہیں اتار سکو گے ۔ تم بے اختیار ہو تمہارے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ اور میں اس فلور پر یہ یقین دلاتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب آپ ہمت باندھیں ہم پنجاب کی پگ کو بے نظیر کی ٹھوکروں میں نہیں رلنے دیں گے ۔ ہم پنجاب کی پگ کو بے نظیر کے کندھوں پر ذلیل نہیں ہونے دیں گے ۔ اگر تم واقعی ہی جٹ ہو تو جٹ کا کھڑاک کرو ۔ ہمت ہے تو حوصلہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ ہم تمام پنجاب اسمبلی کے اراکین تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ تمہارے اختیارات کے حقوق کے لیے ہم آخری حد تک جنگ کریں گے ۔ لیکن پنجاب کی پگ کو داغدار نہیں ہونے دیں گے ۔ لیکن اگر تم چپ کر کے خاموش ہاتھی کی طرح جھولتے رہے تو اپنے ہی زور میں گر جاؤ گے ۔ اور آج یہ پیپلز پارٹی والے پھر اکٹھے ہو رہے ہیں انہیں نام نہاد مسلم لیگ کا وزیر اعلیٰ بھی نہیں چاہیے ۔ جناب والا! مجھے تو آپ کی باتیں بھی یاد آتی ہیں ۔ میں نے آپ کے متعلق اخبارات میں پڑھا اللہ جانے سچ ہے یا جھوٹ ہے کہ میں کون سا منہ لے کر حلقے میں جاؤں گا ۔ مجھے وزیر قانون بنائیے ۔ جناب والا! منہ انسان کا وہی رہتا ہے لیکن اس پر اعمال کی کالک لگتی رہتی ہے ۔ اپنا ایمان مضبوط رکھیں تو آدمی روشن چہرہ لے کر عوام کے سامنے جاتا ہے ۔ اور اگر آدمی قلابازیاں کھاتا رہے تو اس کا کوئی منہ نہیں رہتا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ ۔ پندرہ منٹ ہو گئے ہیں ۔ اپنی بات ختم کریں ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا! ابھی دو منٹوں میں بات ختم کرتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے آپ کو پندرہ منٹ دیے ہیں ۔ میرے پاس جو لسٹ ہے اس میں سے اگر کوئی وقت دینا چاہے تو دے سکتا ہے ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : بس میں اپنی بات ختم کرتا ہوں ۔ جناب والا! آپ مجھے تین منٹ دیں اللہ آپ کو وزیر بنا دے ۔ اللہ آپ کی خواہش کو پورا کرے ۔ جس دن آپ وزیر بنیں گے داتا صاحب جا کر پانچ دیگیں دوں گا ۔ کم از کم آپ سے لڑنے کا مزہ تو آئے گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : پلیز بات سنیں ۔ پہلے بھی یہ بات آ چکی ہے کہ سپیکر کے کنڈکٹ پر بات نہیں ہو سکتی۔ یہ بات آپ کی جائز بھی نہیں ہے ۔ میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں وزیر قانون بننا چاہتا ہوں میں اسی سیٹ پر بڑا مطمئن ہوں ۔ مہربانی شکریہ ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب والا! اب میں آپ کو انتظامیہ کی جانبداری کی بات بتاتا ہوں۔ میں ڈی سی راولپنڈی کے پاس گیا۔ میں نے اس کو اپنے اوپر ہونے والے مظالم بتائےمیں نے کہا کہ دیکھیں کس طرح دفعہ ۵۴ کا نا جائز استعمال کیا جا رہا ہے ۔ کس طرح سے میرے بوڑھے باپ کو انہوں نے دفعہ ۱۰۹ کے تحت اندر بند کر رکھا ہے۔ کس طرح میرے گھر پر بغیر وارنٹ کے چھاپے مارے جا رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ آپ کا استحقاق نہیں بنتا۔ بغیر وارنٹ کے وہ میرے گھر میں گھس گئے۔ جناب والا! میں جوان بچیوں کا باپ ہوں اور ایک اسمبلی کا ممبر ہوں۔ میں چار لاکھ آدمیوں کی نمائندگی کرتا ہوں لیکن میرا گھر بھی ان درندوں سےمحفوظ نہیں رہا ۔ میرا تو صرف اتنا مطالبہ تھا کہ اس ہاؤس کی کمیٹی بنا دیں۔ اس ہاؤس کی کمیٹی اس گندے ڈی ایس پی کے خلاف اپنی تحقیقات کا آغاز کرے جو من مانی کرتا پھر رہا ہے ۔ اس ایس ایس پی کو طلب کرے کہ تم کس اختیار کے تحت ایک ایم پی اے کے گھر پولیس بھیجتے ہو آپ خدا پر یقین کریں کے میرے علاقے میں میرے گھر پر روزانہ باقاعدگی کے ساتھ تین تین چار چار سو پولیس والے جاتے ہیں ۔ علاقہ کا گھیرا لگاتے ہیں غیر اعلانیہ کرفیو نافذ کر دیتے ہیں اور کوئی نو جوان ان کو باہر سڑک پر نظر آ جائے اس کو ڈنڈوں سے پیٹنا شروع کر دیتے ہیں ۔ کیا یہی جمہوریت ہے ؟ کیا یہی وہ خوشحالی کا دور ہے جو آپ اس قوم کو دینا چاہتے ہیں۔ ادھر بیٹھنے والے تمام دوست ہمدردی کرتے ہیں کہ ہمیں بڑا دکھ ہے آپ کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔ میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ آج ان کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے' آج ایک مثال قائم کی جا رہی ہے وقت گزرتے دیر نہیں لگتی کل ادہر والے ادھر آ سکتے اور ادھر والے ادھر آ سکتے ہیں' کم ازکم اتنا ضرور کیجیے اتنا ردعمل reaction ضرور کیجیے اتنا اپنی قیادت سے ضرور پوچھیے کہ ہاشمی خان کے ساتھ کیوں ظلم کر رہے ہو ۔ اس لیے ظلم کر رہے ہو کہ وہ اپنے ایمان پر قائم ہے وہ برملا کہتا ہے کہ جان جا

سکتی ہے لیکن نواز شریف کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑوں گا ۔ مجھے اپنے بیٹے نے خط لکھا جب اسے پتا چلا کہ میرے باپ پر سختیاں ہو رہی ہیں 'میرے بچوں کو بند کیا جا رہا ہے میرے دادا کو بند کر دیا گیا تو س نے مجھے برنول کالج سے خط لکھا Stand with Nawaz Sharif and do not betray him I will commit suicide if you will leave him. جناب والا! مجھے اس پر فخر ہے کہ وہ بھی اس بات کو سمجھتا ہے کہ لوٹوں کی کوئی عزت نہیں اور میرا یہ ایمان ہے کہ یہ جو لوٹے اپنا ایمان بیچ کر ادھر دھر جاتے ہیں رات کو ان کی بیویاں بھی ان سے منہ موڑ کر سوتی ہوں گی۔ وہ بھی کہتی ہوں گی کہ ے کیہڑا لوٹا آ گیا انھوں کڈو ایتھوں۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں ان لوٹوں کو تو ان کی بیویاں بھی لفٹ نہیں کرواتی ہوں گی۔ پتا نہیں کس طریقے سے ان کو مناتے ہوں گے۔ یہ جانیں اور ان کا کام جانے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ ۔ چودھری وصی ظفر۔

جناب ایس اے حمید ، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! یہاں پر لوٹوں کی بات ہوئی ہے تو میں ایک شعر آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور ہاؤس کی نذر کرتا ہوں۔

اگرچہ وہ کسی صورت نہ مسٹر ہے نہ مولانا
کہیں پر کھو گیا ہے دولتانہ اس کو لوٹانا

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ چودھری محمد وصی ظفر!

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا آفریدی صاحب نے ابھی بڑی تند و تیز باتوں میں کہانی اور افسانے پیش کیے ہیں۔ جناب والا! اگر وہ تشریف رکھیں تو ایک چھوٹی سی میں گزارش کروں کہ پچھلے چند اجلاسوں کی بات ہے کہ ان کے ایک بھائی کو چھاپہ مار کر گرفتار کر لیا گیا تو انہوں نے کہا تھا کہ میرا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ وہ اگر بد قماش ہے تو میرا اس سے کیا تعلق۔ یہ ان کے اپنے الفاظ ہیں اور ہاؤس کے ریکارڈ پر ہیں۔ اگر وہ کوئی ایسی حرکت کرتے ہیں تو یہ مجھے کیوں پریشان کرتے ہیں۔ آج یہ فرما رہے ہیں کہ یہ سارا کچھ ہارس ٹریڈنگ کے لیے کیا گیا۔ جناب والا یہ مقدمات پرانی تاریخوں کے ہیں یہ سات مقدمات ہیں اور پرانی تاریخوں کے ہیں۔ ۹۴۔۹۔۲۰ ' ۹۴۔۱۰۔۳ ' ۹۵۔۱۔۲۰ ' ۹۵۔۷۔۱۷ ' ۹۵۔۸۔۳۰ ' ۹۳۔۱۰۔۷ اور ان کی دفعات ہیں ۳۵۲ ' ۳۷۴ ' ۱۸۸ ' ۳۵ ' ۱۸۶ ' ۳۲۴ ' ۴۶ قمار بازی وغیرہ کے مقدمات ہیں جن میں وہ پہلے سے ملوث ہیں اور

جناب والا! انہوں نے خود ادھر فرمایا تھا ایک دفعہ جب چھاپہ پڑا تو آفریدی صاحب نے کہا تھا کہ اس سے میرا کیا تعلق ہے - میرا بھائی اگر کوئی ایسا کام کرتا ہے تو مجھے کیوں پریشان کرتے ہیں - آج یہ دیگر قسم کی باتیں یہاں فرما گئے ہیں۔ یہ سب کچھ میں نے ریکارڈ کی درستی کے لیے کہا ہے۔ انہوں نے آرٹیکل ۲۳۴ کے نفاذ کی بھی بات کی۔ جناب والا! میرے پاس آئین ہے شاید انہوں نے پڑھا نہیں ہے میں جناب کو یہ پڑھ کر سنا دیتا ہوں .....

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میرے محترم دوست نے ابھی جن مقدمات کا حوالہ دیا یہ تمام مقدمات ۹۵ - ۱۹۹۴ء کے درج شدہ ہیں اور میں نے بارہا اس ہاؤس میں احتجاج بھی کیا کہ میرے خلاف انتقامی کارروائیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہے اور میرے دوست جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ میں اس کو بھی سچ کہتا تھا کہ یہ گورنمنٹ انتقام میں اندھی ہو کر میری وفاداری خریدنا چاہتی ہے - یہ تمام مقدمات جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے یہ اس سلسلے کی ایک کڑی ہے -

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ - سب سے پہلے میں یہ observation دیتا ہوں کہ کوئی صاحب جب تقریر کرتے ہیں تو ان کو پوری آزادی ہے کہ وہ اپنا مافی الضمیر بیان کریں۔ اس کے بعد جب دوسرے مقرر آتے ہیں تو ان کو بھی پوری آزادی ہے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ لیکن اگر پہلے والے فاضل رکن اس سے disagree کرتے ہوں تو پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوکر اس کی وضاحت نہیں کی جاسکتی۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اس لیے دوسرے فاضل اراکین بھی اس روشنی میں پوائنٹ آف آرڈر کیا کریں۔ مہربانی۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب یہ دو مقدمات ۱۹۸۶ اور ۱۹۹۳ء سے پہلے کے ہیں۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ اور یہ تو انہوں نے فرمایا ہے کہ میرا بھائی۔ میرا کیا تعلق ' مجھے کیوں پریشان کرتے ہیں ' اگر وہ اس قسم کا ہے تو اس کو پکڑیں۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے ادھر ہاؤس میں لکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات کو continue کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب یہ ۲۳۴ دیکھیں۔

234. (1) If the President, on receipt of a report from the Government of a Province or otherwise, is satisfied that a

situation has arisen in which the Government of the Province cannot be carried on in accordance with the provisions of the Constitution, the President may, or if a resolution in this behalf is passed at a joint sitting shall, by Proclamation,--

چودھری محمد ریاض، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب ریاض صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد ریاض،فاضل رکن تقریر فرما رہے ہیں یا پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں وہ تقریر کر رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، تو جناب والا!

(a) assume to himself, or direct the Governor or the Province to assume on behalf of the President, all or any of the functions of the Province, and all or any of the powers vested in, or exercisable by, any body or authority in the Province, other than the Provincial Assembly;

لفظ اس میں shall استعمال ہوا ہے۔ جناب والا! یہ میں نے اس لیے پڑھا ہے کہ شاید انہوں نے یہ نہ پڑھا ہو۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ آپ خود ملاحظہ فرمائیں کہ جب آدمی سے زیادہ کابینہ استعفیٰ دے جائے، جب ایک پارٹی کے کل اٹھارہ (۱۸) ممبر ہوں ۔ اس کے ایڈوائزرز استعفیٰ دے جائیں، openly press statement دیں، اور press confrences کریں۔ وہ آدمی گورنمنٹ کیسے چلا سکتا ہے۔ پھر اس کو تو ہٹایا نہیں گیا۔ remove نہیں کیا گیا۔ جب وہ functions exercise کر ہی نہیں سکتا جو اس نے under the Constitution through Cabinet کرنے ہیں۔ جب وہ functions ہی نہیں کرسکتا تو پھر کیا کیا جائے گا۔ صوبے کو ہوا میں معلق کردیا جائے۔ پھر تو گورنر ہی assume کرے گا۔ یہی آئین کہتا ہے اور یہی اس کی sense ہے اور یہی اس کی وجہ تھی۔ یہ logic کی بات ہے۔ اس میں آپ جتنی چاہے قانونی بحث کرلیں کہ جب کیبنٹ آدمی سے زیادہ استعفیٰ دے گئی ہے اٹھارہ میں سے چار ممبر استعفیٰ دے گئے ہیں اور چار مخالفت میں بیان دے رہے ہیں۔

پریس کانفرنسیں ہو رہی ہیں۔ تو وہ گورنمنٹ کیسے run ہوسکتی ہے۔ جب وہ گورنمنٹ run نہیں ہوسکتی تو آئین نے اس کا جو طریقہ دیا ہے وہ اختیار کر لیا گیا ہے۔ اس میں جناب جہاں پارلیمانی نظام چلتے ہیں وہاں پر جو سسٹمز ہیں وہاں پر جو روایات ہیں ' یہ ابھی کل کی انگلینڈ کی دو مثالیں سامنے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ میجارٹی پارٹی بھی اور میری اپنی پارٹی بھی میرے ساتھ نہیں ہے تو ان کو واضح ہونا چاہئے تھا کہ اب وہ اس ہاؤس کی میجارٹی کمانڈ نہیں کرتے۔ یہ ان پر فرض عائد ہوتا تھا پارلیمانی روایات کے تحت کہ وہ استعفیٰ کرتے۔ لیکن انہوں نے خود confrontation کا راستہ اختیار کیا۔ انہوں نے ادھر ادھر چور دروازوں سے اپوزیشن کے ساتھ رابطے شروع کیے۔ انہوں نے اپنے ساتھ اپنے گروپ میں سے اور پیپلز پارٹی میں سے ممبرز ملانے شروع کیے اور اپنی طاقت دکھانی شروع کی۔ confrontation تو جناب انہوں نے کچھ اس طریقے کی شروع کی کہ گورنمنٹ بالکل ہی نہ چل سکے۔ ان کے جو ارادے تھے وہ سب پر واضح تھے۔ وہ تو اس ہاؤس کو ہی توڑ دینا چاہتے تھے۔ اس کا کیا راستہ تھا' اس نظام کو بچانے کے لیے کیا راستہ تھا؟ وہ ایک ہی راستہ تھا۔ اور یہ جو ۲۳۴ میں جو نرم ترین راستہ تھا وہ اختیار کیا گیا۔ نہ اسمبلی معطل کی گئی نہ ہی اسمبلی کے اختیار لیے گئے۔ ان کا عہدہ بھی نہیں لیا گیا۔ He was the Chief Minister صرف ان کے وہ اختیارات جو وہ آئین کے تحت استعمال کرنے سے قاصر تھے' چونکہ ان کے نیچے کابینہ ہی نہیں تھی۔

سید ظفر علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سید ظفر علی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! آپ کی وساطت سے معزز ممبر کی خدمت میں میری عرض ہے کہ میں ان کی تقریر کو disturb نہیں کر رہا۔ کیونکہ وہ قانونی اور سیاسی حوالے دے رہے ہیں۔ صرف اتنی درخواست ہے کہ کل کو اگر وہ بہت مصروف بھی ہوں تو یہ کل ضرور تشریف لائیں۔ کل ان کی تمام سیاسی اور قانونی باتوں کا میں جواب دوں گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر: جب کل آئے گا تو دیکھ لیں گے۔ مجھے بڑا پتا ہے جس کے پاس جتنا علم ہے۔ میں بہت دیکھ چکا ہوں ہاؤس کو دو سال ہوگئے ہیں۔ مجھے سارا پتا ہے اور قانون کا بھی پتا ہے۔ اور یہ پورے پاکستان کے وکلاء جانتے ہیں کہ کیا کیا بات ہے اور کون کون کیسے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! آپ اپنی تقریر جاری کیجئے۔

چودھری محمد وصی ظفر ۔ مجھے کم از کم کسی جونیئر سے لیکچر لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو ہاؤس میں بھی جونیئر ہو اور وکالت میں بھی جونیئر ہو۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہمارا ایک اندرونی معاملہ تھا' یہ اس پارٹی کا ایک اندرونی معاملہ تھا۔ اس کو ہم نے اندرونی طور پر حل کرنا تھا۔ ایک دم اچانک ایک تاریخ کو ایک situation پیدا ہوئی' جو وزراء نے استعفے دے دیئے' جو ان کی پارٹی کے ایڈوائزرز نے پریس کانفرنس کر کے استعفے دے دیئے۔ تو گورنر کے پاس کیا چارہ تھا ۔ آئین میں یہ provision کس لیے دی گئی ہے۔ صرف اسی مقصد کے لیے دی گئی ہے یہ بیکار provision نہیں تھی۔ آئین میں کوئی چیز redundant نہیں ہے۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید ظفر علی شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! معزز رکن نے بار بار کہا ہے کہ یہ ہمارا اندرونی معاملہ تھا' اندرونی معاملہ تھا' اندرونی معاملہ تھا۔ ان کے اندرونی معاملات سے پاکستان کے Constitution کا کوئی تعلق نہیں۔ پنجاب کے بیرونی معاملات سے Constitution کا تعلق ہے اس پر بات کریں۔ ان کے اندرونی معاملات سے نہ Constitution کی اور نہ اسمبلی کی کوئی دلچسپی ہے۔ اور نہ ہی ان کے اندرونی معاملات سے ۲۳۴ کا تعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ' شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔۔۔جی ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! وہ باتیں ان کی سمجھ سے باہر ہیں۔

وزیر قانون (میاں محمد افضل حیات)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب وزیر قانون پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون ، جناب والا! آپ نے پہلے جو ارشاد فرمایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پر عمل ہو کہ ایک معزز رکن جو تقریر کر رہا ہے اس کا جو بھی نقطۂ نظر ہے وہ پیش کرے۔ جب دوسرے کی باری آئے گی تو وہ اپنا نقطۂ نظر پیش کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ۔ جناب وزیر قانون کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ میں سید ظفر علی شاہ

صاحب جیسے ماہر قانون کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ جی۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اندرونی معاملہ ' جو میں نے عرض کیا ہے۔ میں اگر اپنے فاضل بھائیوں کو نہیں سمجھا سکا تو اس میں میری کمی ہے۔ اندرونی معاملہ ' میں وٹو صاحب کی تبدیلی کو کہہ رہا ہوں اور آئینی معاملہ وزراء کے جو استعفے ہیں ان کو کہہ رہا ہوں۔ یہ دو فرق ہیں میں نے ایک ہی دفعہ میں تین باتیں کی ہیں۔ پارلیمانی نظام کی روایات کی بات کی ہے۔ اس کی جو تبدیلی ہے اس کو اندرونی معاملہ قرار دیا ہے۔ اور جو situation arise ہوئی تھی وہ آئینی تھی۔ یہ تین علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں جب وہ اکٹھی ہوئیں تو پھر اس میں یہ ایک situation arise ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا ! یہ disturbance دے رہے ہیں۔ اب آپ اس کی back ground دیکھیں کہ یہ تو خدا کی طرف سے بھی آپ سمجھ لیں یا ویسے بھی کہ انہوں نے جس طریقے سے گورنمنٹ کو چلانا چاہا ' آیا وہ کسی طریقے سے بھی گورنمنٹ چل سکتی تھی۔ میرے خیال میں اللہ کی طرف سے ان کی سوچیں یا عقل مفقود ہوگئی تھی۔ اگر اتنا بڑا رتبہ ملا تھا تو اس کو چلانے کے لیے ان کا طرز اور ہونا چاہئے تھا۔ انہوں نے ممبرز پر discrimination کی' اپنی پارٹی کے ممبرز پر discrimination کی ' انہوں نے کسی کو patronize کیا ' کسی کو نیچا دکھایا۔ انہوں نے خوامخواہ کی اپنی پارٹی کے ممبران کے ساتھ confrontation بنائی' وزراء کے ساتھ' اور دوسرے ممبران کے ساتھ۔ انہوں نے کبھی ادھر سے توڑ کبھی ادھر سے جوڑ کی پالیسی اپنائی ' انہوں نے سوچا کہ شاید وہ ایک پارٹی ہوا میں معلق کر لیں گے۔ اور اس کا طریقہ انہوں نے یہ اختیار کیا کہ شاید میں اراکین کو ملا کر اوپر سے ایک پارٹی لے آؤں۔ انہوں نے سوچا کہ میں پیچھے اتنا بڑا کھیل کھیل آیا ہوں اور اب میں اس کا اتنا بڑا ہیڈ ماسٹر ہوں کہ اب میں ہر کسی کو نیچا ہی دکھا سکتا ہوں۔ جس نے بھی مشورہ دیا ' انہوں نے elected آدمیوں پر unelected آدمی بٹھا دیئے۔ انہوں نے ہر بندے کے لیے رخنہ اندازی پیدا کی اور grievances پیدا کیے۔ انہوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی کہ یہ نظام صحیح طور پر چل سکے۔ اور end پر آ

کے انھوں نے، جب رابطے کر لیے اور اپوزیشن کے ساتھ ایک طرح سے ساز باز ہو گئے اور ادھر نیچا دکھایا تو پھر کابینہ بھی کیا کرتی۔ یہ جو صورت حال ہے یہ آئین میں redundant provision 234 نہیں ہے اس کا جو استعمال ہے اس پر جتنی بحث کر لیں یہ اس کی کلاز I کے تحت ہوا۔ باقی تو اقدامات کیے ہی نہیں گئے۔ تو کسی کی ایگزیکٹو اتھارٹی جب وہ exercise نہیں کر سکتا آئین کے تحت کیونکہ He has to act through Cabinet جب وہ کیبنٹ ہی نہیں ہے تو اس نے act کیسے کرنا ہے، اس نے عمل کیسے کرنا ہے اور اسی لیے یہ آئینی provision بنی۔ تو اس کا استعمال غلط کیسے ہو گیا؟ انتہائی شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری حنیف خان۔

چودھری محمد حنیف خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! پنجاب کی جو سیاسی صورت حال ہے، اس کے بارے میں میرے ساتھ جو واقعہ پیش آیا ہے میں پہلے وہ عرض کروں گا۔ اس کے بعد باقی پنجاب کے لیے اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔

۱۔ ستمبر کو ایف آئی اے کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر سجاد مصطفٰی باجوہ صاحب اور اظہر (یہ بھی اسسٹنٹ ڈائرکٹر ہیں) میرے پاس آئے۔ انھوں نے مجھے کہا کہ آپ رحمٰن ملک صاحب کے پاس چلیں۔ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا، رحمٰن ملک کون ہیں؟ انھوں نے کہا، یہ ایف آئی اے کے ڈائرکٹر جنرل ہیں۔ میں نے کہا، میں تو انھیں جانتا نہیں۔ کبھی ملا نہیں تو مجھے اس سے ملنے کی کیا ضرورت ہے؟ کہا، یہ آپ کے فائدے کی بات ہے۔ آپ کے لیے بڑی اچھی ہوگی۔ آپ چلیں۔ میں نے کہا، میں تو نہیں جاؤں گا مجھے ان سے کیا لینا دینا ہے؟ انھوں نے کہا، نہیں۔ آپ ایسا کریں کہ ہماری مان لیں اور ایک دفعہ دیکھیں کہ آپ کے لیے کتنا بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ منسٹری بھی ملے گی، پیسے بھی ملیں گے۔ سب کچھ ہو گا۔ میں نے کہا کہ بھئی، میں نہیں جاؤں گا۔ وہ اس کے بعد دوبارہ کچھ دیر کے بعد آئے۔ میں اپنے کمرہ نمبر ۵۔ سی، پیپلز ہاؤس میں اپنی بیوی اور چھوٹے بیٹے کے ساتھ رہ رہا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں اپنی بیوی کو چیک اپ کے لیے لایا تھا اور ابھی اسے چھوڑنے کے لیے جانا تھا۔ اس دوران میں یہ لوگ آ گئے۔ جب وہ دوبارہ آئے تو ٹیم کے ساتھ آئے جو کہ چاروں طرف چھپے ہوئے تھے۔ مجھے نہیں معلوم تھا۔ انھوں نے کہا کہ ابھی ہم نے آپ کو لے کر چلنا ہے۔ میں نے کہا کہ میں تو اس طرح نہیں جاؤں گا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ جی آپ کا فائدہ ہے۔ میں نے کہا کہ جب میں

فائدہ لینا ہی نہیں چاہتا تو مجھے کس لیے لے جانا چاہتے ہو؛ کہا کہ نہیں جی' اگر آپ نہیں جائیں گے تو ہم اٹھا لے کر جائیں گے۔ یہ تکرار ابھی جاری تھی کہ ضلع مسلم لیگ قصور کے صدر سردار طفیل احمد خان اور جنرل سیکرٹری ملک رشید احمد خان' تحصیل مسلم لیگ قصور کے صدر سعید احمد خان اور خورشید محمود قصوری صاحب کے بھائی بختیار قصوری صاحب اور ملک رحمت ہمارے مصطفےٰ آباد ٹاؤن کمیٹی کے صدر مسلم لیگ اتفاق سے وہاں تشریف لے آئے۔ انھوں نے پوچھا' معاملہ کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ یہ پہلے آئے تھے۔ انھوں نے مجھے پیش کشیں کی تھیں۔ انھوں نے مجھے پیسوں کے لیے بھی کہا ہے اور وزارت کی بھی بات کی ہے اور کہتے ہیں کہ رحمٰن ملک کے پاس ابھی چلنا ہے۔ اور اگر نہیں جاؤ گے تو ہم زبردستی لے کر جائیں گے۔ انھوں نے اپنا ان سے تعارف کرایا اور انھیں سمجھایا کہ تم اس کو کس لیے لے جاتے ہو۔ اس نے کہا کہ جی' اس کے فائدے کی بات ہے۔ آپ جانے دیں' کچھ نہیں ہوگا۔ جب سب نے اعتراض کیا اور وہاں معاملہ ہاتھا پائی تک چلا گیا تو اس کے بعد اس نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا۔ سارے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ کم از کم بیس پچیس بندے تھے۔ چار گاڑیاں وہ بھر کر لے آئے ہوئے تھے۔ اور اس نے چاروں طرف سے گھیرا ڈال کے' اسلحہ دکھا کے کہا کہ یا تو گاڑی کے اندر بیٹھ جاؤ' ورنہ ہم جبراً تمھیں لے جائیں گے۔ بہرحال' وہ مجھے زبردستی گاڑی میں ڈالنا چاہ رہے تھے۔ میں نے جوتی نہیں پہنی ہوئی تھی اور کپڑے بھی میرے دوسرے تھے' میں کپڑے تبدیل کرنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا کہ مجھے کپڑے تبدیل کر لینے دو اور جوتا پہن لینے دو پھر جہاں کہو گے میں تمھارے ساتھ چلوں گا۔ لیکن میرے ساتھ یہ زیادتی نہ کرو۔ انھوں نے کہا کہ کپڑے بھی آپ کو نہیں بدلنے دیں گے جوتے بھی نہیں پہننے دیں گے۔ انھوں نے مجھے زبردستی گاڑی میں بٹھایا اور وہاں سے لے گئے۔ پہلے وہ مجھے ایف آئی اے کے ہیڈکوارٹر میں لے گئے۔ وہاں شیخ ریاض صاحب (غالباً ان کا نام ہے جو کہ ڈپٹی ڈائرکٹر ہیں) مجھے ملے۔ انھوں نے کہا کہ اس کو لے جاؤ۔ کوئی جگہ بتائی۔ وہ مجھے ٹاؤن شپ میں جہاں ان کا کوئی اینٹی سمگلنگ یونٹ ہے' وہاں لے گئے۔ میں نے وہ جگہ دیکھی تو میں نے سمجھا کہ یہ معاملہ کوئی اور ہے۔ میرے ساتھ یا تو کوئی سمگلنگ کا معاملہ کریں گے یا ہیروئین ڈالیں گے یا کوئی اور ایسی حرکت کریں گے۔ بہرحال میں نے کہا کہ میں بے گناہ ہوں۔ میں نے کچھ کیا نہیں۔ میرے خاندان کی روایت ہے کہ شروع سے آج تک ہمارے کسی بھی ممبر کا تھانے میں ایک بھی پرچہ نہیں۔ اور میرے دادا ۱۹۴۶ء سے اسمبلی کے ممبر رہے۔ تحریک پاکستان میں انھوں نے بھرپور حصہ لیا۔ قائداعظم

کے ساتھی تھے اور جب سے یہ سارا معاملہ ہوا ہے جرائم سے ہمارے پورے خاندان کا کوئی تعلق نہیں۔ تو
ں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ یہ میرا کیا کر سکتے ہیں؟ بہرحال' وہاں اس کے بعد انھوں نے رحمٰن ملک
ماحب سے بات کروائی۔ رحمٰن ملک اور دوسرے لوگوں نے مجھے دھمکیاں دیں کہ اگر تو نے ہماری بات نہ
نی تو ہم تیرے اوپر پرچے کریں گے' تجھے مشقتیں کاٹنی ہوں گی۔اور تو تنگ ہوگا۔ تمھارے لیے بہتر
ہے کہ تم شیر پاؤ اور بےنظیر کو مل لو۔ میں نے انکارکر دیا۔ میں نے کہا جو مرضی کرو۔ پرچے کر دو'
یل میں ڈال دو لیکن میں نہیں جاؤں گا۔ اس کے بعد وہ مجھے وہاں سے ایئر پورٹ لے گئے اور وہاں
ماز کے ذریعے انھوں نے مجھے اسلام آباد پہنچا دیا۔ اسلام آباد ایئر پورٹ پر ہمارے سرحد کے وزیر اعلیٰ
ناب شیرپاؤ صاحب وی وی آئی پی لاؤنج میں مجھے ملے۔ وہاں انھوں نے مجھ سے میٹنگ کی اور مجھے کہا
ہ ہم تمھیں ڈیڑھ کروڑ روپیہ' وزارت اور سی ڈی اے میں پلاٹ دیں گے۔ میں نے کہا کہ میں یہ کام
یں کرنا چاہتا۔ آپ لوگوں نے مجھ سے زیادتی کی ہے۔ پہلے آپ نے مجھے یہاں جبراً منگوایا۔ یہ طریقہ
یں ہوتا۔ اس نے بعد میں پھر کہا کہ نہیں' آپ مہربانی کریں' ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ آپ بہت
ہدے میں رہیں گے اور یہ بات ہمیشہ آپ کے کام آئے گی۔ اس دوران محترمہ بےنظیر بھٹو صاحبہ وہاں
پہنچیں اور انھوں نے آ کر یہ الفاظ ادا کیے کہ چودھری صاحب! ہم آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے
کراچی جانا تھا لیکن اپنا جہاز میں نے آپ کی وجہ سے لیٹ کرایا۔میں نے کہا' محترمہ! میرا انتظار کرنے
ی کیا ضرورت تھی۔ میں تو کوئی وی وی آئی پی بندہ نہیں ہوں۔ مجھے آپ کے ایف آئی اے والے
راً گرفتار کر کے لائے ہیں۔ میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ میں کسی قیمت پر آپ کو ووٹ نہیں دوں
۔ اس کے بعد محترمہ اپنے جہاز میں بیٹھ کر وہاں سے چلی گئیں اور شیر پاؤ صاحب مجھے اپنی گاڑی میں
ا کر فرنٹیئر ہاؤس میں لے گئے۔ وہاں جا کر بھی انھوں نے مجھ سے رات کو میٹنگ کی۔ اور صبح بھی
ر سے میٹنگ ہوئی اور معاملات یہی دہراتے رہے۔ یہی پیش کشیں ہوتی رہیں۔ مجھے انھوں نے وہاں دو
ن رکھا۔ لاہور میں پھرمحترمہ سے ملوایا' زرداری صاحب سے ملوایا۔زرداری صاحب کو میں نے ملتے ہی کہہ دیا
کہ میں کسی صورت میں یہ کام نہیں کروں گا۔ آپ کے ایف آئی اے والے مجھے زبردستی اٹھا کر
لے ہیں۔ یہ کوئی جمہوریت نہیں ہے۔ یہ کوئی انسانیت نہیں ہے۔ یہ اخلاقی بات نہیں ہے۔ میں اس
ت کو نہیں مانوں گا۔

اب سیف اللہ خان چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

چودھری محمد حنیف خان: جناب سپیکر! یہ پہلے ہو چکا ہے کہ کوئی بات کر رہا ہو پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا جب کوئی بات کر رہا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا پوائنٹ آف آرڈر سن تو لیں۔ اس کے بعد آپ کو اجازت ملے گی۔ جی۔

جناب سیف اللہ خان چیمہ: جناب سپیکر! چودھری صاحب جس روانی سے اپنا بیان پڑھ رہے ہیں اس سے آپ کو کچھ یاد تو آتا ہوگا۔ کتنی تیزی میں بات کر رہے ہیں۔ جب آدمی اپنا بیان نارمل کر رہا ہو تو اس طرح نہیں بولتا۔ یہ کافی رٹا ہوا ہے ــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ مہربانی شکریہ۔ جی' سردار سکندر حیات صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

سردار سکندر حیات خان: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں اپنے بھائی حنیف خان صاحب سے کچھ کہنا چاہوں گا کہ جو ان کے ساتھ واقعہ ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ Kindly unnecessary لوگوں کو political gain کے لیے involve نہ کریں۔ تو بات یہ ہے کہ جہاں تک آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں اور کچھ تھوڑا بہت ڈرامہ کرنا چاہتے ہیں تو بے شک کریں۔ ورنہ مجھے بھی یہ کہنا پڑے گا کہ بولوں کہ نہ بولوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! This is no point of order ان کو تقریر کرنے دیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! معزز رکن پہلے بھی اسمبلی میں رہ چکے ہیں۔ انھیں ہدایت فرمائیں کہ direct ممبر سے بات نہ کیا کریں اور آپ سے مخاطب ہوا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ تو فاضل رکن کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے دیں۔ یہ واقعی ٹھیک بات ہے کہ تقاریر کے لیے وقت بہت کم ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ فاضل اراکین اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آیا کوئی فاضل ممبر پڑھ کر تقریر کرسکتا ہے اور اگر پڑھ کر تقریر کرے بھی تو آیا وہ دھو سکتا ہے کہ جو اس کا کردار رہا ہے

اورسب نے دیکھا ہے ۔ اور اب وہ اپنی پارٹی کے سامنے اس کو wash کرنے کے لیے ان کی لکھی ہوئی یہ چیزیں پڑھنا شروع کر دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ بہرحال پڑھ کر تو نہیں کرسکتا ۔ اور دوسری بات کو میں رول آوٹ کرتا ہوں۔ یہ کیسے پتا چل سکتا ہے کہ آپ بات کریں گے ۔

چودھری محمد حنیف خان ۔ جناب سپیکر ! یہ دیکھ لیں کہ میں نے اس میں کیا لکھا ہے ۔ میں پڑھ کر سنا رہا ہوں یا زبانی تقریر کررہا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ حنیف خان صاحب! آپ بات کریں ۔ آپ کا وقت ختم ہورہا ہے۔ جلدی wind up کیجیے ۔

چودھری محمد حنیف خان ۔ جناب والا ! میرا وقت تو یہ لے جارہے ہیں۔ میرا وقت کیسے ختم ہو گا۔
(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ Order please حنیف خان صاحب کو بات کرنے دیں ۔

چودھری محمد حنیف خان ۔ جناب سپیکر ! جب مجھے دوبارہ محترمہ سے یہاں گیسٹ ہاؤس لاہور میں ملایا گیا تو جہاں یہ سارا ڈرامہ وغیرہ ہوا ہے۔ وہاں پر اس وقت حامد ناصر چٹھہ صاحب بھی موجود تھے۔ اقبال احمد خان صاحب بھی موجود تھے ۔زرداری صاحب ' شیرپاؤ صاحب اور اٹارنی جنرل پاکستان بھی موجود تھے ۔ اور اس کے علاوہ حنیف رامے صاحب سپیکر صوبائی اسمبلی موجود تھے۔ (قطع کلامیاں) جناب سپیکر ! یہ فرماتے ہیں کہ یہ رٹی ہوئی کہانی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ حنیف رامے صاحب موجود تھے جس وقت بی بی نے مجھے کہا ۔ جب میں دروازے میں داخل ہوا تو وہ مجھے دیکھتے ہی کھڑی ہوگئیں۔ اور فرمانے لگیں آئیے چودھری صاحب آئیے ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں ۔ میں وہ کہہ رہا ہوں جو مجھے کہا گیا۔ ابھی مجھے اُدھر سے دھمکی بھی مل رہی ہے ۔ ایک صاحب نے کہا کہ یہ ساری غلط باتیں ہیں ۔ آپ دھمکی دیں ' جو مرضی کریں ' جو ہوا ہے وہ میں بیان کروں گا اور کر کے رہوں گا ۔ وہاں انھوں نے مجھے کہا کہ آپ ایک مووی میں تھوڑے سے دو الفاظ کہہ دیں کہ مجھے محترمہ کی قیادت پر یقین ہے ۔ دوسرا انھوں نے مجھے یہ کہا کہ آپ ناظم شاہ صاحب کے بھی دوست ہیں ۔ راؤ خضر صاحب کے بھی دوست ہیں۔ مخدوم الطاف صاحب کے بھی دوست ہیں اور سردار سکندر صاحب کا بھی نام لیا کہ ان کے بھی دوست ہیں ۔ اور آپ ہمارے بھی دوست ہیں ۔ میں نے کہا میڈم sorry ' میں ان سب کا دوست ہو

سکتا ہوں لیکن میں آپ کا دوست نہیں ہو سکتا ۔(نعرہ ہائے تحسین) میں جو کہہ رہا ہوں ---(قطع کلامیاں)

سردار سکندر حیات خان ، جناب والا ! Point of personal explanation میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، انھوں نے آپ کا نام لیا ہے ؟

سردار سکندر حیات خان ،جی ہاں ۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ کہتے ہیں کہ میرا نام لیا ہے ۔ اس لیے میں personal explanation پر کھڑا ہوا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ ان کو تقریر کر لینے دیں ۔ وہ اب اپنی تقریر ختم کرنے والے ہی۔ (قطع کلامیاں) ان کی بات سن لیں ۔ کوئی بات نہیں ہے ۔ وہ personal explanation پر ہیں۔ انعام اللہ خان نیازی صاحب ! میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔ آپ تشریف رکھیں ۔ جی سردار صاحب personal explanation پر ہیں ۔ (قطع کلامیاں)

سردار سکندر حیات خان، جناب والا ! آپ معزز سپیکر ہیں ۔آپ ان سے پوچھ لیں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر ، نیازی صاحب ! تشریف رکھیں۔ مہربانی۔ آپ کس کی اجازت سے بول رہے ہیں؟ مہربانی' آپ کا شکریہ ! (قطع کلامیاں) تشریف رکھیں۔ وہ personal explanation پر ہیں۔ اس کے بعد ہم آگے چلتے ہیں ۔ جی personal explanation

سید تابش الوری، جناب سپیکر! خان صاحب تو میڈم کا ذکر کر رہے تھے۔ یہ personal explanation کیسے کہہ رہے ہیں؟ یہ میڈم ہیں؟ (قطع کلامیاں)

سردار سکندر حیات خان ، جناب ! آپ حنیف خان صاحب سے پوچھ لیں ۔ اگر انھوں نے میرا نام لیا ہے تو پھر میری personal explanation بنتی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، حنیف خان صاحب ! آپ نے ان کا کوئی نام لیا ہے؟

چودھری محمد حنیف خان ، جناب والا ! میں نے ان کا نام نہیں لیا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، انھوں نے نام نہیں لیا۔ آپ تشریف رکھیں ۔ (قطع کلامیاں) جی حنیف خان صاحب !

سردار سکندر حیات خان ، جناب والا ! آپ ٹیپ چلا کر دیکھ لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ انھوں نے categorically کہہ دیا ہے کہ میں نے نام نہیں لیا۔ جی وصی ظفر صاحب !

سردار سکندر حیات خان ۔ جناب والا ! ٹیپ چلائی جائے ۔(قطع کلامیاں)

Mr. Deputy Speaker: I call the House to order.

سردار سکندر حیات خان ۔ جناب والا ! اگر انھوں نے میرا نام لیا ہے تو وہ resign کریں یا میں resign کروں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر ۔ جناب والا ! آپ ٹیپ چلا کر سن لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ تو نہیں ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی ۔ کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ جناب سپیکر ! چودھری محمد حنیف خان صاحب میڈم کی گفتگو دہرا رہے تھے ۔ اپنی زبان سے ان کا نام لینا ان کے لیے توہین ہوتی ہے ۔وہ کیوں ان کا نام لیں گے ۔ وہ میڈم کی گفتگو دہرا رہے تھے کہ فلاں تمہارا دوست ، فلاں تمہارا دوست۔ فلاں تمہارا دوست۔ حنیف خان صاحب نے ان کا نام نہیں لیا۔ صرف میڈم کی گفتگو دہرا رہے تھے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ شکریہ ! جی۔ اب ان کو آگے چلنے دیں ۔ جی وصی ظفر صاحب !

چودھری محمد وصی ظفر ۔ جناب والا ! یہ تقریر نہیں ہے بلکہ فاضل ممبر صرف کوشش کر رہے ہیں کہ میں ان سے سودا کاری کے لیے گیا لیکن ایف آئی اسے زبردستی لے گئی ۔ وہ تو اپنی پارٹی کو یہ بتا رہے ہیں۔ اس کا مطلب کیا ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ ٹھیک ہے مہربانی ۔

رانا محمد اقبال خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی رانا اقبال صاحب !

رانا محمد اقبال خان ۔ جناب سپیکر ! میرے معزز دوست سردار سکندر صاحب کی گفتگو سن کر مجھے افسوس ہوتا ہے اور میرے دوست یہ کہہ رہے تھے کہ وہ پرانے پارلیمینٹیرین ہیں ۔ پچھلی اسمبلی میں

بھی وہ ممبر تھے ۔ میرے خیال میں۔ ***************

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی .This is no point order۔ جی حنیف خان صاحب!

سردار سکندر حیات خان ، جناب والا ! ان کے الفاظ expunge کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے تو ان کا پوائنٹ آف آرڈر treat ہی نہیں کیا۔ یہ جو ان کی ذات کے بارے میں بات کی گئی ہے کہ یہ باہر بیٹھا کرتے تھے ' آتے نہیں تھے ' یہ الفاظ میں expunge کرتا ہوں ۔جی حنیف خان صاحب !

چودھری محمد حنیف خان ، جناب سپیکر ! میرا خیال ہے ان سب کو پہلے پوائنٹ آف آرڈر کر لینے دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ تقریر جاری رکھیں۔

چودھری محمد حنیف خان ، جناب سپیکر ! میں گزارش یہ کررہا تھا کہ محترمہ نے مجھے کہا کہ آپ ہمارے اوپر ایک احسان کر دیں۔ اور ایک مووی میں چند الفاظ کہہ دیں۔ میں نے انکار کر دیا۔ میں نے جتنے آدمی بتائے وہ وہاں موجود تھے۔ ان سب کی موجودگی میں' میں نے کہا کہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ اور مجھے جبراً ایف آئی اے والے پکڑ کر یہاں لے کر آئے ہیں۔ میں اپنی خوشی سے نہیں آیا۔ آپ لوگوں نے میری زندگی کی دو قیمتی راتیں یہاں لگوائیں ہیں۔ میں اس کو بھول نہیں سکتا۔ انھوں نے یہ کہا کہ چودھری صاحب ! ہم تو آپ کو شایان شان طریقے سے لائے ہیں۔ آپ یہ کیسے کہتے ہیں۔ میں نے کہا آپ یہ ایف آئی اے والوں سے پوچھیں۔ اس وقت چٹھہ صاحب بول پڑے۔ چٹھہ صاحب نے کہا کہ بی بی یہ اخبارات میں بھی معاملہ چل رہا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر یہ ہماری بدنامی ہوگی۔

جناب عبدالرشید بھٹی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب سپیکر! میں کافی دیر توں حنیف خان صاحب دی تقریر سن رہیا ساں۔ ایہ جنہاں واقعاں دا ذکر کر رہے نیں ایہناں وچوں اک واقعہ جناب نوں تے تمام ہاؤس نوں سنانا چاہنا واں۔

***** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کئے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں جدوں تہاڈی تقریر آوے گی اودوں سنانا۔

جناب عبدالرشید بھٹی ، جناب والا ! میں تقریر نئیں کرنا چاہندا بلکہ چھوٹی جئی گل کرنا چاہندا واں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نئیں۔ ایس طرح تاں سارے کرن گے ۔

جناب عبدالرشید بھٹی ، جناب ! گل تاں سن لو ۔ بڑی ضروری گل اے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نئیں ۔ ناں ناں ۔

جناب عبدالرشید بھٹی ، جناب ! میں تاں ہن پوائنٹ آف آرڈر تے کھڑا ہویا ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، دیکھیں۔ ہم نے اس ہاؤس کو چلانا ہے اور جو رولز ہیں ان کے مطابق چلانا ہے۔ جی۔

چودھری محمد حنیف خان ، جناب سپیکر! یہ اصلیت بتانے والے بھی میرے پاس آئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ چونکہ interruption رہی ہے اس لیے میں نے آپ کو زیادہ وقت دیا ہے۔ آپ ذرا جلدی wind up کیجیے۔

چودھری محمد حنیف خان ، جناب والا ! چٹھہ صاحب نے کہا کہ یہ ہماری بدنامی ہو جائے گی۔ اخباروں میں آ رہا ہے کہ اس طریقے سے ہارس ٹریڈنگ ہو رہی ہے۔ یہ ایجنسیز کے ذریعے اگر معاملہ ہوا تو ہماری بدنامی ہو گی تو محترمہ نے کہا کہ چٹھہ صاحب ایسی بات نہیں ہے یہ ہمارے دوست لوگ کر رہے ہیں۔ ایجنسیز ملوث نہیں ہیں تو میں نے کہا کہ محترمہ جھوٹ بولتی ہیں۔ میں آپ کے سامنے خود یہاں مثال کھڑا ہوں۔ مجھے ایف۔ آئی۔ اے کے ذریعے گرفتار کر کے لایا گیا ہے تو آپ کیسے کہتے ہیں کہ ایجنسیز ملوث نہیں ہیں۔ اس کے بعد زرداری صاحب اور شیر پاؤ صاحب نے مجھے بار بار منت کی۔ یہاں تک کہ میں قسماً کہتا ہوں کہ میرے پاؤں کو ہاتھ لگایا اور مجھے کہا کہ آپ خدا کے لیے ایک دفعہ احسان کر دیں اور میرے بھائی بنیں۔ میرے بھائی بنیں اور بار بار کہتا رہا کہ آپ ایک دفعہ مجھ پر اعتماد کریں اور میرے بھائی بنیں۔

میاں محمد منیر ازہر ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، منیر ازہر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد حنیف خان ، میں نے کہا آپ تو بھائی بنتے ہیں۔ بھابی کو بھی سمجھائیں۔ مجھے

زبردستی لے کر آ رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، منیر ازہر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ فاضل رکن جب بول رہے ہوں اور اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو تو خود ہی سیٹ پر بیٹھ جانا چاہیے۔ جب سپیکر اس کو اجازت دے دے۔ جی منیر ازہر صاحب۔

میاں محمد منیر ازہر ، جناب سپیکر ! فاضل دوست چند ماہ پہلے مخدوم الطاف احمد کو وفاداریوں کا یقین دلا کر کام لے رہے تھے۔ انھوں نے میرے سامنے یہ کہا۔ میں نے کہا کہ یہ تو رول ہی نہیں ہے۔ تو وہ کہتے رہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، منیر ازہر صاحب جب آپ کی تقریر ہو گی تو پھر آپ یہ بات کیجیے گا۔

میاں محمد منیر ازہر ، جناب ! میری بات سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ میں اجازت نہیں دیتا۔ جب آپ کی تقریر ہو گی تو اس میں آپ یہ بات کر سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے جی آپ اپنی بات کریں۔ I rule it out ۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اس سے آپ کو اختلاف ہو تو آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو جائیں۔ یہ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے۔ جی۔

چودھری محمد حنیف خان ، جناب والا ! بار بار interruption کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں اب آپ کو ایک منٹ دیتا ہوں۔ آپ wind up کیجیے۔

چودھری محمد حنیف خان ، جناب ! یہ بار بار میری تقریر میں interruption کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ تو آپ طوطے کی طرح رٹی رٹائی باتیں کر رہے ہیں کہ انھوں نے یہ کہا۔ میں نے یہ کہا۔ آپ کوئی بات کریں۔ یہ بات اخباروں میں آئے گی تو قوم کیا کہے گی؟

چودھری محمد حنیف خان ، جناب سپیکر! اس کے بعد جو یہ میں نے بات بتائی ہے جتنے لوگ ہیں۔ چٹھہ صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ آپ ان سب کو اور مجھے ایک جگہ اکٹھا کر لیں۔ خانہ کعبہ لے چلیں۔ داتا دربار لے چلیں۔ میں اپنے بچوں کے سر پر قرآن رکھ کر یہ کہوں گا کہ میرے سارے بچے مر جائیں اور میں بری موت مروں اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں یا پھر وہ بری موت مرے جس کا نام حنیف رامے سپیکر ہے۔ جس نے کچھ بھی نہیں کہا۔

معزز ممبران اپوزیشن ، (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی اب محمود اختر گھمن صاحب۔

چودھری محمد حنیف خان، اگر ایک آدمی سچ بولتا ہے تو اس کو زبردستی دبایا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

چودھری محمد حنیف خان، پرسوں مجھے فون پر کہا گیا کہ تجھے ہم ڈاکے میں ملوث کریں گے۔ مجھے کہا گیا کہ تجھے قتل میں پھنسائیں گے۔ ڈاکے میں ملوث کر دو۔ قتل میں پھنسا دو۔ میں مسلم لیگیوں کے لیے کام کرتا رہا۔ میں نے اپنی ذات کے لیے کیا کیا؟ کرتا رہوں گا۔ کرتا رہوں گا۔ مسلم لیگ کا وفادار رہوں گا۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف، (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ شکریہ۔ جی محمود اختر گھمن صاحب۔

چودھری محمد حنیف خان، مسلم لیگ کے ساتھ رہوں گا۔ نواز شریف کے ساتھ رہوں گا۔ مسلم لیگ زندہ باد۔ پاکستان زندہ باد۔

معزز ممبران حزب اختلاف، (نعرہ بازی) نعرہ تکبیر اللہ اکبر۔ میاں نواز شریف زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محمود اختر گھمن۔

جناب محمود اختر گھمن، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی انعام اللہ نیازی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! ہمارے کافی دوست یہاں پر حنیف خان کی تقریر میں کافی حد تک شور ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مکافات عمل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنایا ہوا وہ نظام ہے۔ میں ایک چھوٹی سی گزارش یہاں پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک پولیس آفیسر صاحب نے ۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ۔ ان کو چلنے تو دیں۔ مجھے پتا تو چلے کہ کس طرف جا رہے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! مجھے انھوں نے ایک چھوٹا سا واقعہ سنایا۔ انھوں نے کہا

کہ جب حنیف رامے صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب تھے تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ This is no point of order اب میں سمجھ گیا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب ! میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، This is no point of order ۔ میں اجازت نہیں دیتا۔ تشریف رکھیں۔ مہربانی شکریہ۔ جی محمود اختر گھمن۔

جناب محمود اختر گھمن ، جناب والا ! مجھ سے پہلے میرے بھائی وصی ظفر صاحب نے آئین کے آرٹیکل 234 کے متعلق پڑھا۔ اس کو میں repeat کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ کیا حالات تھے کہ جن حالات کے تحت کابینہ اور وزیر اعلیٰ کو معطل کیا گیا۔ پنجاب کے حالات ہی ایسے ہو چکے تھے کہ آئین کے آرٹیکل 234 کو سامنے لانا پڑا جس کے تحت کابینہ اور وزیر اعلیٰ کو معطل کیا گیا۔

معزز ممبران حزب اختلاف ، آوازیں۔

جناب محمود اختر گھمن ، جناب والا ! ذرا ان کا منہ تو بند کر دیں۔ اگر کوئی رولز میں پروویژن ہے تو ان کا منہ بند کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ رولز کے بھی پابند نہیں ہیں۔

جناب محمود اختر گھمن ، یہ ان کے لیے باعث شرم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ رولز کے مطابق پابند نہیں ہیں۔ قوم دیکھے گی کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔

جناب محمود اختر گھمن ، یہ اپنے آپ کو پارلیمنٹیرین کہتے ہیں۔ یہ ان کے اصول ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، آوازیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مہربانی انعام اللہ نیازی صاحب۔

جناب محمود اختر گھمن ، یہ ان اصولوں کی سیاست کرتے ہیں۔ کل تک یہ لوگ منظور وٹو کو لوٹا کہتے تھے۔ کل تک اس کو کرپٹ کہتے تھے۔ کل تک اس کو ضمیر بدلنے والا کہتے تھے اور پھر کس بے غیرتی کے ساتھ اس کے گھر پر گئے اور اس کو جلوس کی شکل میں نواز شریف کے پاس لائے۔

معزز ممبران حزب اختلاف ، (شور و غل)

جناب محمود اختر گھمن ۔ کیا ان کی سیاست ہے؟ کیا ان کے اصول ہیں؟ یہ کہاں کی ضمیر فروشی ہے؟ کہاں کی سیاست ہے؟ خدا کے لیے پنجاب کی سیاست میں اصول پیدا کرو۔ ہم تو نئے ہیں۔ آپ لوگ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں خاص طور پر اپنے بزرگ پارلیمنٹیرین کا احترام کرتا ہوں۔ جو اچھے ہیں ان کی عظمت کو سلام کرتا ہوں۔ جو برے ہیں ان کے لیے دعا کرتا ہوں کہ خدا ان کے ضمیر بھی ٹھیک کر دے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ۔ آوازیں۔

جناب محمود اختر گھمن ۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اب بھی ان کی حرکتیں اوپر بیٹھے بچے دیکھ رہے ہیں وہ بھی لعنتیں بھیج رہے ہیں۔ ہم پر فرض ہے کہ اس مقدس ایوان کا ہم ڈیکورم بحال رکھیں۔ ہمیں آنے والی نسلوں کے لیے اس ایوان کی عظمت کو بحال کرنا ہے۔ کھوسہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ' سینئر لوگ ہیں ' پرویز الہیٰ صاحب ہیں ' ان لوگوں کے کچھ اپنے اصول ہوتے ہیں اور کچھ لوگوں کے ہیں بھی۔

جناب والا! کل یہیں پر منظور وٹو صاحب تھے۔ یہاں ایوان میں لوٹے لہرائے جاتے تھے۔ یہاں ایوان میں لوٹے مارے جاتے تھے۔ سپیکر کی طرف لوٹے پھینکے جاتے تھے۔ پنجاب کا سب سے بڑا لوٹا کا خطاب انھیں دیا گیا اور ان میرے بھائیوں نے کہا کہ پنجاب کی تاریخ میں ایسا کرپٹ وزیر اعلیٰ نہیں ہے۔ یہ تاریخ ہے۔ میں اس سے اختلاف کروں یا نہ کروں۔ میں یہ ان کی باتیں کر رہا ہوں۔ لیکن پھر کیا ہوا کہ اقتدار لینے کے لیے اسی کی دہلیز پر جا کر انھوں نے ایڑیاں رگڑیں ۔ اسی کی دہلیز پر گئے اور جا کر کہا کہ آؤ وٹو ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ تم وزیر اعلیٰ بنو تا کہ اس طرح پنجاب کی سیاست میں ہمارا عمل دخل آ جائے۔ یہ کیا سیاست ہے؟ کیا ضمیر ہے؟ ہمیں یہ دیکھنا ہو گا۔

شیخ محمد انور سعید ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اگر کوئی لیگل پوائنٹ ہے تو میں سنتا ہوں۔ جی۔

شیخ محمد انور سعید ۔ جناب والا! یہ غلط بات ہے کہ پنجاب میں وزیر اعلیٰ کا اقتدار لے کر ان کے ساتھ شامل ہو کر ہم اقتدار میں شامل ہونا چاہتے تھے۔ یہ غلط الزام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ یہ ان کی رائے ہے۔

شیخ محمد انور سعید ، یہ بات صرف اس لیے کی گئی کہ پیپلز پارٹی کا وزیر اعلیٰ نہ آ سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ دیکھیں میری بات سنیں۔ میری بات سنیں۔ آپ کو اختلاف ہو سکتا ہے۔ وہ بات غلط بھی ہو سکتی ہے۔ آپ کی بچی بات ہو سکتی ہے۔ لیکن جو اس طرح سے interference ہے یہ ٹھیک نہیں ہے۔ پھر تو جب کوئی ادھر سے تقریر کرے گا تو ادھر والا کھڑا ہو جائے گا۔

شیخ محمد انور سعید ، ہم اقتدار کے لالچ میں نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی I disallow it. This is no point of order ۔ جی۔

جناب محمود اختر گھمن ، جناب سپیکر ! میں نہایت ادب سے سیاسی بے اصولیوں کے بارے میں عرض کر رہا تھا۔ (قطع کلامیاں) جی ہاشی خان صاحب آپ بھی کر لیں۔ آپ کا تو میں نے تذکرہ بھی نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔

جناب محمود اختر گھمن ، جناب والا ! میں تو اصول کی بات کر رہا ہوں۔ اگر میرے کسی دوست کو تکلیف ہوئی ہے تو میں اس سے معذرت خواہ ہوں۔ میں تو ایک نیا آنے والا ہوں۔ اس ایوان میں جو ہوتا ہے اس کو زیادہ نہیں سمجھتا۔ میری بات سے اگر کسی کی دلآزاری ہو تو میں اس سے معذرت خواہ ہوں۔ تو میں عرض کر رہا تھا۔۔۔

میاں ثاقب خورشید ، تہنوں وزارت نہیں ملی۔

جناب محمود اختر گھمن ، ہمیں وزارتوں کی نہیں ضرورت۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ادھر اپنی ایمانداری سے کام کریں گے۔ ہمیں کسی کی وزارت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اپنے ضمیر کے مطابق کام کریں گے۔ جب منظور وٹو وزیر اعلیٰ تھے۔ جب اس وقت کی کابینہ بحال تھی تو میری تقریریں اٹھالیں میں نے یہی عرض کی تھی کہ ہم ان کی بد دیانتیوں اور بے ایمانیوں میں شامل نہیں۔ ہم اپنے اللہ اور اس کے رسول کو جواب دہ ہیں۔ جو ان کی غلط باتیں ہوتی تھیں میں نے ان پر کبھی ان کو سپورٹ نہیں کیا تھا۔

جناب والا! میں سیاسی بے اصولیوں کے بارے میں بات کر رہا تھا کہ جب انہوں نے منظور وٹو کے ساتھ ۲۶ یا ۲۷ آدمی دکھائے کہ میرے دولت خانے پر یہ آدمی بیٹھے ہیں تو یہ بھاگے بھاگے جاتے

ہیں اور جب اگلے دن وہ سب لوگ پرواز کر جاتے ہیں اور صرف ایک دو ساتھی رہ جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ جناب ہم نے تو ان کو شامل نہیں کیا تھا وہ تو خود آتے ہیں تو جناب ان سیاسی بے اصولیوں کا اپنی جگہ impact ہوتا ہے معاشرے میں لوگ ہمارے متعلق کیا سوچتے ہونگے وہ لوگ جو بڑے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں کہ ہم بڑے اصول پرست ہیں ہم نے سیاست اصولوں پر کی ہے جناب والا!یہ اصول اب کہاں رہ گئے ہیں۔ مجھے نہایت دکھ سے یہ بات کرنی ہے اور جناب سپیکر! میں یہ بات خدا کو حاضر ناظر جان کر کہوں گا کہ جو لوگ ادھر بیٹھے اب بڑھکیں مار رہے ہیں لا الہ اللہ محمد رسول اللہ میں نے آج سے مہینوں پہلے انہیں پرائم منسٹر ہاؤس میں دیکھا ہے اور میں نے ان کو وہاں منتیں کرتے دیکھا ہے مطالبے کرتے دیکھا ہے میں کسی کو برا نہیں کہتا میں پھر بھی اس کا نام نہیں لیتا جناب والا! پردہ داری کا حکم دیا گیا ہے۔ میں ہارس ٹریڈنگ سے نفرت کرتا ہوں بلکہ میں کہتا ہوں کہ ملک میں ایسا قانون پاس کیا جائے لیکن جناب والا! چونکہ پنجاب کی سیاست کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔ یہاں پر دفعہ ۲۳۴ کا استعمال ہوا جو واقعات یہاں پر پیش آئے ان سے کچھ سیاستدانوں کا پتہ چلا کہ وہ کیا ہیں اور ان کے اصول کیا ہیں ان کے کوئی اصول نہیں ہیں۔ لیکن جناب والا! ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی دفعہ ۲۳۴ کا جواز تھا جو جواز جناب وصی ظفر صاحب نے بتایا ہے کہ اس وقت حالات یہ تھے کابینہ resign کرتی ہے اس کے اپنے مشیر resign کرتے ہیں یہی دفعہ ۲۳۴ ہے اور جناب والا! آپ ملاحظہ فرمائیے گا کہ اس طرح اسمبلی suspendنہیں ہوئی ، تاریخ کو ہماری پی۔سی۔اے کی میٹنگ ہوئی اس وقت اپوزیشن کے ساتھی موجود تھے اسمبلی کی کارروائی چلتی رہی اور اگر اپوزیشن چاہتی تو requisition دے سکتی تھی اجلاس کا کوئی امر مانع تو نہیں تھا جناب والا! اجلاس کیوں نہیں بلایا گیا۔ جناب میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو ہارس ٹریڈنگ ہے ہم تو یہ بیان ہی نہیں کر سکتے جو اس سے پہلے جو ہم پر political victimization ہوتی رہی ہے خدا شاہد ہے کہ اس دور میں ہمارے شہر کا ایک وفاق کا وزیر تھا اور ایک صوبے کا وزیر تھا ہمارے آدمی ریاض پر قتل کا الزام لگایا گیا اور اسے پرچے میں نامزد کیا گیا اور وہ آج death cell میں پڑا ہے اور اپنی پھانسی کا منتظر ہے جبکہ وہ بندہ بے گناہ ہے۔ تو جناب والا! جو بھی یہ political victimization کرتا ہے یہ غلط ہے۔ اگر یہ میرے بھائی بادشاہ خان صاحب کے خلاف یا یہ کسی کے خلاف بھی ہوتی ہے تو ہم اس کو کبھی بھی support نہیں کرتے ہم کہتے ہیں کہ کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہیے ہر ایم

۔پی۔اے کا اپنا استحقاق ہے اور اس کا بحیثیت شہری بھی یہ حق ہے کہ کسی سے کوئی زیادتی نہ ہو۔ تو جناب والا! میں اس حوالے سے عرض کروں گا اور آخر میں ایک درخواست کروں گا کہ خدارا کچھ لوگوں کو کہتے ہوئے کچھ اپنے اصولوں کی بھی سیاست کرو تاکہ اس ملک کے عوام آپ سے اچھی امیدیں رکھیں۔

آخر میں میں آپ کا اور سب ساتھیوں کا سوائے ایک دو کے مشکور ہوں جو میں نے پرائم منسٹر ہاؤس میں دیکھے ہیں اور جو باتیں کرتے ہیں اور ادھر بیٹھے ہیں میں ان سے کہتا ہوں کہ خدارا اپنے ضمیر کو اب بھی ٹٹولو دونوں طرف جا کر باتیں کرتے ہو وہاں کچھ کرتے ہو یہاں کچھ کرتے ہو ایک دن تم نے مرنا ہے اللہ کے حضور تم نے جانا ہے کس منہ سے وہاں جاؤ گے۔ اپنے ضمیر کو ٹٹولو۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محمود اختر گھمن صاحب۔ شکریہ -------- جناب مقصود بٹ صاحب!

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر مقرروں میں میرا نام بھی ہے اگر جناب مجھے موقع فراہم کر دیں تو میں مشکور ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں۔ لیکن انہوں نے اپوزیشن کی لسٹ میں آپ کا نام لکھا ہے۔ میں آپ کو اپوزیشن میں نہیں سمجھتا۔ آپ پہلے وضاحت کریں کہ آپ بطور اپوزیشن کے بولنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیے نا۔مجھے جو لسٹ دی گئی ہے وہ یہ ہے List of speakers of Opposition ۔ اس میں آپ کا نام ہے چودھری محمد فاروق، تو آپ ذرا پہلے یہ clear کریں گے کہ آپ اپوزیشن میں ہیں یا-----؟ اس کی کیا صورتحال ہے۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! یہ آپ کی سرکاری فہرست نہیں ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ میں نے اپنا نام دیا تھا کہ تیسرے نمبر پر مجھے تقریر کا موقع دیا جائے اور بطور رکن اسمبلی میں نے آپ سے سیاسی صورت حال پر بحث کے لیے تقریر کی اجازت چاہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ آپ میری بات سنیں۔ میں وضاحت چاہتا ہوں۔ یہ اپوزیشن کی لسٹ ہے اس میں آپ کا نام ہے جبکہ میں آپ کو اپوزیشن کا ممبر نہیں سمجھتا۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر۔ میں نے اپنے conduct سے ثابت کرنا ہے کہ میں کہاں

ہوں۔ میں کیا ہوں۔ آپ میری بات سنیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں آپ کو وقت دینے کو تیار ہوں ۔ مجھے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ آپ کی اپوزیشن کے جو ڈپٹی لیڈر ہیں انہوں نے مجھے فہرست مہیا کی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ اپوزیشن کے سپیکرز کی یہ لسٹ ہے آپ کا بھی اس میں نام ہے۔

چودھری محمد فاروق ، جناب والا ! اگر انہوں نے میرا نام اس لسٹ میں لکھا ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ فہرست کے مطابق میں بولنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو آپ as Opposition Member تقریر کرنا چاہتے ہیں ۔

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر ! میں سمجھتا ہوں کہ رولز آف بزنس کے تحت یہ ایسا issue نہیں ہے کہ جس کا جواب دینا ضروری ہی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ،۔ نہیں ۔ مجھے ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن کی طرف سے جو لسٹ آئی ہے اس میں آپ کا نام ہے ۔

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر! وہ ایک رکن اسمبلی -----

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں وہ اپنی جماعت کے آدمیوں کے علاوہ کسی اور کا نام نہیں دے سکتے۔

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر ۔ میں ایک رکن اسمبلی کی حیثیت سے اس موضوع پر بحث میں حصہ لینا چاہتا ہوں ------

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ یہ بتائیں کہ آپ کیا اپوزیشن کے ممبر کے حیثیت سے حصہ لینا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر ۔ یہ ایسا issue نہیں ہے کہ جس کے اوپر آپ مجھ سے اس کا جواب طلب کریں کہ جب تک میں یہ بات نہیں کہتا اس وقت تک آپ مجھے بات کرنے کا موقع نہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ میرا استحقاق ہے یہ سپیکر کا استحقاق ہے کہ وہ کس کو فلور دیتا ہے اسے bound نہیں کیا جا سکتا۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میں آپ کو support کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ آپ بولنا چاہتے ہیں۔لیکن یہ کہہ دیں کہ آپ

اپوزیشن کے سپیکر کی حیثیت سے بولتے ہیں یا آپ کہیں کہ میں نہیں ہوں میں as an independent یا forward block یا کسی شکل میں بولنا چاہتا ہوں ۔ آپ clear بات کریں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! Point of personal explanation چونکہ یہ لسٹ میں نے submit کی ہے اور چودھری محمد فاروق صاحب کا نام میں نے اس میں add کیا ہے۔ جناب سپیکر بات یوں ہے کہ یہ جب ہاؤس کے اندر تشریف لائے تو ہماری List of Speakers آپ تک جا چکی تھی۔ انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ بھی بات کرنا چاہتے ہیں تو میں نے ان سے یہ request کی کہ کیا میں اس فہرست میں آپ کا نام بھیج دوں تو انہوں نے کہا کہ ہاں اس فہرست میں میرا نام بھیج دیں تاکہ میں اوپر کے دو چار ساتھیوں کے بعد بات کر جاؤں ۔ تو میں نے ان کا نام لکھ کر بھیج دیا ہے ------

جناب ڈپٹی سپیکر : کھوسہ صاحب ۔ مجھے قطعاً اختلاف نہیں ہے میں ان کی دل کی گہرائیوں سے قدر کرتا ہوں اور ویسے بھی وہ ex-Law Minister ہیں میں ان کو وقت دینا چاہتا ہوں ۔ لیکن تھوڑی سی ambiguity پیدا ہو گئی ہے کہ اپوزیشن کے سپیکرز میں ان کا نام آ گیا ہے -----

چودھری صاحب کیا آپ as a member بولنا چاہتے ہیں ۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر ! میں نے تین دفعہ یہ عرض کیا ہے کہ میں ایک رکن اسمبلی کی حیثیت سے مذکورہ موضوع پر اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں آپ اس کی لیے مجھے اجازت دیجیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اجازت ہے ۔

جناب غلام عباس : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! گزارش یہ ہے کہ ہمارے محترم بھائی ہمارے ساتھی یہ بتانے میں کیوں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں کہ وہ اپوزیشن میں ہیں یا اپوزیشن میں نہیں ہیں یا وہ independent ہیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ وہ اس کی وضاحت کر دیں تاکہ لوگوں کو خوشی ہو ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ۔ وہ یہ تقریر میں کر دیں گے ------ جی چودھری فاروق۔

چودھری محمد وصی ظفر : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! یہ جو ہاؤس ہے یہ جو ایوان ہے اس کے فاضل اراکین کی قسمیں ہیں اور وہ ہیں حکومتی ممبر۔ آزاد ممبر۔ اپوزیشن کا ممبر یا کسی ایسی پارٹی کا جیسے جناب والا جماعت اسلامی یا پی۔ڈی۔پی کا فلاں ممبر۔ یہ خالی ممبر تو کچھ ممبر نہیں ہیں ان کا کسی

نہ کسی سے تو تعلق ہے تو جناب والا! وہ جب تک اپنی پوزیشن clear نہ کریں کہ وہ اس وقت کہاں پر کھڑے ہیں وہ اپوزیشن میں ہیں گورنمنٹ میں ہیں آزاد ہیں یا ان کا کوئی الگ گروپ ہے یا وہ الگ سیٹیں لینا چاہتے ہیں اگر انہوں نے سیٹوں کی درخواست نہیں دی تو وہ کیا اپوزیشن سے یا گورنمنٹ سے یا دیگر جماعتوں سے الگ رہنا چاہتے ہیں یا وہ آزاد ہیں کیونکہ پچھلی دفع ان کا تعلق پی۔ ڈی۔ایف سے رہا ہے یا پھر انہیں کوئی قبول ہی نہیں کر رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وصی ظفر صاحب ۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ تو وہی بات ہے جو میں نے خود کی ہے ۔ آپ تو وہی بات میرے والی کر رہے ہیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا ! میری بات تھوڑی سی مختلف ہے کہ یہ جناب میاں وٹو صاحب کے ساتھ میاں نواز شریف کے پاس گئے اور ابھی تک ادھر ہی کھڑے ہیں اور انہوں نے اپنا نام بھی ادھر بھیجا ہے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ وہ پوزیشن واضح کریں ۔ آیا وہ ہر طرف رہنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اپنی تقریر میں اس کی وضاحت کر دیں گے ۔جی فاروق صاحب !

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! نہ جانے میرے دوست اتنے پریشان کیوں ہیں ۔ آج کی سیاسی صورت حال پر آپ پہلے ہی اسمبلی میں بحث کا آغاز کر چکے ہیں ۔ میرے سیاسی کردار اور پنجاب کی آئندہ صورت حال عنقریب سب کی آنکھوں کے سامنے آ جائے گی ۔ جس غیرجمہوری طریقے سے 5 ستمبر کو پنجاب حکومت کے خلاف شب خون مارا گیا۔ اس کے بعد آج کی سیاسی صورت حال پر چند بے تکی وزارتوں کی کیبنٹ بننے کے بعد اگر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صورت حال پرسکون ہو گئی ہے تو محض اقتدار کے جہاز پر بیٹھنے سے سیاسی صورت حال پر سکون نہیں ہو سکتی ۔ ابھی پنجاب کے اندر جو غیر جمہوری اقدام کیا گیا جن حالات سے عوام گزر رہے ہیں اس کے نتیجے میں پورے پاکستان کے اندر سیاسی بحران جنم لے چکا ہے اور آنکھیں بند کرنے سے آنے والے طوفان کو کوئی روک نہیں سکتا ۔ یہاں وضاحتیں کی گئیں کہ آئین کے آرٹیکل 234 کے اطلاق کا جواز ٹھیک تھا۔ جناب سپیکر، محض سیاسی بیان بازی اپنی جگہ لیکن آئین کا آرٹیکل 234 کیا کہتا ہے ۔ اس میں ہے کہ:

If the President , on reciept of a report from the Governor of the Province or otherwise, is satisfied that a situation has arisen

in which the Government of the Province can not be carried on

in accordance with the provision of the Constitution,. . .

جناب سپیکر ، 234 کے اطلاق کے لیے آئین کی اس دفعہ میں واضح طور پر یہ بات بیان کی گئی ہے کہ---

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر ، رول 7 کے تحت جناب سپیکر کو سیٹ الاٹ کرنے کا اختیار ہے ۔

7(1) The member shall sit in the House in such order as the

Speaker may determine.

جناب والا ! سپیکر صاحب نے فاضل رکن کی سیٹ کس کے ساتھ determine کر کے الاٹ کی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ وقت گزر چکا ہے ۔ اب تو وہ تقریر کر رہے ہیں۔ یہ بات دس پندرہ منٹ پہلے ہو چکی ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، یہ ان کو آج سیٹ الاٹ ہوئی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! یہ پہلا اجلاس ہے ۔ آج ان کو سیٹ الاٹ ہوئی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سنیئے At the moment before the Assembly جو بات ہو رہی ہو اس وقت اس سے متعلقہ نکتہ اعتراض اٹھایا جا سکتا ہے۔ اب وہ وقت گزر چکا ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

چودھری محمد فاروق، جناب والا ! آئین کے آرٹیکل 234 کے اطلاق کو جمہوری قوتوں نے کبھی بھی قابل تعریف نہیں سمجھا ۔ میں حیران ہوں ان حضرات پر کہ جو تین تین لاکھ کی آبادی کے اندر ووٹ مانگنے کے لیے جاتے ہیں اور جمہوریت کے دعوے کرتے ہیں ، میں حیران ہوں ان سیاسی قوتوں پر اور لیڈرشپ پر کہ جو جمہوریت اور اس کے ساتھ کے لیے جیلوں میں جانے کی بات کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد جمہوری اداروں کا اس انداز میں مذاق اڑاتے ہیں ۔ کہتے ہیں پنجاب کے اندر آرٹیکل 234 کے اطلاق کا جواز موجود تھا۔ یہ پنجاب پاکستان کا ایک صوبہ ہے ۔ اور سندھ بھی اسی پاکستان ، میرے پیارے وطن کا ایک صوبہ ہے ۔ سندھ کے اندر لاء اینڈ آرڈر کی کیا صورت حال ہے ۔ ایک ایک روز کے اندر تیس

تیس بے گناہ افراد کی لاشیں اٹھتی تھیں۔ کسی روز پانچ لاشیں پنجاب میں آ رہی ہیں ' کسی روز دس لاشیں پنجاب کے اندر آ رہی ہیں۔ کسی روز پندرہ لاشیں سرحد کے اندر پٹھانوں پختونوں کی آ رہی ہیں۔ اور کسی روز بلوچستان میں بلوچوں کی لاشیں پہنچتی ہیں۔جناب سپیکر! یہ سندھ کی امن عامہ کی صورت حال ہے ۔ اور اس حکومت کی گرفت دیکھیے کہ سندھ کے اندر ماں اپنے بچے کو باہر نہیں بھیجتی کہ شاید شام کو زندہ سلامت گھر واپس بھی آتا ہے یا نہیں ۔ ایک ڈی ایس پی کے دو جوان بیٹوں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اسی فیصد شہری علاقوں کے اندر خصوصاً کراچی اور حیدر آباد کے اندر گزشتہ دو سال سے کرفیو نافذ رہتا ہے۔ کبھی رینجرز' کبھی دوسری ایجنسیاں کبھی آرمی کہاں کہاں سے انتظامی ایجنسیاں لے کر وہاں کی امن عامہ کی صورت حال کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔لیکن سب بے سود۔ پنجاب سے پولیس مانگتے ہیں کہ سندھ کی صورت حال خراب ہے ۔ وفاقی حکومت کہتی ہے کہ پنجاب سے پولیس سندھ میں بھیجی جائے ۔ جناب سپیکر ! یہ وہ حالات و واقعات اور جواز ہیں اور یہ باتیں اس جواز کا ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ سندھ کے اندر 234 نافذ کی جائے لیکن چونکہ وہاں پر ایک جیالا وزیر اعلیٰ ہے اس لیے وہاں پر 234 نافذ نہیں کی جاتی لیکن پنجاب کے اندر دہشت گردی اور تخریب کاری کا سر کچل کر رکھ دیا گیا اس لیے پنجاب کے اندر میاں منظور وٹو کی حکومت کو ختم کرنے کے لیے 234 کا نفاذ کر دیا گیا۔ پھر جناب سپیکر ! سندھ کے اندر امن عامہ کی صورت حال بہتر بنانے کے لیے انتظامی معاملات کے لیے 234 کے نفاذ کی صورت حال پیدا نہ ہو کہا جاتا ہے کہ پنجاب پولیس وہاں بھیجی جائے ۔ جناب سپیکر ! پنجاب حکومت نے resist کیا۔ کہ اگر پنجاب پولیس سندھ میں بھیجی گئی تو جس مغربی پاکستان کی پولیس اور فوج مشرقی پاکستان میں بھیجی گئی اور وہ بنگلہ دیش بن گیا اگر سندھ کے اندر پولیس بھیجی گئی تو پنجاب کے خلاف نفرت پیدا ہو گی ۔ سندھ صوبہ الگ ہو جائے گا ۔ ہم اس علیحدگی کی تحریک میں حصہ نہیں بن سکتے ' یا اس سازش کا حصہ نہیں بن سکتے ۔ جناب سپیکر! یہ بھی 234 کے نفاذ کا جواز بنا ۔ لیکن 234 کی جو ضروریات ہیں ان کے مطابق وہ قطعی طور پر ایسی صورت حال نہیں تھی کہ پنجاب کے اندر 234 نافذ کی جاتی ۔ یہ واحد صوبہ ہے کہ جس کے اندر ----

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر!

چودھری محمد فاروق: میں ان کا مشکور ہوں کہ یہ مجھے موقع فراہم کرتے جائیں تاکہ میں ذرا سانس لے لوں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! فاضل رکن لاء منسٹر بھی رہے ہیں - ہمیں جو بتایا گیا ہے کہ ایجنڈے میں ایک تو سیاسی صورت حال پر بحث ہے اور کل شاید لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے - آیا یہ combined debate آج ہی ہو رہی ہے اور دوسرے صوبوں کے لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو رہی ہے - اس کی تمیز کر کے ذرا بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آج سیاسی صورت حال پر بحث ہے -

چودھری محمد وصی ظفر ، لیکن وہ تو لاشوں کی بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس میں آپ پابند نہیں کر سکتے -

چودھری محمد فاروق ، ایک فاضل رکن اسمبلی نے 234 کے نفاذ کے لیے وجوہات بیان کیں - قانونی لحاظ سے میں انہیں بڑا ماہر سمجھتا ہوں۔

چودھری غلام عباس ، جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر۔ 234 کے حوالے سے جب بات ہو گی تو آئین کی بات ہو گی - یہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ایک مختلف issue ہے اور آئین کا مسئلہ ایک different issue ہے - صوبے کے اندر constitutional crisis تھے - یہاں پر مشیروں نے استعفے دیے - میاں منظور وٹو کی اپنی جماعت کے مشیروں نے استعفے دیے 'وزراء نے دیے - یہاں پر آئینی بحران تھا - اور آئینی بحران کے حوالے سے 234 لاگو کی گئی تھی - لاء اینڈ آرڈر کا تو مسئلہ ہی نہیں تھا -

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ !

ملک غلام عباس کھوکھر ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر - لاء اینڈ آرڈر اس دفعہ اسمبلی کے ایجنڈے پر موجود ہی نہیں ہے جبکہ میرے دوست بار بار لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں - نہ تو آج لاء اینڈ آرڈر پر بات ہونی ہے اور نہ ہی کل اس پر بات ہو گی - آپ براہ مہربانی معزز دوستوں کو یہ بات بتا دیں -

جناب ڈپٹی سپیکر - جی شکریہ تشریف رکھیں - جی چودھری فاروق صاحب !

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر ! میں ایک رکن اسمبلی کی قانونی دسترس اور آئین کے حوالے سے ان کی واقفیت کے بارے میں بڑی خوش فہمی کا شکار ہوں - انھوں نے جواز پیش کیا کہ میاں منظور احمد وٹو نے پیپلز پارٹی کے آدمی توڑنا شروع کر لیے تھے ' انھوں نے اپوزیشن سے رابطے کر لیے

تھے لہٰذا ایسی صورت حال میں 234 کا نفاذ بہت ضروری ہو گیا تھا ماشاء اللہ۔ جناب سپیکر ! ان کے ذہنوں میں اپنی پارٹی کے اراکین پر عدم اعتماد کی فضا کیوں آ گئی ؟ ------

حاجی محمد افضل چن : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : حاجی محمد افضل چن صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں ۔

حاجی محمد افضل چن : جناب والا ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب 234 کا نفاذ ہوا تو اس وقت منظور احمد وٹو صاحب نے بیان دیا تھا کہ میں اس غیر قانونی حرکت پر عدالت میں جاؤں گا۔ تو میں اپنے فاضل رکن سے یہ عرض کروں گا کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آئین کے تحت کوئی غلطی کی گئی ہے تو ان کے لیے عدالتیں موجود ہیں یہ عدالتوں میں جائیں ۔ یہاں اسمبلی میں یہ کیا کروانا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ! 234 کا اطلاق بالکل درست ہوا ہے ۔ جب میاں منظور وٹو وزیراعلیٰ بنے تھے تو اس وقت میری اپوزیشن کے سارے بھائیوں کی طرف سے لوٹا لوٹا کی آوازیں آتی تھیں لیکن جب منظور وٹو ان کی طرف چلا گیا تو پھر اب وہ لوٹا کدھر گیا ؟ لہٰذا میں اپنے فاضل رکن سے یہ کہوں گا کہ جناب عدالتیں موجود ہیں ----

جناب ڈپٹی سپیکر : حاجی محمد افضل چن صاحب ٹھیک ہے اب تشریف رکھیں ۔ آپ کو تقریر کا موقع ملے گا آپ اس میں یہ ساری باتیں کر لیجیے گا ۔ جی چودھری محمد فاروق صاحب !

جناب محمود حیات خان : (پی پی ۔ 192)، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے لوٹے پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔ جب ہماری طرف منظور وٹو صاحب تھے تو وہ مسجد کے لوٹا تھے اب اس طرف چلے گئے ہیں تو معلوم نہیں کس قسم کے لوٹے بن گئے ہیں ۔

Mr. Deputy Speaker: This is no Point of order.

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وصی ظفر صاحب آپ اب کوئی کام چلنے بھی دیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا ! میں لیگل پوائنٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اچھا اگر لیگل پوائنٹ ہے تو فرمائیے ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا ! جب یہ ایوان منتخب ہو کر آتا ہے تو یہ بات جناب کے علم

میں بھی ہے اور اسمبلی سیکرٹریٹ کے علم میں بھی ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے ایک bio data کا فارم بھروایا جاتا ہے جس میں دوسری چیزوں کے علاوہ ایک کالم political affiliation کا بھی ہوتا ہے ۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ اس کالم میں فاضل ممبر کی political affiliation دیکھی جائے اور جس طرف سے ان کے نام کی چٹ آئی ہے اسے بھی دیکھا جائے ۔ یعنی انھوں نے اس فارم میں کیا declare کیا ہوا ہے ؟ اور اب تقریر کے لیے چٹ کس طرف سے بھیج رہے ہیں ؟ آیا یہ فلور کراسنگ میں آتا ہے یا نہیں ؟ کیونکہ میرے خیال میں یہ سیدھی فلور کراسنگ ہے ۔ آپ یہ دیکھیں کہ آیا اس کو ریفرنس میں دیا جاسکتا ہے یا نہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس وقت تک جو میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ سے پوزیشن دریافت کی ہے اس کے مطابق چودھری محمد فاروق صاحب پی ڈی ایف کے ہی ممبر ہیں ۔ اور وہ ایک رکن اسمبلی کی حیثیت سے بات کر رہے ہیں اور وہ اختلاف بھی کر سکتے ہیں ممبر پر کوئی قدغن نہیں ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! میرا پوائنٹ دوسرا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے پہلے وہ بات کر دی ہے کہ اپوزیشن کو ان کا نام نہیں دینا چاہیے تھا بلکہ وہ خود اپنا نام مجھے بھجوا دیتے ۔ ـــــ

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! میرا point ہی مختلف ہے کہ جب اپوزیشن نے ان کا نام دیا تو وہ فلور کراسنگ میں آیا یا کہ نہیں آیا؟ میرا صرف یہ پوائنٹ ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس بارے میں انھوں نے بتا دیا ہے کہ وہ ایسے ہی سہواً آ گیا ہے کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے ۔ جی چودھری فاروق صاحب ۔

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر ! مجھے معلوم نہیں کہ میرے فاضل دوست کیا چاہتے ہیں ؟ بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ انھوں نے جواز یہ بتایا کہ پیپلز پارٹی کے آدمی ـــــــ

جناب غلام عباس ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی فرمائیے ۔

جناب غلام عباس ، جناب سپیکر ! وصی ظفر صاحب نے جو بات کی ہے اسے clear کریں کہ کیا ہمارے دوست ' بھائی ' ساتھی فاضل ممبر اس بات کو accept کرتے ہیں جو کھوسہ صاحب نے چٹ

بھیجی ہے ؛ کھوسہ صاحب نے ان کا نام بھیجا ہے آیا یہ accept کرتے ہیں کہ انھوں نے ٹھیک بھیجا ہے ۔ اور اگر ٹھیک بھیجا ہے تو پھر یہ فلور کراسنگ ہے ۔ میں آئین کی بات کر رہا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں ایسا نہیں ہے ۔ کھوسہ صاحب نے بتا دیا ہے کہ چودھری فاروق صاحب تقریر کرنا چاہتے تھے اور میں نے ان کا نام لکھ دیا ۔ اور چودھری فاروق صاحب نے بھی کہا ہے کہ میں ایک ممبر کی حیثیت سے بات کرنا چاہتا ہوں ۔ لہذا اب ہمیں اس پر زیادہ زور نہیں دینا چاہیے ۔

جناب غلام عباس ، تو پھر چودھری فاروق صاحب یہ کہہ دیں کہ میں کھوسہ صاحب کی چٹ کو accept نہیں کرتا ' یہ کہہ دیں کہ غلط بات ہے ۔ یا پھر یہ اس بات کو تسلیم کر لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں غلام عباس صاحب ایسے نہیں ۔ میں نے پہلے رولنگ دے دی ہے ۔ میں نے ان کو تقریر کرنے کی اجازت دے دی ہے لہذا اس بحث کو اب ختم ہونا چاہیے ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی فرمائیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! اس وقت پی ڈی ایف کی حکومت ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، تو چودھری فاروق صاحب کا نام وزیر قانون کے تحت آنا چاہیے یا کہ قائد حزب اختلاف کے تحت ؛ آپ یہ واضح فرمادیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب آپ سارے شیر بن گئے ہیں ۔ یہ میں نے سب سے پہلے خود point out کیا ہے ۔ میں نے رولنگ دے دی ہے لہٰذا اب میں اس گفتگو کو disallow کرتا ہوں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، بجا ہے کہ آپ نے point out کیا حالانکہ یہ میرے ذہن میں بھی تھا اور میں نے اسے point out کرنا تھا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے آپ سے کہہ دیا ہے کہ میں اس بات کو ختم کر چکا ہوں میں نے ان کو اجازت دے دی ہے اب آپ مجھے bound نہیں کر سکتے ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! میں نے ایک دفعہ ادھر تقریر کے لیے اپنا نام دے دیا تھا تو جناب نے کہا تھا کہ وزیر قانون کے تحت دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وصی ظفر صاحب میں آپ کو strictly بتاؤں کہ اسمبلی رولز کے مطابق قطعاً یہ ضرورت نہیں ہے کہ اپوزیشن کا لیڈر یا وزیر قانون ہمیں لسٹ provide کریں بلکہ یہ سپیکر نے خود دیکھنا ہوتا ہے کہ کون اٹھ رہا ہے ' کون تقریر کرنا چاہتا ہے ۔ یہ استحقاق سپیکر کا ہے وہ اجازت دیتا ہے کہ کون ہاؤس میں بولنا چاہتا ہے کس کو اجازت دی جائے ۔ یہ ہے اصل رول لیکن ہم نے افہام و تفہیم کے لیے ' ہاؤس چلانے کے لیے یہ اپنی powers قائد حزب اختلاف اور وزیر قانون کو delegate کی ہوئی ہیں کہ وہ اپنے سپیکرز کے نام ترتیب سے دے دیا کریں ہم اس کو پڑھ دیا کریں گے ۔ اس طرح سے کام صحیح چلتا رہے گا ۔ کسی کو سپیکر پر اعتراض نہیں آئے گا کہ اس نے ہمیں وقت نہیں دیا۔ اب جو آپ کی بات ہے وہ میں نے rightly point out کر دی جس کا چودھری فاروق صاحب نے بھی جواب دے دیا ہے اور کھوسہ صاحب نے بھی جواب دے دیا ہے ۔ اب ہم اس کو اور زیادہ زیر بحث لاتے رہے تو یہ کوئی اچھی بات نہیں ہو گی ۔ میں نے فیصلہ دے دیا ہے اور چودھری فاروق صاحب کو تقریر کرنے کی اجازت بھی دے دی ہے لہذا آپ مہربانی کریں اور تشریف رکھیں ۔ شکریہ ۔ جی چودھری فاروق صاحب ۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر ! براہ کرم میری آپ سے گزارش ہے کہ جن حضرات کو میری تقریر کے کچھ نکات سے اگر اختلاف ہے یا انھیں میری باتیں گراں گزر رہی ہیں تو وہ میری تقریر کے بعد ایسے points اٹھا سکتے ہیں ۔ اور سوالات کے جوابات ہمیشہ وزیر دیا کرتے ہیں اور وقفۂ سوالات کے دوران سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں ۔ جناب والا ! میں نے اس اقتدار اور ان وزارتوں کو چھوڑ کر اپنے ضمیر کی بات کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ میرا تعلق PML(J) سے ہے اور میں اپنے ضمیر کے مطابق اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ جو PDF کا ہے وہ PDF کی بات کرے ۔ جناب سپیکر ! آپ کے اور دوسرے سب اراکین کے ڈھیر سارے سوالات جو بار بار میری تقریر کو disturb کر رہے ہیں میں ان کے بارے میں جناب سپیکر کی معرفت یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا تعلق PML(J) سے ہے اور PML(J) کے ممبر کی حیثیت سے میں بات کر رہا ہوں لیکن اپنے ضمیر کے مطابق جو بات میں محسوس کرتا ہوں میں اپنے ان احساسات کا اظہار کر رہا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ آج سیٹ نمبر 2 کی بجائے میں سیٹ نمبر 146 پر ہوں اور جب میں سیٹ نمبر 146 پر بیٹھا ہوں تو پھر صرف میری تقریر روکنے کے لیے جو باتیں ہو رہی ہیں ان کے بارے میں سب کو علم ہے ' پریس بھی جانتی ہے ' گیلری بھی جانتی

ہے اور لوگ بھی جانتے ہیں کہ کس کا کیا کردار تھا، کس کا کیا کردار ہے اور کون کیا کردار ادا کرنا چاہتا ہے؟ جناب سپیکر! اب آپ کی اجازت سے میں تقریر کرتا ہوں کہ یہاں پر 234 کے نفاذ کا جواز یہ بتایا گیا کہ میاں منظور وٹو نے پیپلز پارٹی کے آدمی توڑنے شروع کر دیے اور اپوزیشن سے رابطہ کر لیا۔ جناب سپیکر! 234 کے تحت کہیں ایسی وجہ بیان نہیں کی گئی کہ اگر کوئی وزیر اعلیٰ کسی سیاسی پارٹی کے اراکین اسمبلی سے یا ان کے عہدیداروں سے کوئی سیاسی افہام وتفہیم کی فضا بہتر بناتا ہے یا ان کو اپنے ساتھ کر لیتا ہے تو اس بنیاد پر اس کو وزارت اعلیٰ سے ہٹا دیا جائے یا اس کی حکومت کو ختم کر دیا جائے اور گورنر راج نافذ کر دیا جائے۔ جناب والا! پھر یہاں پر 234 کے نفاذ کی بات کی جاتی ہے کہ constitutionally یہ بات ہو گئی۔ جناب والا! 4 ستمبر کو یہ اسمبلی in session تھی۔ 5 ستمبر کو یہ اسمبلی in session تھی constitutional process جاری تھا اسمبلی constitutionally work کر رہی تھی۔ اگر وفاقی حکومت یا کوئی ایک سیاسی جماعت کا لیڈر ہوس اقتدار میں یہ سمجھتا تھا کہ پنجاب میں میاں منظور وٹو کی حکومت اراکین اسمبلی کا اعتماد نہیں رکھتی تو اس وقت جب اسمبلی in session تھی اس وقت گورنر کو چاہیے تھا کہ وہ اس وقت کے sitting Chief Minister کو اعتماد کا ووٹ لینے کے لیے کہتے اور دوسری صورت یہ تھی کہ اس وقت کی لیڈر شپ کے پاس اگر اراکین اسمبلی کی اکثریت کی تعداد موجود تھی اور ان کے خیال میں میاں منظور وٹو کے پاس اراکین اسمبلی کی اکثریت نہیں تھی تو آئین نے انھیں یہ موقع دیا ہے کہ وہ اسمبلی کے اندر Vote of No Confidence کی Motion لاتے لیکن وفاقی حکومت کو اس بات کا علم تھا اور چونکہ سابقہ مارشل لائی اور موجودہ صدارتی نمائندے کو بھی اس بات کا علم تھا کہ مارشل لائی طور طریقے استعمال کیے بغیر پنجاب میں جیالا وزیر اعلیٰ نہیں لایا جا سکتا اور اراکین اسمبلی کی اکثریت دل سے میاں منظور وٹو کو وزیر اعلیٰ رکھنا چاہتی ہے اس لیے انھوں نے غیر جمہوری طریقہ استعمال کیا۔ آئین کا یہ آرٹیکل جمہوری طریقہ واردات نہیں ہے یہ غیر جمہوری طریقہ واردات ہے۔ جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ ہماری محترم وزیر اعظم صاحبہ قابل احترام وزیر اعظم صاحبہ اور مرد اول جن کا کراچی آبائی شہر ہے وہاں بیس بیس پاکستانی شہری سندھ کے اندر مرتے ہیں خون کی ہولی کھیلی جاتی ہے دہشت گردی ہے عوام کو سکون نہیں تحفظ نہیں لیکن کراچی کے لیے ان کے پاس ایک دن بھی نہیں ہے اور پنجاب کے اندر مارشل لائی غیر جمہوری طریقے سے پنجاب کی حکومت تبدیل کرنے کے لیے 8 دن تک وہ یہاں ڈیرے لگائے بیٹھے رہے (نعرہ ہائے

تحسین) ۔ سٹیٹ گیسٹ ہاؤس جس کا ایک تقدس ہے' احترام ہے ۔ اس ایوان کے تقدس اور احترام کو تو 234 کے تحت پامال کر دیا گیا اور وہ سٹیٹ گیسٹ ہاؤس جو ایک international سطح پر acknowledged پاکستان کا' پنجاب کا ایک سٹیٹ گیسٹ ہاؤس ہے اس کے اندر ہارس ٹریڈ نگ اور دہشت گردی کے ڈیرے ڈال دیے گئے اور قومی بنکوں کے سربراہوں کو وہاں پر ڈنڈے کے حکم سے طلب کر لیا گیا پاس بٹھایا گیا ۔ اراکین اسمبلی بنگلہ دیشی قیدیوں کی طرح وہاں پر تصاویر بنانے کے لیے اور دولت اور دہشت کے ذریعے ان کو اپنے پنجرے میں لانے کے لیے وہاں پر بنکوں کے چیئرمینوں کو پاس بٹھا کر اربوں روپے کی ریل پیل کے ذریعے ہارس ٹریڈ نگ کی گئی۔ (حزب اختلاف کے طرف سے شیم شیم کے نعرے لگائے گئے)۔ جناب سپیکر! میں فاضل اراکین اسمبلی سے بڑی ہمدردی رکھتا ہوں ان کے ساتھ دو سال گزارے ہیں۔ ان کو قیدیوں کے انداز میں بسوں پر ایئر پورٹ سے سروسز انٹر نیشنل ہوٹل اور گیسٹ ہاؤس میں لایا گیا ۔ وقت کی حکومت نے سارے اختیارات اور انتظامی مشینری اپنے پاس ہونے کے باوجود اپنے اراکین اسمبلی پر اعتماد نہیں کیا اور بسوں کے اندر پولیس کے پہرے میں ان کو اسمبلی میں لایا گیا (حزب اختلاف کی طرف سے شیم شیم کے نعرے) ہارس ٹریڈنگ کا اس سے اور زیادہ کیا ثبوت چاہیے ۔ اس سے زیادہ اور کیا ثبوت چاہیے کہ اپنا جیالا وزیر اعلیٰ لانے کے لیے کیا کیا کوششیں اور کاوشیں کی گئیں لیکن مجھے افسوس ہے اور ان دوستوں سے ہمدردی بھی ہے کہ جو اپنی پارٹی قیادت کے وعدوں کے باوجود آج اس منصب پر تو نہیں پہنچ سکے لیکن ان کے دل کی کسک دیکھیے کہ نئے وزیر اعلیٰ کے انتخاب کے موقع پر PML (J) اور PML (N) کے اراکین نے ڈیسک بجائے انھیں داد دی خوشی کا اظہار کیا لیکن ایک پارٹی کے اراکین چپ اور گم سم بیٹھے رہے ۔ انھیں داد دینے کی بھی توفیق نہیں ہوئی ۔ جناب والا! میاں منظور وٹو کو تو سزا اس بات کی دی گئی کہ وہ مردم شماری کے ذریعے وفاقی حکومت کے اس فیصلے کو بھی تسلیم نہیں کرتے تھے کہ اگر اس طور طریقے سے مردم شماری کی گئی تو پنجاب کی 22 سیٹیں کم ہو جائیں گی اور پھر ان کا ایک قصور یہ بھی تھا کہ انھوں نے پنجاب کے عوام کے اندر خواندگی کی مہم شروع کی ------

جناب ڈپٹی سپیکر ، چودھری صاحب آپ دو منٹ کے اندر wind up کریں ۔ میں نے آپ کو 25 منٹ دے دیے ہیں 5 منٹ interruption میں کاٹتا ہوں ۔ اب آپ wind up کیجیے ۔

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر' آئین کے تحت میں یہ بات بھی آپ کی خدمت میں عرض کرنا

چاہتا ہوں کہ --------

سید تابش الوری ، پوائنٹ آف آرڈر ! جناب سپیکر! دو سال تک آپ نے جناب فاروق کو بولنے سے نہیں روکا اور آج یہ پہلی دفعہ بول رہے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس وقت وزیر قانون تھے ۔

سید تابش الوری ، آج آپ 25 اور 30 منٹ سنا رہے ہیں ۔ ہم نے تو ان کی ایک ایک گھنٹہ تقریر سنی ہے ۔ آج بھی سن لینے دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس وقت یہ وزیر قانون تھے تو یہ استحقاق ہوتا ہے ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! یہ گھر کے بھیدی ہیں ان کو بات کرنے دی جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بھید کیا ہونا تھا ۔ سب باتیں ظاہر ہیں اور باہر ہیں کوئی کسی کا بھیدی نہیں ہے ۔ جی چودھری فاروق صاحب !

چودھری محمد فاروق ، جناب والا ' اصل بات تو یہ ہے کہ اس وقت پنجاب میں ------

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی لاء منسٹر صاحب !

وزیر قانون ، میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ جناب تابش الوری نے جو گھنٹہ گھنٹہ تقریر سنی ہے ان میں بے معنی تقریر سننے کی ہم سے زیادہ طاقت ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی چودھری صاحب ذرا wind up کیجے ۔اب جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے ۔

چودھری محمد فاروق ، جناب والا ! وہ لوگ جو دو سال تک یہاں کی طرف سے میاں منظور وٹو کے خلاف ہونے والی باتوں اور نعروں کو جس انداز میں defend کرتے تھے ۔ آج ان کے اقتدار میں نہ ہونے کی وجہ سے جو انداز تخاطب ہے اور جس انداز میں یہاں سے آوازیں آ رہی ہیں مجھے آج واقعی یہ ماننا پڑتا ہے کہ اقتدار کی کرسی بڑی چیز ہے ۔ یہ اراکین اسمبلی ان کے اقتدار کے زمانے میں ان کے ساتھی اور آج --------

جناب غلام عباس ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی چودھری غلام عباس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

جناب غلام عباس ، جناب والا ! غلام عباس نے کبھی بھی میاں منظور احمد وٹو کو defend نہیں

کیا تھا۔ میں نے ہمیشہ تنقید کی تھی یہ defend ضرور کرتے تھے۔ اپوزیشن کی طرف سے جو حملے ہوتے تھے یہ defend کرتے تھے میں نے تو پہلے دن ہی تنقید کی تھی ------

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی افضل چن صاحب ـــــ کیونکہ چودھری صاحب نے تو اب خاموش نہیں ہونا۔

سردار سکندر حیات خان، یہ مکار ہیں یہ دونوں طرف چلتے رہے ہیں یہ سب سے بڑے لوٹے ہیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ملک غلام عباس کھوکھر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جناب والا! جناب غلام عباس صاحب نے کہا کہ میں ان کو oppose کرتا تھا لیکن ان کی مشیری انھوں نے ایک دن بھی نہیں چھوڑی۔ اسی طرح ان کے مشیر رہے ہیں۔ کار اسی طرح لیے پھرتے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ! کھوکھر صاحب۔ جی چودھری صاحب ایک دو منٹ میں ختم کیجیے۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! اگر آپ کا حکم دو منٹ کا ہے تو میں دو منٹ میں ہی ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں دو منٹ میں ہی ختم کیجیے۔

چودھری محمد فاروق، لیکن پوائنٹ آف آرڈر روک لیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں پوائنٹ آف آرڈر کی ضرورت نہیں ہے اب ان کو تقریر کر لینے دیں۔

جناب غلام عباس، جناب والا! میں وٹو صاحب کی مشاورت میں تھا ہی نہیں۔ میں اپنی پارٹی کی ٹکٹ پر تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں یہ کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب غلام عباس، لیکن میں عباس کھوکھر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا انھوں نے دل سے وٹو کو قبول کر لیا ہے۔ یہ تو میرے پاس آ کر روتے تھے کہ وٹو ظلم کر رہا ہے وٹو ظلم کر رہا ہے۔ کیا انھوں نے اپنے دل سے اسے قبول کر لیا ہے؟ ابھی میں نے اس دن پوچھا تھا تو انعام اللہ نیازی اور جناب اختر رسول صاحب نے مجھے کہا تھا کہ ہم نے یہ لوٹا استنجے کے لیے لیا ہے۔ آپ انعام اللہ نیازی

سے کہیں کہ یہ قرآن اٹھا کر کہیں کہ کیا انھوں نے یہ بات نہیں کی تھی کہ ہم نے منظور وٹو کو بطور
تا استنجا کرنے کے لیے قبول کیا تھا۔

ناب ڈپٹی سپیکر ، آرڈر پلیز ۔

ناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا میں وضاحت کا حق محفوظ رکھتا ہوں لیکن یہ جھوٹ بول
ہے ہیں ۔

ناب ڈپٹی سپیکر ، جناب غلام عباس آپ تشریف رکھیں ۔ میں نے آج جب یہ نشست سنبھالی تو
ں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا کہ کسی ایک فاضل رکن کی بات دوسرے فاضل رکن کو اچھی نہ لگے
ِ وہ اس کا جواب نہ دے جب اس کی تقریر کا موقع آئے گا اس میں اس کو بڑا وقت ملے گا اور اس
قت وہ اپنی بات کرے ۔ کم از کم آپ اس اصول کو اپنائیں ۔ چودھری محمد فاروق صاحب اب آپ
پنی بات دو منٹ میں ختم کریں ۔

ہودھری محمد فاروق ، جناب والا! میں اراکین اسمبلی کی توجہ ایک بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ سیاسی
ختلاف رائے ہر کوئی رکھ سکتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس وقت صوبہ پنجاب کے اندر عملاً گورنر
راج نافذ ہے ۔ پارلیمانی جمہوریت کا جنازہ نکال کر رکھ دیا گیا ہے ۔ پارلیمانی نظام جمہوریت کو بچانے
کے لیے اراکین اسمبلی کو اپنی اپنی جگہ پر ایک کردار ادا کرنا ہوگا ۔ آج وزراء ، اراکین اسمبلی ، مشیر تو
بھی بنے نہیں بیچارے ۔ بیورو کریسی بھی اپنے اختیارات کے استعمال کے لیے اور نظم ونسق کے لیے
سب کی نظریں اور سب کی دوڑیں اس وقت گورنر ہاؤس کے اندر لگی ہوئی ہیں۔ پنجاب کے اندر تبادلوں
سے لے کر پالیسیاں تک گورنر ہاؤس سے جاری ہو رہی ہیں۔ وزیر اعلیٰ بیچارے کے پاس کوئی اختیار
ہیں ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انہیں ہمیں اختیارات دلانا ہوں گے۔ اگر اہل اقتدار اپنے وزیر اعلیٰ کو پارلیمانی
ظام کے تحت اختیارات نہیں دلانا چاہتے تو جناب سپیکر وہ باضمیر اراکین اسمبلی جو جمہوریت سے محبت
کرتے ہیں جو پارلیمانی نظام سے محبت کرتے ہیں ، جو صحیح معنوں میں جمہوریت کا نفاذ چاہتے ہیں وہ
زیر اعلیٰ کے اختیارات گورنر ہاؤس سے واپس لائیں گے۔ اور انہیں عملاً جمہوری نمائندہ بنائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ ۔ حاجی غلام صابر انصاری ۔

حاجی مقصود احمد بٹ ، جناب والا! میرا بھی نام تھا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تین نمبر پر آپ کا نام تھا اب نمبر ۲ پر چودھری فاروق نام لے گئے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ ، چودھری فاروق صاحب میرے نام سے تو نہیں آئے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس کے بعد میں دیکھوں گا اب میں نے حاجی غلام صابر کو آواز دے دی ہے۔ (قطع کلامیاں) ۔ اب آپ مجھ سے صحیح پوچھتے ہیں تو میں ان کو ٹائم نہیں دینا چاہتا تھا۔ غلام صابر انصاری صاحب ۔ (قطع کلامیاں) ۔ آپ بیٹھ جائیں۔

حاجی غلام صابر انصاری ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! مجھ سے پہلے میرے ساتھیوں نے پنجاب میں جو آرٹیکل ۲۳۴ کے نفاذ پر بڑی تفصیل سے بات کی ہے ۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب بھی پیپلز پارٹی کی حکومت آتی ہے وہ اپنے دباؤ سے اور ذرا دھمکا کر مجھے وفاداری تبدیل کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ جناب والا! کیا یہی جمہوریت ہے؟ اگر یہی جمہوریت ہے تو پھر ایسا کیوں نہ کر دیا جائے کہ جو اکثریت سے جیت جائے وہ باقی بھی سب کو لے جائے ۔ یہ کوئی جمہوریت نہیں کہ جس کو دیکھا اس کو پکڑ کر لے گئے ۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب ۱۹۸۸ء میں پیپلز پارٹی کی حکومت وفاق میں بر سر اقتدار تھی اس وقت بھی انہوں نے پنجاب میں ہلچل مچائی اور اس وقت بھی مجھے دبایا گیا۔ لیکن میں اس وقت بھی نہیں دبا تھا۔ اور اس وقت بھی وفاق کے پاس جو محکمے تھے ان کی طرف سے تنگ کیا گیا لیکن میں اس وقت بھی نہیں جھکا تھا اور میں نے نواز شریف کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔ اب بھی پہلے میرے پاس ایک آدمی آیا کہ آپ ہمارا ساتھ دیں آپ کو جو چاہیے آپ مانگیں۔ میں نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا ہے۔ میں بکاؤ مال نہیں ہوں۔ بعد میں مرد اول نے ماموں کو میرے پاس بھیجا اس نے میری منتیں کیں کہ آپ کو جو چاہیے آپ لے لیں آپ ان کا ساتھ دیں۔ اس کے بعد ایک ایم این اے میرے پاس آئے انہوں نے مجھے کہا کہ آپ ہمارا ساتھ دیں' میں نے کہا کہ میں کوئی بکاؤ مال نہیں ہوں میں کبھی بھی پی پی کا ساتھ نہیں دے سکتا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، آپ نام لیں ۔

حاجی غلام صابر انصاری ، نام تو میں نے بول دیا ہے اور مرد اول کون ہے ؟

ایک آواز ، یہ جھوٹ بول رہے ہیں ۔

حاجی غلام صابر انصاری ، جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ۔ اور آپ اپنے مرد اول سے

پوچھیں وہ میرے پاس آیا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ میری طرف مخاطب ہوں ۔

حاجی غلام صابر انصاری : جناب سپیکر چار گھنٹے میری منتیں کرتے رہے ۔ کہنے لگے کہ آپ دس منٹ زرداری صاحب کو دے دیں اگر وہ آپ کو قائل کر سکے تو پھر آپ ہمارے ساتھ آجائیے گا اور اگر انہوں نے قائل نہ کیا تو پھر آپ کی مرضی۔ جناب سپیکر! آپ ہی فیصلہ دے دیں دس منٹ میں ایسی کونسی بات پیسوں کے بغیر ہوسکتی ہے ۔ آپ دس منٹ کے لیے میرے پاس آئیں ایک گھنٹہ میری منتیں کرتے رہے میں نے انہیں کہا کہ میں پیدائشی مسلم لیگی ہوں اور میں کبھی بھی پی پی میں نہیں جا سکتا آپ یہ ورق پھاڑ دیں کہ میں پیسوں کی وجہ سے آپ کے ساتھ چلا جاؤں گا ۔ وزارت کے لیے آپ کے پاس چلا جاؤں گا ' ایک گھنٹے کی جدوجہد کے بعد وہ گھبرا گئے جاتے ہوئے اپنا پاک ٹیل بھی میرے پاس چھوڑ گئے ۔ جناب سپیکر! آپ کا تعلق بھی جونیجو لیگ سے ہے ' میں نے ان سے کہا کہ آپ کے پاس ۱۵۰ آدمی ہیں مجھے کیوں کھینچتے ہو ۔ کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ پنجاب میں خالصتاً پیپلز پارٹی کی حکومت ہو .....

میاں ثاقب خورشید : پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! ابھی معزز ممبر نے فرمایا ہے کہ آپ جونیجو لیگ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن بعض اخباری بیانات سے یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ آپ پیپلز پارٹی سے ناتا جوڑ چکے ہیں ۔ کیا آپ اس سلسلے میں کوئی وضاحت فرمائیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ تشریف رکھیں ۔

حاجی غلام صابر انصاری : جناب سپیکر! یہ زرداری صاحب اس لیے میرے پاس آتے ہیں ' آپ کو بھی معلوم ہے کہ میں چوتھی دفعہ الیکشن جیتا ہوں اس لیے ان کی یہ کوشش ہے کہ یہ آدمی ہمارے ساتھ آجائے تاکہ ایم این اے بھی ہمارا ہو اور ایم پی اے بھی ہمارا ہو لیکن میں تو پیدائشی مسلم لیگی ہوں میں کبھی بھی پیپلز پارٹی میں نہیں جا سکتا اور کبھی بھی مسلم لیگ کو نہیں چھوڑ سکتا کبھی بھی میاں نواز شریف کو نہیں چھوڑ سکتا آج بھی یہ بھول میں ہیں ۔ آج کل بھی پیغام آرہے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ آجائیں کیونکہ ہم نے ضلع قصور کو وزارت دینی ہے کہیں محمد حسین ڈوگر کو وزارت نہ مل جائے میں نے ان سے کہا محمد حسین ڈوگر کی پارٹی علیحدہ ہے اور میری پارٹی علیحدہ ہے۔ اگر محمد حسین ڈوگر وزیر بنتا ہے تو مجھے اس پر کیا اعتراض ہے ۔ ہمارا تو ان سے پارٹی بنیاد پر اختلاف ہے۔

اس کے علاوہ میرا ان سے کیا اختلاف ہے جو آپ یہ کہہ رہے ہو کہ محمد حسین ڈوگر کو وزیر بنا دیں گے۔ آپ سردار محمد حسین کو وزیر بنائیں جس کو مرضی بنائیں لیکن غلام صابر کبھی آپ کی پارٹی میں نہیں آئے گا۔ جناب سپیکر! کیا یہی جمہوریت ہے؟

سردار محمد حسین ڈوگر، ذاتی نکتہ وضاحت پر بات کروں گا۔(قطع کلامیاں) جناب سپیکر ابھی غلام صابر انصاری صاحب نے اپنی تقریر میں میرا نام لے کر ذکر کیا ہے ۔جناب والا! میرا بھی ضلع قصور سےتعلق ہے اور اس سے پہلے معزز رکن حنیف خان صاحب کی تقریر بھی سنی ہے اور ابھی غلام صابر انصاری صاحب بھی تقریر فرما رہے تھے اور انہوں نے اپنے اغواء کی بات کی اور یہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں لالچ کے بہانے خریدنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ یہ ذکر و اذکار اپنی تقاریر میں کر رہے ہیں۔ ہم بخوبی جانتے ہیں ---

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو اس کے بعد تقریر کا موقع دے دیں گے۔

سردار محمد حسین ڈوگر، تو میں اپنی تقریر میں ان کے سارے کردار کی وضاحت کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔

سردارمحمدحسین ڈوگر، لیکن یہاں پر میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر غلام صابر انصاری صاحب ہماری طرف آئیں تو میں سو وزارت بھی ان پر قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، میں نے ان کو پیچھے کھڑے ہو کر روتے دیکھا ہے خود کو ملتی نہیں وزارت یہ دوسروں کو offer کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی غلام صابر انصاری صاحب! کوئی بات رہ گئی ہے۔ آپ تقریر کرچکے ہیں۔ ان کو تقریر کرنے دیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے۔)

جناب سپیکر، جناب انصاری صاحب! جی فرمائیے پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ ذرا ٹھیک طرح بیٹھیے' نیازی صاحب ذرا ٹھیک طرح بیٹھیے جیسے انسان بیٹھتے ہیں۔ بیٹھیے انسانوں کی طرح۔

سردار محمد حسین ڈوگر، پوائنٹ آف آرڈر ہے

جناب سپیکر: جی۔۔۔

سردار محمد حسین ڈوگر: جناب والا! آپ کی وساطت سے جناب انصاری صاحب سے گزارش کروں گا کہ اتنا بڑا ڈرامہ جو یہ انصاری صاحب اسمبلی میں بنا رہے ہیں۔ ہم بھی اپوزیشن میں رہے ہیں اور آج تک ہمیں تو کسی پارٹی نے نہیں پوچھا۔(شور ۔۔۔۔ قطع کلامیاں) کیونکہ جو پکے اور دیوانے ہوتے ہیں۔ جو پارٹی کے ساتھ پکے ہوتے ہیں انہیں کوئی نہیں پوچھتا۔ یہ سارے دولت مندوں کے بنانے ہوئے ڈرامے ہیں۔ یہ اخباروں میں چھپوانے کے لیے ڈرامہ بنایا ہوا ہے۔ جس پارٹی کے پاس ۱۵۲ آدمی ہوں تو انہیں ان جیسے ایک آدمی کی کیا ضرورت ہے۔ کہ ان کے دروازوں پر گھومتے پھریں۔ یہ لوگ خود گھومتے پھر رہے ہیں۔ جب ان کی کوئی بات نہیں بنی تو اپنے لیڈر کو ڈرامہ سنانے کے لیے اخبارات میں اپنا نام چھپوانے کے لیے یہ لوگ اتنی باتیں بڑھا چڑھا کر بیان کر رہے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ یہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنا چاہتے ہیں یہ تو انتہائی غلط طرف چل نکلے ہیں' پھر دونوں طرف سے مکالمے ہوں گے اور مکالموں سے پھر یہ ماحول خراب ہوگا۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اگر انہوں نے جناب آصف زرداری صاحب کی ملاقات دیکھی ہے تو وہ انہوں نے خواب میں دیکھی ہوگی ۔ یہ خواب والا واقعہ بیان کر رہے ہیں یہ ان کی حسرت ہے دل میں کہ ان سے آصف زرداری صاحب کیوں ملاقات کریں گے۔ ان کے پاس تو پوری پارٹی پڑی ہے۔ ہم ۱۵۲ آدمی ان کے ساتھ ہیں۔ انہیں ان سے ملنے کی کیا ضرورت ہے ۔ یہ تو انہوں نے خواب دیکھا ہوگا۔ میں آپ کی وساطت سے کہتا ہوں کہ یہ ماحول خراب نہ کریں۔ یہاں یہ اجلاس انہوں نے خود بلوایا ہے اس کو چلنے دیں۔ یہ بار بار ان کی ذات پر حملے نہ کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔۔۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب کھوسہ صاحب ۔۔۔۔فرمائیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جب میاں منظور احمد موہل صاحب سپیکر کی کرسی پر بیٹھے تھے تو اسی طرح کے پوائنٹ آف آرڈرز جیسے پتہ نہیں فاضل رکن کا لفظ استعمال ہوتا ہے یا نہیں۔ ایک رکن صاحب۔

جناب سپیکر: فاضل بہتر ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، نہیں یہ تقریر فاضلانہ نہیں کر رہے تھے۔ میں اس لیے کہہ رہا ہوں۔
جناب سپیکر، یہ الگ بات ہے کہ ایک فاضل ممبر تقریر فاضلانہ نہ کرے ۔ لیکن وہ ہوتا تو فاضل ہی ہے۔
سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، فاضل رکن صاحب پوائنٹ آف آرڈر کے بہانے پر تقریر شروع کر دیتے ہیں۔ یہ موبل صاحب نے بندش لگائی تھی جناب والا! چیئر سے رولنگ دی تھی کہ اس طرح کے پوائنٹ آف آرڈرز نہ کریں۔ اپنی باری پر اپنی تقریر میں اپنا موقف بیان کردیں۔ برائے مہربانی آپ سے بھی یہ استدعا ہے کہ اس کی پابندی کی جائے۔
جناب سپیکر، آپ کی بات بجا ہے۔ آپ تشریف رکھیئے ۔ دیکھیے میں آپ پر واضح کرتا ہوں ۔ ایک تو یہ ہے کہ جو لوگ اسمبلی کے رکن نہیں ہیں اور یہاں جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ ان پر الزام تراشی نامناسب ہے۔ اور اگر آپ الزام تراشی کریں گے تو ظاہر ہے کوئی اس کا جواب بھی دے گا۔ الزام تراشی بھی نہ کریں اور فالتو پوائنٹ آف آرڈرز پر لمبی چوڑی تقاریر بھی نہ کریں۔ تقریر کرنے کا شوق ہے تو اپنا نام دیں آپ کو تقریر کا موقع ملے گا۔ لیکن الزام تراشی بھی نہ کریں۔
سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! اس صورت میں پھر آپ سپیکر کی رولنگ کو reverse کر رہے ہیں۔
جناب سپیکر، میں صحیح رولنگ دے رہا ہوں۔ جو میرے احساس اور شعور کے مطابق ہے میں اس کے مطابق بات کر رہا ہوں۔
سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! اسی چیئر نے ایک رولنگ دی ہے ۔ میں اس رولنگ کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔
جناب سپیکر، جو رولنگ انہوں نے دی ہے وہ اس وقت وہی صحیح تھی۔ اور جو رولنگ میں دے رہا ہوں اس وقت یہی درست ہے ۔ اور وقت ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔
سردار محمد حسین ڈوگر، جناب والا! کھوسہ صاحب نے میری ذات کے بارے میں بات کی ہے۔
جناب سپیکر، نہیں کوئی بات نہیں کی۔ آپ کو شبہ ہوا ہے۔ آپ کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے اس کی وضاحت کی ہے کہ آپ فاضل ہیں۔ تشریف رکھیں۔
سردار محمد حسین ڈوگر، جناب انہوں نے لفظ میرے لیے کہا ہے کہ رکن اسمبلی۔ میں نے تو ایک

صلح کی بات کی ہے وہ مجھے رکن اسمبلی کہہ رہے ہیں۔ جب یہ باتیں کرتے ہیں تو ویسے تو یہ میرے بزرگ ہیں، بڑے ہیں لیکن ہم بھی آئندہ ان کے لیے فاضل رکن اسمبلی استعمال نہیں کریں گے۔ بلکہ رکن اسمبلی استعمال کریں گے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کے لیے بھی انہیں کہا ہے کہ آپ فاضل ہیں۔ جب میں نے فیصلہ دیا ہے کہ سب رکن فاضل ہیں تو پھر آپ بھی انہیں فاضل ہی کہیں۔ چلئے انصاری صاحب۔ اپنی بات جاری کیجئے۔

جناب غلام صابر انصاری: جناب سپیکر آپ کے آنے سے پہلے میرے ساتھ جو واقعہ پیش آیا۔

میاں عمران مسعود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں عمران مسعود: شکریہ جناب والا! آپ کی تشریف آوری سے پہلے جب سابقہ لاء منسٹر چودھری محمد فاروق صاحب اپنی تقریر کر رہے تھے۔ تو وہاں سے وصی ظفر صاحب اور غلام عباس صاحب نے ان کی candidature سے مراد ان کی پارٹی کا اس وقت جو status تھا اس کے بارے میں انہوں نے objections raise کیے تھے۔ لہٰذا میں اسی چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے جناب دولتانہ صاحب اس ہاؤس میں تشریف فرما ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کا اس وقت پارٹی status کیا ہے؟ کیونکہ فاروق صاحب کے اس سلسلے میں ہاؤس کے پورے پندرہ منٹ خرچ کیے گئے تھے۔ لہٰذا میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا اور جناب چشتی صاحب بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں ان کا status کہاں ہے؟

(اس مرحلہ پر جناب جاوید دولتانہ اٹھ کر ہاؤس سے باہر جانے لگے۔۔۔)

جناب وہ جا رہے ہیں۔ وہ جا رہے ہیں۔ وہ کدھر گئے ہیں۔ (شور۔۔۔۔ اور جاوید دولتانہ ہاؤس سے باہر چلے گئے۔)

جناب سپیکر: جی چلئے۔ انصاری صاحب۔ جی آپ کی بات ہو گئی، اس کا جواب ہو گیا۔ ابھی آپ کی تسلی نہیں ہوئی۔ جی شوکت داؤد صاحب۔

جناب شوکت داؤد: شکریہ جناب سپیکر! میرے عمران بھائی نے بڑی زیادتی کی ہے وہ تو ایک بیچارہ

بھولا پنچھی ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ سب سے زیادہ غیرت مند اور سب سے زیادہ شرم والا ہے جو ہاؤس چھوڑ گیا ہے۔ ******************

جناب سپیکر: یہ الفاظ فالتو ہیں انہیں حذف کر دیا جائے۔جی انصاری صاحب کو موقع دیں۔

جناب غلام صابر انصاری: جناب والا! آپ کے آنے سے پہلے میرے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا وہ میں بیان کر رہا تھا۔ میں نے جو بھی کہا سچ کہا۔ ہمارے معزز رکن نے کہا کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی بھی نہیں آتا۔ آتے تو ان لوگوں کے پاس ہیں جن کی کوئی پوزیشن ہو ۔ اللہ کی رحمت سے چار الیکشن جیتے ہیں۔ اگر زرداری صاحب چاہتے ہیں کہ غلام صابر انصاری ہمارے ساتھ آجائے تو ہمارا ایم این اے بھی پی پی کا ہو گا اور ایم پی اے بھی پی پی کا ہو گا۔ اگر میرے بھائی کی پوزیشن ہو ان کے پاس بھی آئیں ۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ زرداری صاحب کو ان کے پاس بھی بھیجیں کہ دو کروڑ ان کو دے دیں۔ اور میں نے آج بھی سردار محمد حسین کے بارے میں ایسا کوئی لفظ نہیں کہا۔ آج بھی مجھے پی پی آفر کر رہی ہے ۔

سید اکبر شاہ ، جناب والا ! آپ نے رولنگ دے دی ۔ لیکن اس کے بعد بھی انہوں نے وہی ذاتیات پر بات کی ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ اگر وہ بار بار یہی بات کرنا چاہتے ہیں تو ان کے بعد فوراً مجھے ٹائم دیا جائے۔ یا پھر انھیں روکا جائے۔ یہ ذات کی بات نہ کریں۔ آصف زرداری صاحب ہمارے لیڈر ہیں۔ ہم ان سے روز ملتے ہیں ۔ وہ ہمارے پاس کیوں آئیں گے ۔ ہم ان کے پاس روز جاتے ہیں۔ جناب والا ! یہ بار بار ایسی بات نہ کریں۔ اگر وہ کریں تو ان کے بعد مجھے ٹائم دیا جائے ۔

جناب سپیکر ، آپ اپنا نام دے دیں ۔ آپ کو ٹائم دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: اکبر شاہ صاحب نے آپ کے آنے سے پہلے یہ گزارش کی تھی کہ میں پہلے بھی اسمبلی کا رکن رہا ہوں اور اپوزیشن میں رہا اور میں کبھی نہیں بولا ۔ تو آج میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ حکومت میں رہ کے بار بار کیوں بول رہے ہیں ۔ ان کو آج کیا تکلیف ہے کہ یہ بار بار بول رہے ہیں۔ جب اپوزیشن میں رہ کر نہیں بولے تو آج کیوں بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر ، میں نے گزشتہ دو سال میں بار بار بولتے ہوئے دیکھا ہے ۔ ایسی کوئی بات نہیں کہ یہ آج ہی بول رہے ہیں۔ جی تاج محمد خانزادہ صاحب !

[illegible]

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, with reference to the personal criticism and also the unwanted statement regarding Mr. Wattoo and Mr Zardari, I can't understand why the two years' admirers of Wattoo are today standing in total condemnation of the poor man who is no longer here I can't understand why the honourable Law Minister of that Party, who for two years was supposed to be the blue-eyed boy of that Party, and several Members today stand in his total condemnation I can't understand why this turn-coat attitude has been adopted. Is it because there are some lobster fishes still to be distributed and some of them are waiting to swallow them? Is it so? Sir, here we make personal recrimination, we shout from every corner and hurl abusive and unabusive language at each other. It is time when there should be a lot of heart-searching that instead of speaking on constitutional issues, why are we trying to drive dead horses in this arena Let me tell them one thing.. Sir, you know that we are no admirers of Wattoo. This House sitting here, including our Leader, today are no admirers of Wattoo But if the greatest Prophet of the world could excuse Hinda and Abu Sufian for having crushed the intestines of his uncle, if Wattoo comes and asks us for forgiveness, have we committed a sin by asking him that we forgive you? We have not committed any sin. This is in accordance with the tenets of Islam established fourteen and a half hundred years ago Even today, we do not stand in defence of the acts of Wattoo. What he did in two years with us and what he has done with the government, we do not defend him It is for you because you are still hankering after him and offering him that we will not prosecute you, we will not do this and that but please play our game. We do not ask "Narka Munni" who is the god of the

Hindus and who advances only mischief. Wattoo has been the "Narka Munni" of Punjab and Pakistan What Wattoo has done to this House after his solemn agreement, in front of Ishaq, some of them are still on those benches and some are sitting here. We are brothers, I want them to cast their minds back when we met Ishaq in Islamabad and he solemnly promised that we will not break the Punjab Assembly Am I correct? Some of you were there Today, we stand in condemnation of Wattoo because he went against the very pledges given to us (interruptions) Let me tell you, I don't have to ask for any grapes from either of you, neither from the treasury benches nor from our own side but if I speak the truth and you recent it, I will certainly obey my Party because they don't want me to speak Therefore, in submission to their wishes I am going to resume my seat.

جناب سپیکر، انصاری صاحب!

جناب غلام صابر انصاری، جناب والا ' میں بات کر رہا ہوں - بار بار درمیان میں ہمارے ساتھی بولنا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، جب آپ کے اپنے بولنا شروع کر دیتے ہیں تو ان کو کیسے روکیں۔ یہ آپ ہی فرما دیجیے۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! جیسے آپ نے میرے بزرگ تاج محمد خانزادہ صاحب کو انگریزی میں بولنے کی اجازت دی - مجھے بھی انگلش میں بولنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر، آپ بولیں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, the question is that my honourable Member of the Assembly who is an experienced parliamentarian...

جناب سپیکر، ویسے میں ایک بات آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ساری اسمبلی میں اٹک والوں کو انگریزی بولنے کا کیوں شوق ہے -

سردار سکندر حیات خان ، جناب سپیکر! جب آپ اردو میں پوچھ رہے ہیں میں اردو میں جواب دوں گا۔
چونکہ میرے بزرگ انگریزی میں بولتے ہیں تو میں انگریزی میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر ، بولیے ۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, first of all, I would like to mention and tell the honourable Member that if we were against Mr. Wattoo we criticised him openly. We did not hide and we did not camouflage any thing. Whatever was wrong we pointed it out to Mr. Wattoo and his people. The honourable Member and our elder mentioned about Abu Sufian and if they had been excused.

جناب انعام اللہ خان نیازی، (قطع کلامی)

جناب سپیکر ، اب آپ اسمبلی میں آ ہی گئے ہیں تو مہربانی سے تشریف رکھیں۔ (قطع کلامی) غیرت اور ضمیر کے علاوہ تمیز بھی ایک چیز ہوتی ہے۔ کبھی کبھی اسے بھی استعمال کر لیا کریں۔ تشریف رکھیں۔ بیٹھیں۔ (قطع کلامی) میں آپ کو بتاؤں گا۔ زیادہ انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔ ساتھ ساتھ ہی بتاتے چلیں گے ۔ سردار صاحب ' آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر ' پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر ، وہ پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ تشریف رکھیں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, you gave so much time to my dear uncle. Let me tell him that if we are sitting here as Peoples Party in PDF, we were sitting here from the very beginning the Peoples Party came into existence and upto-date and not jumping from one side to another. We are the followers of Mr. Zulfiqar Ali Bhutto who was the true fighter for the People of Pakistan. Who was not like this that talk about Muslim League. That particular Muslim League has gone. They are not that Muslim League. If they were the

them We would advise them, if they are true Pakistanis, forget their differences . Let us fight for the poverty of this nation. Let us fight about the higher prices.

(interruptions)

There are honourable senior Members, our elder brother sitting here, who contested on People Party's ticket. We request them. We respect them as Aitchisonians. We respect them as elder brothers. We respect them as great parliamentarians. We have not said anything about them

MR. SPEAKER: Yes personal explanation.

SARDAR ZULFIQAR ALI KHAN KHOSA: Since the honourable Member happens to remember something which happened about twenty years ago, I would like to bring it on record and also to remind him in case he has forgotten that I did contest on Peoples Party ticket and resigned from my Assembly seat on 14th April, 1977

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: I very much remember that but the seat was of peoples party which got you elected at that time. I am talking about the time

SARDAR ZULFIQAR ALI KHAN KHOSA: The seat was purely a Khosa seat. I won on my tribal vote and not on the PPP vote. Let him try, even today I challenge him. They are in government. My younger brother Mohsin Khan Khosa is in that seat

(interruptions)

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: The People Party ticket had to be taken. The Peoples Party ticket for votes was necessary. We respect them that they were in the Peoples Party and we fought for the people of Pakistan. If

somebody comes and fights for the people of Pakistan, we respect them but not like our elder who was some times in Convention Muslim League and, at that time, against the Madr-e-Millat. Those people are sitting there who fought against Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah's sister and they were Convention Muslim Leaguers.

(interruptions)

جناب سپیکر : تشریف رکھیں۔ I call the House to order. آپ تشریف رکھیں۔ انھیں میں نے فلور دیا ہے۔ آپ بیٹھیں۔ (قطع کلامیاں) Mr. Niazi, please sit down. (قطع کلامیاں) قائد حزب اختلاف! میں انھیں باہر نکالنے کے لیے مجبور ہوں گا۔ آپ مہربانی کر کے انھیں منع کریں۔ میں نے انھیں on a point of order پر فلور دیا ہے۔ آپ پہلے چپ کریں۔ آپ آرام سے بیٹھیں۔ (قطع کلامیاں) میں جانتا ہوں کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ Please sit down, Mr. Niazi. (قطع کلامیاں) Please wind up now۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: If you order me to wind up I would submit that if they use those words and talk about our leaders they are bound to get a rebound.

جناب سپیکر : ٹھیک ہے آپ بیٹھیے ۔ انصاری صاحب! کوئی بات رہ گئی ہے ۔

چودھری محمد حنیف خان : جناب آپ کبھی اُدھر ٹائم دے دیتے ہیں اور کبھی اِدھر ٹائم دے دیتے۔ تو بات کہاں ہو گی۔

جناب سپیکر : میں نے انھیں بات کرنے نہیں دی ۔ wind up کرلیں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب تاج محمد خانزادہ : جناب والا! personal explanation پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : خانزادہ صاحب! Please allow him to talk ۔

جناب تاج محمد خانزادہ : جناب والا! میں صرف personal explanation پر ہوں ۔

جناب سپیکر : جی !

جناب تاج محمد خانزادہ ،جناب ! مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے ۔ مجھے نہیں پتا کہ سکندر صاحب کیا بولتے رہے ہیں۔ مجھے یہ بھی نہیں پتا کہ انعام صاحب کیا بولتے رہے ہیں ۔ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر باتیں کرتے رہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ آج میرا adopted بیٹا جو کہ میٹرک فیل ہے ۔ مجھے کہتا ہے کہ اسے انگریزی نہیں آتی جبکہ میں ۱۹۳۲ء میں ہندوستان میں competition میں فرسٹ آیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، وہ ختم کرلیں اس کے بعد آپ بات کرلیں ۔

جناب تاج محمد خانزادہ ، جناب والا ! میں ۱۹۳۲ء میں competition میں انگریزوں کے زمانے میں فرسٹ آیا۔ میں ۱۹۳۵ء میں لیفٹیننٹ بنا۔ ۱۹۴۵ء میں میں نے لیفٹیننٹی چھوڑی اور پاکستان برٹش امپائر میں میں نے چار gallantry awards لیے۔ جو کہ برٹش امپائر میں انگریزوں نے بھی نہیں لیے۔

جناب سپیکر ، اس gallantry کا انگریزی دانی سے کیا تعلق ہے؟

جناب تاج محمد خانزادہ ، جناب والا! تعلق اس لیے ہے کہ آپ میرا status دیکھیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے ایوب کو ووٹ دیا۔ اگر اب بھی وہ دونوں زندہ ہوتے تو میں ایوب کو ہی ووٹ دیتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی administration کے لیے sentiments کی ضرورت نہیں ہے۔ administrative ability کی ضرورت ہے۔ اس ملک کو ریسرچ کرنے کی ضرورت ہے۔ میں بھٹو کی condemnation نہیں کرتا۔ میں اس کی تعریف کرتا ہوں نہ اس کی condemnation کرتا ہوں ۔لیکن یہاں پرچونکہ آج بھٹو کی پارٹی کی حکومت ہے تو اس خوشامد کی انتہا ہونی چاہیے ۔ آپ اسمبلیوں میں خوشامدیں کرکے منسٹریاں جیتنے کے لیے جو کردار ادا کرتے ہیں یہ آپ کو زیب نہیں دیتا۔ آپ اپنی ability کو show کریں۔ خواہ وہ اس پارٹی سے ہو یا اس پارٹی سے ہو۔ آپ نے دو سال میں جو کچھ کیا اور آپ کے لیڈر جس نے آپ کو منتخب کیا وہ خود بانگ دہل کہہ رہے ہیں کہ اس میں یہ بہت کرپٹ لوگ تھے ۔جنھوں نے پنجاب کو بھی لوٹا اور جنھوں نے سب کچھ لوٹا۔ آج آپ کس منہ سے کہہ رہے ہیں ۔ مجھے افسوس ہے کہ کل کے ڈاکو اس اسمبلی میں اٹھ کر اپنے آپ کو defend کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی۔ یہ دودھ کب نکلے گا؟ یہ دودھ کب آئے گا؟

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔

سردار سکندر حیات خان ، جناب والا ! میں point of personal explanation پر بولنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، جی point of personal explanation۔

سردار سکندر حیات خان ، جناب والا ! سب سے پہلے آپ کی وساطت سے اس لیے اردو میں کہہ رہا ہوں تاکہ یہ کوئی نہ کہے کہ وہ سمجھا نہیں ۔ جناب والا ! میں اس کو چیلنج کرتا ہوں کہ انھوں نے مجھے میٹرک فیل کہا ہے ۔ اگر یہ prove کردیں یا میں prove کردوں یا یہ قرآن کی قسم کھائیں تو میں resign کرجاؤں یا یہ resign کر جائیں۔ میرا ان کو چیلنج ہے۔ اگر انھوں نے جھوٹ بولا ہے تو یہ اپنا کفارہ دیں۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام پر آپ فیصلہ کردیں۔ نمبر۲ ۔ انھوں نے خود مانا کہ میں نے مادر ملت کے خلاف ووٹ دیا۔ کونشن لیگ کو دیا۔ ایوب کو دیا۔ جب وہ خود مانتے ہیں کہ وہ قائد اعظم رحمت اللہ علیہ کی بہن کے خلاف تھے۔ اس کی مسلم لیگ کے خلاف تھے۔ اس کے طریقے کے خلاف تھے۔ تو میں ان کو کس طرح مسلم لیگی کہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، نیازی صاحب ! آپ تشریف رکھیں ۔

سردار سکندر حیات خان ، جناب والا! میں بات کررہا ہوں ۔

جناب سپیکر ، آپ بات کریں ۔

سردار سکندر حیات خان، جناب ! اگر یہ بات کرتے ہیں کہ مجھے اتنے ایوارڈ ملے ۔ مجھے اتنے یہ ملے۔ کہاں سے ملے؟ انگریزوں سے ملے۔ ایک طرف ہمیں کہتے ہیں کہ ہم انگریزوں کی بات کرتے ہیں ۔ ایک طرف انھوں نے خود میرے بزرگوں کو defend کیا کہ سردار شوکت حیات خان نے قائد اعظم کے حکم پر سو مربعے چھوڑے ۔ وزارت کو ٹھوکر ماری اور شوکت پنجاب کہلائے ۔ اگر صحیح مسلم لیگ ہوتی تو ان کے جو بہت سارے لوگ ہیں ان کے بیٹے آج پیپلز پارٹی میں ہیں نہ کہ اس طرف شامل ہیں ۔ اگر یہ کرپشن کی بات کرتے ہیں تو کرپشن ایوب خان کے وقت شروع ہوئی ۔ مارشل لاء کے وقت کرپشن شروع ہوئی اس مارشل لاء میں جب نواب کالا باغ یہاں گورنر تھے ۔ اور آج کئی اخبار نویس بھی دیکھے ہیں جنھوں نے ملٹری حکومت کے خلاف جمہوریت کے لیے قربانیاں دیں ۔ یہ وٹو کو defend کرتے ہیں ۔ وٹو سے یہ فائدے لیتے رہے ہیں ۔

جناب سپیکر ، مسٹر سکندر ! میری بات سنیے ۔ یہ آج باپ بیٹے میں ہی سارا مکالمہ ہوتا رہے گا؟

جناب تاج محمد خانزادہ ، جناب Just a minute - میں personal explanation پر ہوں۔ میں نے ضرور انگریزوں کے واسطے بہادری کی اور میں نے میڈل لیے۔ لیکن آپ اپنے دادا کو یاد کریں جنھوں نے انگریزوں کے ساتھ بہادری کر کے اس سارے خطے کو پست کیا ہے۔ میں اس کو برائی نہیں کہتا ہوں۔ کیونکہ انگریز کی نوکری اس زمانے میں ہر ایک کے واسطے ایک عزت کا باعث تھی۔ مہاراجے اور نواب جو تھے وہ بھی عزت کرتے تھے۔ صرف کانگرس آئی کے وہ لوگ تھے جنھوں نے انگریز کی مخالفت کی۔ آج آپ کس منہ سے یہ باتیں کرتے ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو نے کس کو ووٹ دیا؟ ایوب نے اس کو سر شاہ نواز کے بیٹے کی وجہ سے گھر سے بلا کر منسٹر بنایا۔

سردار سکندر حیات خان ، جناب والا! personal explanation ۔ جناب سپیکر ! اگر یہ سردار سکندر حیات کی بات کرتے ہیں تو یہ ان کی بھول ہے۔ ان کو تو مسلمانوں کی خدمت کے صلہ میں بادشاہی مسجد کے پہلو میں دفن کرنے کی اجازت دی گئی۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker: I close this debate.

حاجی غلام صابر انصاری ، جناب سپیکر! یہ کیا باتیں کر رہے ہیں۔

Mr. Speaker: Ansari sahib please sit down.

جناب تاج محمد خانزادہ ، جناب سپیکر ! میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، خانزادہ صاحب ' آپ بھی تشریف رکھیے۔ خانزادہ صاحب بیٹھ جائیے۔

جناب تاج محمد خانزادہ ، جناب سپیکر ! میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ تھوڑی دیر بیٹھ جائیے۔ ذرا آرام کیجیے۔ آپ بزرگ ہیں تھوڑا آرام بھی کیجیے ناں۔ میرا فرض ہے۔ پھر میں انھیں بھی موقع دوں گا۔ آپ بس کیجیے۔ پلیز

جناب تاج محمد خانزادہ ، صرف ایک بات۔

جناب سپیکر ، تو پھر ایک بات وہ بھی کریں گے۔

جناب تاج محمد خانزادہ ، جناب سپیکر ! آل پاکستان مسلم لیگ 47ء میں بنی۔ پنجاب اسمبلی میں ابھی تک میں نے اے۔ پی۔ سی کے ٹکٹ پر لڑ کے شکست نہیں کھائی ہے۔ آپ ان سے پوچھیں کہ

جب سردار شوکت حیات اپنے علاقے میں چھ ہزار ووٹ سے ہارگیا تھا۔ چھب کے علاقے میں' میں نے ان کو دس ہزار ووٹ کی لیڈ کر کے اور ان کو صرف ڈھائی ہزار ووٹ سے جتایا۔ آپ جا کر اس علاقے میں دیکھیں۔ آپ مجھے کہتے ہیں۔ کوزہ چھانتی کو کہتا ہے کہ تم میں دو سوراخ ہیں۔ (قہقہے)

Sardar Sikandar Hayat Khan: Personal explanation.

جناب سپیکر ، جی آپ فرمائیے۔

حاجی غلام صابر انصاری ، جناب سپیکر ! آپ ان دونوں کو سپیکر چیمبر میں بلا لیں اور وہیں ان کی بات سن لیں۔

میاں عمران مسعود ، جناب سپیکر! میں ان کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ یہ بس کریں۔

جناب سپیکر ، انھیں بھی سمجھائیے۔ (قطع کلامیاں) جو الزام لگائے گا اسے جواب سننے کے لیے بھی تیار رہنا ہو گا۔ آپ فرمائیے---

حاجی غلام صابر انصاری ، جناب سپیکر! ٹائم ختم ہونے والا ہے۔ آپ ان کو اپنے چیمبر میں بلا لیجیے گا۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیے۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔ جی۔

سردار سکندر حیات خاں ، جناب سپیکر! جیسے میرے بزرگ ممبر صاحب نے فرمایا کہ انگریزوں کی خدمت کرنا عزت ہوتی تھی۔ انھوں نے سرسکندر حیات کا نام لیا۔ تو سرسکندر حیات کے بارے میں مجھے فخر ہے کہ میں اس گھر میں پیدا ہوا ہوں۔ یہ اس لیے نہیں کہ وہ فیوڈل لارڈ تھے یا وہ ایک بہت بڑے زمیندار تھے۔ مجھے اس لیے خوشی ہے کہ وہ ایک مسلمان تھے۔ انھوں نے پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کی خدمت کی۔ سکندر جناح پیکٹ مشہور ہے۔ وہ ایک ہسٹری کا حصہ ہے کہ اگر سکندر جناح پیکٹ نہ ہوتا تو ہو سکتا ہے کہ پنجاب کی صورتحال اور ہوتی۔ اگر سرسکندر حیات کو بادشاہی مسجد میں دفن کرنے کی اجازت دی گئی ہے' وہ عزت دی گئی ہے تو وہ اس لیے دی گئی ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کی خدمت کی اور یہ بادشاہی مسجد جو گر چکی تھی' جو سکھوں نے گرا دی تھی' اس کو مرمت کر کے ٹیکس لگا کر دیا۔ یہ سرسکندر کی تیسری بات کر رہے ہیں کہ وہ عوام کی بات کرتے ہیں۔ یہ اس وقت لینڈ ریفارمز کی بات کرتے ہیں۔ تو زیادہ تر علاقوں میں ہندوؤں نے مسلمانوں کی زمینیں گروی کر

لی تھیں۔ ان کی عورتیں تک ' مویشی تک اور گھر تک جو تھے وہ گروی ہو گئے تھے۔ سر سکندر نے سر چھوٹو رام کے ساتھ جا کر ایک ایسا قانون بنایا کہ مسلمانوں کی نجات ہوئی۔ پھر اس دن سے مسلمانوں کے اوپر قرضے ختم ہو گئے۔ ان کے گھر آزاد ہو گئے۔

معزز ممبران حزب اقتدار : (نعرہ ہائے تحسین)۔

سردار سکندر حیات خان : ایسی خدمت کو اگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ عوام کی خدمت نہیں ہے' مسلمان کی خدمت نہیں ہے' پاکستان کی خدمت نہیں ہے۔ تو مجھے فخر ہے کہ یہ میرے باپ دادا نے کی اور میں بھی کرتا رہوں گا۔

جناب سپیکر : چلیے۔ جناب انصاری۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! ان کی قسمت میں ہی پالش لکھی ہوئی ہے۔ یہ ونو کی بھی پالش کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر : اب آپ کا گلا بیٹھ گیا ہے۔ آپ آرام کریں۔

حاجی غلام صابر انصاری : جناب سپیکر صاحب! آپ کی مہربانی۔ آپ نے مجھے ابھی وقت دیا ہے۔ پہلے تو آپ بڑے بڑے سرداروں میں لگے ہوئے تھے۔ یہی بات میری زرداری صاحب سے ہوئی تھی کہ آپ میرے پاس آج آئے ہیں۔ اس سے پہلے تو ہم جیسے لوگوں کو آپ کبھی ٹکٹ دینا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ کبھی ملاقات کرنا بھی پسند نہیں کرتے تھے آج آئے ہیں۔ انہیں سرداروں کو آپ ٹائم دیتے رہے ہیں۔ ہمارے بھی اوپر سردار ہیں جو کبھی پی۔ پی میں ہوتے ہیں' کبھی مسلم لیگ میں ہوتے ہیں' کبھی جونیجو لیگ میں ہوتے ہیں اور میں جو بات کر رہا ہوں ' انھوں نے بات کی کہ آپ کے حلقے میں ہم نے ٹینریوں کے پانی کی نکاسی کے لیے ٹریٹمنٹ پلانٹ شروع کر دیا ہے۔ میں نے کہا کوئی شروع نہیں ہوا۔ یہ اللہ بخشے وائیں صاحب نے شروع کیا تھا۔ یہ منصوبہ ان کا تھا۔ اب آپ کی حکومت آ گئی ہے اور دو سال ہو گئے ہیں ابھی تک ایک اینٹ بھی نہیں لگ سکی۔ اس کے بعد میں نے ان کو کہا کہ جب آپ کے پاس 152 آدمی ہیں تو مجھے آپ کیوں کھینچتے ہو تو وہ کہنے لگے کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں پی۔ پی کی حکومت بنے۔ میں نے کہا کہ خدا کے لیے پاکستان کی غریب عوام کے لیے سوچیں۔ یہ جو پیسے ادھر خرچ کر رہے ہیں ان کو غریبوں میں بانٹیں۔ آپ جا کر غریب محلوں میں دیکھیں' خفیہ طور پر دیکھیں' لوگ کتنے بھوکے مر رہے ہیں۔ لوگوں کو کام نہیں ملتا۔ فیکٹریاں بند ہیں۔

ملیں بند ہیں۔ کہیں کوئی بلڈنگ نہیں بن رہی۔ پہلے مسلم لیگ کے دور میں کہیں نہ کہیں سے غریب آدمی کو روٹی کمانے کے لیے کوئی روزگار مل جاتا تھا۔ خواہ وہ مزدوروں کے ساتھ لگ کے کام کرتا تھا لیکن اسے رات کو کھانے کے لیے کچھ مل جاتا تھا۔ آج آپ دیکھیں آپ بھی لاہور سے ہیں کہ غریب کیسے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ یہ میری خدا کے واسطے آپ سے اپیل ہے کہ آپ یہ ہارس ٹریڈنگ چھوڑ دیں۔ آج پھر انھوں نے شروع کر دی ہے کیونکہ پرسوں بھی مجھے آفر آئی کہ آپ کے ضلع سے ہم سردار محمد حسین کو منسٹر بنانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ آ جائیں تو آپ کو بنائیں گے۔ میں نے کہا کہ وہ میرا دشمن نہیں ہے۔ وہ آپ کی پارٹی کا ہے۔ اس کا حق بنتا ہے۔ آپ اس کو بنا دیں۔ ان کو آپ سمجھا دیں کہ یہ ہارس ٹریڈنگ چھوڑ دیں کیوں یہ ہارس ٹریڈنگ کا کوئی موقع نہیں ہے جب کہ آپ کی حکومت ہے۔ آپ نے سردار عارف نکئی کو وزیر اعلیٰ بنا دیا ہے اب آپ اس کو قبول کریں۔ ابھی اس کو دس پندرہ دن ہی ہوئے ہیں کہ پھر آپ نے bargaining شروع کر دی ہے۔ یہ کہاں کا تک بنتا ہے کہ آپ اسی چکر میں لگے رہیں اور عوام کے خون پسینے کا پیسہ ایسے ممبروں میں بانٹتے پھریں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ غریب لوگوں کے لیے کام کریں اور یہ ہارس ٹریڈنگ چھوڑ دیں۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کو خدا حافظ کہتا ہوں۔

میاں محمد منیر ازہر : پوائنٹ آف آرڈر ---

جناب سپیکر : جی فرمائیے۔

میاں محمد منیر ازہر : جناب سپیکر! اپوزیشن کے آج کے جھوٹوں کی تاب نہ لا کر پوری پریس چلی گئی ہے۔ اس کا نوٹس لیا جائے۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ اب انھوں نے اپنی تقریر کو وائنڈ اپ کر لیا ہے اور وقت بھی ختم ہو رہا ہے۔ لہٰذا اجلاس کل صبح 10 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا ستائیسواں اجلاس)

اتوار، یکم اکتوبر، 1995ء

(یک شنبہ، 5-جمادی الثانی، 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا
نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ
بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ
مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ
مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

سورۃ آل عمران آیت 103 تا 104

اور سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔ اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ، اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ ٥

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب کی نہروں کی ٹیل پر پانی کی کمی

سید محمد عارف حسین بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید عارف حسین شاہ بخاری پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہمارے آب پاشی نظام میں کئی بھول ہیں۔ ہماری نہروں کی tails پانی سے ناآشنا ہیں۔ tail کے علاقوں کے کھیت پانی کی بوند بوند کو ترس گئے ہیں۔ سب سے زیادہ قابل رحم حالت سکارپ ایریا کی ہے۔ جہاں اکثر ٹیوب ویل بند ہیں جو تھوڑے بہت چالو حالت میں ہیں وہ بھی بے مہری ایام کا شکوہ کر رہے ہیں۔ زمیندار مجبور ہے کہ وہ اپنے بچوں کے پیٹ کاٹ کر، ان کے منہ سے نوالہ چھین کر ڈیزل اور مہنگی بجلی کا کمر توڑ بوجھ برداشت کرکے اپنے کھیت کو سیراب کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس وقت کس نسبت سے یہ پوائنٹ اٹھا رہے ہیں؟

سید عارف حسین بخاری، میں مختصر کرتا ہوں۔ عرض یہ ہے کہ میرا ایک سوال تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں یہ بات جائیں۔

سید عارف حسین بخاری، میں اسی طرف آرہا ہوں۔ پہلے اس کا ذرا مدعا بھی عرض کرنا چاہتا تھا۔ یہ سوال نمبر ۱۰۹۷ تھا۔ اس پر میرے ضمنی سوال پرآپ نے اپنی رولنگ میں اس اہمیت اور افادیت کو تسلیم کیا تھا۔ اور دہرا آبیانہ، کمر توڑ آبیانہ پر ہمدردی کا اظہار فرمایا تھا۔ اس کی کاپی میرے پاس ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ براہ کرم غریب کی اشک شوئی کے لیے اور اس مسئلے کے مناسب حل کے لیے اس کو اریگیشن کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تاکہ اس کا کچھ نتیجہ برآمد ہوسکے۔ آپ نے جو رولنگ ارشاد فرمائی تھی اس کی کاپی میرے پاس ہے۔ اگر آپ چاہیں تو آپ کے ملاحظے کے لیے پیش کر دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے یاد ہے۔ میں نے رولنگ یہ دی تھی کہ رول-۱۵۲ کے ذریعے آپ حسب ضابطہ ایک نوٹس دیں تو یہ دو تین دن کے اندر ہم اس پر دو گھنٹے ہاؤس میں discussion کریں گے۔ لیکن اس کے بعد نہ آپ نے نوٹس دیا، نہ پھر کوئی اجلاس ہوا۔ اس طرح سے یہ linger on ہو گیا۔ اگر ہم اس طرح سے پوائنٹ آف آرڈر پہ کسی بات کو اپنے دائرۂ اختیار میں لیں تو وہ ان قواعد کی خلاف ورزی

ہے۔ اس لیے میں آپ کو بتاؤں گا کہ آپ کسی وقت آئیں' اس کو ہم ٹیک اپ کریں گے۔ میں خود اس سے متاثر ہوں۔ میرا علاقہ بھی اور تقریباً سبھی دیہاتی علاقوں کے جو لوگ ہیں ان کے اراکین اس سے متاثر ہیں۔ tails پر واقعی پانی کی کمی ہوتی ہے' اس سے ہمارا نہایت نقصان ہوتا ہے۔ اور ہمارے پاس بھی لوگ آتے ہیں۔ تو ہم اس کو کسی مرحلے پر لیں گے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، میری مراد ان علاقوں میں دوہرے آبیانے سے ہے۔ وزیر قانون تشریف فرما ہیں۔ آپ ان سے بھی اس مسئلے میں بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' مہربانی۔ لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون (میاں محمد افضل حیات)، جناب سپیکر! یہ مسئلہ بہت سے علاقوں میں ہے۔ چونکہ وزیر آب پاشی بیماری کی وجہ سے ابھی تشریف نہیں لا رہے۔ وہ بھی آ جائیں تو اس کو زیادہ سنجیدگی کے ساتھ اور بہتر طریقے سے اس کا مکمل حل نکالا جائے۔ اس کو اس لیے تھوڑے دنوں کے لیے پینڈنگ کر لیں اور اس کو ہم اسمبلی سے باہر بھی پوری کوشش سے حل کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' مہربانی شکریہ۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' راجہ ریاض صاحب۔ اس کے بعد ایس اے حمید صاحب۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! کورم نہیں ہے۔ گنتی کرا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ serious ہیں؟

راجہ ریاض احمد، جی' بالکل serious ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے ----- گنتی کی گئی ----- کورم نہیں ہے' پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں ----- پانچ منٹ ہو گئے ہیں دوبارہ گنتی کی جائے۔ فاضل اراکین اپنی سیٹوں پر بیٹھ جائیں تاکہ گنتی میں آسانی ہو گنتی کی گئی کورم پورا نہیں ہے' اس لیے بیس منٹ کے لیے ہاؤس adjourn ہوتا ہے۔

(اس مرحلے پر کورم نہ ہونے کی وجہ سے بیس منٹ کے لیے ہاؤس ملتوی ہو گیا)

(اجلاس کی کارروائی دس بجکر ۳۹ منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر ، فاضل اراکین ہاؤس میں تشریف لے آئیں تاکہ گنتی کی جا سکے اور سیٹوں پر تشریف رکھیں تاکہ تسلی کے ساتھ گنتی کی جائے ۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے کارروائی شروع کی جائے۔ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے سوالوں کے آج جوابات ہیں۔ جناب خوش اختر سبحانی

جناب ایس اے حمید ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی اہم بات اپنے شہر کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں جمعہ کے روز مجھے مسجد شہداء میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کا موقع ملا اور مسجد کے خطیب یہ فرمانے لگے کہ میں گوجرانوالہ شہر گیا تھا میں نے اس شہر کی جو حالت دیکھی ہے وہ انسانوں کے لیے کسی طور بھی ممکن نہیں ہو سکتی اور انہوں نے جو الفاظ کہے وہ یہ تھے کہ میں جن دوستوں کے پاس گیا تھا میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے جو بد بخت نمائندے ہیں یہ کیا کرتے ہیں۔ شہر کا جو حال ہے سڑکیں ٹوٹی پھوٹی ہیں یہاں پر گندگی ہے اور جناب سپیکر! میں اس وقت وہاں مسجد میں بیٹھا تھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ پچھلے دو سال سے گوجرانوالہ شہر کے لیے ایک پائی بھی صرف نہیں کی گئی۔ وزیر قانون نے ۲۲ جون کو اس ہاؤس میں یقین دہانی کرائی تھی ۔ کیا گوجرانوالہ کی انتظامیہ بد بخت ہے کیا وہاں کی کارپوریشن کا ایڈمنسٹریٹر بدبخت ہے کیا جی ۔ ڈی ۔ اے حکام بدبخت ہیں ....

****

****

جناب ڈپٹی سپیکر، ظفر علی شاہ صاحب! قانون کی علمبرداری کے لیے میں آپ کی assistance لینا چاہتا ہوں آپ میرے اور ان کے رویے کے متعلق بتائیں کہ کیا پارلیمانی تاریخ میں ان کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یا نہیں بنتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ ، ۔ جناب سپیکر میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا کہ میں اس پر اپنی رائے دوں۔

***** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا)

جہاں تک فاضل رکن کے پوائنٹ آف آرڈر کا تعلق تھا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کا لفظ ادا کر کے ہی بات کرنی پڑتی ہے۔ جناب نے یہ بالکل درست فرمایا کہ جب ممبر بول رہا ہو تو اس کے gist سے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ میرے فاضل دوست کے پوائنٹ آف آرڈر کا جو متعلقہ حصہ ہے وہ شاید ابھی تک اس پر نہیں آ سکے انہوں نے گوجرانوالہ سے ہی شروع کر دیا جس پر آپ کا re-action جائز تھا اصل میں وہ بات یہ کرنا چاہتے تھے اور جو پوائنٹ آف آرڈر سے اس حد تک relevant ہے جو میں سمجھا ہوں کہ اگر کوئی منسٹر فلور پر غلط بیانی کرے تو اس کے بارے میں کیا طریق کار ہے جس پر assurance موشن move کی جا سکتی ہے۔ میں اپنے دوست کے رویے کی معافی مانگتا ہوں کہ وہ صرف یہ point out کرنا چاہتے تھے جناب والا! جس constituency سے ممبر کا تعلق ہو وہ اسی کی طرف سارا زور لے جاتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اگر کوئی منسٹر فلور پر جھوٹ بولتا ہے اس بارے میں وہ بات کرنا چاہتے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ آپ کو نہیں سمجھا سکے آپ کا re-action بھی بجا تھا اور ان کا استدلال اور جو اصرار تھا وہ صرف اس بارے میں ہے گوجرانوالہ کے بارے میں نہیں۔ آپ نے بالکل ٹھیک کہا ورنہ اس طرح پوائنٹ آف آرڈرز ہی اٹھاتے رہیں گے۔ جناب پوائنٹ آف آرڈر بہت limited ہے پوائنٹ آف آرڈر صرف رولز اور constitution کے دائرے میں ہو سکتا ہے اس کے باہر نہیں ہو سکتا لیکن بدقسمتی سے اس ایوان کی یہ tradition بن چکی ہے کہ مختلف اوقات میں مختلف ممبران میرے جیسے بھی پوائنٹ آف آرڈر کو mis-use کرتے ہیں اور with due respect to this chair وہاں سے encouragement ہوتی ہے۔ اس encouragement کے حوالے سے پھر بہت سارے ممبران جیسے ابھی آپ نے کہا ہے کہ اگر ایسے بات ہو گی تو ہر شہر میں مسائل ہیں۔ یہی بات ہو تو 248 ممبر اٹھ کر پوائنٹ آف آرڈر پر اپنے شہر کے حالات بتائیں گے۔ اس لیے جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بڑی دفعہ عرض کی ہے کہ یہ دو طرفہ بات ہے۔ سپیکر اور اس چیئر کو بھی اس بات کا خیال رکھنا ہو گا کہ وہ یہ نہ کرے کہ ایک وقت میں ایک دھڑے یا کسی ایک ممبر کو پوائنٹ آف آرڈر پر پینتیس منٹ لمبی تقریر کرنے دے اور دوسری طرف کسی اور ممبر کو relevent point of order پر بھی بات نہ کرنے دے۔ بہر حال یہ جو تلخی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ساری تلخی کو حذف کر دیا جائے۔ اور ایس اے حمید کو صرف اس بات پر سنا جائے۔ ان کا وہ پوائنٹ آف آرڈر relevant ہے کہ آیا کوئی وزیر جب ایوان میں غلط بیانی سے کام لیتا ہے

تو اس پر آپ کی کیا رائے ہے ۔ اس کے بارے میں آپ رائے ضرور دیں۔ باقی گوجرانوالہ کے حالات و واقعات پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بتائے جاسکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ ظفر علی شاہ صاحب ! آپ نے بات کی ہے ۔لیکن جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں نے کبھی encourage نہیں کیا ۔ مجھے دو تین جملوں کے بعد بات سمجھ آجاتی ہے ۔ اب اگر انھوں نے وہ بات کرنی تھی تو سب سے پہلے اس بات سے سٹارٹ لینا تھا ۔ انھیں یہ کہنا چاہیے تھا کہ میں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ غلط کارروائی ہوئی ہے ۔ اور اس پر یہ بات کی جائے ۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا لیکن انھوں نے گوجرانوالہ کا نام لے کر بات کی ہے اور اس پر میں نے ان کے ایک دو تین سات آٹھ فقرے سنے ہیں اور وہ ابھی اس پر تقریر فرمانا چاہتے تھے ۔ تو میں نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں پوائنٹ آف آرڈر کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے تو اجازت دے سکتا ہوں۔ میں نے ان کا پوائنٹ آف آرڈر سنا ہے ۔ اور اس میں دیکھنا یہ ہے کہ اس کا gist کیا ہے ۔ پہلے اس کو دیکھنا چاہیے ۔ اس کے بعد اگر بنتا ہوتا تو میں ان سے کہتا کہ اس کی وضاحت کریں ۔ ورنہ وہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں۔ تو چونکہ میں فیصلہ دے چکا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔ اب ہم آگے چلتے ہیں اور وہ جو کارروائی میرے اور ایس اے حمید صاحب کے درمیان ہوئی ہے اس کو میں حذف کرتا ہوں۔ مہربانی ،شکریہ۔ میاں ثاقب خورشید !

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(محکمہ ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ)

کم انکم سکیم کے تحت مالکانہ حقوق کی عطائیگی

*1489۔**میاں محمد ثاقب خورشید**، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیپلز کالونی وہاڑی عرصہ بیس سال قبل low انکم سکیم کے تحت قائم کی گئی تھی مگر اس رہائشی سکیم کے مکینوں کو ابھی تک مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے۔

(ب) اگرجز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالونی کے غریب محنت کش مکینوں کو فوری طور پر مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک ۔

(ج) مذکورہ کالونی کے مکینوں پر سود کی ادائیگی کی فی کس رہائشی پلاٹ کتنی رقم واجب الادا ہے۔

(د) کیا حکومت مذکورہ low انکم کالونی کے مکینوں کی طرف سے سود کی معافی کی جو درخواست کی گئی ہے اسے منظور کرنے پر غور کر رہی ہے ؟

چودھری اختر رسول ، جناب سپیکر! وصی ظفر صاحب نے ابھی اعتراف کیا ہے کہ ان کے ہاتھوں میں وزارت کی لکیر کوئی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ مہربانی شکریہ!

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، میاں ثاقب خورشید صاحب میرے محترم بھائی ہیں ۔ ان کے سوال کے جواب کے سلسلہ میں میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ،

(الف) یہ درست ہے ۔

(ب) اس سکیم کی الاٹمنٹ 1974-75ء میں ہوئی ۔ پلاٹوں کی قیمت آسان قسطوں پر 27 سال میں وصول کی جاتی ہے ۔ چونکہ مجوزہ قیمت ادا نہ کی گئی ہے اسلیے حقوق ملکیت ابھی نہیں دیے جا سکتے ۔

(ج) مذکورہ سکیم میں فی پلاٹ 57850.84 روپے مقرر ہے ۔ لہذا دورانیہ 27 سال کے لئے سود کی رقم با شرح ساڑھے تیرہ فیصد سالانہ کے حساب سے -/21090 روپے فی رہائشی پلاٹ بنتی ہے ۔

(د) سود اور سود در سود بحکم وزیر اعلیٰ پنجاب مورخہ 3 جون 1987ء سے معاف کر دیا گیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد ثاقب خورشید ، میرے محترم بھائی نے کہا ہے کہ سالانہ فیصد کے حساب سے جو سود لگا ہے اس کی قیمت -/2190 روپے بنے گی ۔ لیکن یہاں لکھا ہوا ہے -/21090 ۔ یہ دیکھ کر نہیں پڑھ سکتے ۔ اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سکیم میں کل کتنی اقساط تھیں اور کیا -/5785 روپے قسط ہے یا کل رقم ہے جو کہ واجب الادا ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، پہلے تو میں اس کی وضاحت کر دوں کہ جو میرے پاس کاپی ہے اس کی پرنٹنگ صحیح نہیں ہے ۔ یہ رقم -/21090 ہے -/2090 نہیں ہے ۔ اس کی میں تصحیح کرتا ہوں۔ میرے محترم بھائی نے جو ضمنی سوال کیا ہے یہ اگر برا محسوس نہ کریں تو اس کو repeat کر دیں۔

میاں محمد ثاقب خورشید ، جناب سپیکر! یہ -/5785 روپے پلاٹ کی کل قیمت ہے یا یہ سالانہ قسط ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : یہ پلاٹ کی کل قیمت ہے۔

میاں محمد ثاقب خورشید : 2 جون 1987ء کو سود معاف کر دیا گیا تھا۔ ہمارے قائد جناب نواز شریف صاحب اس وقت وزیر اعلیٰ تھے۔ انھوں نے اس low income سکیم کا سود معاف کر دیا تھا۔ کیا موجودہ حکومت نے سود کی معافی کے لیے کوئی نوٹیفکیشن جاری کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب سپیکر' میں آپ کی وساطت سے ایوان کے سامنے یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ مجھے اس محکمہ کا چارج لیے ابھی دو دن ہوئے ہیں۔ میں محکمہ کی رپورٹ کے حوالے سے ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس دونوں ڈائریکٹوز کی کاپیاں ہیں۔ پہلے ڈائریکٹو میں موصوف چیف منسٹر صاحب جو کہ ہمارے لیے قابل احترام ہیں' انھوں نے 2 جون 1987ء تک سود در سود کے ساتھ ان کو معافی دی۔ بعد میں جو ڈائریکٹو ایشو کیا۔ اس کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے۔ اس سلسلہ میں یہ چاہتے ہیں کہ دوبارہ ان کو تمام رقم معاف کر دی جائے۔ جیسے میرے بھائی نے ابھی فرمایا۔ تو میں اس سلسلہ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس ڈائریکٹو کا پروسس ہو رہا ہے۔ میں آپ کے اور ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ اگر ایسے ہی سکیموں کے اندر ہم معافی در معافی دیتے چلے گئے تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔ یہاں میں ایوان کے سامنے یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ فی الائی کے حساب سے حکومت کو تیرہ ہزار روپے کا نقصان ہو گا۔ کل الائی 2122 ہیں۔ اور اگر سارے الائیوں کو معاف کر دیا جائے تو یہ رقم ایک کروڑ 47 لاکھ روپے بنتی ہے۔ میں پچھلے ڈائریکٹو کے حوالے سے ان کی شان میں گستاخی نہیں کرنا چاہتا لیکن میں منسٹر ہونے کے ناطے حکومت کو اور اپنے بھائی کو بھی یہ عرض کروں گا کہ ایسے اقدام نہیں اٹھانے چاہییں جن سے حکومتی معاملات میں نقصان ہو۔ پہلے ہی ان کو سود در سود چیف منسٹر صاحب کے احکامات کے مطابق معاف بھی کیا گیا۔ اب اگر ایسا ہوا تو میں نہیں سمجھتا کہ میرے نزدیک وہ سکیم وہاں پہ چل سکے گی۔ اور اس میں بہت سارے ایسے لوگ ہیں جن کی تعداد بھی آپ کو بتائی جا سکتی ہے۔ جنہوں نے مکمل ادائیگی کر دی ہے۔ اگر باقی لوگ بھی ادا کر دیں گے تو انشاء اللہ ان کو حقوق ملکیت دے دیں گے۔

میاں محمد ثاقب خورشید : میرا یہ ضمنی سوال ہے ------

جناب ڈپٹی سپیکر : ثاقب خورشید صاحب' آپ نے تین چار ضمنی سوال تو کر لیے اب دوسرے دوست

چاہتے ہیں کہ وہ ضمنی سوال کریں۔ جناب شوکت داؤد صاحب !

چودھری شوکت داؤد، شکریہ جناب سپیکر ! جناب والا ! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ انھوں نے اپنے جواب یہ کہا ہے کہ اصل قیمت 5785 روپے مقرر کی گئی ہے لہٰذا دورانیہ 27 سال کے لیے سود کی رقم بشرح ساڑھے تیرہ فیصد سالانہ کے حساب سے -/21090 روپے فی رہائشی پلاٹ بنتی تھی اور جز (د) میں انھوں نے کہا ہے کہ سود در سود بحکم وزیر اعلیٰ پنجاب مورخہ 2 جون 1987ء سے معاف کر دیا گیا ہے ۔ اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2 جون 1987ء تک تو سود معاف ہو گیا لیکن 2 جون 1987ء سے لے کر اب تک کتنا سود بنتا ہے اور یہ کتنی رقم بنتی ہے ؟ یعنی 2 جون 1987ء کے بعد آج تک کتنا سود بنتا ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب سپیکر ! میں اپنے محترم بھائی سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ان کا ضمنی سوال نہیں بنتا بلکہ یہ fresh question بنتا ہے۔ لہٰذا مہربانی کر کے اس کے لیے میرے بھائی fresh question دیں تو پھر میں اس کا جواب دوں گا ۔

میاں محمد ثاقب خورشید ، جناب سپیکر ! وزیر صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ صوبے اور محکمے کو نقصان نہ پہنچایا جائے لیکن جیسا کہ اس سکیم کے heading سے ظاہر ہے کہ یہ low income سکیم ہے ۔ صوبے میں اس وقت ہارس ٹریڈنگ کے لیے فی کس ایم پی اے کو ڈیڑھ ڈیڑھ کروڑ روپے تو دیے جا سکتے ہیں ۔ کیا 21 سو مکینوں ' خاندانوں ' غریب آدمیوں کو نوازنے کے لیے سود معاف نہیں کیا جا سکتا ؟ یہاں جوہر ٹاؤن اور دوسری جگہوں پر پلاٹ ان ایم پی ایز اور ایم این ایز کو تو دیے جا سکتے ہیں جو کہ سلامی بھرتے ہیں کیا یہ low income سکیم --------

جناب ڈپٹی سپیکر ، میاں ثاقب خورشید صاحب کیا آپ تقریر کر رہے ہیں ۔

میاں محمد ثاقب خورشید ، انھوں نے مجھے مخاطب کر کے کہا ہے کہ ان ایم پی اے صاحب کو زور نہیں دینا چاہیے ۔ اس لیے میں وضاحت کر رہا تھا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ ضمنی سوال نہیں بنتا بلکہ یہ تو آپ کی تقریر ہے ۔ جی کوئی اور ضمنی سوال ؟

میاں فضل حق ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میاں فضل حق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

میاں فضل حق ، جناب والا ! کل جس وقت چودھری فاروق صاحب یہاں تقریر کر رہے تھے تو اس وقت حکومتی بنچز کی طرف سے اعتراضات کیے گئے کہ یہ کس کی طرف سے بولنا چاہتے ہیں ؟ کس پارٹی کی طرف سے بولنا چاہتے ہیں ، پی ڈی ایف کی طرف سے یا مسلم لیگ (نواز شریف) کی طرف سے تقریر کرنا چاہتے ہیں ۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جاوید دولتانہ صاحب ادھر کیوں بیٹھے ہوئے ہیں ؟ وہ کس پارٹی کی طرف سے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میاں فضل حق صاحب آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔

میاں فضل حق ، جناب سپیکر ! یہ بڑا important point ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں میں اجازت نہیں دے رہا ۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ ۔ جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی شاہنواز چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ ، جناب سپیکر ! ایس گل دا بڑا افسوس اے ۔ کورم point out کیتا گیا کہ کورم پورا نئیں ۔ اساں کوشش کیتی کیہ کورم پورا کیتا جائے ۔ اپنیاں ساتھیاں نوں وی آکھیا کیونکہ ایہہ وقفہ سوالات سی اور اسیں آکھیا کیہ وقفہ سوالات ضائع نہ جائے ۔ جبکہ ایہہ گھروں شغل دے طور تے آوندے نیں صرف پیسے بناون واسطے اور قوم دا وقت ضائع کرن واسطے ۔ ایہناں نوں ندامت نئیں آندی کیہ ایہہ وقفہ سوالات اے اینال نوں چاہی دا اے کہ سوال کرن جدوں کہ ایہہ فضول قسم دے ، پچھلے وقت دے گزرے ہوئے واقعات دے بارے وچ point out کردے پئے نیں ۔ میں اینال اگے استدعا کرناں آں ، منت کرناں آں کہ اگر ایہہ اجلاس requisite کردے نیں تے اوہدا فائدہ اٹھاون ۔ اک تے ایہناں دا کورم پورا نئیں اگر ہن وی ساڈے ساتھی باہر چلے جان تے کورم پورا نئیں رہندا اس واسطے ایہہ پڑھے لکھے بندے نیں میں ایہناں اگے خدا دا واسطہ دیناں کہ ایہہ ہاؤس نوں چلن دین۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔ امان اللہ بابر صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

جناب امان اللہ خان بابر ، جناب سپیکر ! میں چیمہ صاحب کا مشکور ہوں کہ وہ اچھا مشورہ دیتے ہیں ۔ ایک مشورہ میں نے بھی ان کو دیا تھا یہ داتا صاحب سے کھیر چوری کر کے کوٹھوں میں نہ بیچا کریں

ورنہ اب ـــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر، امان اللہ بابر! یہ بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ ایسے نہ کریں۔ وقفہ سوالات ہے ہم اس کو آگے لے کر چلتے ہیں۔ جی ملک غلام عباس کھوکھر صاحب!

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا کہیں نام تو نہیں آیا پھر کیوں؟

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ہم سب کا نام لیا گیا ہے جس میں میں بھی آتا ہوں۔ انھوں نے ہمیں کہا ہے کہ پیسے بنانے کے لیے اجلاس بلاتے ہیں جبکہ جنھوں نے پیسے بنائے ہیں ان کی طرف یہ جاتے نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں کھوکھر صاحب یہ ذاتی وضاحت نہیں بنتی کیونکہ میں نے ان کا پوائنٹ آف آرڈر rule out کر دیا ہے۔ تابش الوری صاحب! آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

سید تابش الوری، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ کن لوگوں نے پلاٹ کی پوری قیمت ادا کر دی ہے ان میں سے کیا کسی کو حقوق ملکیت دیے گئے ہیں یا اگر یکمشت قیمت ادا کر دی جائے تو کیا محکمہ انھیں حقوق ملکیت عطا کر دے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، شکریہ تابش الوری صاحب! میں ان کی خدمت اقدس میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی مالکان پوری قیمت ادا کر دیتے ہیں ان کو ہم حقوق ملکیت دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، حاجی مقصود احمد بٹ کے ایماء پر سوال نمبر 1573۔

کارپارکنگ پلازہ کی تعمیر

*1573۔ **حاجی مقصود احمد بٹ،** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رنگ محل لاہور میں ڈی پوائنٹ پر کارپارکنگ پلازہ تعمیر کیا جا رہا ہے اگر ایسا ہے تو اس کا رقبہ کتنا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس پلازہ میں تعمیر ہونے والی دوکانیں کن شرائط پر الاٹ کی جا رہی ہیں اگر الاٹ کر دی گئی ہیں تو الاٹیوں کے نام اور پتہ جات

کیا ہیں۔ نیز اس پلازہ کا نقشہ ایوان میں پیش کیا جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سبحانی)۔

(الف) جی ہاں۔ڈی پوائنٹ رنگ محل لاہور میں کارپارکنگ پلازہ تعمیر کیا جا رہا ہے جس کا رقبہ تقریباً 6.75 کنال ہے۔

(ب) یہ پلازہ مشمولہ سب بیسمنٹ بیسمنٹ گراؤنڈ فلور ۴ فلور پر مشتمل ہے اس وقت پلازہ کی زمین پر ۱۶۹ دوکاندار قابض ہیں ایک پولیس اسٹیشن اور مزار واقع ہے پلازہ میں موجودہ ۱۶۹ دکانداروں کو اسی سائز اور اسی لوکیشن (Location) میں دوکانیں دی جا رہی ہیں۔جیسی کہ اب ہیں پولیس اسٹیشن کو پہلے فلور پر مناسب جگہ دی جا رہی ہے اور مزار بھی اپنی جگہ پر قائم رکھا جا رہا ہے پلازہ کی بیسمنٹ سب بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور پہلے فلور پر بقیہ جگہ توصیف کارپوریشن (جو کہ ساری سرمایہ کاری کر رہی ہے) کی ملکیت ہو گی اس لیے پلازہ بنانے کا سارا خرچہ اس کے ذمہ ہے۔موجودہ دکاندار صرف ۵۸ لاکھ ادا کریں گے سب بیسمنٹ میں کرشل ایریا سے ۲/۱ حصہ ایل ڈی اے کو ملے گا اور باقی توصیف کارپوریشن کو علاوہ ازیں فلور ۲ تا فلور ۵ (۴فلور) ایل ڈی اے کی ملکیت میں جائیں گے جنہیں کارپارکنگ کے لئے استعمال کیا جائے گا۔چھٹا فلور توصیف کارپوریشن کی ملکیت ہو گا لسٹ دوکانداران / الاٹیاں ،ممہ پتہ جات اور پلازہ گراؤنڈ فلور اور ایک پارکنگ فلور کا نقشہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ کوئی ضمنی سوال ؟

جناب ارشد عمران سلہری ۔ جناب سپیکر ! آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ جز(ب) میں یہاں یہ لکھا گیا ہے کہ پولیس اسٹیشن کو پہلے فلور پر مناسب جگہ دی جا رہی ہے اور مزار بھی اپنی جگہ پر قائم رکھا جا رہا ہے ۔ پلازہ کی بیسمنٹ سب بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور پہلے فلور پر بقیہ جگہ توصیف کارپوریشن (جو کہ ساری سرمایہ کاری کر رہی ہے) کی ملکیت ہو گی اس لیے پلازہ بنانے کا سارا خرچہ اس کے ذمہ ہے ۔ جناب سپیکر ! میرا اپنے بھائی سے یہ سوال ہے کہ توصیف کارپوریشن کو کن شرائط کے اوپر آپ نے اس پلازہ کی تعمیر کا حق دیا ہے ؟

جناب وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ۔ جناب سپیکر ! ایل ڈی اے کے بارے میں سوالات ہیں چونکہ مجھے اس محکمے کا چارج لیے صرف دو دن ہوئے ہیں ۔ میں نے محکمے سے اپنے بھائیوں کے سوالات کے

سلسلے میں اور محکمہ کا چارج لینے کے حوالے سے تفصیل سے بریفنگ لی لیکن میں ان کی بریفنگ سے مطمئن نہیں ہوں لہذا میری استدعا ہو گی کہ اگر آپ ان کو pending کرلیں یا اگلے اجلاس میں لے آئیں تو میں ان کے جوابات صحیح انداز میں دے سکوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے اس کو ہم pending کر دیتے ہیں اور جب اگلا اجلاس آئے گا تو اس میں جب باری آئے گی تو یہ سوال repeat ہو گا۔

میاں فضل حق ، جناب سپیکر ! ایل ڈی اے سے متعلق جتنے سوالات ہیں ان سب کے جوابات pending کیے جا رہے ہیں یا صرف اس سوال کو pending کیا جا رہا ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں فی الحال تو صرف اس سوال کو pending کیا جا رہا ہے ۔ اگلا سوال بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے ۔

میاں فضل حق ، حاجی مقصود احمد بٹ کے ایماء پر سوال نمبر 1574۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب سپیکر ! یہ بھی ایل ڈی اے کے بارے میں ہے ۔ اس سلسلے میں میں پہلے عرض کر چکا ہوں ۔ اس کا جواب تو میں پڑھ سکتا ہوں لیکن میں ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں ۔ ہاؤس کے اندر کھڑے ہو کر اپنے کسی بھائی کے سوال کا جو جواب دینا ہے میں اس کا ذمہ دار ہوں گا محکمہ اس کا ذمہ دار نہیں ہو گا اس لیے اس کو بھی pending کر دیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کو دو دن تو مل گئے تھے تیاری کرنی چاہیے تھی ۔ کیا ایل ڈی اے کے سارے سوالات pending کر دیں ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، آپ یہ pending کر دیں ۔ آگے جو ایل ڈی اے کا سوال آئے گا میں اس بارے میں آپ کو بتاتا چلوں گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے اس کو بھی pending کر دیتے ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایل ڈی اے کے جتنے سوالات آئیں گے وہ pending ہوتے چلے جائیں گے ۔ اگلا سوال میاں محمد ثاقب خورشید صاحب کا ہے ۔

میاں محمد ثاقب خورشید ، سوال نمبر 1624 ۔

ٹھیکیداران کو رقم کی ادائیگی

*1624۔میاں محمد ثاقب خورشید۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ملتان کی نگرانی میں رورل ڈرینج سکیم نور شاہ اور آدم واہن، محمود آباد بالترتیب نذیر اینڈ کو اور کے ایم ناصرٹھیکیدار نے کامیابی سے مکمل کیں۔اگر ہاں تو کیا حکومت متذکرہ ٹھیکوں سے Price Variation کلاز کے تحت سیمنٹ کی اضافی قیمت کی ادائیگی کی پابند ہے۔

(ب) متذکرہ تینوں منصوبہ جات میں Price Variation کی مد میں مذکورہ ٹھیکیداران کو حکومت کتنی رقم ادا کرے گی۔

(ج) کیا محکمہ کے پاس متذکرہ بالا تینوں منصوبہ جات کی مد میں Price Variation کی رقم کی ادائیگی کے لئےفنڈز موجود ہیں اگر فنڈز موجود نہیں تو حکومت کب تک فنڈز مہیا کر کے ٹھیکیداران متذکرہ کو ادائیگی کرے گی؟

وزیر ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سبحانی):

الف) کام کامیابی سےمکمل کرنے کے بارے میں صرف رورل ڈرینج سکیم نورشاہ کےمتعلق درست ہے باقی ہر دو سکیم کے متعلق درست نہ ہے رورل ڈرینج سکیم نور شاہ کی کنسٹرکشن کا کام میسرز نذیر اینڈ کمپنی کو مورخہ ۱۵ ۔ اپریل۱۹۹۴ء کو الاٹ ہوا معاہدہ کی رو سے کام ۶ ماہ میں مکمل کرنا تھا لیکن بعض فنی مجبوریوں اور مالیاتی مسائل کی وجہ سے کام کی میعاد میں ۳ جون ۱۹۹۴ء تک توسیع کی گئی اور کام توسیع شدہ میعاد میں مکمل کردیا گیا ۔ Price Variation (اضافی ادائیگی بوجہ مہنگائی) کی ادائیگی مندرجہ ذیل شرائط سے مشروط ہے۔

۱۔ Price Variation پانچ فیصد یا اس سے زائد ہونے کی صورت میں۔

۲۔ کام وقت پر مکمل ہونے کی صورت میں ۔

۳۔ کام مکمل ہونے پر ادا ہو گی۔

۴۔ ادائیگی کے لئے مطلوبہ رقم موجود ہو۔

۵۔ ادائیگی کی صورت میں۔اسٹیمیٹ کی حدود سے تجاوز نہ کرے۔

مندرجہ بالا شرائط کی روشنی میں صرف ڈرینج سکیم نور شاہ جس کا کام مقررہ میعاد میں مکمل ہوا

پر ٹھیکیدار سے کلیم موصول ہونے پر جائزہ لیا جا رہا ہے باقی دو سکیم رورل ڈرینج سکیم آدم داھن و رورل ڈرینج سکیم محمودآباد کے کام ٹھیکیدار ایگریمنٹ کی رو سے مقررہ میعاد میں مکمل نہ کرسکے اس لئے وہ PriceVariation کے اہل نہ ہیں۔

(ب) رورل ڈرینج سکیم نور شاہ کی تکمیل پر جتنا سیمنٹ خرچ ہوا منصوبہ کی تکمیل کے دوران سیمنٹ کی قیمت میں گورنمنٹ کے نوٹیفکیشن کے مطابق وقتاً فوقتاً جو اضافہ ہوتا رہا اگر وہ پانچ فیصد سے زیادہ تھا تو اس اضافی رقم کی ادائیگی ہو سکے گی رقم کی مالیت کا کلیم موصول ہونے پر جائزہ لیا جائے گا۔

(ج) رورل ڈرینج سکیم نور شاہ جس پر اضافی رقم کی ادائیگی درکار ہے کے لئے موجودہ مالی سال میں فنڈز موجود ہیں باقی ہر دو سکیم کے لئے نہ ہی تو ادائیگی درکار ہے اور نہ ہی فنڈز موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص ، سوال نمبر 1627

ڈرینج سکیم کی تکمیل

*1627۔**راجہ محمد جاوید اخلاص،** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوشل ایکشن پروگرام کے تحت ۹۴-۱۹۹۳ء میں موضع موہڑہ نوری میں ڈرینج سکیم کی منظوری دی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سے قبل اس سکیم کے لئے وزیر اعلیٰ کا ڈائریکٹو بھی جاری ہوا تھا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس ڈائریکٹو پر آج تک کیا کارروائی ہوئی ہے اور کب تک کام شروع ہو جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سبحانی) ،

(الف) یہ درست ہے کہ سوشل ایکشن پروگرام کے تحت 1993-94ء میں موضع موہڑہ نوری ڈرینج سکیم کی منظوری دی گئی تھی منظوری کی چٹھی 6 جون 1994ء کو جاری کی گئی اور 1.15 لاکھ کی رقم مختص کی گئی جس کا اجرا ماہ جون میں خرچہ پر پابندی کے باعث نہ ہو سکا۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس سکیم کو مالی سال 1993-94ء میں شامل کرنے کے لیے وزیر اعلیٰ نے

ڈائریکٹو جاری کیا تھا۔

(ج) اب یہ سکیم مالی سال 95-1994ء کے بجٹ میں (جنرل نمبر 1210) شامل ہے اور اس کے لیے مبلغ پانچ لاکھ روپیہ مختص ہے۔ سکیم کی انتظامی منظوری متعلقہ اتھارٹی سے تخمینہ 22۔11 لاکھ روپے حاصل کر لی گئی ہے اور محکمہ خزانہ کے پاس مختص شدہ رقم کا اجرا زیر غور ہے جس کے بعد سکیم پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

راجہ محمد جاوید اخلاص ؛ جناب والا! میں جواب سے مطمئن ہوں کیونکہ سکیم پر کام شروع ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ؛ شروع ہو چکا ہے؟

راجہ محمد جاوید اخلاص : جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مہربانی شکریہ۔ اگلا سوال حاجی احمد خان ہرل۔

حاجی احمد خان ہرل ؛ سوال نمبر 1722

سیوریج پائپ لائن کی تکمیل

*1722۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے پھلروان شہر میں میچنگ گرانٹ کے تحت پچیس لاکھ روپے کی لاگت سے چھ ہزار فٹ سیوریج پائپ لائن بچھا دی گئی ہے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پبلک ہیلتھ اور بلدیہ پھلروان کی کشمکش کے باعث چھ سو فٹ سیوریج پائپ لائن بچھانا باقی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیوریج مکمل نہ ہونے کی وجہ سے گڑھوں میں پانی کھڑا رہتا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سیوریج سسٹم کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری عوش اختر سبحانی)؛

(الف) منصوبہ نکاسی آب پھلروان میں 5800 فٹ سیوریج پائپ لائن بمعہ ڈسپوزل ورکس بنایا گیا

تقریباً 25.00 لاکھ خرچ آیا۔

(ب) درست ہے بقایا 600 فٹ پائپ لائن بلدیہ پھلروان کے رقم حصہ واجب الادا کے نہ جمع کرانے کی وجہ سے رکی ہوئی تھی ۔ جو کہ بلدیہ پھلروان نے 95-5-21 کو محکمہ پبلک ہیلتھ کو جمع کروادی ہے اور اس منصوبہ پر محکمہ ہذا نے کام بھی شروع کروا دیا ہے ۔

(ج) درست ہے

(د) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اس منصوبہ کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو کہ 3 ماہ تک ختم ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی احمد خان ہرل: جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ بلدیہ پھلروان کے ذمہ جو رقم قابل ادائیگی تھی اس نے مورخہ 95-5-21 کو پبلک ہیلتھ کو جمع کروادی ہے اور منصوبہ پر کام بھی شروع ہو چکا ہے ۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اب تین ماہ سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے ۔ اب یہ کام کب تک مکمل ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ 95-5-21 کو رقم جمع کرائی ہے ۔ آپ نے جواب دیا ہے کہ تین ماہ تک ختم ہو جائے گا ۔ یہ تین ماہ کی تاریخ کب سے شروع ہو گی اگر پانچ سے دیکھیں تو اگست تک تین ماہ ہو گئے ہیں ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! حاجی احمد خان صاحب میرے بزرگ ہیں ۔ میری یہ ذمہ داری آج کے دن سے آتی ہے تو میں آج کے دن سے ہی انہیں یہ بات کہہ سکوں گا میں پچھلے کل کی بات نہیں کر سکوں گا۔ آج سے تین ماہ تک انشاء اللہ کام ختم ہو جائے گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج سے تین ماہ کے اندر کہتے ہیں ۔ مثلاً دسمبر تک ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جی انشاء اللہ۔

سید سجاد حیدر کرمانی: جناب والا! میرا سوال جواب کے حصہ (ب) سے متعلق ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت بلدیہ پھلروان کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس کے حصہ کی واجب الادا رقم جمع نہ کرانے کی وجہ سے کام رکا ہوا ہے ۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس نسبت سے صوبائی حکومت کتنا contribute کرتی ہے اور مقامی بلدیاتی ادارہ کتنا کرتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، مقامی بلدیہ اور صوبائی حکومت کا کتنا ratio ہے ۔ بلدیہ کتنے فیصدی ادا کرتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا ! میرے پاس exact figure تو نہیں ہیں لیکن میں اپنے بزرگ کی خدمت اقدس میں اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ محکمہ نے ایک لاء کے تحت تمام بلدیہ کے حوالے سے جو manage کیا ہے وہ پورے پنجاب میں ایک ہی ہے ۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر ! میں خود بھی ایک بلدیاتی ادارے کا چیئرمین رہا ہوں ۔ 1980ء میں جو شرح تھی اس میں 90 فی صد صوبائی حکومت contribute کرتی تھی اور 10 فی صد بلدیاتی ادارہ کرتا تھا ۔ میرا سوال بڑا واضح ہے اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کہ اب یہ ratio کیا ہے؟ کیا یہ اسی نسبت سے چل رہا ہے اور بلدیہ پھلروان سے 10 فی صد لیا جائے گا of the total cost یا اب اس کا share بڑھا دیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو اس بارے میں ratio کا علم ہے یا نہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر ! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ مجھے exactly پتا نہیں ہے اگر یہ pending کرنا چاہیں تو pending کر لیں مجھے اس سے کوئی اعتراض نہیں ہے میں ان کو جواب دے دوں گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو بھی pending کر دیتے ہیں ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، ابھی تک 10 فی صد ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سجانی صاحب میرے خیال میں یہ آپ کی سیٹ نہیں ہے ۔ کیونکہ وزراء پہلی سیٹ پر ہوتے ہیں اور ابھی تو وزراء بھی اتنے نہیں ہیں ۔ آپ کی پہلی رو میں سیٹ ہے ۔ میں نے ابھی دریافت کیا ہے اور یہاں کے ملازم نے آپ کو جتایا بھی تھا کہ آپ کی سیٹ آگے ہے ۔ تو اس لیے قانون اور رولز کے مطابق آپ اپنی سیٹ پر آ کر جواب دیں مہربانی ہو گی ۔ اگلی سیٹ پر آئیں جہاں نیازی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ آپ کی سیٹ ہے ۔ لوگ تو اگلی سیٹ پر آنا چاہتے ہیں اور آپ اگلی پر آ کر بھی پچھلی پر رہنا چاہتے ہیں ۔

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا اقبال صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

رانا محمد اقبال خان ، جناب سپیکر ! چونکہ سبحانی صاحب کو یہ نیا محکمہ ملا ہے اور آج کے سوالات کے جوابات بھی کوئی تسلی بخش نہیں آ رہے ۔ تو میں گزارش کروں گا کہ ان کے اس محکمے کے متعلقہ تمام سوالات کو pending کر دیا جائے ۔ کیونکہ یہ policy matter ہوتا ہے اور جب یہ پچھلی کیبنٹ میں وزیر تھے اس وقت بھی اس policy matter پر decision ہوا ہو گا کہ کتنے فی صد گورنمنٹ دے گی اور کتنے فی صد لوکل کونسل دے گی تو اگر یہ ایسے سوالوں کے جوابات نہیں دے سکتے تو بہتر ہے کہ ان کو pending کیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، سبحانی صاحب کیا آپ چاہتے ہیں کہ pending کر دیے جائیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، نہیں جناب والا! جو pending کرنے تھے وہ میں نے عرض کر دیے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ہاں وہ کر دیے ہیں ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، انھوں نے جو بلدیہ پھلروان کا پوچھا ہے وہ دس فی صد ہے اور دس فی صد ہی رہے گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے شکریہ ۔

شیخ محمد انور سعید ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی شیخ انور سعید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

شیخ محمد انور سعید ، جناب والا ! میں آپ سے اس بارے میں رولنگ لینا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی معزز رکن اسمبلی کسی بھی جگہ سے اسمبلی کے اندر داخل ہونا چاہے تو کیا اس پر کوئی پابندی ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، کسی بھی جگہ سے ؟

شیخ محمد انور سعید ، اسمبلی کے کسی بھی گیٹ سے اندر آنا چاہے تو کیا اس پر پابندی ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے ابھی دریافت کیا ہے security purpose کے لیے جن دنوں میں اجلاس ہوتا ہے تو باقی تمام گیٹ بند کر دیتے ہیں تاکہ سکیورٹی قائم و دائم رہے۔ پھر main gate استعمال ہوتا ہے۔

شیخ محمد انور سعید : جناب سپیکر ! آج سے پہلے یہ روٹین نہیں تھی اسٹیٹ آفیسر کے پاس اپوزیشن لیڈر کے کمرے کی طرف جو راستہ آتا ہے وہ دروازہ کھلا ہوتا تھا اور اپوزیشن کے ممبران اسمبلی ادھر سے آسکتے تھے ۔ اگر ممبران اسمبلی کی سکیورٹی ضروری تھی تو وہاں پر بھی سکیورٹی کا آدمی کھڑا کیا جاسکتا تھا ۔ اس وقت میں اور سید اقبال علی شاہ صاحب ہم دو اراکین اسمبلی اس گیٹ پر تقریباً ایک گھنٹے سے کھڑے ہوئے تھے اور اسمبلی کے سیکرٹری صاحب نے چابیاں منگوا کر اپنے پاس رکھی ہوئی تھیں اور ایک سکیورٹی آفیسر کے پاس تھی اور ایک گھنٹے سے بار بار آدمی بھیجنے کے باوجود وہ چابی دینے سے مسلسل انکار کرتے رہے اور ایک گھنٹے کے بعد انھوں نے چابی بھیجی اور ادھر کا دروازہ کھلا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے اسمبلی کے ممبران کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اگر اسمبلی کا ممبر کسی بھی گیٹ سے آنا چاہے تو اگر اس کی سکیورٹی ضروری ہے تو آپ وہاں پر سکیورٹی کا عملہ کھڑا کریں۔ ایک گھنٹہ تک معزز اراکین اسمبلی آپ کی اسمبلی کے باہر کھڑے رہے ہیں لیکن کسی نے توجہ نہیں دی۔ وہاں سے اسمبلی سیکرٹری صاحب کو بار بار کہلوا کر بھجوایا سکیورٹی آفیسر سے کہا گیا لیکن کسی نے توجہ نہیں دی اور یہاں پر اس دوران کورم بھی پوائنٹ آؤٹ ہوتا رہا ہے ۔ یہ سراسر زیادتی ہے اور میں اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں ۔ یہ جان بوجھ کر ایسا کیا گیا ہے اور اگر آئندہ ایسا کیا گیا تو ہم اس پر ایکشن لیں گے ۔ آپ ابھی اس کا نوٹس لیں کہ آخر ایسا کیوں کیا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے اس کے متعلق پوچھا ہے اور میرا خیال ہے کہ جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا گیا ۔ سپیکر صاحب کے یہ آرڈر ہیں کہ جب اجلاس شروع ہوگا تو صرف مین گیٹ ہی استعمال ہوگا ۔ چونکہ سپیکر صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے جب اجلاس ختم ہوگا تو ہم چیمبر میں جا کر ان سے بات کریں گے آپ کا پوائنٹ میں نے نوٹ کر لیا ہے آپ کی بات جائز ہے اس مسئلے پر سپیکر صاحب سے بات کریں گے ۔

اگلا سوال میاں معراج دین صاحب کا ہے اور یہ بھی ایل ڈی اے سے متعلق ہے اس لیے اسے بھی موخر کیا جاتا ہے ۔ اس سے اگلا سوال بھی میاں معراج الدین صاحب کا ہے ۔

میاں معراج دین: سوال نمبر 1732

ٹیوب ویل کی مرمت

*1732۔ میاں معراج دین، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) شالیمار ٹاؤن لاہور میں سال ۱۹۹۲ء اور مارچ ۱۹۹۵ء میں چالو ٹیوب ویلوں کی تعداد کیا تھی۔
(ب) کیا یہ درست ہے کہ نصیر آباد 'شالیمار ٹاؤن نزد گورنمنٹ کالج برائے خواتین کا ایک ٹیوب ویل خراب ہو چکا ہے جس کی وجہ سے علاقہ کے مکینوں کو پانی کی سخت قلت کا سامنا ہے۔
(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ٹیوب ویل کب سے خراب ہے اور اسے کب تک چالو کر دیا جائے گا؛

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری خوش اختر سبحانی)،

(الف) شالیمار ٹاؤن لاہور میں1992ء اور1995ء میں چالو ٹیوب ویلوں کی تعداد چھ عدد ہے ان میں (۱) شاہ گوہر آباد (۲) شادی پورہ (۳) سلامت پورہ ٹیوب ویل نمبر۱ (۴) سلامت پورہ ٹیوب ویل نمبر۲ (۵)سلامت پورہ ٹیوب ویل نمبر۳ (۶) سلامت پورہ ٹیوب ویل نمبر۴ شامل ہیں۔
(ب) یہ درست ہے کہ نصیر آباد شالیمار ٹاؤن نزد گورنمنٹ کالج برائے خواتین.کا ٹیوب ویل گذشتہ 15 سال سے پانی کی فراہمی کم ہو جانے کی وجہ سے بند پڑا ہے لیکن علاقہ میں پانی کی قلت نہیں ہے۔ کیونکہ سلامت پورہ کے ٹیوب ویلوں سے پانی اس علاقہ میں آتا ہے جو کہ علاقہ کے مکینوں کی ضرورت کے لئے کافی ہے۔
(ج) مذکورہ ٹیوب ویل خراب نہ ہے بلکہ بند کیا گیا ہےاس جگہ نیا ٹیوب ویل اس لئے نہیں لگایا جا سکتا کہ اس علاقے کو پانی کی فراہمی شاہ گوہر آباد ٹیوب ویل سے ہو رہی ہے جو آبادی کے لئے کافی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال؛

میاں معراج دین ، جناب والا! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جز(الف) میں یہ فرمایا گیا ہے کہ شالیمار ٹاؤن میں ٹیوب ویلوں کی تعداد چھ ہے ۔ کیا ان میں سے کسی ایک ٹیوب ویل کا نام لے سکتے ہیں جو شالیمار کے علاقے میں لگا ہوا ہو ؟

جناب ڈپٹی سپیکر : حد بندی کا تو ان کو علم نہیں ہو سکتا۔

میاں معراج دین : جناب والا! وزیر موصوف نے تو وہی جواب پڑھا ہے جو محکمے نے ان کو دیا ہے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وزیر موصوف نے جن چھ ٹیوب ویلوں کا نام لیا ہے ان میں سے بہت سے ناکارہ ہیں۔ بعض ٹیوب ویل ایسے ہیں جو سروس ہی نہیں کر رہے اور کئی سالوں سے ناکارہ پڑے ہوئے ہیں ۔

وزیر ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ : جناب سپیکر! جیسا کہ میاں صاحب فرما رہے ہیں ۔ یہ حقیقت ہے کہ اس علاقہ میں ٹیوب ویل نہیں ہے لیکن وہ تمام ٹیوب ویل جو پائپ لائنوں سے ملے ہوئے ہیں ان کا پانی شالیمار ٹاؤن کو مہیا کیا جا رہا ہے۔

میاں معراج دین : جناب والا کیا یہ درست ہے کہ سلامت پورہ ٹیوب ویل نصیر آباد سے سے تین کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور یہاں پر پانی بالکل نہیں آرہا۔ اس کی کیا وجہ ہے کیونکہ لوگ بہت پریشان ہیں ۔

وزیر ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ : جناب والا! میاں صاحب میرے بڑے ہی قابل احترام بزرگ ہیں ان کی اصل ڈیمانڈ یہ ہے کہ وہاں پر ایک ٹیوب ویل لگایا جائے ۔ میں ہاؤس میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ ہم ان کو نیا ٹیوب ویل جتنی دیر میں یہ کہیں گے لگوا دیں گے ۔

میاں معراج دین : شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : راجہ محمد جاوید اخلاص

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 1761۔

ڈرینج سکیم کی تکمیل

*1761۔**راجہ محمد جاوید اخلاص**، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے مالی سال ۱۹۹۳ء۔۱۹۹۲ء میں تحصیل گوجر خان کے دو دیہات موضع سکھواور موضع موہڑہ نوری کے لئے ڈرینج سکیم منظور کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں موضع موہڑہ نوری کی سکیم پر تو کام شروع ہو گیا ہے لیکن موضع سکھو والی سکیم پر ابھی تک کوئی کام شروع نہیں ہوا۔اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ

ہے اور کب تک دوسرے موضع میں بھی کام شروع کیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری خوش اختر سجانی) :

(الف) یہ درست ہے کہ دونوں دیہات موضع سکھو اور موضع نوری تحصیل گوجر خان کے لئے وزیر اعلیٰ کا ڈائریکٹو نمبر US(I) CMS /AB-11/93-29729 مورخہ 12-1-93 جاری ہوا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ موضع موہڑہ نوری کی ڈرینج سکیم کا کام شروع ہو چکا ہے۔ کیونکہ یہ سکیم اے ڈی پی 1994-95ء میں شامل تھی اور فنڈز بھی جاری ہوئے تھے لیکن ڈرینج سکیم موضع سکھو ابھی تک اے ڈی پی میں شامل نہ کی گئی اور فنڈ بھی مختص نہیں کئے گئے جونہی یہ سکیم اے ڈی پی میں شامل ہو جائے گی اور فنڈز مختص کر دئیے جائیں گے اور سکیم منظور ہونے پر ضروری کارروائی کے بعد کام شروع ہو سکے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ کی طرف سے دو دیہاتوں کے متعلق ڈائریکٹو جاری ہوا تھا ایک دیہات میں کام شروع ہو گیا ہے لیکن دوسرے دیہات سکھو میں ابھی تک کام شروع نہیں ہوا۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ دوسرے موضع میں کب تک کام شروع ہو جائے گا۔

وزیر ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ: جناب والا! جیسا کہ جواب کے اندر بھی موجود ہے کہ ان کی دوسری سکیم کا ڈائریکٹو جاری ہوا تھا لیکن وہ ابھی تک پی اینڈ ڈی کے اندر process ہو رہا ہے۔ میں کوشش کر کے اس کو نکلوا دوں گا۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب والا! یہ تھوڑی سی یقین دہانی کروا دیں کیونکہ اسی مالی سال کے اندر راولپنڈی ڈویژن کے لیے 12 ڈرینج سکیموں کے لیے پروویژن موجود ہے۔ کیا اسی مالی سال میں میری سکیم کو بھی شامل کر لیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! راجہ صاحب میرے بھائی ہیں میں ہاؤس میں کھڑا ہو کر یہ وعدہ نہیں کر سکتا کہ کتنی دیر میں یہ کروا دوں گا۔ محکمہ پی اینڈ ڈی اس کو دیکھ رہا ہے اس لیے میں یہ وعدہ ضرور کروں گا کہ اس کو میں وہاں سے جلد نکلوا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔

چودھری محمد ریاض ، جناب والا! اس سے پہلے بھی گوجر خان شہر میں ٹیوب ویل سے متعلق وزیر اعلیٰ کا ایک ڈائریکٹو تھا۔ جس میں محکمے نے تین ٹیوب ویل لگانے تھے وہاں پر ابھی ایک ٹیوب ویل لگا ہے دو ٹیوب ویل لگنے ہیں ۔ میں وزیر موصوف سے پوچھوں گا...

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا ضمنی سوال اسی سوال سے متعلق ہے۔

چودھری محمد ریاض ، نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو پھر آپ راجہ جاوید اخلاص صاحب سے پوچھیں کہ کیا طریقہ ہے ' آپ بھی اپنا سوال دیں تاکہ وہ یہاں ہاؤس میں آئے ۔ ان کی محنت کا آپ فائدہ نہ اٹھائیں ۔ راجہ جاوید اخلاص کے چونکہ میرے پاس سوالات آتے ہیں ۔ یہ بڑی محنت کرتے ہیں ۔ یہ اور کسی شعبہ میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ یہ سوالات میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

چودھری محمد ریاض، جناب والا یہ درست ہے کہ راجہ جاوید اخلاص صاحب سوالات کے بڑے ماہر ہیں ہم بھی ان کی شاگردی اختیار کرتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے مہربانی ۔

شیخ محمد انور سعید، جناب سپیکر! یہاں پر ٹیوب ویل کے بارے میں جو بات ہو رہی ہے تو کیا ہم بھی اس سلسلے میں اپنا موقف بیان کر سکتے ہیں ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، اسی سوال کے اندر رہتے ہوئے اگر آپ نے کوئی بات معلوم کرنی ہے تو اس کے متعلق آپ پوچھ سکتے ہیں ۔ thrash out کر سکتے ہیں ۔

شیخ محمد انور سعید ، جناب والا! وزیر موصوف نے ابھی فرمایا تھا اور میاں معرج دین کے متعلق انہوں نے بڑی شفقت فرمائی تھی تو اس حوالے سے میں ایک بات کرنا چاہوں گا.......

جناب ڈپٹی سپیکر ، میاں معراج دین صاحب والا سوال تو گزر گیا ....

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! ٹیوب ویل سے متعلق بات ہو رہی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں نہیں۔ اسی سوال کے متعلق بات کریں ۔ اس سوال سے باہر ہم نہیں جا سکتے ۔ اگر اس سوال کے متعلق کوئی چھان بین یا تشنگی رہ گئی ہے تو آپ سوال کر سکتے ہیں ۔ کیونکہ

طریق کار یہی ہے۔

شیخ محمد انور سعید: جناب والا! چونکہ ٹیوب ویل کی بات ہو رہی ہے اس لیے ....

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹیوب ویل تو سارے صوبے میں ہیں۔ اس طرح سوال کی اجازت نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: سوال نمبر 1779

مین بازار کھاڑک کے گٹرز کی مرمت اور صفائی

*1779۔ **جناب ارشد عمران سلہری**: کیا وزیر ہاوسنگ وفزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے مین بازار کھاڑک ملتان روڈ لاہور میں جو سیوریج پائپ لائن تھی وہ امام بازہ حیدری سے مدنیہ کالونی تک بند پڑی ہے جس کی وجہ سے گٹرز کا گندہ پانی بکھرا ہوا ہے اور علاقے کے لوگوں کا اپنے گھروں اور کام پر پہنچنا مشکل ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعدد بار شکایات درج کرانے کے باوجود ان گٹروں کی مرمت اور صفائی نہیں کی گئی۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ کے گٹرز کی مرمت اور صفائی کروا کر علاقے کے مکینوں کی مشکلات کا ازالہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سبحانی):

(الف) یہ درست ہے کہ مین بازار کھاڑک میں امام بازہ حیدری کالونی تک واسا (ایل ڈی اے) نے سیور لائن ڈالی ہے لیکن یہ درست نہ ہے کہ حیدری امام بازہ سے مدینہ کالونی کی طرف واسا (ایل ڈی اے) نے کوئی سیور لائن ڈالی ہو۔ جو سیور واسا نے بچھایا ہے وہ بالکل صحیح طور پر کام کر رہا ہے اور کہیں بھی کوئی رکاوٹ نہ ہے جبکہ پرائیویٹ سیور جو امام بازہ سے مدینہ کالونی تک اپنی مدد آپ کے تحت بچھایا گیا ہے اور ٹیکنیکی لحاظ سے درست نہ ہونے کی وجہ سے ٹھیک طرح سے کام نہیں کرتا اور کمرشل پائپ ہونے کی وجہ سے تین جگہوں سے ٹوٹ چکا ہے۔

جس کی ذمہ داری واسا پر نہیں ڈالی جا سکتی۔

(ب) یہ درست نہ ہے شکایت ملنے پر واسا کا عملہ کئی مرتبہ سیور لائن کی صفائی کروا چکا ہے لیکن یہ ایک مستقل حل نہیں۔

(ج) غیر معیاری اور ناقص پرائیویٹ سیور کو مکمل طور پر تبدیل کرنے کے لئے تخمینہ تیار کر لیا گیا ہے جو کہ تقریباً - /۱۲۰۰۰۰ روپے ہے۔ اور جس پر فنڈز مہیا ہونے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ جز (الف) میں یہ جواب لکھا ہے کہ،

جبکہ پرائیویٹ سیور جو امام بارہ سے مدینہ کالونی تک اپنی مدد آپ کے تحت بچھایا گیا ہے اور ٹیکنیکی لحاظ سے درست نہ ہونے کی وجہ سے ٹھیک طرح سے کام نہیں کرتا اور کمرشل پائپ ہونے کی وجہ سے تین جگہوں سے ٹوٹ چکا ہے جس کی ذمہ داری واسا پر نہیں ڈالی جا سکتی۔ میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ جن علاقوں کے اندر یا جن آبادیوں کے اندر محکمہ واسا نے فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے سیوریج نہیں ڈالا (قطع کلامیاں) وہاں کے عوام نے اس پریشانی سے نجات حاصل کرنے کے لیے اپنی مدد آپ کے تحت یا کسی اور محکمے سے وہاں پر اگر سیوریج ڈلوا لیا ہے تو اگر وہ ناکارہ ہو جاتا ہے کام نہیں کرتا تو اس کی درستی کا ذمہ دار کونسا محکمہ ہے؟ ایک تو محکمہ واسا خود وہ سہولت نہیں دیتا۔ اگر عوام خود اپنے طور پر وہ کام کر لیتے ہیں تو اس کو پھر وہ maintain کیوں نہیں کرتا اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر موصوف!

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! میں اپنے محترم بھائی جناب ارشد عمران سلہری صاحب کے سوال کا جواب اس انداز میں دوں گا کہ ان کے سیوریج کے انکاس کا جو مسئلہ ہے جس کے لیے انہوں نے خصوصی طور پر سوال کیا۔ ہم نے دو تین روز پہلے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مین بازار کھاڑک میں جو نئی سیوریج لائن ہے وہ ایک تو اسی مالی سال میں مکمل کرنی ہے۔ دوسرا جو انہوں نے فرمایا ہے کہ سیوریج لائن علاقہ کے لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت رفاہ عامہ کے کام کے طور پر ڈالی ہے۔ حقیقت میں اگر

محکمہ کے حوالے سے دیکھا جائے تو محکمہ کو اسے take over نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن میں ان سے یہ وعدہ کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ میں بھی ایک elected نمائندہ ہوں اور یہ بھی ایک elected نمائندے ہیں اور ہم عوام کی خدمت کے لیے اس ہاؤس میں منتخب ہو کر آئے ہیں۔ یہ ان کی جائز ڈیمانڈ ہے اور سوال جائز ہے۔ میں محکمہ کو ہدایت دوں گا کہ وہ اس کو اپنے محکمہ میں لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ضمنی سوال۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میرا دوسرا سوال یہ ہے اور میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ یہ سکیم جو ایک لاکھ بیس ہزار روپے سے واسا نے نئی تیار کی ہے اسی مالی سال کے اندر اس کو شروع کروا رہے ہیں اور یہ مکمل ہو گی۔ میں آپ کی وساطت سے محکمہ سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ بعض علاقوں میں ایم پی ایز اور ایم این ایز کے فنڈز کے ذریعے محکمہ لوکل گورنمنٹ یا اس کے ٹھیکیدار سیوریج ڈال دیتے ہیں۔ اس کو بھی محکمہ واسا take over نہیں کرتا۔ کچھ عرصہ کے لیے وہ لائنیں کام کرتی ہیں جس کی ایک بڑی واضح مثال میرے حلقہ پی پی ۱۲۷ میں علاقہ "شاہ دی کھوئی" وفاقی کالونی اور نیو کیمپس کے ساتھ ہے کہ جس کا سیوریج محکمہ لوکل گورنمنٹ نے اور محکمہ واسا نے شاید کچی آبادی نے ڈالا تھا۔ عرصہ دو سال سے وہاں پر گندہ پانی لوگوں کے گھروں کے اندر کھڑا ہے۔ M.D واسا کو میں وہاں پر موقع پر لے کر گیا تو وہاں پر اتنی بری حالت ہے ۔ لیکن محکمہ واسا نے اس طرف آج تک کوئی خصوصی توجہ نہیں دی ۔ سوائے اس کے دو یا تین ملازم بھیج دئیے وہ بھی ہمارے کہنے پر۔ لیکن وہاں پر جو اس کا نقص ہے وہ لائن ہے جو ناکارہ ہے جو ناقص ہے اور جو صحیح لیول پر نہیں ڈالی جاسکی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ارشد عمران سلہری صاحب یعنی آپ کم از کم یہ خیال رکھا کریں کہ آپ نے سوال ضمنی کرنا ہے وہ تو ایک فقرے میں ہوتا ہے۔ آپ باقاعدہ اس کی پوری وجوہات بیان کر رہے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! آپ سے معذرت کے ساتھ یہ معاملہ ایسا ہے کہ وزیر موصوف سے میری یہی ایک گزارش ہے اور میں اس کی ان سے وضاحت چاہوں گا ۔ کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ جو سیوریج ڈالتی ہے یا عوام جو اپنی مدد آپ کے تحت ڈالتے ہیں وہ پیسہ خرچ کر دیتے ہیں۔ محکمہ واسا ان کو take over کیوں نہیں کرتا؟ ان کو take over کرنا چاہئے اور maintain کرنا چاہئے۔ اس کی آپ

یقین دہانی دلا دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! ہوتا تو یوں ہے کہ جو محکمہ کام کرے اسی محکمہ کے ذمے یہ آتا ہے کہ وہ اس کو look after کرے اور باقی جو بھی maintenance کے کام ہیں وہ کرے۔ میں اپنی بھائی سے عرض کروں گا کہ جیسے دوسرے محکموں کے قوانین ہیں ویسے انہیں چاہیے کہ واسا کو اپنے فنڈز دے کر اس علاقے میں کام کرنا چاہئے اگر واسا کام کرے گا تو اس کی ذمہ داری واسا کی ہو گی۔ لیکن چونکہ یہ ہمارے بڑے ہی قابل احترام بھائی ہیں۔ میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ یہ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں ان کے جو بھی جائز معاملات ہوں گے میں ان کی تسلی کے مطابق انشاء اللہ حل کرواؤں گا۔

میاں عبدالستار: ضمنی سوال سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عبدالستار صاحب کیا ضمنی سوال ہے؟

میاں عبدالستار: جی ہاں سر۔ جناب والا جزو (ب) کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ شکایت ملنے پر واسا کا عملہ کئی مرتبہ سیوریج لائن کی صفائی کروا چکا ہے۔ لیکن یہ ایک مستقل حل نہیں ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ ازراہ کرم فرمائیں گے کہ انہوں نے سیوریج لائن کی صفائی کا مستقل حل کونسا تلاش کیا ہے؟ اس کے ساتھ ہی جناب والا یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ اس وقت لاہور میں تمام کے تمام سیوریج بند ہیں اور وہ over flow ہو رہے ہیں۔ اور اندرون شہر کا circular drain سارے کا سارا over flow ہے۔ کبھی بھی اس کی صفائی کا بندوبست نہیں کیا گیا۔ circular drain لاہور کا جو گندہ نالہ ہے اس کی صفائی کرنے کی جناب کوئی یقین دہانی کرائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! میں میاں صاحب کے سوال کا جواب اس لیے تفصیل سے نہیں دوں گا کہ میاں صاحب خود حالات سے واقف ہیں۔ اپنے دور کے حالات سے بھی اور اس دور کے حالات سے بھی ۔ لیکن میں ان کو یہ ضرور تسلی کرواؤں گا کہ میں نے محکمہ کا چارج لے لیا ہے اور ان کی خواہش کے مطابق اس کی صفائی ہو گی۔

شیخ محمد انور سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! واسا نے ایک علاقے میں سیوریج کا ایک estimate بنایا اور اس کی approval دی۔ اور اسی estimate پر road cut کے جو پیسے رکھے، جو پیسے مختص کیے۔ اب وہ اس بات پر بضد ہیں کہ یہ road cut کے جو پیسے ہیں یہ کارپوریشن سے exempt کروا لیے جائیں تو ہم یہاں پر سیوریج ڈال دیتے ہیں۔ واسا نے جب وہ estimate بنایا اور وہ approval دی تو اس کا یہ فرض نہیں تھا کہ وہ اس کو exempt کروانے کی بجائے road cut کے پیسے دے۔ اور وہاں پر فوری طور پر سیوریج ڈالا جائے۔ صرف اس بہانے سے سیوریج روک لینا کہ وہاں پر road cut exempt کروایا جائے مناسب نہیں ہے وہ صرف ڈیڑھ لاکھ روپے کا قصہ ہے۔ جناب والا! وہاں پر ڈیڑھ لاکھ کی آبادی کو جو problem پیش آرہی ہے اس کے بارے میں وزیر موصوف کیا فرمانا پسند فرمائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا یا ضمنی سوال؟

شیخ محمد انور سعید، ضمنی سوال۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! آپ نے بھی اس کو ضمنی قرار دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پہلے وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے تھے۔ لیکن اب انہوں نے کہا ہے کہ یہ تو میرا ضمنی سوال ہے۔ لاہور والے دوست جو ہیں بڑے اچھے دوست ہیں لیکن وہ شہنشاہ ہیں۔ جب جی میں آتا ہے جہاں آتا ہے، چاہے وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو جائیں چاہے کچھ کریں جو ان کا موج میلہ آنے وہ وہی کر دیتے ہیں۔ آپ میرے چیمبر میں آنا میں آپ کو بڑے دو تین بنیادی نکتے بتاؤں گا۔ اگر آپ نے بولنا ہی ہو گا تو میں آپ کو بڑے اچھے نکتے بتاؤں گا۔

شیخ محمد انور سعید، آپ ہی سے سب کچھ سیکھ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں آپ میرے چیمبر میں آنا۔

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! ہم تو آپ کے مشکور ہوتے ہیں کہ آپ ہمیں بولنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بولیں خواہ کیسے بھی بولیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں پوائنٹ آف آرڈر پر بھی آدمی ایک خاص مقام پر بول سکتا ہے۔

شیخ محمد انور سعید، سب آپ کا شکریہ ادا کر رہے ہیں ۔ کیونکہ لاہور والوں کو آپ سے بڑی محبت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی مہربانی۔ اگلا سوال جناب غلام حیدر خان کچھی۔

شیخ محمد انور سعید: جناب والا! میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ اب غلام حیدر خان کچھی کس نے کہا ہے۔ دیکھیں ایک فاضل رکن حاضر نہیں ہوتا تو آپ خوامخواہ اس کا کہہ دیتے ہیں کہ on his behalf آپ دیکھا کریں کہ جو حاضر ہیں ان کے سوالات نہ رہ جائیں۔ اگلا سوال حاجی عبدالرزاق کا ہے۔ not present اگلا سوال ہے جناب عبید اللہ شیخ۔ موجود ہیں۔

جناب عبید اللہ شیخ: سوال نمبر ۱۸۱۶ ۔

شمالی لاہور کے الاٹیوں کی داد رسی

*1816۔ جناب عبید اللہ شیخ: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے سال ۱۹۷۰ء میں شمالی لاہور میں زمین خرید کر کم آمدنی والے لوگوں کو پلاٹ الاٹ کئے تھے جس کے نتیجہ میں لوگوں نے مکانات بھی تعمیر کر لئے تھے اور انہیں رجسٹری ہولڈر قرار دے دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ۱۹۷۳ء کے سیلاب سے متاثرہ شاہدرہ کے مکینوں کے لئے کوٹ خواجہ سعید میں ۲۷۵' ایکڑ اراضی قیمتاً حاصل کی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سکیموں میں جن لوگوں نے بیعانہ بھی ادا کر دیا تھا انہیں مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو ناجائز قابضین قرار دے دیا گیا تھا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب اچانک ۲۲ سال گزرنے کے بعد حکومت پنجاب کی طرف سے متذکرہ الاٹیوں کو نوٹس جاری کئے گئے ہیں کہ وہ دس یوم کے اندر اندر پانچ ہزار روپے فی مرلہ کے حساب سے رقوم جمع کرائیں یہ نوٹس ان اشخاص کو بھی جاری کئے گئے ہیں جنہوں نے متذکرہ سکیموں کی منظوری سے قبل مکانات تعمیر کئے تھے۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ الاٹیوں کی داد رسی کے لئے کیا عملی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سبحانی)،

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے 1973ء میں شمالی لاہور کے تین موضع جات (ا) کھوکھر ان (۲) کوٹ خواجہ سعید اور (۳) موضع باغبانپورہ کا 182 ایکڑ رقبہ قیمتاً حاصل کیا اور اس پر ایک رہائشی سکیم بنائی۔ اس سکیم میں سابقہ مالکان اراضی اور شاہدرہ کے سیلاب سے متاثرہ افراد کو پلاٹ دیئے گئے۔

(ج) یہ درست ہے کلکٹر حصول اراضی نے مورخہ 13 اکتوبر 1975ء کو اپنے فیصلہ میں بیعانہ ہولڈرز کے استحقاق کو تسلیم نہ کیا تھا۔ اس معاملہ پر قانونی چارہ جوئی کے بعد سپریم کورٹ تک کلکٹر کا فیصلہ برقرار رہا اور بیعانہ ہولڈرز کا استحقاق ثابت نہ ہو سکا لہذا ایسے قابضین جنہوں نے مکانات تعمیر کر لئے تھے کو ناجائز قابضین قرار دیا گیا۔

(د) چونکہ ناجائز قابضین کسی استحقاق کے حامل نہ تھے اس لیے حکومت نے ازراہ ہمدردی مورخہ 27-5-89 کو ان کے ناجائز قبضہ کو regularies کرنے کے لئے مبلغ پانچ ہزار روپے فی مرلہ قیمت مقرر کر دی اور مذکورہ ادائیگی کے لئے محکمہ عرصہ دراز سے انہیں نوٹس دیتا رہا ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے سکیم بننے سے قبل مکانات تعمیر کر لئے تھے اور محکمہ کے پاس ان کا کوئی ریکارڈ نہ تھا البتہ اس بارے میں ایک نوٹس مورخہ 9-6-89 روزنامہ "جنگ" میں شائع کروایا گیا جس میں ایسے قابضین کو اپنی دستاویزات اشاعت سے 7 یوم کے اندر مہیا کرنے کے لئے کہا گیا۔ لیکن انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی لہذا انہیں پانچ ہزار روپے فی مرلہ کے حساب سے مورخہ 30-6-95 تک ادائیگی کا نوٹس دیا گیا۔

(ہ) جواب جزو (د) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب عبید اللہ شیخ، جناب سپیکر! جز "ج" میں سپریم کورٹ کے حوالے سے انہوں نے فرمایا ہے چونکہ سپریم کورٹ نے بیعانہ ہولڈرز کے خلاف فیصلہ دیا ہے اسی وجہ سے ان کو نوٹس جاری کیے گئے ہیں۔ میں ان سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ بیعانہ ہولڈرز کے ساتھ جو رجسٹری ہولڈرز تھے کیا ان کو بھی نوٹس جاری کیے گئے ہیں؟ اور جو بیعانہ ہولڈرز تھے وہ کتنے تھے جنہوں نے سپریم کورٹ میں کیس

دائر کیا تھا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، شکریہ محترم بھائی۔ جناب سپیکر! جن لوگوں نے بیعانے کیے اور کورٹ میں گئے اور وہاں ان کے خلاف فیصلہ ہو گیا۔ اس کے بعد محکمے نے ایک process کیا۔ جن لوگوں کے پاس رجسٹری تھی وہ ڈپٹی کمشنر کے آفس سے اس کو clear کروا کے یہ حقیقت ہے ان کو مالکانہ حقوق دے دیے تھے۔

جناب عبید اللہ شیخ، جناب سپیکر! میں نے تعداد مانگی تھی کہ جو بیعانہ ہولڈر تھے۔ لیکن چونکہ دو دن ہوئے ہیں وزیر موصوف نے یہ وزارت سنبھالی ہے۔ میں اس حوالے سے یہ بات کرنی چاہتا ہوں کہ جو بیعانہ ہولڈر تھے، جو سپریم کورٹ میں گئے ہیں ان کی کل تعداد اٹھارہ تھی۔ لیکن محکمے نے عوام کے ساتھ یہ زیادتی کرتے ہوئے کہ ہزاروں کی تعداد جو رجسٹری ہولڈر لوگ تھے ان کو کبھی بھی اسی میں شامل کرتے ہوئے نوٹس جاری کر دیے۔ جب گورنمنٹ کی سکیم بنتی ہے اور وہاں جو پہلے سے رہائش پذیر لوگ ہوتے ہیں جنھوں نے اپنے مکان تعمیر کر لیے ہوتے ہیں ان کو کبھی بھی اس سکیم میں شامل نہیں کیا جاتا۔ لہذا یہ اٹھارہ جو بیعانہ ہولڈر لوگ تھے ان کے خلاف فیصلہ ہوا تو محکمے نے ہزاروں کی تعداد میں دوسرے لوگوں کو بھی نوٹس جاری کر دیے۔ جس کے حوالے سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے سوال میں انھوں نے یہ جواب دیا ہے کہ روز نامہ "جنگ" میں ۱۹۸۹ء میں شائع کروایا جس میں ایسے قابضین کو اپنی دستاویزات اشاعت سے سات یوم کے اندر مہیا کرنے کے لیے کہا گیا۔ جناب سپیکر! دو تین مرلے کے رہائشی شاید اخبار بھی نہ پڑھتے ہوں' یا ان کے نوٹس میں یہ بات نہ آئی ہو۔ لیکن انھوں نے اس وقت کے ایم پی اے کو جو اپنی سیاست اس موقع پر چمکا رہے تھے ان کو وہ تمام دستاویزات جمع کروائیں۔ لیکن پتا نہیں محکمے نے اس سے deny کیوں کیا ہے کہ ان کے پاس وہ دستاویزات نہیں پہنچیں۔ تو جناب سپیکر! میں چونکہ اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا تو میں یہ وزیر موصوف کو کہوں گا کہ جو پہلے سے قابضین ہیں' جو رہائش پذیر تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خاموش۔ I call the House to order.

جناب عبید اللہ شیخ، جو بیعانہ ہولڈر تھے ان کے لیے تو نوٹس ٹھیک ہے کہ وہ اپنے پیسے محکمے میں جمع کروائیں۔ اور جو رجسٹری ہولڈر تھے ان کو موقع فراہم کیا جائے کہ وہ اپنی رجسٹریاں' جو کہ میرے پاس ہیں proof ان رجسٹریوں کے موجود ہیں جو کہ محکمہ کہتا ہے کہ ان کے پاس کوئی document نہیں

ہے' جب کہ میں کہتا ہوں کہ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کے پاس وہ رجسٹریاں موجود ہیں ان کو یہ موقع دیا جائے کہ وہ اپنے document' وہ اپنی رجسٹریاں محکمے کو دکھا کر اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے کہ جو محکمہ ان کے اوپر allegation لگا رہا ہے۔ جناب سپیکر! لاکھوں اور کروڑوں روپے محکمہ اس حوالے سے بائیس سال سے کھا رہا ہے۔ ۱۹۷۳ء میں یہ سکیم قائم کی گئی اور آج تک ان کو نوٹس جاری کیے گئے ہیں۔ اور ساڑھے سات سو روپے ان کے لیے ترقیاتی حوالے سے وصول کرنے کے لیے رکھے گئے تھے لیکن اب محکمہ ان سے ۲۲۹۰ روپے مانگ رہا ہے جب کہ نہ تو وہاں کوئی سکول ہے' نہ ڈسپنسری ہے' وہاں نہ کوئی پارک ہے' نہ کوئی درخت اور پودے لگائے گئے ہیں ـــ

جناب ڈپٹی سپیکر: فاضل عبیداللہ شیخ صاحب! بیٹھیں۔ میں ہاؤس کی توجہ چاہتا ہوں۔ فاضل رکن نے ضمنی سوال کیا ہے لیکن پورے دو تین منٹ اس پر تقریر کرتے رہے ہیں کہ یہ نہیں ہونا چاہیے وہ نہیں ہونا چاہیے ایسے ہونا یہ ہونا چاہیے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ضمنی سوال کیسے ہوتا ہے۔ آپ کا رول ۵۰ ہے' اس میں ہے:

> When a Starred Question has been answered any member may ask such supplementary question as may be necessary for the elucidation of the answer but the Speaker shall disallow the supplementary question which in his opinion either infringes any provision of these rules relating to the subject matter .. .

چونکہ یہ آپ نے infringe کیا ہے تو میں اس کو supplementary نہیں سمجھتا۔ وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔ آپ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: میں بقیہ سوالات کے جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

نکاسی آب کے منصوبہ جات

*1783۔ **جناب غلام حیدر خان کھچی**: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل میلسی ضلع وہاڑی کے دیہات سرگانہ اور کرم پور میں نکاسی آب کے جو منصوبے شروع کئے گئے تھے ان کی تفصیل کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ منصوبہ جات میں استعمال ہونے والا سامان انتہائی غیر معیاری تھا جس کی وجہ سے ان منصوبہ جات میں بے شمار نقائص پیدا ہو گئے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل وہاڑی کے چکوک ڈبلیو پی ۸/ ، ۴۲، ۵۲، ۴۴، ۴۶ اور عمر کھچی میں فراہمی آب کی سکیمیں شروع کی گئی تھیں اگر ایسا ہے تو کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکیموں میں استعمال ہونے والا سامان انتہائی ناقص اور غیر معیاری تھا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرگانہ گاؤں میں فراہمی آب کی سکیم تیار کی گئی تھی اور اس کے لیے چھ لاکھ روپے مختص بھی کر دیئے گئے تھے مگر اس سکیم پر کوئی کام نہ ہوا۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو اس کے تدارک کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سبحانی)

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل میلسی ضلع وہاڑی کے گاؤں سرگانہ اور کرم پور میں نکاسی آب کے منصوبے شروع کئے گئے تھے۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) رورل ڈرینج سکیم سرگانہ

یہ سکیم مالی سال 1986-87ء میں ترقیاتی پروگرام میں شامل کی گئی تھی۔ اس کی لاگت کا تخمینہ 8.42 لاکھ روپیہ تھا۔ سکیم جون 1988ء کو مکمل کی گئی اور اس وقت صحیح طریقہ سے چل رہی ہے۔ محکمہ اس کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔

(۲) رورل ڈرینج سکیم کرم پور

یہ سکیم مالی سال 1989-90ء میں ترقیاتی پروگرام میں شامل کی گئی تھی۔اس کی لاگت کا تخمینہ 20.80 لاکھ روپے تھا۔ سکیم 6/93 میں مکمل کی گئی تھی۔ اس وقت سے صحیح طریقہ سے چل رہی ہے اور محکمہ اس کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ متذکرہ منصوبہ جات میں استعمال ہونے والا سامان غیر معیاری تھا۔ بلکہ ان منصوبوں پر استعمال ہونے والا سامان مقررہ معیار کے مطابق لگایا گیا تھا۔دونوں منصوبے بالکل

صحیح چل رہے ہیں اور ان میں کوئی نقص نہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ تحصیل وہاڑی کے ان چکوک 46/WB'52/WB'74/WB'78/WB اور عمر کچی میں فراہمی آب کی سکیمیں شروع کی گئی تھیں اور یہ درست نہ ہے کہ سامان ناقص استعمال کیا گیا۔ان سکیموں میں استعمال ہونے والا سامان مقررہ معیار کے عین مطابق تھا۔

(د) یہ درست ہے کہ سرگانہ گاؤں میں فراہمی آب کی سکیم کا کام 89-1988ء میں فوکل پوائنٹ پروگرام کے تحت اجراء ہوا اور اس کے لیے چھ لاکھ روپے مختص کیے گئے۔اس میں سے تنصیب ٹیوب ویل،پمپنگ مشینری اور پائپ وغیرہ کا کام مکمل ہوا تھا۔اب واپڈا سے بجلی کے کنکشن کے ملنے کا انتظار ہے کنکشن ملنے پر سکیم چالو کر دی جائے گی۔

(ہ) جز "الف" "ب" اور "ج" میں دی گئی تفصیل کے مطابق سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں جن سے عوام استفادہ کر رہے ہیں۔فراہمی آب سرگانہ کی سکیم بھی بجلی کا کنکشن ملنے پر چالو کر دی جائیگی۔

اوور ہیڈ برج کی دوبارہ تعمیر

*1803۔حاجی عبدالرزاق، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گڑھی شاہو لاہور میں ہاؤسنگ ریلوے لائن پر اوور ہیڈ برج خطرناک حد تک بوسیدہ ہو چکا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ایل ڈی اے نے متذکرہ پل کی دوبارہ تعمیر کا منصوبہ بنایا تھا اگر ایسا ہے تو یہ منصوبہ کب تیار کیا گیا تھا اور اس کی منظوری کب ہوئی نیز اس پر خرچ کا تخمینہ کتنا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پل کی تعمیر کے لئے فنڈز مہیا کر دیئے گئے تھے مگر اس کی تعمیر میں تاخیری حربے استعمال ہو رہے ہیں نیز اس منصوبہ پر اگر کوئی رقم خرچ ہوئی ہے تو اس کی تفصیل کیا ہے اور یہ منصوبہ کب تک مکمل کر دیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری خوش اختر سبحانی)،

(الف) درست ہے۔

(ب) گڑھی شاہو برج کا منصوبہ ایل ڈی اے نے NES PAK کے ڈیزائن کی بنیاد پر بنایا پل کا تخمینہ 636.00 لاکھ تھا۔جس کی 1986ء میں ECNAC نے منظوری دے دی کام کو الاٹ

کرنے کے لیے ٹنڈر طلب کئے گئے لیکن سب سے کم بولی کا ریٹ بھی بہت زیادہ تھا جسے قبول نہ کیا جا سکتا تھا۔بولی کی زیادہ قیمت کی سب سے بڑی وجہ پل کا محل وقوع تھا۔جہاں پر کام کرنا انتہائی مشکل ہے۔ بعد میں اس کی ترمیم شدہ منظوری کے لئے دوبارہ اسٹیمیٹ بنایا گیا جس کا تخمینہ 907.43 لاکھ تھا جس کی منظوری ECNAC نے 13-7-87 کو دے دی۔بعد ازاں منصوبے کے ڈیزائن پر اس وقت کے سیکرٹری مواصلات جناب عبدالسلام صاحب نے اعتراضات کئے۔لہٰذا وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم پر اپریل 1990ء میں یہ منصوبہ محکمہ مواصلات کو ٹرانسفر کر دیا گیا۔ محکمہ مواصلات بھی اس منصوبے پر کام نہ شروع کر سکا اور آخر کار جنوری 1993ء میں یہ منصوبہ دوبارہ ایل ڈی اے کے پاس آ گیا۔اس کے بعد ایک دفعہ پھر یہ منصوبہ مارچ 1993ء میں وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم پر محکمہ مواصلات کو ٹرانسفر کر دیا گیا جون 1993ء میں یہ منصوبہ دوبارہ اپنے ذمہ لے لیا اور اس کا تخمینہ مالیاتی 1983.00 لاکھ بنا کر منظوری کے لئے بھیجا گیا PDWP نے اس منصوبے کی منظوری دے دی ہے اور اب یہ CDWP کے پاس منظوری کے لیے بھیجا گیا ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر تفصیلاً وضاحت کی گئی ہے کہ پل کا پی سی I مالیتی 1983.00 لاکھ CDWP کے پاس منظوری کے لئے بھیجا گیا ہے منصوبے کی منظوری کے بعد تقریباً عرصہ اڑھائی سال میں یہ کام مکمل ہو جائے گا اس پل کی تعمیر کے لئے 1985-86ء مالی سال میں حکومت پنجاب نے 1.44 کروڑ روپے واگزار کیے جس میں سے 1.06 کروڑ روپے خرچ کئے گئے جو کہ محکمہ ریلوے اور کنسلٹنٹ NESPAK کو ادا کئے گئے۔

گرین بیلٹ پر ناجائز قبضہ

*1862۔ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عمر چوک ٹاون شپ سے باگڑیاں چوک تک کا گرین بیلٹ ناجائز قابضین کے قبضہ میں ہے۔

(ب) اگرجز(الف) کاجواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوشی اختر سجانی)،

(الف) درست ہے کہ ایل ڈی اے کو ٹرانسفر ہونے سے پہلے ناجائز قابضین موجود تھے۔

(ب) ایل ڈی اے نے قبضہ سکیم جوں کا توں لیا ہے اب قابضین کو ہٹانے کے لئے بارہا کوشش کی گئی ہے لیکن ابھی تک کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی اس سلسلے میں قانونی اور انتظامی چارہ جوئی کی جا رہی ہے تاکہ نقض امن کا مسئلہ درپیش نہ آئے جونہی ضروری انتظامات مکمل ہو گئے ناجائز قابضین کو وہاں سے ہٹا دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں ان کے چالان کئے گئے ہیں جو مجسٹریٹ ایل ڈی اے کی عدالت میں زیر کارروائی ہیں۔چالان مورخہ۹۵-۲-۲۶ اور ۹۵-۵-۲۱ کو کئے گئے اور یہ کارروائی جاری ہے۔

واٹر سپلائی /ڈرینج سکیم کی تکمیل

*1890-جناب محمد افضل ساہی: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے مالی سال ۹۶-۱۹۹۵ء کے دوران نئی ترقیاتی سکیموں میں واٹر سپلائی سکیم چک نمبر ۱۲۴ /ر ب تحصیل و ضلع فیصل آباد اور ڈرینج سکیم چک ۵۸ /ایف شامل کی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سال میں واٹر سپلائی سکیم چک نمبر ۱۲۴ / ر ب فیصل آباد کا تخمینہ لاگت "تعمیر پنجاب پروگرام" کے تحت ۳۲ لاکھ روپے ظاہر کیا گیا ہے اور ڈرینج سکیم چک ۵۸-ایف فیصل آباد کا تخمینہ لاگت ۲۵ لاکھ روپے ظاہر کیا گیا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ واٹر سپلائی سکیم کے لئے "تعمیر پنجاب پروگرام" کے تحت ۹۶-۱۹۹۵ء کے لئے چک نمبر ۱۲۴/ر ب فیصل آباد کے لئے دو لاکھ روپے اور ڈرینج سکیم چک نمبر ۵۸/ایف فیصل آباد کے لئے مذکورہ سال میں ایک لاکھ آٹھ ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا سکیمیں کس سال تک پایہ تکمیل کو پہنچیں گی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری خوش اختر سجانی)،

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ مالی سال ۹۶-۱۹۹۵ء کے اے ڈی پی میں واٹر سپلائی سکیم ۱۲۴- ر ب تحصیل و ضلع فیصل آباد اور ڈرینج سکیم چک نمبر ۵۸ ایف شامل ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے۔

(ج) ہاں یہ درست ہے۔

(د) واٹر سپلائی سکیم چک نمبر ۱۲۴۔ر ب تحصیل و ضلع فیصل آباد ۱۹۹۲-۶-۳۰ میں ۱۴۱ء۱۱ لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل کی گئی تھی۔اور گاؤں کو صاف پانی مہیا ہو رہا ہے۔مذکورہ سکیم گاؤں کی کمیٹی کی زیر نگرانی چلائی جا رہی ہے۔گاؤں میں نئی سکیم کی چنداں ضرورت نہ ہے۔

ڈرینج سکیم چک نمبر ۵۸ ایف فیصل آباد سے متعلقہ نہیں ہے مذکورہ چک بہاولپور میں واقع ہے یہ سکیم غلطی سے فیصل آباد میں درج ہوگئی ہے جس کی تصحیح کے لئے ضروری کارروائی کی جا رہی ہے۔ضروری کارروائی مکمل ہونے پر سکیم شروع کی جاسکے گی جو دو سال میں مکمل ہو سکے گی۔

اے ڈی پی میں شامل کرنے کے لئے سکیموں کی ترسیل

*1918۔جناب محمد افضل ساہی، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

محکمہ نے سال ۹۶-۱۹۹۵ء کے اے ڈی پی میں شامل کرنے کے لئے ضلع فیصل آباد کے لئے واٹر سپلائی اور ڈرینج کی کل کتنی سکیمیں بھجوائی تھیں ان کے نام کیا ہیں نیز ان میں سے کتنی سکیمیں۹۶-۱۹۹۵ء کے اے ڈی پی میں شامل کی گئیں اور جو سکیمیں شامل نہ ہو سکیں ان کو شامل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری خوش اختر سبحانی):

محکمہ نے مالی سال۹۶-۱۹۹۵ء کے اے ڈی پی میں شمولیت کے لئے ضلع فیصل آباد کی جن نئی واٹر سپلائی اور ڈرینج کی سکیموں کی سفارش کی تھی ان کی مکمل تعداد ۴۰ تھی (تفصیل لف ہے) مالی سال۹۶-۱۹۹۵ء کے اے ڈی پی میں کل ۴۷ نئی سکیمیں شامل کی گئیں۔محکمہ کی سفارش کردہ سکیموں میں سے صرف ۱۹ سکیمیں شامل ہو سکیں اور باقی۲۱ سکیمیں اے ڈی پی میں شامل نہ کی گئیں جس کی وجوہات کے بارے میں محکمہ لاعلم ہے کیونکہ بجٹ حتمی طور پر پی اینڈ ڈی کی سفارشات پر مکمل ہوا ہے۔

تفصیل منصوبہ جات فراہمی آب ' نکاسی آب جن کی محکمہ نے اے ڈی پی۹۶-۱۹۹۵ء میں شامل کرنے کی سفارش کی۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	نمبر شمار	نام منصوبہ
۱۔	رورل ڈرینج سکیم ۱۱۷-جی بی	۲۔	رورل ڈرینج سکیم ۱۱۲-جی بی
۳۔	رورل واٹر سپلائی سکیم ۱۲۴-جے بی	۴۔	رورل ڈرینج سکیم ۲۲۰-جی بی
۵۔	واٹر سپلائی سکیم ۲۲۰-ر ب	۶۔	واٹر سپلائی سکیم ۲۰۱-ر ب
۷۔	واٹر سپلائی سکیم ۱۱۷-جے ب	۸۔	۲۰۴-ر ب
۹۔	ڈرینج سکیم ۵۶۲-جی بی	۱۰۔	ڈرینج سکیم ۴۸۴-جی بی
۱۱۔	واٹر سپلائی سکیم ۲۲۰-جی بی	۱۲۔	واٹر سپلائی سکیم ۲۱۵-جی بی
۱۳۔	واٹر سپلائی سکیم ۲۲۳-جی بی	۱۴۔	ڈرینج سکیم ۴۷-جی بی
۱۵۔	واٹر سپلائی سکیم ۶۷-جی بی	۱۶۔	واٹر سپلائی سکیم ۱۱۵-جی بی
۱۷۔	سیوریج سکیم راجباہ پلیانی	۱۸۔	ڈرینج سکیم ۴۲-جی بی
۱۹۔	واٹر سپلائی ۵۲۱-جی ب	۲۰۔	ڈرینج سکیم ۶۳-جی بی
۲۱۔	ڈرینج سکیم ۱۲۲-جی بی	۲۲۔	ڈرینج سکیم ۶۱-جی بی
۲۳۔	ڈرینج سکیم ۲۴-جی بی	۲۴۔	ڈرینج سکیم ۵۵۶-جی بی
۲۵۔	ڈرینج سکیم ۵۹۱-جی بی	۲۶۔	ڈرینج سکیم ۲۰۸-جی بی
۲۷۔	ڈرینج سکیم ۲۱۷-جی بی	۲۸۔	ڈرینج سکیم ۴۸۳-جی بی
۲۹۔	ڈرینج سکیم ۴۸۷-جی بی	۳۰۔	ڈرینج سکیم ۶۰-ر ب
۳۱۔	واٹر سپلائی سکیم ۱۳۸-جی بی	۳۲۔	واٹر سپلائی سکیم ۴۱-جی بی
۳۳۔	واٹر سپلائی سکیم ۴۶-جی بی	۳۴۔	ڈرینج سکیم ۲۰۲-جی بی
۳۵۔	ڈرینج سکیم ۱۸۵-ر ب	۳۶۔	ڈرینج سکیم ۱۷۳-جی بی
۳۷۔	ڈرینج سکیم ۱۷۴-جی بی	۳۸۔	ڈرینج سکیم ۴۷۰-جی بی
۳۹۔	ڈرینج سکیم ۱۹۰-ر ب	۴۰۔	واٹر سپلائی سکیم اکبر آباد

نوٹ: منصوبہ جات جو کہ سیریل نمبر ۳، ۵، ۶، ۷، ۹، ۱۰ تا ۱۴، ۱۶، ۱۸، ۱۹ اور ۲۶ تا ۲۹ و ۳۴ پر ہیں وہ اے ڈی پی ۹۶-۱۹۹۵ء میں شامل ہوئے ہیں اور باقی نہیں۔

تفصیل منصوبہ جات فراہمی آب و نکاسی آب جو محکمہ کی سفارش پر اے ڈی پی ۹۶-۹۵ میں شامل کئے گئے۔

برائے سال ۹۶-۹۵

نمبر شمار	نام منصوبہ		رقم تخمینہ	مختص کردہ فنڈز
۱۔	واٹر سپلائی سکیم	۱۲۴۔جے بی	۳۰،۰۰۰	۲،۰۰۰
۲۔	۔ایضاً۔	۲۲۰ ر ب	۳۳،۰۰۰	۲،۰۰۰
۳۔	۔ایضاً۔	۲۰۱ ر ب	۳۰،۰۰۰	۲،۰۰۰
۴۔	۔ایضاً۔	۱۱۷۔جے ب	۲۰،۰۰۰	۲،۰۰۰
۵۔	۔ایضاً۔	۲۲۰ جی ب	۳۲،۰۰۰	۲،۰۰۰
۶۔	۔ایضاً۔	۲۱۵ جی بی	۳۲،۰۰۰	۲،۰۰۰
۷۔	۔ایضاً۔	۲۲۳ جی بی	۳۲،۰۰۰	۲،۰۰۰
۸۔	۔ایضاً۔	۶۷ جی بی	۲۵،۰۰۰	۱،۰۰۸
۹۔	۔ایضاً۔	۱۱۵ جی بی	۳۲،۰۰۰	۲،۰۰۰
۱۰۔	۔ایضاً۔	۵۳۱ جی بی	۳۲،۰۰۰	۲،۰۰۰
۱۱۔	ڈرینج سکیم	۵۶۲ جی بی	۲۵،۰۰۰	۱،۰۰۸
۱۲۔	۔ایضاً۔	۴۸۳ جی بی	۲۵،۰۰۰	۱،۰۰۸
۱۳۔	۔ایضاً۔	۷۳ جی بی	۲۵،۰۰۰	۱،۰۰۸
۱۴۔	۔ایضاً۔	۴۲ جی بی	۲۵،۰۰۰	۱،۰۰۸
۱۵۔	۔ایضاً۔	۲۰۸ جی بی	۲۵،۰۰۰	۱،۰۰۸
۱۶۔	۔ایضاً۔	۲۱۷ جی بی	۲۵،۰۰۰	۱،۰۰۸
۱۷۔	۔ایضاً۔	۴۸۳ جی بی	۲۵،۰۰۰	۱،۰۰۸
۱۸۔	۔ایضاً۔	۴۸۷ جی بی	۲۵،۰۰۰	۱،۰۰۸
۱۹۔	۔ایضاً۔	۲۰۲ جی بی	۲۵،۰۰۰	۱،۰۰۸

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

نور حیات کالونی میں پائپ بچھانے کے اقدامات

704۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ دور میں نور حیات اور ظہور حیات کالونی بھلوال میں پانی کی سپلائی کے منصوبہ کا آغاز کیا گیا تھا۔اور ظہور حیات کالونی میں تو پائپ بچھا دیئے گئے ہیں مگر نور حیات کالونی کی آدھی آبادی میں پائپ بچھا کر منصوبہ کو ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے جس کی وجہ سے اس آبادی کے مکینوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک نور حیات کالونی کی بقایا آبادی میں بھی پائپ بچھانے اور پانی کی سپلائی جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں اگرہاں تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری خوش اختر سبحانی):

(الف) منصوبہ آب رسانی بھلوال سپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت ستمبر ۱۹۸۹ء کو منظور ہوا اور تخمینہ کی رقم ۷۰،۲۶،۰۰۰ = (۱۵٪ + ۶۱،۱۰،۰۰۰) روپے تھی گورنمنٹ کی منظور شدہ پالیسی کے تحت میونسپل کمیٹی بھلوال نے ۲۰٪ حصہ جو کہ ۱۴،۰۵،۰۰۰/- روپے بنتا ہے محکمہ کو جمع کروانا تھا اور بقایا ۸۰٪ حصہ جو کہ ۵۶،۲۱،۰۰۰ روپے بنتا ہے وفاقی گورنمنٹ نے بذریعہ گرانٹ اور کمیٹی کو قرضہ دینا تھا اس میں سے میونسپل کمیٹی نے اپنا پورا حصہ محکمہ کو جمع کروا دیا لیکن وفاقی گورنمنٹ کی طرف سے ۵،۵۰،۰۰۰ روپے بقایا ہے جو کہ ابھی محکمہ کو وصول نہیں ہوا منظور شدہ تخمینہ کے مطابق نور حیات کالونی میں تقریباً ۹۰ فیصد پائپ بچھ چکا ہے اور ۱۰فیصد پائپ بچھانا باقی ہے۔

یہ صحیح نہیں ہے کہ ظہور حیات کالونی میں پائپ لائن بچھائی گئی ہے فی الحقیقت پائپ لائن نور حیات کالونی میں بچھائی گئی ہے جب کہ ظہور حیات کالونی میں مستقبل میں توسیع منصوبہ آب رسانی کے تحت پائپ بچھایا جائے گا۔

(ب) چونکہ آب رسانی منصوبہ بھلوال کو شروع ہوئے تقریباً پانچ سال ہو چکے ہیں جس کی وجہ سالانہ

بجٹ میں کم رقم کا مختص ہونا ہے جونہی وفاقی حکومت کی طرف سے بقایا گرانٹ جو کہ ۵،۰۰،۰۰۰ بنتی ہے مل گئی تو نور حیات کالونی کا بقایا کام مکمل کر دیا جائے گا۔

ناجائز قابضین کو ڈیمانڈ نوٹس کا اجراء

720۔حاجی محمد اقبال گھرکی، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر کچی آبادی ایل ڈی اے نے محکمہ اصلاح اسیران پنجاب کے کوارٹر واقع بیگم پورہ باغبانپورہ لاہور کے خسرہ نمبر ۶۶۷ اور ۶۶۸ کے ناجائز قابضین کو ڈیمانڈ نوٹس جاری کئے تھے اگر ہاں تو کیا ایل ڈی اے نے محکمہ داخلہ سے مذکورہ رقبہ اپنے نام منتقل کروا کر ڈیمانڈ نوٹس جاری کئے تھے اور کیا محکمہ کچی آبادی رقبہ اپنے نام منتقل کئے بغیر ایسا کرنے کا مجاز ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب نفی میں ہو تو کیا حکومت مذکورہ رقبہ کے ڈیمانڈ نوٹس منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری خوش اختر سبحانی)،

(الف) حقیقت یہ ہے کہ نمبران خسرہ ۶۶۸،۶۶۷ کے جن قابضین کو سال ۸۶-۱۹۸۵ء کی پریکٹس کے مطابق ڈیمانڈ نوٹس جاری کئے گئے تھے وہ خود تعمیر کردہ مکانات میں رہائش پذیر تھے اس وقت بغیر اراضی منتقل کروائے ڈیمانڈ نوٹس جاری کیے جاتے تھے۔

(ب) بعد ازاں محکمہ داخلہ کی ہدایت کے مطابق جاری شدہ ڈیمانڈ نوٹس ماسوائے گیارہ قابضین جنہوں نے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے منسوخ کیے جا چکے ہیں گیارہ قابضین کے ڈیمانڈ نوٹس پر بعد از فیصلہ عدالت عمل کیا جائے گا۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، چھٹی کی درخواستیں ہیں۔ اب آپ نے ان کی منظوری دینی ہے۔

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عبدالحمید بھٹی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

"میں ایک نجی کام کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا ہوا تھا
اور 20 اور 21 اگست 1995ء کو اسمبلی کے اجلاس میں

حاضر نہ ہو سکا۔ براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد افضل ساہی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

I have been informed by Kh Muhammad Islam , MPA that due to certain pre-engagements , he is unable to attend the session on 20th and 21st August, 1995. Leave may please be granted to him.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری اصغر علی گجر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

"میں بوجہ بیماری 20 اور 21 اگست 1995ء کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھری اختر رسول رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

I have been informed by Mian Muhammad Shehbaz Sharif, MPA, Leader of Opposition that due to pain in the back bone, he could not attend the session held from 12th to 14th September 1995 and the current session. He may kindly be granted leave.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، نامنظور۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ ایسی بات کرتے ہیں تو پھر ووٹنگ کرانی پڑے گی۔ میرے خیال میں منظور ہی کر لیں، کیونکہ روایت ایسی ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

I have been informed by Mian Shehbaz Sharif M.P.A. that he is still under treatment for his back ailment and as such will not be able to attend the present session of the Assembly, of Punjab

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عبدالرؤف مغل رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے

موصول ہوئی ہے

Mian Usman Ibrahim, MPA has informed me to request you on his behalf that as he is going abroad, he can't attend the session on 30-9-1995. He has requested leave for the current session.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

I have been informed by Rana Ashfaq Sarwar that his arm injuring (multiple bone fracture) has to receive further attention of the specialists in the U.K

As such, he will not be able to attend the present session of the Punjab Assembly

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب بادشاہ میر خان آفریدی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

I have been informed by Raja Ashfaq Sarwar, MPA that as he was in the USA for medical treatment, he could not attend the session held from 12 to 14 Sep1995. He has requested for leave for the said dates.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب میاں معراج دین رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

Haji Abdur Razzaq, MPA has informed me that as he is going abroad, he will not be able to attend the Session of the Assembly coming on 30-9-1995 Leave may be granted

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھری وقار علی خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"میں ایک ذاتی کام کی وجہ سے کل مورخہ 30-9-95 اسمبلی اجلاس میں نہ آسکا۔ کل کی رخصت منظور فرمائی جاوے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I have been informed by Sardar Amjad Hamid Khan Dasti, Member, Provincial Assembly of the Punjab, to inform and request you that he is at Karachi for medical treatment and therefore cannot attend the Assembly Session. Please grant him leave of absence from the Session of the Punjab Assembly being held from 30-9-1995 to onward

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری شاہنواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری شاہنواز چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری شاہنواز چیمہ، جناب والا ! میاں شہباز شریف صاحب نے ٹیلیفون تے گل کیتی اے کہ خواہ مخواہ میری application دے کے میئوں بدنام کر دے نیں۔ میں بیمار کوئی نئیں۔ میں اپنے کسے کاروبار دی وجہ تے اتھے آیا ہاں۔

ایک معزز رکن، کیا ٹیلیفون آیا ہے؟

چودھری شاہنواز چیمہ، ہاں ٹیلیفون آیا اے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اسمبلی میں آیا ہے؟ (قطع کلامیاں) یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی مہربانی۔

بلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ھری محمود اختر گھمن : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے ۔

ب ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :-

کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور ہوئی)

مسئلہ استحقاق

ب ڈپٹی سپیکر : اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں ۔ جناب شاہد ریاض ستی صاحب !---اب ہم مجلس قاقات کی رپورٹ پر غور کریں گے ۔ جناب محمود اختر گھمن اپنی تحریک پیش کریں گے ۔

تحریک استحقاق نمبر 3 پر مجلس استحقاقات کی رپورٹ کو ایوان میں زیر غور لانا

دھری محمود اختر گھمن : جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ حاجی محمد اقبال گھر کی ایم پی اے کی طرف سے منٹ ماسٹر پاکستان منٹ لاہور کے رویے کے خلاف پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر ۳ پر مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں زیر بحث لائی جائے ۔

اب ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ حاجی محمد اقبال گھر کی ایم پی اے کی طرف سے منٹ
ماسٹر پاکستان منٹ لاہور کے رویے کے خلاف پیش کردہ
تحریک استحقاق نمبر ۳ پر مجلس استحقاقات کی رپورٹ کو زیر
غور لایا جائے۔

اس میں اگر کوئی ترمیم پیش کرنا چاہتا ہے تو وہ کرسکتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر اس پر ہی ہم چلتے ہیں۔ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے لہذا اب میں question put کرتا ہوں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

کہ حاجی محمد اقبال گھر کی ایم پی اے کی طرف سے منٹ
ماسٹر پاکستان منٹ لاہور کے رویہ کے خلاف پیش کردہ
تحریک استحقاق نمبر ۳ پر مجلس استحقاقات کی رپورٹ کو زیر
غور لایا جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

اگر کسی نے اس رپورٹ پر اظہار خیال کرنا ہو تو اسے اجازت دی جاتی ہے۔

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، سید ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! یہ رپورٹ جو ابھی پیش ہوئی ہے جو کہ نہ ابھی پڑھی گئی ہے اور نہ اس پر کوئی غور خوض ہونا ہے اور اس سے پہلے بھی بہت ساری رپورٹس پیش کی جاچکی ہیں۔ جو میرے متعلقہ ہیں۔ تابش صاحب کے متعلقہ ہیں۔ اور اس پر ہم نے اظہار خیال کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو پھر آپ نے نوٹس دینا ہوتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! ہم نے نوٹس دیا ہوا ہے۔ اس پر بھی اگر کسی نے اظہار خیال کرنا ہے تو وہ نوٹس دیاجائے گا۔ پھر اس پر اسمبلی میں ڈیبیٹ ہو گی۔ وہ ہم نے نوٹس دیے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ جب سیشن prorogue ہوتا ہے تو ساتھ ہی تمام نوٹس بھی lapse ہو جاتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا ! میں یہ عرض کررہا ہوں کہ اس پر بھی یہ نوٹس دیاجائے گا کہ وہ اس پر

یہ کرنا چاہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، انھوں نے اس پر نوٹس دیا۔ نوٹس کے ذریعے یہ اسمبلی میں آئی ۔ تو اس کے لیے آپ بھی نوٹس دے سکتے ہیں۔

چودھری محمود اختر گھمن ، جناب سپیکر ! اس بارے میں میں نے نوٹس دیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی مجھے پتا ہے ۔ تو کوئی اس پر اظہار خیال نہیں کرنا چاہتے ۔ اب سوال یہ ہے ..

کہ ایوان حاجی محمد اقبال گھرکی ایم پی اے کی طرف سے منٹ ماسٹر پاکستان منٹ لاہور کے رویے کے خلاف پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر ۲ پر مجلس استحقاقات کی رپورٹ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۹۵ء سے اتفاق کرتا ہے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

یہ جو رپورٹ استحقاقات کی کمیٹی نے کی ہے اس کو منظور کیا جاتا ہے ۔

چودھری محمود اختر گھمن ، شکریہ جناب سپیکر !

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب شاہد ریاض ستی صاحب ! موجود ہیں ؟

سید تابش الوری ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

نشان زدہ سوال نمبر 1382 کا غلط جواب(------جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایک منٹ ۔ یہ ایک تحریک استحقاق پچھلے اجلاسوں سے pending چلی آرہی ہے ۔ یہ جناب شاہد ریاض ستی کی تھی ۔ تو یہ بھی pending ہے کیونکہ اس وقت لوکل باڈیز کے منسٹر جناب سید ناظم حسین شاہ صاحب تھے ، وہ آنہ سکے اس لیے ہم نے اس کو pending کیا ہوا تھا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں محمد افضل حیات) ، جناب والا ! اگر وہ کچھ فرمانا چاہیں تو بات کرلیں میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ نے جواب دینا ہے ۔ وہ پڑھ چکے ہیں اور شاید وہ سٹیٹمنٹ بھی دے چکے تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں گزارش صرف اتنی ہے کہ تحصیل کوٹلی ستیاں اور تحصیل کہوٹہ میں ترقیاتی کام کسی کی وساطت سے نہیں ہوئے بلکہ عوامی مطالبہ اور آبادی کے تناسب سے کرائے جا رہے ہیں ۔ مزید برآں ضلع کونسل راولپنڈی نے کسی بھی ترقیاتی منصوبہ کی تکمیل یا اجراء کے سلسلہ میں کسی شخصیت کے نام کے متعلق کوئی تختی آویزاں نہیں کی ہے ۔ اور نہ ہی ضلع کونسل نے اس مد میں کوئی فنڈ درج کیا ہے ۔ البتہ اگر کسی شخص نے اپنی کوئی تختی لگوا لی ہے تو ان سے ضلع کونسل کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ کسی بھی ممبر کی کسی بھی شخصیت کے متعلق ضلع کونسل کے فنڈ سے کوئی تختی آویزاں نہیں کی گئی ۔ نہ ہی ان کے کسی حکم کے مطابق کوئی تختی آویزاں کی گئی ہے ۔ اگر کسی نے وہاں پر کوئی اپنی تختی یا کسی دیوار پر اپنے متعلق کچھ لکھوایا ہے تو اس سے ضلع کونسل کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔اس لیے یہ واقعاتی طور پر بھی تحریک استحقاق نہیں بنتی ۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی لاء منسٹر نے جواب دیا تھا۔ تو سپیکر صاحب نے اس تحریک کے متعلق رولنگ دی تھی کہ اسے relating Minister کے جواب تک pending کیا جائے اور انتظار کیا جائے ۔ تو میں نے اپنے ایک سوال کے غلط جواب کی وجہ سے تحریک استحقاق پیش کی تھی ۔ basically میں آپ کو highlight کرنا چاہتا ہوں ۔ اور اس کے بارے میں میں نے باقاعدہ ایوان میں تصاویر بھی پیش کی ہیں ۔ اور تمام چیزیں پیش کی ہیں ۔ اور سپیکر صاحب کو اس چیز کا علم ہے۔ اسی لیے سپیکر صاحب نے یہ رولنگ دی تھی کہ متعلقہ وزیر سے اس کا جواب لیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تختی ضرور لگی ہوئی ہو گی ۔ میں اس سے انکار نہیں کرتا۔ لیکن کسی تختی کے لگنے سے ضلع کونسل کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔لوکل گورنمنٹ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ چونکہ شاہد ریاض ستی صاحب کی تحریک استحقاق میرے خیال میں تقریباً بجٹ اجلاس کے دنوں سے چلی آ رہی تھی ۔ ایک دو اجلاس بھی ہوئے پھر بھی pending چلی آتی رہی ۔

اب چونکہ ان کا جو سوال تھا اس میں یہ تھا کہ ضلع کونسل نےاپنے خرچے سے یہ تختیاں لگائی ہیں۔ جبکہ وزیر موصوف نے categorically کہہ دیا ہے کہ ضلع کونسل نے کوئی تختی ازخود نہیں لگائی۔ اگر کسی اور شخص نے اپنے خرچے سے لگا لی ہے تو اس سے ضلع کونسل کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ چونکہ technically یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی لہذا میں اس کو rule out کرتا ہوں۔

جناب شاہد ریاض ستی : پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ اب تو میں اسے رول آؤٹ کر چکا ہوں۔

جناب شاہد ریاض ستی : جناب والا! اس پر پہلے رولنگ آچکی ہے۔ ان سے پہلے کے لاء منسٹر نے اس کا جواب دیا تھا اور جناب سپیکر نے اس پر رولنگ دی تھی کہ جو متعلقہ وزیر ہیں وہ اس کا جواب دیں گے۔ اس کے علاوہ میں نے ایوان میں تمام ثبوت بھی پیش کر دیے ہیں۔ اس لیے اب متعلقہ وزیر سے جواب لینے کے لیے اسے پینڈنگ رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے اب رول آؤٹ کر دی ہے۔ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے۔

جناب محمد بشارت راجہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی پوائنٹ آف آرڈر راجہ بشارت۔

جناب محمد بشارت راجہ : جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ آپ نے تحریک استحقاق کو رول آؤٹ کر دیا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ نہ صرف ضلع کونسل کے خرچ سے وہاں پر بورڈ لگے ہیں بلکہ ہمارے پاس ضلع کونسل کے لیٹرز موجود ہیں جو مختلف غیر منتخب شدہ شخصیتوں کو جاری کیے گئے ہیں کہ آپ ہمیں فنڈز کے لیے اپنی سکیمیں دیں۔ اس لیے اس میں مناسب یہی تھا کہ اگر منسٹر لوکل گورنمنٹ کا انتظار کیا جاتا۔ وہ جواب دیتے اور آج تک یہ اسی لیے پینڈنگ ہوتی چلی آرہی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : دیکھیے۔ راجہ بشارت صاحب تشریف رکھیں۔ آپ کو تو مجھ سے بھی زیادہ پتا ہے۔ میرے خیال میں آپ 85ء سے ممبر چلے آرہے ہیں۔ تحاریک استحقاق جو ہوتی ہیں جب سیشن prorogue ہوتا ہے تو یہ ساتھ ہی ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔ یہ تو سپیکر صاحب نے مہربانی کی اور یہ جون سے متواتر چلی آرہی ہے جو کہ رولز کی خلاف ورزی ہے۔ یہ بھی آپ کے لیے ہی ایسا کیا گیا۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ آج سیشن کا آخری دن ہے اس کو پھر اگلے سیشن تک رکھا جائے

اور اس طرح سے پھر یہ غلط روایت جنم لے کہ ہم آٹھ آٹھ ' دس دس اجلاس سے ایک ہی تحریک استحقاق کو پینڈنگ کرتے چلے آئیں۔ مہربانی ' شکریہ۔ ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب کی تحریک استحقاق ہو گئی تھی۔ اب آگے ملک نسیم الدین خالد صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

وہ کل بھی تشریف نہیں رکھتے تھے۔ آج بھی تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ لہذا یہ ڈسپوز آف تصور ہو گی۔

سید تابش الوری ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی سید تابش الوری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! میں ایک اہم مسئلے کے سلسلے میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔ عمومی طور پر قواعد کے مطابق سوالات کے بعد تحریک استحقاق کا وقت ہوتا ہے۔ لیکن تحریک استحقاق کے وقت سے پہلے آپ نے مجلس استحقاق کی رپورٹ کی ایک تحریک پر غور فرمایا ہے۔ تو اس پر سوال یہ ہے کہ کیا اس تحریک کو مجلس استحقاق کی تحریک سمجھا جائے گا اور اس کا وہی درجہ ہو گا جو استحقاق کی تحریک کا ہوتا ہے ایک عمومی نوعیت کی تحریک تصور کی جائے گی۔ اگر اس پر غور کرنے کی تحریک عمومی نوعیت کی تحریک ہے تو کیا اسے سرکاری کارروائی کے دن آنا چاہیے یا غیرسرکاری کارروائی کے دن آنا چاہیے اور اسی کے ساتھ یہ سوال بھی ہے کہ اگر یہ سرکاری کارروائی کے دن آ سکتی ہے تو کیا اسے استحقاق سے بھی پہلے زیر بحث آنا چاہیے؛ میں چاہتا ہوں کہ اس پر اگر آپ کی رولنگ آ جائے تو ایسی بہت سی تحریکیں ہیں ان کے سلسلے میں ہمیں رہنمائی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تابش الوری صاحب نے یہ پوائنٹ آف آرڈر بڑے موقع پر کیا ہے اور ایک نشاندہی کی گئی ہے۔ تو میں تابش الوری صاحب سے کہوں گا کہ آپ رول 61 ملاحظہ کیجیے۔

(61) Priority for consideration of report of the Committee

اس میں لکھا ہوا ہے کہ ،

> A motion that the report of the Committee be taken into consideration shall be accorded the priority assigned to a matter of privilege and when a date has already been fixed for the consideration of the report, it shall be given priority as a

matter of privilege on the day so appointed.

تو لہذا اسے privilege کے matter سے بھی priority دی جائے گی۔ رول (61) اس میں واضح ہے۔ تو کمیٹی کی طرف سے جو بھی رپورٹ آئے گی اس کو آپ priority پر consider کریں گے۔

سید تابش الوری، تو جناب! ہم یہی کہنا چاہیں گے کہ اس سے پہلے ہم نے جب بھی ان تحریکوں کو زیر غور لانے کے لیے تحریکیں پیش کی ہیں تو ہماری کسی بھی تحریک کو زیر غور لانے کے لیے ایجنڈے پر نہیں لایا گیا ہے۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ آپ نے کوئی نیا طریق کار اختیار کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی اگلی تحریک استحقاق سردار حسن اختر موکل صاحب کی ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں نے سوال یہ کیا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے اپنی رولنگ دے دی ہے۔

سید تابش الوری، نہیں۔ وہ آپ کی رولنگ اپنی جگہ۔ میں نے یہ کہا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے رولنگ دے دی ہے۔ باقی دفتر کے کئی معاملات ہیں جو یہاں زیر بحث نہیں لائے جا سکتے۔ آپ میرے پاس آنا میں آپ کو بتا دوں گا۔ جی سردار حسن اختر موکل صاحب کی تحریک استحقاق نمبر۲ تحصیلدار چونیاں کے متعلق تھی۔ میرے خیال میں آپ نے اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دے دی تھی۔

سردار حسن اختر موکل، جی۔ میں نے اس پر اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دے دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو لاء منسٹر صاحب اس پر کیا فرماتے ہیں؟

ملک نعیم الدین خالد، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر پر فرمائیں۔

ملک نعیم الدین خالد، جناب سپیکر! میں نے اپنی تحریک استحقاق کے لیے آپ سے کہا ہے کہ وہ پینڈنگ کر لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ آج تو سیشن ختم ہو جائے گا۔

ملک نعیم الدین خالد، اگلے سیشن پر کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ اگلے سیشن کی روایت اب بند ہونی چاہیے۔ میں نے یہ ڈسپوز آف کر دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

ملک نعیم الدین خالد ، جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی میں نے آپ سے گزارش کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ یہ بات اچھی نہیں ہے۔ یہ ہمارے لیے اچھی روایت نہیں ہے کہ خواہ مخواہ کیوں پینڈ نگ کریں۔

ملک نعیم الدین خالد ، جناب سپیکر! اس لیے کہ مجھے لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ اسے پینڈ نگ کروا لیں۔ اگلے سیشن پر کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ تو میں ڈسپوز آف کر چکا ہوں۔ آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔

ملک نعیم الدین خالد ، جناب سپیکر ! میں نے اس وقت آپ سے گزارش کی تھی۔ اگر آپ مجھے کہتے کہ میں نے ڈسپوز آف کرنی ہے تو میں پھر باہر نہ جاتا۔ آپ اسے اب ٹیک اپ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ وہ تو میں اب ڈسپوز آف کر چکا ہوں۔

ملک نعیم الدین خالد ، جناب سپیکر! یہ تو پھر میرے ساتھ زیادتی ہے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر ! ان کی تحریک استحقاق اگر ڈسپوز آف ہو بھی گئی ہے تو اس کے باوجود میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ان کا matter sort out کر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی وہ آپ ہاؤس سے باہر کر لینا۔

وزیر قانون ، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، لاء منسٹر صاحب ہاؤس سے باہر آپ کو بلا کر آپ کی تسلی کرا دیں گے۔

ملک نعیم الدین خالد ، جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ اسے پینڈ نگ کروا لیں۔ اس دوران ہم ہاؤس سے باہر اس پر بات کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ اب یہ پینڈ نگ نہیں ہو سکتی۔ میں نے جب ایک فیصلہ دے دیا ہے تو فیصلہ سب کے لیے یکساں ہوتا ہے۔

ملک نعیم الدین خالد ، میں نے آپ سے فیصلہ دینے سے پہلے گزارش کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، دیکھیے ناں۔ آپ حاضر نہیں تھے۔ آج سیشن ختم ہو جائے گا۔ میں اسے پینڈنگ کیسے کر سکتا تھا؟

ملک نعیم الدین خالد ، میں اس لیے حاضر نہیں تھا کہ میرے ایک محترم منسٹر صاحب نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ اسے پینڈنگ کروا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ منسٹر صاحب یا دوسرے معزز اراکین ہاؤس میں ہمارے لیے سب برابر ہیں۔ اپوزیشن کے دوست بھی، سرکاری بنچز کے بھی، وزراء بھی، ہماری نظر میں سب برابر ہیں۔

ملک نعیم الدین خالد ، جناب! آپ بالکل بجا کہہ رہے ہیں۔ لیکن میں نے اس سے پہلے آپ سے گزارش کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی لاء منسٹر صاحب، آپ ان کو بلا کر اور ان کو لے کر فیصلہ کر دیں۔ مہربانی شکریہ۔

ملک نعیم الدین خالد ، جناب! یہ میرے ساتھ بالکل سراسر زیادتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ بیٹھ جائیں۔ تشریف رکھیں۔

ملک نعیم الدین خالد ، جناب! میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے)

میاں فضل حق ، وہ واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ان کو منا لاتے ہیں۔ پستونجی صاحب آپ جائیں اور اپنے ساتھی کو لائیں۔ محمد شریف ڈوگر صاحب آپ بھی جائیں۔ وہ ہمارے فاضل رکن ہیں۔ وہ خواہ مخواہ ناراض ہو گئے۔

میاں عبدالستار ، پوائنٹ آف آرڈر ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی پوائنٹ آف آرڈر میاں عبدالستار۔

میاں عبدالستار ، جناب سپیکر! ملک نعیم الدین خالد صاحب واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ پہلے ہی حکومت کو ووٹوں کی فکر ہے اور پیپلز پارٹی والے دوست جو ہیں وہ جونیجو گروپ کے لوگوں کو توڑ رہے ہیں۔ تو یہ آج واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ اس طرح تو اور کمی ہو جائے گی۔ اس لیے ان کو بلا لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی لاء منسٹر۔

تحصیل دار چونیاں کی جانب سے اراکین اسمبلی کے بارے میں غلط ریمار کس(--جاری)

وزیر قانون : جناب والا! سردار صاحب کی تحریک استحقاق کل یہاں پر پیش ہو چکی ہے۔ تو اس میں میری یہ گزارش ہے کہ جو رپورٹ مجھے ملی ہے وہ یہ ہے کہ سردار صاحب ایک مسئلے کے لیے تحصیل دار کے پاس تشریف لے گئے تھے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ملک نعیم الدین خالد واک آؤٹ ختم کر کے ہاؤس میں واپس آ گئے)

اس نے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ میں نے کسی قسم کی کسی کے ساتھ کوئی بد تمیزی نہیں کی۔ نہ ہی میں نے کسی ممبر اسمبلی' کسی وزیر یا محترم وزیر اعلیٰ صاحب کسی کی شان میں کوئی گستاخانہ لفظ یا کوئی ریمار کس میں نے نہیں دیا۔ یہ اس کی واقعاتی پوزیشن ہے۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ یہ تشریف نہیں لے گئے یا ادھر کوئی بات نہیں ہوئی۔ لیکن صرف بات اتنی تھی بقول تحصیل دار کے کہ اس دن اس کا دورہ تھا۔ اس نے کہا کہ جہاں پر میرا دورہ ہے وہاں پر آپ تشریف لے آئیں۔ میں یہ انتقال کر دوں گا۔ اس کے اوپر کچھ لفظوں کی تلخ کلامی بھی ہوئی ہو گی۔ لیکن کوئی ایسا ریمار کس جو کسی کی شان میں یا اسمبلی کے کسی ممبر کی شان میں ہو اس سے وہ انکاری ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں اس کے متعلق ہر جگہ یہ کہنے کے لیے تیار ہوں کہ میں سب کی عزت کرتا ہوں اور میں نے کوئی ایسا بیان نہیں دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- جی سردار حسن اختر موکل صاحب ۔

سردار حسن اختر موکل: جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں کچھ عرض کروں مجھے ایک کہاوت یاد آ رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس مقدس ہاؤس میں جب ہم حلفاً یہ بات کرتے ہیں اور ہمارے یہ استحقاقات ہیں جب ہم کوئی بھی تحریک استحقاق یا کوئی موشن پیش کرتے ہیں تو اس کی رپورٹ اسی آدمی سے مانگی جاتی ہے تو جناب والا چور کیسے کہے گا کہ میں نے چوری کی اور یہاں پر مجھے وہ بات یاد آ رہی ہے کہ کوئی شریف آدمی ملاں نصیر الدین کے پاس گیا کہ بھائی آج مجھے ضرورت ہے اور مجھے آج اپنا گدھا ذرا دے دو میں نے اس پر کام جانا ہے تو ملاں صاحب فرمانے لگے کہ گدھا تو آج ہے نہیں وہ کوئی لے گیا ہے گھر میں نہیں ہے وہ ابھی بات کر رہے تھے کہ گدھا اندر سے ہینگنے لگا جناب۔ اس نے کہا کہ ملاں صاحب دیکھیے گدھا اندر ہینگ رہا ہے اس نے کہا کہ یار عجیب آدمی ہو میری بات پر تو تم یقین نہیں کرتے گدھے کی بات پر یقین کر رہے ہو ۔

جناب والا گزارش یہ ہے کہ جب کوئی تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہوتی ہے تو انکوائری تو وہاں پر ہوتی ہے وہاں پر بھی ایسے ہی فیصلے نہیں آ جاتے یہ کمیٹی بنی ہی اسی لئے ہے۔ میں یہ عرض کروں گا اور محترم وزیر قانون میرے بڑے بھائی بھی ہیں میں ان سے یہ عرض کروں گا اور میں آپ سے بھی عرض کروں گا میں نے کل بھی یہ عرض کی تھی کہ اس نے جو بدتمیزیاں کی تھیں اس نے جو ریمارکس پاس کیے تھے یہ ایسے غلط الفاظ ہیں کہ گالی کو دھرانا بھی گالی بن جاتا ہے اگر میں یہاں on the floor of the House یہ باتیں کروں تو میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی غیر اخلاقی چیزیں ہوں گیں اسے کمیٹی کے سپرد کر دیجیے وہاں پر آمنا سامنا ہو گا وہاں پر میں شہادتیں پیش کروں گا اس وقت میرے ساتھ ایک آدمی ہی نہیں تھا بلکہ میرے ساتھ ڈیڑھ سو آدمی تھا حلف پر بات وہاں پر بھی ہوتی ہے حلف پر یہاں پر بھی ہے۔

میں آپ کی وساطت سے اس مقدس ایوان کو یاد دلانا چاہتا ہوں اور آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۱۹۸۵ء سے لے کر آج تک آپ یہ دیکھ لیں کہ میں نے کتنی تحاریک استحقاقات پیش کی ہیں میں نے وہی پیش کی ہیں جن پر میرا استحقاق بنا یا جس کو میں نے سمجھا کہ اسے اس مقدس ایوان میں لایا جائے۔

جناب والا! جہاں تک تعلق یہ ہے کہ ایک تحصیلدار نے یہ کہا تحصیلدار جب اپنی کرسی پر بیٹھا تھا اس وقت اس کے ذہن میں اگر یہ بات ہوتی کہ کسی بھی معزز ممبر کے خلاف اگر اس نے غلط ریمارکس دیئے تو اس کے خلاف کیا ہو سکتا ہے تو یقیناً وہ نہ کرتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک طرف اس کی یہ دیدہ دلیری ہے اور دوسری طرف دروغ گوئی جھوٹ اور منافقت ہے تو جناب والا میری یہ استدعا ہے کہ میری یہ تحریک منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جائے تاکہ حقائق کا پتہ چل سکے۔ شکریہ جناب

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! کیا آپ یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ آپ ہاؤس سے باہر تحصیلدار کو بلائیں۔

وزیر قانون: جناب والا! میں اس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ سردار صاحب میرے لیے بہت قابل احترام ہیں میں نے پہلے enquire کی ہے اور میں اب پھر یہ کہتا ہوں کہ جہاں تک ان کی تسلی ہو سکے گی میں ان کی پوری تسلی کراؤں گا۔ اس نے جو کوتاہی کی ہے یا جو غلط بیانی کی ہے اس

کی اس کو پوری سزا ملے گی۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ کیوں نہیں اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتے وہاں پر معزز ممبر ہیں اور اس ہاؤس کے تقدس کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ آپ کو اس کمیٹی پر اعتماد نہیں ہے یا پھر کیا بات ہے۔ جناب والا! میں تو یہ پوچھنے کی جرأت کروں گا کہ کیا آپ کو اس کمیٹی پر اعتماد نہیں ہے کیا وہ کمیٹی ایک ممبر کے استحقاق کو watch نہیں کر سکتی۔ مجھے اپنے بڑے بھائی کی تمام باتوں پر یقین ہے ---------

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

لیکن میں یہ اس لیے نہیں چاہتا میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے معزز اراکین کے جو استحقاقات ہیں ان پر ہاتھ ڈالنے کی کسی کو جرأت نہ ہو یہ میرا ذاتی مسئلہ نہیں ہے اگر صرف یہ کہہ دیا جاتا کہ اس نے صرف میری ذات تک بات کی ہے تو میں اپنی ذات کی حد تک بات کر لیتا۔ جناب والا! میں پھر عرض کروں گا کہ میری یہ بار بار درخواست ہے اور اگر مجھے اب بھی مجبور کیا گیا تو میں یہاں پر ان معزز ممبران کے نام بھی لے دوں گا اور وہ ریمارکس بھی دہرا دوں گا ۔ لیکن خدا کی لیے وہ ایسی باتیں ہیں کہ وہ باتیں دہراتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے اس لیے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے اور اس کی رپورٹ کی روشنی میں جو یہ ایوان اور آپ مناسب سمجھیں وہ کرلیں اگر یہ میری ذات کا مسئلہ ہوتا تو میں ضرور withdraw کر لیتا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔ وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ بھی سن لیتے ہیں ۔

وزیر قانون ، جناب والا ! میں نے تو صرف درخواست کی ہے کہ سردارحسن اختر موکل کا اور ایک تحصیلدار کا کوئی مقابلہ نہیں ہے اور میں ان کو اکٹھا نہیں دیکھ سکتا تو اسلیے کہ یہ جو بھی فرمائیں گے اور جس طریقے سے بھی ان کی تسلی ہو گی ہم ان کی تسلی کریں گے ۔

جناب سپیکر ، میرا خیال ہے کہ ان کی تسلی اس طرح سے ہوتی ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور آپ مہربانی سے اعتراض نہ کیجیے ۔

اس تحریک کو میں استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ اس کی رپورٹ ایک ماہ کے اندر آنی چاہیے

سردار حسن اختر موکل ، شکریہ جناب۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب التوائے کار کی تحریکیں شروع ہوتی ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! کل میں نے آپ کی خدمت میں ایک تحریک استحقاق بھیجی تھی۔

جناب سپیکر، یہاں تو جو آخری تھی وہ بھی ختم ہو گئی۔

سید تابش الوری، جی کیا فرمایا۔

جناب سپیکر، آخری تحریک استحقاق بھی نمٹا دی گئی ہے اس کے بعد اب کوئی نہیں ہے----وہ تحریک جو گرفتاری کے متعلق تھی۔

سید تابش الوری، جی۔

جناب سپیکر، وہ میں نے تحقیق کی ہے۔ آپ میرے پاس تشریف لائیں۔ وہ انہوں نے بالکل درست کی ہے اور جو دوسری بات ہے اس کے بارے میں بھی میں نے تحقیق کی ہے اس میں کوئی flaw نہیں ہے اس لیے کہ چونکہ یہ واقعہ چند دن پہلے ہو گیا تھا اور میں نے آرڈر کیا تھا کہ اس کی اطلاع ارکان اسمبلی کو دے دی جائے۔ چونکہ یہ ہاؤس بھی آ رہا تھا پھر یہ طے پایا کہ اسی دن circular کے طور پر تمام اراکین کو اطلاع دے دی جائے کہ یہ واقعہ ہو گیا ہے۔ وہ دونوں چیزیں قانون اور دستور کے مطابق ہی کی گئی ہیں اس لیے وہ تحریک یہاں نہیں لائی گئی۔

سید تابش الوری، جناب والا! اس میں دو باتیں بڑی واضح تھیں قانون کے مطابق گوشوارہ دوئم میں یہ اطلاع دینے کے لیے ایک proforma دیا گیا ہے اور قاعدے میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ کسی بھی رکن اسمبلی کی گرفتاری یا اس کی رہائی کے سلسلے میں اس proforma پر اس کے مطابق اطلاع دی جائے گی۔

جناب سپیکر، اسی کے مطابق یہ سب کچھ ہوا ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! یہ اس کے مطابق نہیں ہے۔ آپ خود غور فرمالیں۔

جناب سپیکر، جی میں نے غور کر لیا ہے۔

سید تابش الوری، ہمارے پاس جو آپ نے کاپی بھیجی ہے وہ اس کی فوٹو سٹیٹ کاپی ہے ظاہر ہے کہ اس proforma پر نہیں ہے۔

نمبر ۲ یہ کہ اس کارروائی کو اجلاس کے دوران ہمارے پاس ہال پہنچایا گیا اور طریقے کے

مطابق جب اجلاس ہو رہا ہو آپ کو اسے پڑھ کر سنانا چاہیے۔ آپ نے وہ پڑھ کر نہیں سنایا ان دونوں اعتبار سے قواعد کی خلاف ورزری ہوئی ہے اور یہ ایک فنی نکتہ ہے اور آئندہ کے لیے دوسرے محکموں پولیس اور عدالتوں کے لیے آپ کی طرف سے رہنمائی ہوئی ہے اس میں کسی کو کوئی سزا نہیں ملنی لیکن ایک طریقہ کار کو اپنانے کے لیے آپ کی جانب سے ایک رولنگ آنا ہے ہدایت ملنی ہے اس لیے میں چاہتا تھا کہ آپ اسے پڑھنے کی اجازت دے دیں آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں اور اس کی روشنی میں تمام محکموں کو ہدایات جاری ہو جاتیں ۔ اس میں کوئی ایسا مقصد تو نہیں ہے ----

جناب سپیکر، شاہ صاحب ۔ میں نے آپ کی بات توجہ سے سنی ہے میں نے آپ کی تحریک پر پورا غور کیا ہے میں پوری تحقیق کی ہے اس میں قانون اور قاعدے کے خلاف کوئی ایسی بات نہیں ازراہ کرم آپ اجلاس کے بعد تشریف لائیے اس پر ہم آپس میں بات کر لیتے ہیں اور I am open to conviction ا گر اس میں کوئی بات ہے تو جس طرح آپ نے کہا ہے اور جو پوائنٹ اٹھایا ہے اس کے مطابق میں اپنی رائے بدلنے کے لیے تیار ہوں لیکن اس وقت تک میں نے جو بھی فیصلہ کیا ہے وہ اپنے سیکرٹریٹ سے مشورہ کر کے ، دیکھ کر اور تحقیق کر کے کیا ہے ۔ آپ تشریف لے آئیں دوبارہ اس پر بات کر لیں گے ۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ مورخہ 22 جون کو یہاں ایوان میں وزیر قانون نے یہ یقین دہانی کرائی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب خود اپنی نگرانی میں گوجرانوالہ جی ٹی روڈ کی نگرانی میں تکمیل چاہتے ہیں ۔ اور پورے گوجرانوالہ عوام کے مفاد کی خاطر انشاء اللہ اس منصوبے پر فی الفور تعمیر شروع ہو جائے گی ۔ جناب سپیکر ، وزیر قانون ، آج یہاں ایوان میں موجود ہیں ۔ اور گوجرانوالہ شہر جو کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا ہے ۔ اس کے حوالے سے بار بار اس ایوان میں یقین دہانیاں کرائی گئیں ۔ اس ایوان میں غلط بیانی کی گئی ۔ میں چاہوں گا کہ آج وزیر قانون اس ایوان میں یہ بیان کریں کہ کیا فی الفور کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر ، آپ فی الفور پر زور دے رہے ہیں انشاء اللہ پر بھی تو زور دیجیے ناں۔ انشاء اللہ اور فی الفور میں مقابلہ ہے ۔ وزیر قانون صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: محترم وزیر اعلیٰ نے گوجرانوالہ ڈویژن کے نمائندگان اور دوسرے کچھ افراد کی میٹنگ بلائی تھی۔ یہاں پہ جناب اظہر الحسن ڈار صاحب نے بھی اس کا ذکر کیا تھا اور اس سے زیادہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے خود اس مسئلے میں اپنی دلچسپی کا اور اس کے متعلقہ اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا۔ اور انھوں نے حکم دیا تھا کہ اس کو فوراً شروع کر کے ان تکالیف کو دور کیا جائے۔ اور یہ مسئلہ پہلے ہی take up ہو چکا ہے۔ اور اس کے اوپر انشاء اللہ عمل ضرور ہو گا۔

جناب سپیکر: یہ بات کبھی انشاء اللہ کے دائرے سے آگے بھی تو نکلنی چاہیے۔ اب آپ نے انشاء اللہ کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ یہ بڑی مبارک term ہے اور بڑے کام کی ہے۔ سیاستدان کو اس کا بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اللہ پر چھوڑ دی گئی ہے۔ لیکن اس پہ حکومت کی طرف سے بھی کوشش ہو گی۔ پھر بھی میں انشاء اللہ کا لفظ استعمال کرتا ہوں۔

جناب ایس اے حمید: آپ بھی انشاء اللہ کے الفاظ دو سال سے سنتے رہے ہیں اور میں بھی سنتا رہا ہوں۔ لیکن مجھے آپ کی اپنی observation چاہیے۔

جناب سپیکر: میری observation یہ ہے کہ گوجرانوالہ کے مسائل فوری توجہ کے مستحق ہیں۔ از راہ کرم حکومت گوجرانوالہ کے شہری مسائل پر فوری توجہ دے------- یہ تحریک التوائے کار جناب عبدالواحد ہمایوں صاحب، جناب عبیداللہ شیخ اور جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی طرف سے۔

مسلم کالونی شاہدرہ میں لاہور کارپوریشن کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے عوام کو پریشانی

جناب عبیداللہ شیخ: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور شہر کے قریب واقع راوی پار شاہدرہ کی نواحی آبادی مسلم کالونی بیشتر مسائل سے دو چار ہے۔ جہاں سڑکوں کی خستہ حالی گٹروں کا ابلنا پانی اور برساتی جوہڑ جیسے نمایاں مسائل وہاں کے مکینوں کے لیے عذاب بنے ہوئے ہیں۔ ہزاروں افراد قیدیوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آبادی کے ہر طرف بارش اور گٹروں کا پانی کئی کئی فٹ کھڑا ہے۔ جس کی وجہ سے نہ تو بچے سکولوں میں جا سکتے ہیں اور نہ ہی نمازی مسجدوں میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ لاہور کارپوریشن کا عملہ اس طرف توجہ نہیں دیتا معززین

کی طرف سے بے شمار درخواستیں اعلیٰ حکام کو دی گئیں۔ مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی علاقہ میں وبائی امراض پھیلنے کا اندیشہ ہے مگر کوئی توجہ نہیں دے رہا۔قومی اخبارات میں بھی اس سنگین مسئلے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے مگر کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر ، جناب وزیر قانون !

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! جہاں تک ان مشکلات کا ذکر کیا گیا ہے وہ بالکل صحیح ہیں - یہ علاقہ ایک نشیبی علاقہ ہے - یہاں اس دفعہ غیر معمولی بارشوں کی وجہ سے نشیبی علاقوں میں پانی بھی کھڑا ہو گیا تھا - اور یہ کسی حد تک سیلاب کی زد میں بھی آ جاتا ہے - بارشوں کے دوران بھی یہاں واٹر پمپ لگائے گئے تھے تا کہ پانی وہاں سے نکالا جا سکے - 20 ستمبر تک سیلاب کی ایمرجنسی کی تاریخ تھی - اس کے بعد ان سڑکوں کی مرمت شروع نہیں کی جا سکتی تھی - یہ بھی ہو سکتا تھا کہ کسی وقت وہاں پہ بند توڑا جائے اور دوسرے علاقوں کو بچانے کے لیے یہاں سیلاب کا پانی بھی آ سکتا تھا۔ اب وہ وقت گزر چکا ہے - اور پھر (انشاء اللہ کہنا ہی پڑتا ہے) یہ کام اکتوبر کے مہینے میں شروع ہو جائے گا اور پیچ ورک اور مرمت کی حد تک یہ کام اکتوبر میں پورا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے - اس کے علاوہ وہاں پہ تین ٹیمیں فورک مشینیں اور ہینڈ پمپ سپرے پر مشتمل ٹیمیں اس علاقہ میں کام کر رہی ہیں۔ تا کہ ان سے بیماریوں کو بھی دور کیا جا سکے - میرے خیال میں میری اس یقین دہانی کے بعد اور حکومت کی پوری توجہ اس پر ہونے کے بعد معزز اراکین کو کوئی شکایت نہیں رہے گی -

جناب عبید اللہ شیخ ، میں بے حد مشکور ہوں وزیر موصوف قابل احترام ہیں - جناب سپیکر ، ابھی تک محکمے نے کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کی -

جناب سپیکر، یہ جو وزیر قانون نے کچھ مشینوں کا ذکر کیا ہے - کیا وہاں کوئی کام ہو رہا ہے؟

جناب عبید اللہ شیخ، جناب سپیکر! ان کے علم میں غلط بات لائی گئی ہے - چونکہ آپ کا بھی لاہور سے تعلق ہے اور لاہور میں برسات کے موسم میں واسا ، کارپوریشن اور ایل ڈی اے ہنگامی بنیادوں پر ہمیشہ سکواڈ مقرر کرتے ہیں۔ لیکن برسات میں ایسا نہ ہوا - اور اس کے بعد اب جو برساتی پانی گلی محلوں میں

کھڑا ہے وہ گندگی اور جوہڑ کی صورت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے ۔ اور کسی بھی حلقے اور علاقے میں کوئی صفائی کا انتظام نہیں کیا جا رہا ۔ جناب سپیکر ' میں وزیر موصوف کے نوٹس میں یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ وہ از خود لاہور کا دورہ کریں تو ان کو اس بات کا احساس ہو گا کہ کہیں بھی کوئی صفائی کا انتظام نہیں ہو رہا۔ کہیں کوئی ٹیوب ویل نہیں لگائے گئے ۔ کوئی مشین استعمال نہیں کی جا رہی اور بیماریاں پھیلنے کا اندیشہ ہے ۔ جناب سپیکر ' ایک ضروری بات میں اس لیے کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جوہڑ جو گندگی کی صورت اختیار کر چکے ہیں وہاں مچھروں پر سپرے کا ابھی تک کوئی انتظام نہیں ہوا ۔ جبکہ برسات کے فوراً بعد اس بات کا انتظام کیا جاتا ہے اور پورے لاہور میں سپرے کیا جاتا ہے ۔ اور کافی دن گزرنے کے باوجود کوئی سپرے نہیں ہوا ۔ جناب سپیکر ' یہی باتیں میں وزیر موصوف کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا ۔

جناب سپیکر : ہمایوں صاحب ' آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب عبد الواحد ہمایوں : میرے حلقہ میں فرخ آباد ہے ۔ جہاں گٹر ابل رہے ہیں۔ بادامی باغ میں مال گودام پل' عثمان گنج' حبیب گنج' فاروق گنج' کھوکھر روڈ ہے' کہیں بھی اپنا آدمی بھیج کر یہ دیکھ لیں کہ وہاں سڑکوں کی کیا صورت حال ہے ۔ سٹریٹ لائٹ کا کوئی انتظام نہیں ہے ۔ وہاں صفائی کرنے کے لیے آدمی جاتا ہی نہیں ہے ۔ اس ناتے سے کہ ہم میاں نواز شریف کے سپاہی ہیں ۔ اس وجہ سے میرے گھر کے ساتھ ایکسین صاحب رہتے ہیں ' میں تقریباً ان سے بات کرتا ہوں ۔ کہتے ہیں ابھی ہو جاتا ہے ۔ اور جو وزیر موصوف صاحب نے کہا ہے ہم نے واسا کی گاڑیاں وغیرہ بھیجی ہوئی ہیں۔ یہ سراسر غلط ہے ۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ کوئی گاڑی وہاں نہیں گئی ۔ اور نہ کوئی ایسے انتظام ہیں ۔ وہاں لوگ سمجھتے ہیں کہ نامعلوم وجہ کیا ہے ۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر ان علاقہ جات کو دیکھ کر متعلقہ حکام کو نوٹس دیا جائے ۔

جناب سپیکر : ارشد عمران سلہری صاحب !

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر ! یہ تحریک ہم سب ساتھیوں کی طرف سے ہے کہ بارش کے دنوں میں پورے لاہور کے اندر جس طرح واسا اور لاہور کارپوریشن پوری طرح سے ناکام ہو گئی ہے۔ وزیر موصوف نے بھی اس بات کو مانا ہے کہ بارشیں بہت زیادہ ہوئی ہیں لیکن جناب سپیکر ! اس سے پہلے ہم بھی لاہور کارپوریشن میں رہے ہیں ' ڈپٹی میئر بھی میں رہا ہوں ۔ بارشوں کے بعد ہم

وہاں پر سکواڈ بناتے تھے جس میں سپرے کا عملہ بھی جاتا تھا اور اس کے علاوہ گندگی اور کوڑا کرکٹ اٹھانے والا عملہ بھی جاتا تھا ' ٹیوب ویلز لگتے تھے لیکن اس مرتبہ ہم نہیں سمجھتے کہ لاہور کارپوریشن کا پیسہ وہاں پر خرچ ہوا ہو ۔ جس طرح وزیر موصوف نے بتایا کہ وہاں پر سپرے ہوا ' وہاں پر مشینیں گئیں ۔ یہ سب کچھ زبانی جمع خرچ ہے عملی طور پر لاہور کے اندر کسی طرح سے بھی کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا ۔ جو کروڑوں روپے اس پر خرچ کیے گئے تھے وہ بارشوں میں بہہ گیا لیکن اب جبکہ بارشیں بند ہوئے تقریباً پندرہ بیس دن ہو چکے ہیں اب اس کی تعمیر و ترقی کا ' patch work کا کام شروع ہونا چاہیے تھا ۔ میرے خیال میں ابھی دو یا تین دن ہوئے ہیں لاہور کارپوریشن نے پلانٹ چلایا ہے اور وہ بھی صرف جو بڑی سڑکیں ہیں ان کے اوپر patch work کر رہے ہیں ۔ لہذا جناب سپیکر ! میری یہ گزارش ہے کہ اس تحریک کو منظور کیا جائے کیونکہ لاہور بہت بڑا شہر ہے ۔ اس کے اندر بہت سے مسائل ہیں ۔ لاہور کارپوریشن اور واسا کی ذاتی طور پر ان معاملات میں مداخلت ہے ۔ میری درخواست ہے کہ اس تحریک کو منظور کیا جائے تاکہ ایوان اس پر بخوبی بحث کر سکے ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر : تینوں دوست جن کی طرف سے یہ تحریک التوائے کار تھی انھوں نے اس پر کافی تفصیل سے بات کی ہے ۔ میرا اپنا خیال یہ ہے کہ اس مسئلے پر جتنی کام کی باتیں تھیں وہ سب تقریباً ہو گئی ہیں وزیر قانون صاحب نے خود اس بات کا اقرار کیا ہے کہ مسائل ہیں ۔ میرے خیال کے مطابق وزیر قانون صاحب از راہ کرم لاہور کارپوریشن ' واسا ' ایل ڈی اے یا وہ محکمے جن کا تعلق اس طرح کے معاملات سے ہے کو ہدایت کریں کہ نہ صرف مسلم کالونی بلکہ سارے علاقے جن کا ذکر عبدالواحد ہمایوں صاحب نے کیا ہے کا ایک سروے کریں اور جہاں تک سپرے ' سڑکوں ' پانی کے نکاس کا تعلق ہے ان سب کے بارے میں فوری طور پر مؤثر کارروائی کریں ۔

جناب وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں یقین دلاتا ہوں ----

جناب ارشد عمران سلہری : جناب والا ! پورے لاہور کے بارے میں آپ ہدایت فرمائیں کیونکہ یہ پورے لاہور کا معاملہ ہے ' یہ مسائل پورے لاہور کو درپیش ہیں ۔

جناب سپیکر : بہتر ہے کہ آپ اس حلقے کی بات کریں ورنہ پھر یہ generalise ہو جائے گا ۔ ویسے تو ظاہر ہے کہ یہ سارے لاہور ہی کی ضرورت ہے ۔

میاں معراج دین : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے میاں صاحب!

میاں معراج دین : جناب سپیکر! آپ کی یادداشت بڑی اچھی ہے لیکن میں آپ کو 4 اور 5 ستمبر کے اجلاس کی یاد دہانی کراتا ہوں کہ آپ نے اسی طریقے سے وزیر قانون صاحب کو ہدایت فرمائی تھی۔ اس میں آپ کا بھی حلقہ نیابت تھا اور میرا بھی تھا اور آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ ان کو یہ تلقین کی تھی کہ فوری طور پر اس پر ایکشن ہو جانے لیکن میں یہ بات آپ کے سامنے بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ ابھی تک اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا ۔ لہذا مہربانی فرماتے ہوئے آپ ان کو جو ہدایت فرماتے ہیں اس کی رپورٹ بھی لے لیا کریں تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ کی ہدایت پر انھوں نے عمل کیا بھی ہے یا نہیں ۔

جناب سپیکر : میاں معراج دین صاحب آپ نے اچھا پوائنٹ اٹھایا ہے ۔ اصل میں کچھ موسم کی شرارت تھی ، کچھ بارشیں زیادہ ہوتی رہیں اور کچھ آپ لوگ کچھ اور طرح کے کاموں میں لگ گئے ، حکومت کی ساری توجہ اور طرف لگ گئی ، حکومت میں اتار چڑھاؤ آ گئے تو اس سارے پیچ و خم میں یہ مسائل کہیں بیچ میں ہی رہ گئے ۔ اب انشاء اللہ وزیر قانون صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے اور امید ہے کہ یہ معاملات بہتر طریقے سے حل ہو جائیں گے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! میں یقین دلاتا ہوں کہ ہفتہ دس دن کے اندر یہ سارے کام ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر : یقیناً انشاء اللہ۔ تو یہ تحریک التوائے کار dispose of ہو گئی ۔ اگلی تحریک التوائے کار ہے -----

پوائنٹ آف آرڈر

کورم کا سوال

چودھری محمد وصی ظفر : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب دیکھیں کہ جس دن سے یہ اجلاس کے لیے ریکوزیشن ہو رہی ہیں میں گزارش کر رہا ہوں کہ یہ غیر سنجیدہ ہیں ۔ صرف پیسے اور وقت ضائع کرتے ہیں ۔ اس وقت کورم

نہیں ہے ۔ اور ان کا یہی رویہ ہے اسی لیے میں کہتا ہوں کہ یہ جو بار بار ریکوزیشن کرتے ہیں سب فضول ہے ۔ آپ جناب کورم ملاحظہ فرمائیں اور کورم پورا کریں ۔

جناب سپیکر ، کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے لہذا گنتی کی جائے ۔

(گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں ۔

(پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

پانچ منٹ ہو گئے ہیں گنتی کی جائے ۔ مہربانی سے ارکان اسمبلی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

(گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے ۔ 20 منٹ کے لیے ہاؤس adjourn کیا جاتا ہے ۔

(جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ تمام معزز اراکین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

(گنتی کی گئی)

جناب سپیکر، دوبارہ گنتی کرلیں۔ نیازی صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔

(دوبارہ گنتی کی گئی)

جناب سپیکر، اب میں آرڈر پڑھتا ہوں.....In exercise (جناب سپیکر آرڈر پڑھ کر سنانے لگے تو.....)

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! ہاؤس میں کورم نہیں ہے، کورم پورا ہی نہیں ہے تو کیسے ہاؤس میں یہ پڑھ سکتے ہیں' یہ اپنے چیمبر میں جا کر اعلان کریں۔

جناب سپیکر، ہاں میں ہاؤس کو سیناڈائی ملتوی کرتا ہوں۔

(اور اس مرحلہ پر ہاؤس ملتوی کر دیا گیا۔)

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred by clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Muhammad Haneef Ramay,** *Speaker*, Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon of the Provincial Asembly of the Punjab to meet on Tuesday, 14th November, 1995 at 4.00 p. m. in the Assembly Chambers, Lahore.

Lahore

6th November, 1995.

MUHAMMAD HANEEF RAMAY
Speaker
PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھائیسواں اجلاس)

منگل 14۔ نومبر 1995ء

(سہ شنبہ 20۔ ربیع الثانی' 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں شام 4 بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ
وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ﴿٦٣﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ
رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ سورۃ النساء آیات 63 تا 65

ان لوگوں کے دلوں میں جو کچھ ہے اللہ اس کو خوب جانتا ہے تم ان کی باتوں کا کچھ خیال نہ کرو اور انہیں نصیحت کرو اور ان سے ایسی باتیں کہو جو ان کے دلوں پر اثر کر جائیں اور ہم نے جو رسول بھیجا ہے اس لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے۔ اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ان کے لیے بخشش طلب کرتے تو اللہ تعالیٰ کو معاف کرنے والا اور مہربان پاتے۔ تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کردو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اسے خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے۔

وما علینا الا البلاغ۝

چیئر مینوں کا پینل

جناب سپیکر، سیکرٹری اسمبلی صدر نشینوں کے اسمائے گرامی پڑھ کر سنائیں۔

سیکرٹری اسمبلی، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء کے قاعدہ۔ ۱۳ کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

۱۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ

۲۔ چودھری محمد وصی ظفر

۳۔ چودھری محمد اقبال

۴۔ ڈاکٹر شیلا بی چارلس

جناب سپیکر، جی چیمہ صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

تعزیت

مخدوم الطاف احمد سینئر وزیر کی وفات پر فاتحہ خوانی

وزیر زراعت، میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ مخدوم الطاف احمد مرحوم کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ ہم سب اس ایوان میں جمع ہوئے ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ معمول کی کارروائی شروع کرنے سے پہلے اپنے عظیم، سچے اور مخلص ساتھی کی روح کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر، ضرور۔ مخدوم الطاف احمد صاحب کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔ (مداخلت) بہت سے لوگ ہیں، ان کے لیے دعائے خیر الگ کر لیتے ہیں۔ مخدوم صاحب چونکہ ہمارے ممبر تھے، اس لیے پہلے ان کے لیے فاتحہ خوانی کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد جو باقی بچتے ہیں ان کے لیے کر لیں گے۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر، کھوسہ صاحب! آپ فرمائیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب میاں عثمان ابراہیم کے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور میاں فضل حق صاحب کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، سب مرحومین کے لیے دعائے خیر کی جائے۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

چودھری محمد وصی ظفر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔!

جناب سپیکر۔ وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب سپیکر! میں ہر دفعہ جناب سے گزارش کرتا ہوں کہ جناب کے پاس ایک پوائنٹ آف آرڈر پینڈنگ پڑا ہے کہ اس طرح اجلاس requisition کرنا میرے خیال کے مطابق غیر قانونی ہے۔ جناب نے اس پر مجھے موقع بھی عنایت فرمایا اور تھوڑی ساعت کا موقع دیا۔ میری اس میں گزارش ہو گی کہ آپ اس کو open debate کے لیے ہاؤس میں لے آئیں۔ ایڈووکیٹ جنرل صاحب کو ہاؤس میں بلا لیں یہاں پر arguments ہو جائیں اور اس کا کچھ نہ کچھ فیصلہ ہو جائے۔ اپوزیشن نے جو کہنا ہے وہ بھی سامنے کہہ لیں اور لوگ بھی کہ یں کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔ کیونکہ پڑھی لکھی بحثیں بہت تھوڑی ہوتی ہیں اور یہ میرے خیال کے مابق ایک انتہائی اہم نکتہ ہے اور بہت پڑھی لکھی بحث ہے جو کہ اس ایوان میں ہونی بڑی ضروری

جناب سپیکر۔ وصی ظفر صاحب! اس مسئلے پر میرے پا لیس آیا تھا۔ میں نے اس کے لیے اس اجلاس کے بعد ایک تاریخ رکھی ہے۔ میں آپ کو ایک رتبہ سن چکا ہوں۔ کچھ حصہ رہتا ہے آپ کو میں مزید سننا چاہتا ہوں۔ اسی محفل میں، میں ایڈووکیٹ جنرل کو بھی بلا رہا ہوں، سیکرٹری صاحب بھی ہوں گے۔ اگر اس کے بعد میں نے ضرورت محسوس کی تو ہم اس کو ہاؤس میں لے آئیں گے۔ جلد ہی اس کے بارے میں کارروائی ہو گی۔ جی، چیمہ صاحب۔

وزیر زراعت۔ جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں دو چار تعزیتی کلمات مخدوم الطاف احمد مرحوم کے بارے میں ادا کرنا چاہوں گا۔ ان کے کردار اور شخصیت کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ ہمارے معزز رکن تھے۔ ضرور بات کریں۔

وزیر زراعت ۔ شکریہ جناب سپیکر ! جناب والا ! مخدوم الطاف احمد مرحوم کے ساتھ ایک رشتہ تو اس ایوان کے ہر فاضل رکن کا تھا۔ چنانچہ ایک سیاستدان کی حیثیت سے ان کے کردار اور عمل سے تقریباً سبھی واقف تھے۔ لیکن جن لوگوں کو ان کے زیادہ قریب رہنے کے مواقع میسر آئے وہ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ مرحوم کس قدر سچے، بےداغ کردار اور مسلمہ قوت فیصلہ رکھنے والے انسان تھے۔ جناب سپیکر! مجھے بھی یہ شرف حاصل رہا ہے کہ میرا ان سے گہرا تعلق تھا۔ مجھ پر مرحوم کے بے پناہ احسانات ہیں۔ ہم ایک علاقہ کے باسی رہے ہیں۔ میرے اور ان کے خاندان میں دیرینہ باہمی مراسم بھی

چلے آ رہے ہیں۔ چنانچہ جس طرح آج یہ ایوان ' اس صوبے کا ہر سیاستدان چاہے اس کا کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق ہے ' ہر سیاسی کار کن چاہے وہ کسی بھی سیاسی جماعت سے وابستہ ہے سیاست میں ان کے مثبت کردار کی جس انداز سے گواہی دے رہا ہے میں بھی کوشش کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر مہر تصدیق ثبت کروں۔ جناب سپیکر! کم سنی میں مخدوم الطاف احمد کی وفات کے بعد یہ بات ایک دفعہ پھر ہمیشہ کی طرح واضح ہوئی ہے کہ ہم سب نے ہمیشہ یہاں نہیں رہنا۔ اور نہ ہی اقتدار و اختلاف کا یہ سلسلہ تادیر چلے گا۔ مخدوم الطاف احمد مرحوم یقیناً ان چند سیاستدانوں میں سے ایک تھے جن کے بدترین سیاسی مخالفین بھی ساری زندگی ان کے سیاسی کردار کے حوالے سے ان پر انگشت نمائی نہیں کرسکے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ وہ کتنا خوش نصیب انسان تھا کہ ساری زندگی کسی قسم کی سیاسی بدعنوانی کا الزام کوئی بھی شخص کسی لمحے ان پر نہیں لگا سکا۔ مخدوم الطاف احمد مرحوم یقیناً ایک سچے' بےباک اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ مرحوم الطاف احمد کے انتقال کے بعد یقیناً ایک خلا پیدا ہوا ہے۔ ہم سب جو اس ایوان سے تعلق رکھتے ہیں میں' ان تمام حضرات کی جانب سے بھی یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے ایسے مواقع مخدوم الطاف احمد مرحوم کو زندگی میں ملے کہ اگر وہ چاہتے تو دنیاوی آسائشیں اور راحتیں خرید کر اپنا ضمیر فروخت کرسکتے تھے۔ لیکن آپ تمام حضرات جانتے ہیں کہ مخدوم الطاف احمد مرحوم نے ہمیشہ ایک بےنیاز فقیر کی طرح ہر ایسی پر کشش پیشکش کو ٹھکرایا۔ جناب والا! میں جسارت کروں گا کہ ایک واقعہ ان کی اصول پسندی کا ' ان کی دیانتداری کا اور ان کی ایمانداری کا سناؤں۔ جس دن ان کے انتقال کی خبر ملی' باقی دوستوں کی طرح مجھے بھی اتفاق ہوا اور میں بھی ساری رات وہاں پر تھا۔ ان کے پرائیویٹ سیکرٹری نے ایک واقعہ سنایا۔ یہ بڑا معمولی سا واقعہ ہے۔ لیکن اگر اس کی گہرائی میں جا کر سوچا جائے تو پتا چلتا ہے کہ جس انسان کو اپنے اصول پیارے ہوں وہ ان کو کتنا پیارا لگتا ہے۔ جناب والا! اس پرائیویٹ سیکرٹری نے مجھے بتایا کہ مخدوم صاحب کے پاس صرف ایک سرکاری گاڑی ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے کوئی سرکاری گاڑی آج تک استعمال نہیں کی۔ ایک گاڑی ان کے پاس ۱۹۸۶ء کی کرولا ایئر کنڈیشنڈ ان کے بچوں کے استعمال کے لیے ہوتی تھی۔ بیگم صاحبہ نے ایک دن اندر سے حکم دیا کہ گھر میں آٹا ختم ہوگیا ہے ' ایک گندم کی بوری لے جاؤ اور اس کو پسوا لاؤ۔ پرائیویٹ سیکرٹری نے جواب دیا کہ اس وقت گاڑی بچوں کو لے کر کہیں گئی ہوئی ہے۔ انھوں نے یا کسی ملازم نے کہہ دیا ہوگا کہ کسی سٹاف افسر کی یا پی آر او کی یا سیکرٹری کی

کوئی جیپ کھڑی ہو گی اس پر گندم لے جاؤ ۔ مخدوم صاحب نے اپنے گھر پر' اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے بوری کو جیپ پر رکھتے ہوئے دیکھا ۔ وہ باہر نکلے' جو کچھ انھوں نے اپنے ملازمین سے کہا یا جو کچھ انھوں نے اپنے گھر جا کر اپنی بیگم صاحبہ سے کہا وہ ایک الگ بات ہو گی ۔ لیکن انھوں نے اپنی موجودگی میں رکشہ منگوایا اور اس رکشے پر بوری رکھوا کر پسائی کے لیے بھیجی ۔ جناب والا! یہ واقعہ میں نے اس لیے سنایا ہے کہ یہ ایک بڑا معمولی واقعہ ہے ۔ اس کے برعکس آپ سوچیں کہ اتنے ایسے نام میں اس ایوان میں گنوا سکتا ہوں ' وہ ایسے نام جو آپ کے دلوں میں بھی محفوظ ہیں ۔ اور میں قابل تردید ثبوت کے ساتھ ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک بتا سکتا ہوں ۔ جناب والا ! میں کسی کی ذات پر کیچڑ نہیں اچھالوں گا ۔ میں ایک دوست کے لیے تعزیتی کلمات کہنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں ۔ ناقابل تردید ثبوت کےساتھ ایسے نام گنوائے جا سکتے ہیں جنھوں نے مختلف حیلوں بہانوں سے اپنی پیشانی پر آنے والے ندامت کے قطروں کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنی تجوریاں بھریں۔ اور کتنی دیدہ دلیری سے ملکی خزانے کو لوٹا گیا۔ جناب والا! مخدوم الطاف احمد کے جنازے پر مجھے رحیم یار خاں جانے کا اتفاق ہوا ۔ میں نے وہاں پر جا کر محسوس کیا کہ بعض اوقات دوست کسی انسان کو سمجھنے میں کس قدر بھیانک اور ناقابل تلافی غلطیاں کرتے ہیں ۔وہاں جا کر مجھے یاد آیا کہ بعض لوگ ان کو مغرور ' جاگیردارانہ ذہنیت رکھنے والا یا کبھی کسی حوالے سے ان کےمتعلق باتیں کی جاتی تھیں۔ لیکن وہاں پر بےپناہ سوگوار لوگوں کا ہجوم دیکھ کر مجھے اس بات کا یقین ہوا کہ یہ سعادت بزور بازو نہیں ہے۔ جناب سپیکر! مخدوم الطاف احمد یقیناً ایک ایسے سیاستدان تھے جنھوں نے ہمیشہ اصول پسندی کا ساتھ دیا ۔ میں ان کی موت کے حوالے سے ایک اور بات یہاں پر کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ ہمیشہ جو دوست حزب اقتدار کی نشستوں پر بیٹھے ہیں۔ جو دوست حزب اختلاف کے دھڑے میں بیٹھے ہیں تو ہم سب حضرات ایک بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ مستقل اقتدار ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے پاس رہا ہے اور رہے گا۔ بے شمار حکومتیں ہم نے بنتی دیکھی ہوں گی ۔بےشمار حکومتیں ٹوٹتی دیکھی ہوں گی۔ میں تو پہلی دفعہ اس فاضل ایوان کا رکن منتخب ہو کر آیا ہوں 'لیکن ایک سوال جو یقیناً ابھرتا ہے کہ کیا ہم سب میں سے کسی نے بھی کبھی صدق دل سے معاشرتی بدعنوانیوں کے خاتمے کے لیے کوئی قربانی دی؟ جناب والا ! بےشمار باتیں کی جاسکتی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی کوئی بدقسمتی نہیں۔ میں ایک اور چیز جو ہمیشہ میرے لیے سوال بنتی ہے وہ یہ کہ دیکھیے قائد اعظم کی تصویر ۔ یہ ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک کس حاکم وقت کے دفتر میں آویزاں نہیں رہی۔ جناب

والا! یہ باتیں میں اس لیے کررہا ہوں کہ مجھے مخدوم صاحب مرحوم کے قریب رہنے کا تھوڑا سا وقت ملا۔ میں نے ان کو سیاست کرتے ہوئے قریب سے دیکھا۔ جناب والا! کون سا وزیر ہے ' کون سا سفیر ہے اور کون سے ایسے ادارے ہیں جہاں پر اس ملک کے لوگوں کی قسمت لکھی جاتی ہے جس دفتر میں یہ تصویر آویزاں نہیں ہے ۔ ہم میں سے کوئی شخص بھی دیانتداری کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے اپنی صبح کا آغاز قائد اعظم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کیا ہو ۔ اور کوئی بھی شخص دیانتداری کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا کہ شام کو جب وہ گھر لوٹا ہو تو قائد اعظم کی آنکھوں میں شاباش کے تاثرات دیکھے ہوں۔ بڑے ہی افسوس کی بات ہے جناب والا! آج جو ہمارے ملکی حالات ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے میں ایک بار پھر دونوں اطراف کے ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ محمد علی جناح اس قوم کی آنے والی نسلوں سے یقیناً ناامید نہیں تھے۔ مخدوم الطاف احمد مرحوم کے کردار نے ان کی شخصیت نے ایک بار پھر ثابت کیا ہے کہ یہ مٹی کبھی بھی بانجھ نہیں رہی ۔اس نے ہیرے اگلنے میں کبھی بھی بخل سے کام نہیں لیا ۔ لیکن یہ باتیں ہم دونوں اطراف سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو سوچنی ہوں گی کہ وہ کون سی ایسی قوتیں ہیں ' کون سے ایسے دشمن ہیں ' کون سے ایسے حالات ہیں جو ان ہیروں کی چمک چھینتے ہیں۔ میں آخر میں آپ حضرات سے دلی طور پر یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہم میں سے وہ لوگ جو پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے ۔ ان کی چھوٹی موٹی تمام کوتاہیاں معاف کرے ۔

جناب سپیکر، اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم کوشش کریں گے۔۔۔

رانا محمد اقبال خان، ان کو بھی شہید کہہ دیں۔

وزیر زراعت، نہیں۔ رانا صاحب میں شہید کسی کو نہیں بنا رہا۔ ہم سب نے اس کی طرف لوٹنا ہے۔ جناب سپیکر! میں بڑے ہی سچے دل کے ساتھ یہ باتیں کر رہا ہوں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ مہربانی۔ وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔۔۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! میں بھی اپنے بھائی مخدوم الطاف احمد صاحب کے بارے میں چند کلمات کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ قائد حزب اختلاف اور بس۔

چودھری پرویز الٰہی ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب سپیکر! مخدوم الطاف احمد صاحب ہمارے اور خاص طور پر ذاتی طور پر میرے نہایت ہی قریبی اور عزیز دوستوں میں سے تھے اور یقین جانیے کہ جب مجھے ان کی وفات کی اطلاع ملی تو یقین نہیں آ رہا تھا کیونکہ دو روز پہلے ہی اسمبلی میں یہاں ایک کمرے میں ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ یوں تو میرا تعلق ان سے بہت پرانا تھا۔ ہم ایک ہی کالج میں چار سال تک وہ اور شہاب الدین اور ہم سب اکٹھے پڑھتے رہے ہیں۔ کالج کے زمانے سے لے کر اور اس کے بعد بھی کیونکہ یہ بہت پرانا ایک مسلم لیگی خاندان ہے۔ ان کے والد صاحب اور ان کے چچا بھی ہمیشہ مسلم لیگ کے ساتھ رہے ہیں اور وہ خود بھی مسلم لیگ میں ہی یہاں پر ہمارے ساتھی بھی تھے۔ تو کالج کے زمانے سے ہی وہ شخص نہایت ہی شریف اور اچھا دل رکھنے والا صاف گو انسان تھا۔ اس نے کبھی دل کے اندر کوئی بات چھپا کر نہیں رکھی تھی۔ ان کے دل میں جو ہوتا تھا وہی وہ ہمیشہ سامنے کہہ دیتے تھے اور بغیر کسی خوف کے بغیر کسی ڈر کے کہہ دیتے تھے۔ چنانچہ ان کی اور میری آخری جو ملاقات ہوئی وہ ان کی وفات سے صرف دو روز پہلے یہاں پر ہوئی تھی۔ میں اسی جگہ پر کھڑا تھا۔ وہ آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر لے گئے۔ ہم ایک کمرے میں جا کر بیٹھ گئے۔ میں نے پہلی دفعہ اس دن ان کے چہرے پر جتنی پریشانی اور جتنی گھبراہٹ دیکھی وہ میں نے آج تک نہیں دیکھی تھی۔ بڑے بڑے موقعے آئے۔ انھوں نے کبھی کوئی گھبراہٹ والی نہ بات کی اور نہ کبھی انھوں نے اس کا کوئی اظہار کیا۔ لیکن وہ اس دن اتنے پریشان تھے اور سگریٹ پر سگریٹ سلگائے جا رہے تھے۔ میں نے ان سے ڈبی کھینچ کر پھینک دی۔ میں نے کہا مخدوم صاحب آج آپ کو کیا ہو گیا ہے بس کریں کتنے سگریٹ پیئں گے؟ کہنے لگے کہ نہیں آج میں آپ کے سامنے دل کی بات کرنے لگا ہوں۔ انھوں نے مجھے کہا کہ میں نے اس جماعت کے لیے' اس پارٹی کے لیے اپنا سارا کچھ دے دیا ہے۔ لیکن مجھے آج افسوس اس بات کا ہے کہ میرے پیچھے جو آئی۔ بی لگا دی گئی ہے' جو انٹیلی جنس لگا دی گئی ہے' میں یہ برداشت کرنے سے باہر ہوں۔

معزز ممبران حزب اختلاف ، شیم شیم۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! ہر انسان نے مرنا ہے۔ میں وہ بات یہاں نہیں کہوں گا جو انھوں نے نہ کہی ہو۔ وہ اتنے گھبرائے ہوئے اور پریشانی کے عالم میں تھے اور مجھے کہہ رہے تھے کہ دیکھو جس پارٹی کے لیے میں اتنا سنجیدگی سے کام کر رہا ہوں تو مجھی پر شک کیا جا رہا ہے۔ ایک طرف تو مجھے

سینئر وزیر بنایا جا رہا ہے اور ایک طرف میں ان کا candidate ہوں اور مجھ پر ہی شک کیا جا رہا ہے کہ آئی۔ بی میرے پیچھے لگا دی گئی ہے۔ میں نے کہا کہ مخدوم صاحب شاید آپ کو غلطی نہ لگی ہو۔ آپ پہلے چیک کر لیا کریں۔ کہنے لگے کہ نہیں اس آئی۔ بی والے کو میں نے پکڑا اور اپنے کمرے میں بٹھایا۔ اس کو جھنجھوڑا اور اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اوپر سے مجھے حکم ملا ہے۔ اس لیے میں آپ کے پیچھے لگا ہوں۔ پھر میں نے کہا کہ آپ نے کیا سوچا ہے؛ تو کہنے لگے کہ میں نے اس بات کی پریذیڈنٹ صاحب کو اطلاع دے دی ہے اور پریذیڈنٹ صاحب نے بھی بہت برا منایا ہے۔ خیر چونکہ وہ اتنے گھبرائے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو تسلی دی۔ پانی شانی پلایا اور کہا کہ یہ تو ٹھیک ہے بہرحال آپ کا اور آپ کی پارٹی کا مسئلہ ہے۔ آپ کو اپنی پارٹی کی سمجھ لگ چکی ہو گی۔ تو یہ میری ان سے آخری ملاقات تھی اور یہ میرے ان کے ساتھ مذاکرات اور الفاظ ہوئے تھے۔ میں یہاں پر یہ بات کرنا بھی ضروری سمجھتا تھا۔ بہرحال وہ نہایت اچھے انسان' مخلص دوست' صاف گو آدمی اور دل میں کوئی بات رکھنے والے نہیں تھے۔ ان میں جو سب سے اچھی بات تھی وہ vindictive نہیں تھے۔ وہ انتقامی کارروائیوں کے نہ صرف ذہنی طور پر خلاف تھے بلکہ عملی طور پر بھی خلاف تھے۔ اس لیے میں نے جو الفاظ یہاں پر کہے ہیں اس بناء پر ہم انھیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر ، بہت شکریہ۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ چار بج کر پچیس منٹ ہوئے ہیں۔

MALIK MUSHTAQ AHMAD AWAN: On a point of explanation.

جناب سپیکر: جی۔

ملک مشتاق احمد اعوان، جناب سپیکر! جس طرح حزب اختلاف کے رہنما نے مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ میں بھی مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ میں صرف ایک بات کی وضاحت کروں گا جو حزب اختلاف کے قائد نے کہی ہے کہ آئی۔ بی کے چند افراد ان کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ میں وثوق سے کہتا ہوں اور اس کی تردید حکومت پاکستان نے بھی کی ہے اور آج بھی ہم کرتے ہیں کہ مرحوم کے تعلقات محترمہ سے انتہائی اچھے تھے اور مرحوم محترمہ پر انتہائی یقین رکھتے تھے۔

معزز ممبران اپوزیشن، جھوٹ۔ جھوٹ۔

MR SPEAKER: I call the House to order

چودھری اختر رسول ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔ موقع دیجیے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! ایک غیر جانبدار کمیشن قائم کیا جائے جو مخدوم الطاف کی موت کی تحقیقات کرے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، ******************

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ غلط بات ہے۔ خاکوانی صاحب کی یہ بات حذف کی جائے۔ آپ تشریف رکھیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! گورنر ہاؤس میں مجھے انہی دوستوں نے کہا۔ میں نے ان سے کہا کہ کتنا افسوس ہے کہ آپ کا رفیق کار انتقال کر گیا ہے۔ میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا۔ انھوں نے کہا کہ جناب خاکوانی صاحب چپ کریں۔ پھر ہمارا چانس نکل آیا ہے۔ جناب والا! ان کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! آپ کی بھی باری آنے والی ہے۔ آپ کے پیچھے بھی آئی۔ بی لگنے والی ہے۔

جناب سپیکر، اچھی بات ہے۔ یہ نیازی صاحب کو کون بتاتا ہے کہ اب ہم کہاں جانے والے ہیں؟

(قہقہے)

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نہیں اب ختم کریں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، میں اور بات کروں گا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ اور بات کا موقع نہیں ہے ناں۔ وقفۂ سوالات شروع ہو گیا ہے۔ اس کے بعد بہت موقع آئے گا۔ وقفۂ سوالات ہے۔ محکمہ تعلیم کے سوالات ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! آپ نے کہا ہے کہ نیازی کو کون بتاتا ہے؟ تو مجھے ایک چھوٹی سی چڑیا بتاتی ہے۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر: اچھی بات ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب سپیکر! میری بہت ضروری بات ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ تعلیم)

جناب سپیکر: نہیں۔ پھر آپ کو موقع دیں گے۔ سوالات کے بعد ۔ بہت موقعے آئیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات ۔ ملک مختار احمد۔

(جناب ارشد عمران سلہری نے ملک مختار احمد کے ایماء پر سوال نمبر 836 دریافت کیا)

خالی اسامیاں پُر کرنے کے لیے اقدامات

*836۔ملک مختار احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) محکمہ تعلیم کے کالج کیڈر مردانہ میں ایسوسی ایٹ پروفیسر گریڈ ۱۹ کی کتنی خالی اسامیاں ہیں۔

(ب) حکومت ان اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا):

(الف) اس وقت محکمہ تعلیم کے کالج کیڈر میں مردانہ ایسوسی ایٹ پروفیسر گریڈ۱۹ کی ۲۹۲ اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) محکمہ تعلیم نے گریڈ ۱۹ کی ۲۹۲ اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو مشتہر کرنے کو دی تھیں جو کہ مُشتہر ہو چکی ہیں وہ اسامیاں پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر پُر کی جائیں گی جبکہ ۱۰۰ اسامیاں ترقی دینے کے لئے مختص ہیں جن کے کاغذات تیار کئے جا رہے ہیں اس مالی سال کے اندر اندر یہ آسامیاں بھی پُر کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! کیا وزیر تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ یہ اسامیاں کتنے عرصہ سے خالی ہیں؟

وزیر تعلیم، ظاہر ہے یہ اس وقت سے خالی آ رہی ہیں جب میرے محترم فاضل دوست سابقہ کابینہ کے رکن تھے۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! میں نے ایک ضمنی سوال کیا تھا اور آپ نے یقیناً اسے valid قرار دیتے ہوئے فاضل وزیر تعلیم کو جواب دینے کے لیے کہا ---

جناب سپیکر، جی انہوں نے بتایا ہے کہ یہ اس وقت سے خالی چلی آتی ہیں جب آپ بھی وزیر تھے۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم نہیں تھا۔ میں نے تو گزارش یہ کی ہے کہ یہ کون سے مہینے یا کون سے سال سے خالی ہیں؛ وقت سے میری مراد یہ ہے کہ کب سے یہ اسامیاں خالی چلی آ رہی ہیں۔

جناب سپیکر، بجا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! اس کے لیے نیا نوٹس درکار ہو کیونکہ سوال کرنے والے نے یہ پوچھا تھا کہ محکمہ تعلیم کے کالج کیڈر مردانہ میں ایسوسی ایٹ پروفیسر گریڈ ۱۹ کی کتنی خالی اسامیاں ہیں ---

جناب سپیکر، وہ تو ٹھیک ہے۔

وزیر تعلیم، لیکن مدت کے بارے میں یہ دوبارہ سوال کر دیں میں اس کا جواب دے دوں گا۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ سوال دینے والا اپنا اصل سوال تو پوشیدہ رکھتا ہے۔ جناب والا! یہ بڑا relevant question ہے۔ محترم وزیر تعلیم صاحب نے ابھی تعلیم کا قلمدان سنبھالا ہے۔ جناب والا! میں آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ جو چودھری فاروق صاحب نے سوال کیا ہے کیا یہ related question نہیں ہے؟ آپ اس بارے میں اپنی رولنگ دیجیے گا۔

جناب سپیکر، آپ کا کہنا بجا ہے۔ میں اسے سمجھتا ہوں کہ یہ متعلقہ ہی سوال ہے۔ اسی لیے میں نے انہیں اجازت بھی دی تھی لیکن وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اس وقت ان کے پاس اس کا جواب نہیں ہے تو دوبارہ سوال کر لیا جائے تو یہ بتا دیں گے اور یہ سب جانتے ہیں کہ ابھی چند روز ہوئے ہیں کہ یہ قلمدان ان کے پاس آیا ہے۔ بہرحال انہیں جواب دینا پڑے گا۔

میاں عمران مسعود، شکریہ جناب سپیکر! جناب سوالات اور جوابات کی ہمیں جو کاپیاں مہیا کی گئی ہیں ان کو آپ اگر ذرا غور سے دیکھیں تو صرف تیس سوالات ہیں جن کے بارے میں یہاں ذکر کیا گیا

ہے اور سب سے اہم بات دیکھنے میں یہ آئی ہے کہ ۲۲ سوالات کے جوابات تو موصول ہی نہیں ہوئے۔ یعنی تیس میں سے بائیس سوالات ایسے ہیں جن کے جوابات موصول ہونے ہی نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! میں صرف اس چیز کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ آج تو وزیرتعلیم کا پہلا دن تھا لہذا انہیں چاہیے تھا کہ اگر اس قسم کے جوابات اور اس قسم کی کاپیاں ایوان میں آئیں گی تو ان کے لیے تو یہ بڑی humiliation ہو جائے گی اور ہمارے سوالات کا یہ عجیب قسم کا مذاق بنایا گیا ہے اس میں کم از کم میرے پانچ ایسے سوال ہیں جن کا یہاں جواب ہی نہیں دیا گیا اور میرے ہی نہیں بلکہ بیشمار ایسے ممبر ہیں جو دونوں طرف سے ہیں جن کے کوئی جوابات ہی نہیں دیے گئے۔ آپ اس کا سختی سے نوٹس لیں اور کم از کم وزیر صاحب کو instruct کریں کہ اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر، حکومت کے بہت سے معزز وزراء اور جناب سینیئر منسٹر ایوان میں تشریف رکھتے ہیں۔ بنیادی مسئلہ تو یہی ہے کہ اول تو سوالات جب آتے ہیں اور ان کے جوابات ایوان میں پیش کئے جاتے ہیں تو اس میں کافی وقفہ ہو جاتا ہے اس لیے اس کے بعد بھی جب سوالات کے جوابات دیے جائیں اور پھر بھی بہت سوالات ادھورے رہ جائیں یا ان کے جوابات نہ دیے جائیں تو یقیناً اس سے ایوان کی کارکردگی پر اچھا اثر نہیں پڑتا تو میں تمام وزراء صاحبان سے جو ایوان میں تشریف رکھتے ہیں ان سے تاکیداً یہ کہتا ہوں کہ ازراہ کرم اپنے محکموں کے سوالات کے جوابات اول تو پورے پورے دیے جائیں اور دوسرے جو سوالات یہاں کیے جاتے ہیں ان کے بارے میں یہ تحقیق کی جائے کہ جن سوالوں کے بارے میں یہ کہہ دیا گیا ہے کہ اس کا جواب موصول نہیں ہوا جب اتنی مدت گزر جاتی ہے اور اتنا وقت دیا جاتا ہے تو پھر کیوں ان سوالات کا جواب موصول نہیں ہوتا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے جناب وزیر تعلیم سے میرا یہ سوال ہے کہ انہوں نے جزو (ب) میں یہ تسلیم کیا ہے کہ محکمہ تعلیم نے گریڈ ۱۹ کی ۲۹۲ اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو مشتہر کرنے کو دی تھیں جو کہ مشتہر ہو چکی ہیں تو جناب والا! میں وزیرتعلیم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کس تاریخ کو مشتہر ہوئیں اور وہ کون سے اخبار میں مشتہر ہوئیں؟

وزیرتعلیم، جناب والا! میں تاریخ اور اخبار کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ایوان میں بتا دوں گا۔

سید تابش الوری، کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کالج کیڈر لیڈیز میں ایسوسی ایٹ

پروفیسرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

جناب سپیکر، انہوں نے اس کا جواب دیا نہیں ہے؟

سید تابش الوری، جناب والا! میں college cadre female کی بات کر رہا ہوں اور انہوں نے male کے بارے میں فرمایا ہے۔

جناب سپیکر، لیکن جب سوال مردانہ کے بارے میں تھا تو یہ female کا کیسے ہو گیا۔

سید تابش الوری، جناب والا! یہ کالج کیڈر مردانہ گریڈ 19 کا انہوں نے بتایا ہے میرا ضمنی سوال بھی اسی سے relevant ہے ---

جناب سپیکر، نہیں پوچھا بھی یہی گیا تھا۔ آپ دیکھیے نا--- سوال یہ ہے کہ محکمہ تعلیم کالج کیڈر مردانہ میں ----- تو سوال بھی یہی ہے اور جواب بھی اسی کا دیا گیا ہے۔ زنانہ کا پوچھا جاتا تو وہ اس کا بھی بتا دیتے۔

سید تابش الوری، میرے خیال میں تو انہیں brief کیا گیا ہو گا کہ لیڈیز ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی کتنی سیٹیں خالی ہیں--- یقیناً انہیں brief کیا گیا ہو گا کیونکہ یہ بڑا relevant ہے -- آپ ان سے پوچھ تو لیں ناں۔ کہ کیا وہ اس کا جواب دینا پسند کرتے ہیں؟

جناب سپیکر، چلو آپ کی خاطر پوچھ بھی لیتے ہیں۔ جی وزیر تعلیم صاحب۔ اگر آپ کے علم میں ہو تو بتا دیجیے۔ ویسے یہ سوال relevant بنتا نہیں ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! یہ میرے علم میں نہیں ہے کیونکہ سوال تو مردانہ اسامیوں کے بارے میں تھا۔ خواتین کی اسامیوں کے بارے میں فی الحال میرے علم میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جی بجا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! سوال کے جزو (ب) میں محترم ملک مختار احمد صاحب نے پوچھا ہے کہ حکومت ان اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اور جواب کے جزو (ب) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ مشتہر ہو چکی ہیں وہ اسامیاں پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر پر کی جائیں گی جبکہ سو اسامیاں ترقی دینے کے لیے مختص ہیں جن کے کاغذات تیار کیے جا رہے ہیں اس مالی سال کے اندر اندر یہ اسامیاں بھی پر کر دی جائیں گی۔ جناب سپیکر! اس

میں بات یہ ہے کہ موصوف نے یہ پوچھا ہے کہ کب تک ؟ یہاں پر اس کا جواب نہیں دیا گیا---

جناب سپیکر ، دیا تو گیا ہے کہ مالی سال کے اندر اندر ۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! اس میں جو ترقی دینے والے ہیں یہ ان کی بات ہے ۔

جناب سپیکر ، اچھا۔ جناب وزیر تعلیم! سوال یہ ہے کہ پبلک سروس کمیشن نے جو اسامیاں مشتہر کی ہیں وہ کب تک پر ہو جائیں گی؟

وزیر تعلیم،جناب والا! پبلک سروس کمیشن ان کے interviews conduct کرتا ہے اور ہم ان کو کوئی time frame نہیں دے سکتے ماسوائے اس امر کے کہ ہم ان سے گزارش کریں کہ مالی سال کے اندر اندر ہم کو یہ اسامیاں پر کرنی ہیں لہذا وہ ہمیں اپنی کاروائی مکمل کر کے ان کے نام بھجوا دیں جن کو گریڈ ۱۹ میں بھیجنا مقصود ہے۔ ہم نے پبلک سروس کمیشن کو ایک general reminder بھجوایا ہے کہ محکمہ تعلیم کی اسامیوں کے بارے میں ازراہ کرم وہ تھوڑا وقت لیا کریں تاکہ ہم جلد از جلد یہ خالی اسامیاں پر کر سکیں اور تعلیم کا حرج نہ ہو اور ہم نے پروموشن کے ذریعے جو اسامیاں کرنی ہیں وہ ہم انشاء اللہ دو مہینے کے اندر اندر پر کر لیں گے۔ ان کے بارے میں کاغذات تیار ہو رہے ہیں۔

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر! جناب وزیر تعلیم نے ابھی ابھی ارشاد فرمایا ہے کہ کاغذات تیار ہو رہے ہیں ۔ جزو (ب) میں بھی یہ لکھا گیا ہے کہ سو اسامیاں ترقی دینے کے لیے مختص ہیں جن کے کاغذات تیار کیے جا رہے ہیں۔ آیا فاضل وزیر تعلیم بتانا پسند کریں گے کہ یہ کون سے کاغذات ہیں اور وہ کہاں اور کیسے تیار ہو رہے ہیں ؟

وزیر تعلیم ، جناب سپیکر! چونکہ ان حضرات کے لیے یہ سو اسامیاں مختص ہیں جو محکمے میں سروس کر رہے ہیں اور جن کو ترقی دینا مقصود ہے تو ظاہر ہے کہ ان کے career کے جو کاغذات ہیں ان کی جو رپورٹس ہیں اور ان کی promotion کے بارے میں جو requirements ہوں گی تو یہ وہ کاغذات ہیں جو تیار کیے جا رہے ہیں ------

جناب سپیکر ، کون مستحق ہے اور کون مستحق نہیں ہے ۔

وزیر تعلیم ، جی کون مستحق ہے اور کون مستحق نہیں ہے اور اس کی seniority کیا ہے اس کی بنیاد کیا ہے ۔ جناب سابق وزیر قانون کے ذہن میں جو کاغذات ہیں وہ تیار نہیں کیے جا رہے ۔

جناب سپیکر، آگے چلتے ہیں۔ سوال نمبر 837 ملک مختار احمد۔

ملک مختار احمد، سوال نمبر 837۔

کرسیوں اور فرنیچر کی فراہمی

*837۔ملک مختار احمد، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج جوہر آباد میں طالبات کی تعداد کتنی ہے۔

(ب) ان طالبات کے لئے کتنی کرسیاں اور فرنیچر مہیا کیا گیا ہے۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ کالج میں طالبات کی تعداد کے مطابق کرسیاں اور فرنیچر مہیا کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم(میاں عطا محمد خان مانیکا)۔

(الف) اس وقت گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج جوہر آ یں طالبات کی تعداد ۵۸۰ ہے۔

(ب) مطلوبہ تعداد کے مطابق کرسیاں اور فرنیچر مہیا کر دیا گیا ہے۔ تفصیل یہ ہے۔

بنچ	۴۰ عدد
سٹوڈنٹس چیئرز	۶۴۳ عدد
کل	۶۸۳عدد

(ج) محکمہ تعلیم نے مذکورہ کالج میں طالبات کی تعداد کے مطابق کرسیاں اور فرنیچر مہیا کر دیا ہے۔

چودھری محمد اقبال، کیا وزیر تعلیم یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ڈگری کالج جوہر آباد میں اساتذہ کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر تعلیم، چونکہ طالبات کی تعداد کے بارے میں سوال پوچھا گیا تھا۔ اب اگر انھوں نے اساتذہ کی تعداد معلوم کرنی ہے تو اس کے لیے مجھے نیا نوٹس دے دیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال میاں شیخ محمد چوہان کی طرف سے ہے۔

ایک معزز رکن، شیخ محمد چوہان کے ایما پر سوال نمبر 853۔

جناب سپیکر، جناب وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم ، جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب محمد بشارت راجہ ، جناب سپیکر! سوال نمبر 853 جس کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا ۔ میری اطلاع کے مطابق تقریباً دو سال پرانا یہ سوال ہے ۔ اگر محکمے سے اس بارے میں پوچھ لیا جائے کہ یہ سوال محکمے کو کب بھیجا گیا تھا اور آج دو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود اس کا جواب نہیں آیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

جناب سپیکر ، وزیر تعلیم توجہ فرمائیں۔ معزز رکن راجہ صاحب کے ارشاد کے مطابق یہ تقریباً دو سال پرانا سوال ہے ۔ جس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہو پا رہا ۔ یہ سوال 19 فروری 1994ء کو بھیجا گیا تھا۔ اور اس اعتبار سے آپ اندازہ کریں کہ تقریباً پونے دو سال ہو گئے ہیں ۔ میری آپ سے خاص طور پر یہ گزارش ہے کہ آپ اپنے محکمے کی سرزنش کیجیے کہ اس سادہ سے سوال کا جواب دینے میں اتنی دیر کیوں لگائی جا رہی ہے ۔

وزیر تعلیم ، بات یقیناً قابل افسوس ہے کہ اتنا لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود بھی سوال کا جواب موصول نہیں ہوا ۔ آپ کی ہدایت کے مطابق محکمے کی نا صرف سرزنش کی جائے گی بلکہ اس سوال کا جواب لیا جائے گا اور آئندہ اجلاس میں ایوان میں پیش کیا جائے گا ۔

جناب سپیکر ، جناب وزیر تعلیم! ہم توقع رکھتے ہیں کہ جب آپ سوالات کے جوابات کے لیے تیاری کر رہے تھے اور آپ کے علم میں یہ آیا کہ اس سوال کا جواب نہیں دیا گیا تو آج ہم آپ سے توقع رکھ سکتے تھے کہ آپ خود بتاتے کہ میں نے محاسبہ کیا ہے ، میں نے انھیں سرزنش کی ہے یا مجھے ان سے یہ پتا چلا ہے ۔ ہم آپ سے بہت بہتر توقعات رکھتے ہیں ۔

وزیر تعلیم ، میں آپ کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کروں گا ۔

جناب سپیکر ، بڑی مہربانی!

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر! وزیر صاحب کو آپ ہنی مون کا کتنا پیریڈ دینا چاہتے ہیں۔ ابھی آپ نے فرمایا کہ نئے نئے ہیں ، نیا چارج لیا ہے ۔ تھوڑا ہاتھ ہولا رکھیں۔ اس کے لیے آپ فرما دیں کہ ہنی مون کا کتنا پیریڈ ہے ۔

جناب سپیکر ، کم از کم یہ اجلاس تو ہے ۔ اگلا سوال جناب شیخ محمد چوہان صاحب کی طرف سے ہے۔

ایک معزز ممبر، شیخ محمد چوہان کے ایماء پر سوال نمبر 982 ۔

شرح خواندگی میں اضافے کے لیے اقدامات

*982 ۔میاں شیخ محمد چوہان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حکومت کی جانب سے صوبے میں شرح خواندگی میں اضافہ اور معیار تعلیم کو بلند کرنے کے لیے اب تک کیا اقدامات کیے گئے ہیں۔

(ب) حکومت صوبے کے تعلیمی اداروں کے ہوسٹلوں میں دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے رجحان کی روک تھام کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم : (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) صوبے میں شرح خواندگی میں اضافے کے لئے حکومت ہمہ تن کوشاں ہے۔اس سلسلے میں حال ہی میں پرائمری کی سطح تک لازمی پرائمری تعلیم کا ایکٹ اسمبلی میں پیش کیا جا چکا ہے۔ سکولوں میں بچوں کو سزا دینے اور اگلی جماعت میں ترقی کے لئے پرائمری تک امتحان کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ حکومت اس سال بعض منتخب تعلیمی اداروں میں ڈبل شفٹ شروع کر رہی ہے۔ان تمام اقدامات سے شرح خواندگی میں اضافہ ہو گا۔علاوہ ازیں تقریباً ۴۴ ہزار گریجویٹ اساتذہ کی تقرری پرائمری سکولوں میں کی جا رہی ہے۔جہاں تک معیار تعلیم بلند کرنے کا تعلق ہے۔یہ امر بھی حکومت کے پیش نظر ہے اور اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ انگریزی زبان کو پہلی جماعت سے لازمی قرار دیا جا چکا ہے تاکہ تعلیمی اداروں میں دوعملی ختم ہو اور معیار تعلیم بلند ہو۔

۲۔ ڈراپ آؤٹ ریٹ کم کرنے کے لئے پہلی جماعت سے پنجم جماعت تک سالانہ امتحان ختم کر دیا گیا ہے۔

۳۔ کالج کی سطح پر علاقائی زبانوں کی تدریس کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

۴۔ ٹیکسلا میں ایک انجینئرنگ یونیورسٹی قائم کر دی گئی ہے۔اس کے علاوہ گورنمنٹ کالج لاہور کو یونیورسٹی کا درجہ دینے اور مزید یونیورسٹیوں کے قیام کی تجویز بھی زیر غور ہے۔

۵۔ فنی تعلیمی اداروں میں کمپیوٹر کی تعلیم شروع کی جا رہی ہے۔

۶۔ اساتذہ کے ٹیوشن پڑھانے پر پابندی کے حکم پر عملدرآمد کو مؤثر بنایا جا رہا ہے تاکہ اساتذہ تعلیمی اداروں میں پڑھائی پر توجہ دیں۔

۷۔ لائبریریوں کے اوقات کار میں اضافہ کر دیا گیا ہے جو یوں ہے۔ قائد اعظم لائبریری صبح ۸ بجے تا ۱۲ بجے رات' دیگر لائبریریاں ۸ بجے صبح تا ۸ بجے شام اور سکول و کالج لائبریری ۸ بجے صبح تا ۶ بجے شام کھلی رہیں گی۔

۸۔ تعلیمی اداروں میں ماحول کو بہتر بنانے کے لئے شجرکاری اور صاف ستھرا رکھنے کے لیے تعلیمی اداروں کے سربراہان کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

۹۔ نصابی سر گرمیوں کے علاوہ غیر نصابی / ہم نصابی سر گرمیوں کو فروغ دینے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

۱۰۔ تعلیمی اداروں میں بنیادی ضروریات مثلاً پانی' بجلی کے پنکھے اور ضروری سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جا رہا ہے۔

۱۱۔ اخلاقیات / ٹریفک اصولوں اور آلودگی و ماحولیات سے طلبہ کو متعارف کرانے کے لئے نصاب میں ایک خصوصی باب کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔

(ب) تعلیمی اداروں کے ہوسٹلوں میں دہشت گردی کے خاتمے کے لئے محکمہ تعلیم باقاعدگی سے ہر ماہ کالج / یونیورسٹی حکام سے ہوسٹلوں کی صورت حال کے بارے میں رپورٹ وصول کرتا ہے جو ان امور پر مشتمل ہوتی ہے۔

(i) ہوسٹلوں کا معائنہ (ii) آتشیں اسلحہ کی برآمدگی (iii) بیرونی عناصر کا قیام اور (iv) ہوسٹل میں مقیم طلباء کی سماج دشمن / تخریبی سرگرمیاں وغیرہ۔ اس کے علاوہ کالج/یونیورسٹی حکام ہوسٹلوں پر اچانک چھاپے مارتے ہیں۔ دہشت گردی میں ملوث یا غیر قانونی /ناجائز طور پر قیام پذیر بیرونی عناصر کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔ اس طرح صوبائی حکومت کو ہوسٹلوں میں دہشت گردی کی روک تھام اور بیرونی عناصر کی سرکوبی کرنے کے لئے مؤثر کنٹرول حاصل ہے۔

جناب سپیکر : کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جزو "الف" میں کہا

گیا ہے کہ ان تمام اقدامات سے شرح خواندگی میں اضافہ ہو گا۔ علاوہ ازیں تقریباً 43 ہزار گریجوایٹ اساتذہ کی تقرری پرائمری سکولوں میں کی جا رہی ہے۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو تعداد 43 ہزار کی لکھی ہوئی ہے یہ یہی ہے یا اس سے کم ہے۔ دوسرا میرا اس سے متعلقہ سوال یہ ہے کہ کیا ان اسامیوں کے اوپر بھرتی میرٹ پر ہو گی اور کوالیفائیڈ اساتذہ لیے جائیں گے۔

جناب سپیکر ، جناب وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم ، جناب سپیکر ، چونکہ پنجاب کے ہر پرائمری سکول میں گریجوایٹ استاد کی اسامی پیدا کی گئی ہے۔ اس سال جو نئے پرائمری سکول کھلیں گے ظاہر ہے وہ بھی اس سکیم میں شامل ہو جائیں گے۔ اور اس سکیم کے اجراء کے بعد یہ اسامیاں 43 ہزار سے بڑھ جائیں گی۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان کی بھرتی میرٹ پر ہو گی اور وہ کوالیفکیشن کے مطابق ہو گی تو میں یہ گزارش کر دوں کہ ایلیمنٹری انگلش ٹیچر کی کوالیفکیشن بی اے بی ایڈ ہے۔ بھرتی کوالیفکیشن کے مطابق ہی ہو گی اور میرٹ کے مطابق ہی ہو گی۔ خواتین کے معاملے میں ہمیں یہ رعایت حاصل ہے کہ اگر بی ایڈ دستیاب نہ ہوں تو صرف بی اے کو بھی رکھا جا سکتا ہے۔ اور اس میں بھی یقیناً میرٹ کو ملحوظ رکھا جائے گا۔

سید تابش الوری، کیا وزیر تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ دہشت گردی کے انسداد کے سلسلے میں پنجاب بھر میں کتنے تعلیمی اداروں کے ہوسٹلوں میں چھاپے مارے گئے ، کتنا اسلحہ برآمد ہوا ، اور کتنے افراد گرفتار ہوئے اور کیا اب واقعی پنجاب کے سارے ہوسٹل دہشت گردی کی کارروائیوں سے محفوظ ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر ، جناب وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم ، جہاں تک چھاپوں کی صحیح تعداد اور آتشیں اسلحہ کی صحیح برآمدگی یا اسلحہ تعداد کا تعلق ہے اس کے بارے میں مکمل معلومات فی الحال حاصل نہ ہیں۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ ہوسٹلوں کی زندگی کو مجرمانہ کارروائیوں سے پاک کرنے کے لیے جہاں تک یونیورسٹیوں اور کالجوں کے اپنے عملے اور اساتذہ کا تعلق ہے ان کے چھاپے بھی ہوئے ہیں اور بعض مقامات پر پولیس نے چھاپے بھی مارے ہیں۔ تلاشیاں بھی ہوئی ہیں۔ اس سے ایک یہ مقصد بھی ہے کہ اگر اسلحہ ہو تو برآمد ہو جائے۔ ورنہ ایک قسم کا deterrence ہو جائے اور لوگوں کو احساس ہو جائے کہ اگر ہم ہوسٹلوں میں رہ کر غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہوں گے تو اب محاسبہ بھی ہو گا۔ یہ تو میں نہیں کہتا کہ ہوسٹلوں کی زندگی دہشت

گردی کی کارروائیوں سے مکمل طور پر پاک ہوگئی ہے لیکن اب اس طرف کئی اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں اور میں امید کر سکتا ہوں کہ مستقبل قریب میں ہم انشاء اللہ کہہ سکیں گے کہ ہوسٹلوں کی زندگی دہشت گردی اور مجرمانہ کارروائیوں سے پاک ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: جناب کرمانی صاحب!

سید سجاد حیدر کرمانی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جواب کے جزو۔ ۹ سے متعلق ہے۔ میں محترم وزیر تعلیم سے غیر نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں کی وضاحت دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ اور ان کو حاصل کرنے کے لیے یہ کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! غیر نصابی سر گرمیوں میں سپورٹس activities بھی شامل ہیں، غیر نصابی سرگرمیوں میں تعلیمی اداروں کی مختلف تنظیموں کی activities بھی شامل ہیں۔ اور ان سب کو اس لیے فروغ دیا جا رہا ہے کہ طلباء کے پاس جو وقت اپنی تعلیم سے بچ جائے اسے وہ مثبت سر گرمیوں پر صرف کریں یعنی طلباء کی تعلیمی سرگرمیوں کے بعد سپورٹس activities کو زیادہ فروغ دیا جا رہا ہے۔ اداروں میں جو debating سوسائٹیز یا دیگر سوسائٹیز ہیں ان کو بھی زیادہ activate کیا جا رہا ہے تاکہ طلباء کی اس میں زیادہ سے زیادہ شمولیت ہو اور اپنے وقت کو طلباء صحت مند سرگرمیوں میں صرف کر سکیں۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم صاحب! آپ نے جواب میں دو لفظ استعمال کیے ہیں ایک غیر نصابی اور دوسرا ہم نصابی ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

وزیر تعلیم: جناب والا! غیر نصابی سر گرمیوں کی وضاحت تو میں نے کر دی ہے۔

جناب سپیکر: شاید یہ کسی انگریزی ٹرم کا ترجمہ ہے۔

وزیر تعلیم: جی ہاں یہ کسی انگریزی ٹرم کا ترجمہ ہی لگتا ہے۔ یہ نصاب کے ساتھ وابستہ سر گرمیوں کے بارے میں ہے۔

میاں عبد الستار: جناب والا! یہ وزیر تعلیم ہیں لیکن انھیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم نصاب اور غیر نصاب میں کیا فرق ہے۔ اب ہماری پنجاب کی تعلیم کا اللہ ہی حافظ ہے۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی ضمنی سوال پر غیر نصابی سرگرمیوں کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔ پچھلے

دنوں کنیئرڈ کالج میں لڑکیوں کا ناچ گانا ہوا اور باقاعدہ اخبارات میں تصاویر چھپیں ۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بھی غیر نصابی سرگرمیوں کا حصہ ہے ؟ اور کیا وزارت تعلیم اس بات کی اجازت دیتی ہے ؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر ! معزز رکن نے جس واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے یہ واقعہ کالج کے premises سے باہر کا ہے ۔ ہم نے محکمے کو ہدایت کی ہے کہ اس واقعے کے بارے میں مکمل چھان بین کی جائے اور اگر ایسی سرگرمیوں کی ذمہ داری کالج پر پائی گئی جو کہ اس کالج میں نہیں ہونی چاہیے تھی تو ہم اس کا انشاء اللہ سختی سے نوٹس لیں گے ۔

جناب سپیکر، بہت خوب ۔ جی چودھری اقبال صاحب!

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر ! جز (الف) نمبر 5 پر بتایا گیا ہے کہ فنی تعلیمی اداروں میں کمپیوٹر کی تعلیم شروع کی جا رہی ہے ۔ کیا معزز وزیر تعلیم یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کن کن تعلیمی اداروں میں میں کتنے کمپیوٹرز مہیا کیے جا رہے ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر ! فنی تعلیمی اداروں میں کمپیوٹر کی تعلیم شروع کی جا رہی ہے ۔ یہ ابھی زیر غور ہے ہم کوشش تو یہ کریں گے کہ تمام ٹیکنیکل اداروں میں بیک وقت کمپیوٹر کی تعلیم شروع کر سکیں لیکن اگر اس میں وسائل کی کمی حائل ہوئی تو پھر ہمیں یقیناً سیلکشن کرنی پڑے گی اور یہ سوال اس وقت پیدا ہو گا کہ ہم کن اداروں میں پہلے شروع کریں گے اور کن اداروں میں بعد میں شروع کریں گے ۔

جناب سپیکر، ارادہ سب میں کرنے کا ہے ۔

وزیر تعلیم، جی ارادہ سب میں کرنے کا ہے ۔

میاں عبدالستار، جناب والا! ابھی وزیر موصوف فرما رہے تھے کہ کمپیوٹر کی تعلیم کے لیے ابھی وہ سوچ رہے ہیں کہ آیا یہ ٹیکنیکل اداروں میں شروع کی جائے یا نہ شروع کی جائے جبکہ میں وزیر موصوف کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ لاہور میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کے تحت ایسے ادارے چل رہے ہیں جہاں پر کمپیوٹر کی تعلیم دی جاتی ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ وزیر تعلیم کو صحیح اطلاعات نہیں دی گئیں یا پھر ان کے علم میں نہیں ہیں ۔ اس وقت لاہور میں پانچ چھ ادارے ایسے ہیں جہاں پر کمپیوٹر کی تعلیم دی جا رہی ہے ۔

جناب سپیکر، میاں عبدالستار صاحب ! کیا یہ ادارے حکومت کے ہیں یا پرائیویٹ ہیں ؟

میاں عبدالستار، جناب والا ! یہ حکومت کے ادارے ہیں۔ وزارت تعلیم کے تحت چل رہے ہیں۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ گورنمنٹ ڈگری کالج گوجرانوالہ اور گورنمنٹ کامرس کالج گوجرانوالہ میں کئی ماہ سے قائم مقام پرنسپل تعینات ہیں جس کی وجہ سے وہ ہوسٹلز اور کالجز میں عمومی کنٹرول کے حوالے سے کوئی موثر اقدام نہیں اٹھاتے۔ کالج میں قائم مقام پرنسپل بھی دلیرانہ اقدام نہیں اٹھا سکتے ۔ پچھلے ہفتے گوجرانوالہ کے دونوں کالجز میں چھاپے پڑے اور وہاں پر ہوسٹلوں پر قابض غیر طلباء پائے گئے ۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ گورنمنٹ کامرس کالج گوجرانوالہ کے پرنسپل کو کنفرم کرنے کے لیے ، notify کرنے کے لیے کتنے مہینے ، کتنے سال درکار ہیں ؟

وزیر تعلیم، جناب والا ! جہاں جہاں بھی قائم مقام پرنسپل ہیں اس کے لیے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر ہمیں متعلقہ گریڈ میں اور administrative suitability کے مطابق سٹاف اساتذہ میسر آ گئے تو ہم یہ سلسلہ ختم کر رہے ہیں اور جہاں بھی پرنسپل ہو وہ مستقل ہو میں اس بات سے متفق ہوں کہ جو قائم مقام پرنسپل ہوتا ہے وہ شاید اپنے فرائض کی ادائیگی میں اتنا مضبوط نہیں ہوتا جتنا کہ مستقل پرنسپل ہوتا ہے ۔ ہم انشاء للہ جلد ہی اس شکایت کو دور کر دیں گے ۔

میاں عبدالستار، میں وزیرتعلیم صاحب کا شکرگزار ہوں لیکن ایک بات آپ کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں جس پرنسپل کے متعلق بات کر رہا ہوں وہ 19 گریڈ کا سلیکٹی ہے اور اس کا ڈومیسائل گوجرانوالہ کا ہے اس کا ہر طور پر حق بنتا ہے ۔ قطعی طور پر اس میں کوئی کمی نہیں ہے اور پھر وہاں پر کوئی اور interested بھی نہیں ہے لہذا ان کو فوری طور پر کنفرم کیا جائے ۔

جناب سپیکر، وزیر تعلیم صاحب ! اس پر توجہ دیجیے گا۔

وزیر تعلیم، جی بہتر ہے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال جز (8) سے متعلقہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں ماحول کو بہتر بنانے کے لیے شجر کاری اور صاف ستھرا رکھنے کے لیے تعلیمی اداروں کے سربراہان کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔ جناب سپیکر ! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا

چاہتا ہوں کہ شجر کاری کے لیے آیا ہیڈ ماسٹرز صاحبان کو ان کے پاس جو فنڈز ہوتے ہیں اس میں سے پودے لگانے کے لیے یا کہ سکول کے اندر جو بچے پڑھتے ہیں ان بچوں کے ذریعے پودے لگانے کی ہدایات دی گئی ہیں اس کی وضاحت چاہتا ہوں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! جیسا کہ ہمارے فاضل ممبرز جانتے ہیں کہ جب شجر کاری کی مہم چلتی ہے تو پودے نہایت ہی ارزاں قیمت پر حکومتیں مہیا کرتی ہیں۔ جہاں پر سکولوں کے فنڈز ہوں گے وہاں پر یقیناً سکولوں کے فنڈز کو استعمال بھی کیا جائے گا اور جہاں پر سکولز کے فنڈز نہیں ہوں گے اس کے لیے ہم ایک سکیم بنا رہے ہیں جس کے تحت محکمہ تعلیم انھیں پودے خرید کر مہیا کرے گا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! وزیر تعلیم نے جواب دے دیا ہے لیکن میں اپنے حلقے کے ایک سکول "پائلٹ سکول وحدت کالونی" جو کہ بوائز ہائی سکول ہے میں چند دن پہلے گیا۔ وہاں پر بدانتظامی اور صفائی کا اتنا برا حال تھا کہ قابل بیان نہیں۔ میں نے اس کا پورا وزٹ کیا اس کی حالت ناگفتہ بہ تھی اور وہاں پر مجھے یہ شکایت بھی ملی کہ ہیڈ ماسٹر صاحب نے فی طالب علم بیس روپے لے کر وہاں پر شجر کاری کی ہے لیکن مجھے وہاں پر موقع کے اوپر کسی قسم کی کوئی شجر کاری نظر نہیں آئی۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں وزیر تعلیم سے یہ گزارش کروں گا کہ اس بات کا نوٹس لیا جائے کہ پائلٹ سکول وحدت کالونی میں فی بچہ بیس روپے لینے اور اگر وہ بیس روپے نہیں دے گا تو گملے سمیت ایک پودا وہاں لانے کا یہ بات کہاں تک درست ہے۔ اور کیا وزیر تعلیم صاحب اس کا سدباب کرنا چاہیں گے؟

وزیر تعلیم، یقیناً کریں گے اور میں یہ بھی چاہوں گا اور اپنے فاضل رکن سے درخواست کروں گا اور ان سے رابطہ کروں گا وہ میرے ہمراہ اس سکول میں چلیں اور ہم دونوں وہاں پر جا کر اس معاملے کو دیکھیں گے اور اگر کوئی قصور وار پایا گیا تو پھر اس کے خلاف جو ایکشن ہوگا وہ بھی فاضل رکن کے نوٹس میں آجائے گا۔

جناب سپیکر، بہت خوب۔

جناب ارشد عمران سلہری، شکریہ۔

سید تابش الوری، جناب والا! کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے کہ اس سال حکومت کتنے اور کن منتخب اداروں میں ڈبل شفٹ شروع کر رہی ہے۔ اور ۴۴ ہزار گریجوایٹ اساتذہ کی خالی اسامیوں

میں سے کتنی اسامیاں پُر کر لی گئی ہیں اور باقی کب اور کیسے پُر ہوں گی؟

وزیر تعلیم، جناب والا! منتخب تعلیمی اداروں میں ڈبل شفٹ شروع کرنے کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور اس میں جو بعض عملی مشکلات ہیں ان کا بھی جائزہ لیا جا رہا ہے ۔ ابھی اس بات کا فیصلہ نہیں ہو سکا کہ کن کن اداروں میں ڈبل شفٹ شروع کی جائے گی۔ انشاء اللہ جلد ہی اس بات کا فیصلہ ہو جائے گا ۔ جہاں جہاں پر ممکن ہوا وہاں پر ڈبل شفٹ شروع کی جائے گی۔ دوسرا جناب والا! ۴۲ ہزار اساتذہ میں سے ۱۲ ہزار کے قریب اسامیاں پُر ہو چکی ہیں، خصوصی طور پر اس میں دقت یہ آ رہی ہے کہ طلباء کے معاملے میں یہ شرط ہے یعنی جو male ٹیچر ہیں ان کے بارے میں یہ شرط ہے کہ وہ بی اے بی ایڈ ہوں اور بی اے بی ایڈ ہمیں اتنی بڑی تعداد میں میسر نہیں آ رہے ۔ جیسے جیسے ہمیں اس گریڈ میں اساتذہ ملتے جائیں گے ہم ان کی سلیکشن کر کے ان کو تعینات کر دیں گے ۔

جناب سپیکر، وزیر تعلیم صاحب از راہ کرم اس بات پر بھی توجہ دیجیے کہ اساتذہ کی ٹریننگ کا بھی کوئی ساتھ ساتھ بندوبست ہونا چاہیے ۔

وزیر تعلیم ، ٹریننگ کے بارے میں ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ہر استاد کی proper training ہو گی اور اس کے بغیر اس کو تعینات نہیں کیا جائے گا ۔

جناب سپیکر ، میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ بی ایڈ کرانے کا بھی انتظام کیا جائے تاکہ زیادہ بچے بی ایڈ کر سکیں۔ یہ سوال دوستوں کو بہت ہی پسند آ گیا ہے اس سے نکلیے آگے چلیے۔

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر! اصل میں محکمہ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ضمنی سوالات کے لیے کافی جواز فراہم کر دیا ہے۔ جز (الف) کے نمبر ۵ میں فنی تعلیمی اداروں میں کمپیوٹر کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے ' یقیناً فنی تعلیمی اداروں میں کمپیوٹر کی تعلیم ایک احسن اقدام ہے اگر یہ محض کاغذی اور خیالی پالیسی نہیں ہے تو حکومت پنجاب نے اس امر کے لیے موجودہ مالی سال میں فنڈز ضرور مختص کیے ہوں گے اگر حکومت اس معاملے میں سنجیدہ ہے تو موجودہ مالی سال ۹۶۔ ۱۹۹۵ء کے لیے کتنے فنڈز مختص کیے گئے ہیں ۔

وزیر تعلیم ، جناب والا! جہاں تک فنڈز کا تعلق ہے وہ تو یقیناً مختص کیے گئے ہیں لیکن اس وقت exact figure میرے پاس نہیں ہے ۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، جناب والا! سوال کے محرک نے جز (الف) میں شرح خواندگی کے متعلق سوال کیا تھا' وزیر تعلیم نے کل گیارہ اقدامات کا اس سلسلے میں ذکر کیا ' Am I correct?

جناب سپیکر ، جی ہاں ۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، تو میں محترم وزیر قانون سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جون میں جو بجٹ پاس کیا اس کے اندر پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لیے بھی رقم مختص کی گئی تھی اور ہمیں بتایا گیا تھا کہ فروغ تعلیم کے سلسلے میں یہ ایک انقلابی قدم ہے لیکن اس کو خصوصی طور پر حذف کیا گیا ہے کسی چیز کا ذکر تک نہیں کیا گیا کہ اس کا فروغ تعلیم میں کیا کردار ہے' اور میں ان سے یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن ایک ادارہ قائم ہے اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ ادارہ ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے ' محترم وزیرتعلیم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ رقم اور ادارہ جو فروغ تعلیم کے لیے کوشاں ہے اس کو یہاں پر کیوں حذف کیا گیا اور اگر سہواً غلطی ہوئی تو اس کی بھی وضاحت فرما دیں اور بتائیں کہ اس کا کردار کیا ہے؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! جس طرح ساری قوم آپ کا ساتھ چھوڑ چکی ہے اور چھوڑتی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر ، کس کا؟ میرا؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جی ہاں آپ کی حکومت کا ۔ اسی طرح اس ہال کی نہایت ہی خوبصورت دو پرانی گھڑیاں بھی آپ کا ساتھ چھوڑ چکی ہیں ' پتا نہیں آپ نے کیوں ان کو تبدیل کر دیا۔

جناب سپیکر ، نہیں وقت بدل گیا ہے اس لیے ہم نے نئی گھڑیاں لے لی ہیں ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب والا! نئی گھڑیاں یہ بتا رہی ہیں کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے آپ مہربانی فرمائیں اور نماز کے لیے وقفہ کریں ۔

جناب سپیکر ، میں نے پوچھا تھا تو فرمایا تھا کہ نماز کا وقت سوا پانچ بجے ہے ۔ اس سوال کا جواب مکمل کر کے پھر ختم کر دیتے ہیں ۔ پانچ بج کر دس منٹ پر وقفہ کر لیں گے ۔

میاں سعید احمد شرقپوری ، جناب والا! آپ نماز نہیں پڑھتے اگر آپ نمازی ہوتے تو آپ کو وقت کا پتا ہوتا ۔ آپ بڑے بے نماز ہیں ۔

جناب سپیکر ، میں اذان سن کر پڑھ لیتا ہوں ۔ گھڑی اکثر نہیں دیکھتا ۔ کیونکہ گھڑی سے اذان کا وقت بدلتا رہتا ہے ۔ اذان سننا زیادہ مستحسن ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! جب اذان بج رہا ہو گا تب آپ کو آواز آئے گی ۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر ، ٹیلی ویژن پر تو ظاہر ہے ریکارڈ ہی بجتا ہے ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! حکومتی سطح پر ۴۲ ہزار اساتذہ کی بھرتی کی بڑی پبلسٹی کی گئی لیکن ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ۴۳ ہزار میں سے صرف ۱۲ ہزار اساتذہ رکھے گئے ہیں ....

جناب سپیکر ، کیونکہ بی ایڈ نہیں مل سکے ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! باقی اساتذہ رکھنے کے لیے کیا پالیسی اختیار کی جا رہی ہے اور یہ اسامیاں کیسے پر ہوں گی کب پر ہوں گی ۔

جناب سپیکر ، انہوں نے بتایا ہے کہ بی ایڈ نہیں مل رہے ہم اس کی جگہ بی اے لیں گے ...

سید تابش الوری ، جناب والا! جو اشتہارات دیے گئے تھے اس میں صرف گریجویشن کی شرط تھی بی ایڈ کی شرط نہیں تھی اب جب انہوں نے ورلڈ بنک سے رابطہ کیا تو انہوں نے بی ایڈ کی شرط لگا دی، لوگوں کو معلوم ہی نہیں ہے کہ اس کی صحیح صورت حال کیا ہے ؛ اب وہ کوئی نیا اشتہار دینا چاہتے ہیں کوئی نئی بھرتی کریں گے اس کی تفصیل آنی چاہیے لوگوں نے بہت بڑی تعداد میں درخواستیں دی ہیں اور انہیں اپنے مستقبل کا پتا نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ، نہ صرف یہ بلکہ وزیر موصوف سے میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگوں کو ان کے تقرر نامے بھی مل گئے اور کہا گیا کہ فلاں سکول میں جا کر آپ تدریس کا کام شروع کر دیں اور پھر اس کے بعد کہا گیا کہ نہیں نہیں تم تو بی ایڈ نہیں ہو تو اس لیے تمہیں ہم یہ job نہیں دے رہے ۔ یقیناً یہ ایک اہم مسئلہ ہے آپ نے اس سلسلے میں کوئی پالیسی بنائی ہے ؟ اس سلسلے میں ہاؤس کو مطلع فرمائیے ۔

وزیر تعلیم ، جناب والا یقیناً یہ ایک اہم مسئلہ ہے اصل میں سابقہ حکومت کے دور میں اس کام کو بڑی عجلت میں کیا گیا۔

جناب سپیکر ، سابقہ حکومت سے مراد ؟

وزیر تعلیم ، میرا مطلب ہے کہ سابقہ کیبنٹ 'سابقہ وزارت ہے ۔

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر! آیا سابقہ وزیر تعلیم اور موجودہ وزیر تعلیم کی آپس میں کوئی co-ordination نہیں ہے ۔ یہ حکومت میں کوئی الگ الگ حیثیت رکھتے ہیں ۔

جناب سپیکر ، اتنی ہے جتنی آپ میں اور ان میں ہے ۔ اور وہ نظر آ رہی ہے ۔ (قہقہے)

وزیر تعلیم ، جناب والا! چونکہ اس پراجیکٹ کو ورلڈ بنک فنانس کر رہا تھا 'میرے خیال میں اس سے مکمل تفصیلات طے کیے بغیر اپنے ذہن میں چونکہ شرط گریجوایشن کی رکھی ہوئی تھی تو انہوں نے اس خیال کے تحت کے اس سکیم کو جلدی جلدی مکمل کر یا جائے ' کیونکہ بڑی لمبی چوڑی بھرتی ہے درخواستیں بھی بے شمار ہوں گی انٹرویو بھی ہوں گے کافی وقت لگے گا 'چاہتے ہم یہ تھے کہ اس تعلیمی سال میں جو گرمیوں کی چھٹیوں کے بعد شر ہو تو انگریزی کی لازمی تعلیم بھی شروع کر دی جائے ۔ اس کے بعد چونکہ ورلڈ بنک نے اس پراجیکٹ کو فنانس کرنا تھا۔ اپنی شرائط میں وہ اس شرط پر مصر رہے کہ بی اے (بی ایڈ) ہی اس عہدے پر لگایا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد پھر یہ ترمیم کرنا پڑی کہ خالی گریجوایٹ کا استثناء صرف خواتین گریجوایٹ ٹیچرز کے سلسلے میں انہوں نے دے دیا لیکن مرد حضرات کے لیے انہوں نے یہ استثناء نہیں دیا۔ ہم نے یہ ورلڈ بنک سے ٹیک اپ کیا ہوا ہے۔ کہ ہمارے اپنے حالات کے اندر یہاں اتنی زیادہ تعداد میں مرد بی اے (بی ایڈ) دستیاب نہیں ہیں۔ تو یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ چند سکولوں ہزار سکولوں میں تو انگریزی کی تعلیم شروع ہو جائے اور چند ہزار سکولوں میں نہ ہوسکے۔ ہم نے اس کو ٹیک اپ کیا ہوا ہے ۔ اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اسی شکل میں جس طرح انہوں نے خواتین کے بارے میں استثناء دیا ہے مرد حضرات کے بارے میں بھی پابندی نہ رکھیں۔ ہم نے ان کو یہ بھی آپشن دیا ہے کہ ہمیں گریجوایٹ رکھ لینے دیں اس کے بعد ہم اپنے تربیتی اداروں میں ریفریشر کورس شروع کرکے ان کو بی ایڈ کا کورس بھی کروا دیں گے۔ لیکن وہ پڑھانا تو شروع کردیں۔ اور ہمیں امید ہے کہ اس بارے میں ورلڈ بنک سے ہمارا رابطہ ہے اور ہم جلد ہی فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر، ہاؤس کو نماز مغرب کے لیے ۵ بج کر ۴۰ منٹ تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اور اس مرحلہ پر ہاؤس ۵ بج کر ۴۰ منٹ تک کے لیے ملتوی کردیا گیا)

(ایوان کی کارروائی نماز مغرب کے بعد زیر صدارت جناب سپیکر ۵ بج کر ۴۶ منٹ پر دوبارہ شروع ہوئی)۔

جناب سپیکر ، وقفہ سوالات resume کیا جاتا ہے ۔ راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا سوال ہے ۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: سوال نمبر 1287

تحصیل گوجر خان کی یونین کونسلوں میں ہائی سکولوں کا اجراء

راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل گوجر خان کی درج ذیل یونین کونسلیں گرلز ہائی سکولوں سے محروم ہیں۔

۱۔ یونین کونسل بھونکل۔۲۔ یونین کونسل موہڑہ نوری۔۳۔یونین کونسل دیوی۔۴۔یونین کونسل ہنجگراں کلاں۔۵۔ یونین کونسل کینٹ خلیل۔۶۔یونین کونسل سید۔۷۔یونین کونسل ساھنگ۔۸۔یونین کونسل کرنب الیاس ۔۹۔یونین کونسل کوری دو لال۔ ۱۰۔ یونین کونسل گھنگریلہ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے تحت ہر یونین کونسل میں لڑکیوں کا ایک ہائی سکول ہونا ضروری ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ بالا یونین کونسلوں میں ہائی سکول کا اجراء کب تک ہو جائے گا؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) رکن موصوف کے سوال کے جزو الف میں دی گئی یونین کونسلوں میں سے یونین کونسل کرنب الیاس اور یونین کونسل گھنگریلہ میں گرلز ہائی سکول موجود ہیں۔

(ب) محدود وسائل کی بناء پر فی الحال ایسی کوئی پالیسی نہ ہے۔

(ج) ایسی یونین کونسلوں میں جہاں گرلز ہائی سکول موجود نہیں ہیں، وسائل کی دستیابی پر مرحلہ وار پروگرام کے تحت ہائی سکول بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

راجہ محمد جاوید اخلاص ، جناب سپیکر ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ وزیر موصوف نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ اس وقت آٹھ یونین کونسلیں بغیر ہائی سکول کے چل رہی ہیں ۔ تو کیا موجودہ

بجٹ میں کوئی ایسی سکیم یا پالیسی ہے یا کون سا مرحلہ وار پروگرام ہے جس کے تحت اس سال ان آٹھ میں سے کسی ایک یا دو سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر ، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم ، جناب والا! مڈل سے ہائی سکول کا درجہ بڑھانے کے سلسلے میں ایک criteria ہے جس میں طلباء کی تعداد ' اس مڈل سکول کے اطراف میں کسی اور مڈل سکول کا بھی ہونا اور پرائمری سکولوں کی تعداد بھی ہے ۔ اس ضمن میں مرحلہ وار سے مراد یہ ہے کہ ہر سال مختلف مڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دیا جاتا ہے ۔ ان یونین کونسلوں میں جو مڈل سکول ہیں ان کو خصوصی طور پر examine کیا جائے گا ۔ اور جو بھی معیار پر پورے ہوں گے ان کو اسی مالی سال میں ہائی سکول کا درجہ دے دیا جائے گا ۔

راجہ محمد جاوید اخلاص ، جناب سپیکر! سوال بڑا واضح ہے اور اس کا جواب بڑا مبہم سے دیا جا رہا ہے کہ ایک ہی صوبائی حلقے میں آٹھ یونین کونسلیں ہیں ۔ ایک یونین کونسل تقریباً پچیس یا تیس ہزار آبادی پر مشتمل ہے ۔ تو یقینی طور پر آٹھ یونین کونسلیں ہائی سکولوں سے خالی ہیں ۔ تو کیا ان آٹھ یونین کونسلوں میں کوئی سکول criteria پر اترتا ہی نہیں ' اگر ان میں سے کوئی سکول criteria پر اترتا ہو تو کیا وزیر موصوف اس موجودہ مالی سال میں کوئی ایک آدھ سکول اپ گریڈ کرنے کے لیے تیار ہیں؟ جناب والا! آٹھ یونین کونسلیں ایک ہی صوبائی حلقے میں ہائی سکولوں سے محروم ہیں ۔

جناب سپیکر ، جی۔

وزیر تعلیم ، ایک تو گزارش یہ ہے کہ مڈل سے ہائی سکول اپ گریڈ کرنے کے لیے یونین کونسل کا کوئی معیار نہیں ہے۔

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر ، ایک منٹ۔ میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ جی

وزیر تعلیم : میں محترم رکن سے گزارش کروں گا کہ چونکہ یہ ان کے حلقے کا معاملہ ہے۔ وہ اس سے بہتر آگاہ ہیں۔ جس مڈل سکول کو ہائی میں وہ اپ گریڈ کرانا چاہیں اس کا مجھے لکھ کر دے دیں۔ ہم انشاء اللہ یقیناً اس کو ہائی سکول بنانے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر : یہ تو اچھا ہے۔ جی شوکت داؤد صاحب۔

چودھری شوکت داؤد، جناب! خیر انھوں نے ان کو مطمئن کر دیا ہے۔ بہرحال میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا۔

جناب سپیکر، چلیے آپ بھی مطمئن ہو جائیے۔ (قہقہے) جی اگلا سوال سید محمد عارف حسین شاہ بخاری صاحب کا ہے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، سوال نمبر 1411

نو تعمیر سکولوں کا اجراء

*1411۔سید محمد عارف حسین بخاری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع حافظ آباد میں مختلف ترقیاتی سکیموں کے تحت کئی پرائمری سکولوں کی عمارات تعمیر ہو چکی ہیں مگر ان میں ابھی تک تدریسی عملہ متعین نہیں کیا گیا۔

(ب) اگر جز(الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے سکول کہاں واقع ہیں نیز ان کا اجراء کب تک کیا جا رہا ہے؟

وزیر تعلیم، (عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) درست ہے کہ ضلع حافظ آباد میں ترقیاتی سکیموں کے تحت دو سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں اور ان کے عملہ کی منظوری کے لیے محکمہ تعلیم پنجاب کی طرف سے ایس این ای بذریعہ مراسلہ نمبر ایس او(ایس)۳-۱۰/۹۵ مورخہ۱۹ جنوری ۱۹۹۵ء کو محکمہ خزانہ کو ارسال کی گئی جب کہ محکمہ خزانہ نے بذریعہ مراسلہ نمبر ایس او (ای)۹-۴/ ۹۴ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۹۵ء محکمہ تعلیم کی تجویز کو منظور کرنے سے معذوری ظاہر کر دی ہے۔

(ب) محکمہ تعلیم نے اب دوبارہ اس عملے کی منظوری کے لیے محکمہ خزانہ کو بذریعہ مراسلہ نمبر ایس او (سکولز) ۳-۱۰ /۹۵ مورخہ۹۵-۴-۲۴ تحریر کیا ہے جس کے جواب کا انتظار ہے۔ محکمہ خزانہ کی طرف سے فنڈز کا اجراء ہوتے ہی کلاسز شروع کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر! اس میں جو چھپا ہوا ہے۔ اس سے ہٹ کر جو latest information ہے وہ یہ ہے کہ،

(الف) ضلع حافظ آباد میں ترقیاتی سکیم نمبر 2761 اور 2782 کے تحت سکول کی عمارات مکمل ہونے

پر درج ذیل سکولوں کا اجراء بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 16 اکتوبر 1995ء کیا گیا ہے۔

1۔ پرائمری سکول ڈیرہ ملک حسین۔

2۔ پرائمری سکول پکے۔

(ب) ان کے علاوہ درج ذیل پرائمری سکولوں کا درجہ مڈل تک بڑھا دیا گیا ہے۔

1۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، لوہڑی۔

2۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، برج دارا۔

3۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، لوبیاں والا۔

4۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، جنڈو کے۔

5۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، وچھو کے خورد۔

6۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، ساہوکے۔

7۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، جوڑیاں والا۔

8۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، مانگٹ اونچا۔

محکمہ تعلیم نے اب دوبارہ عملے کی منظوری کے لیے محکمہ خزانہ کو بذریعہ مراسلہ مورخہ 24-04-95 تحریر کیا ہے جس کے جواب کا انتظار ہے۔ محکمہ خزانہ کی طرف سے فنڈز کا اجراء ہوتے ہی کلاسیں شروع کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر : جی۔

سید محمد عارف حسین بخاری : جناب والا! مجھے نہایت افسوس ہے کہ میرے سوال کا جواب نہ صرف غیر واضح ہے بلکہ اس کی صحت بھی مشکوک ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ یہ فرما رہے ہیں کہ فقط دو سکولوں کی عمارات مکمل ہوئی ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ S.A.P پروگرام کے تحت پچھلے سالوں میں چھ نئے سکول ایک ایم۔ پی۔ اے کو ملے ہیں اور حافظ آباد کے تین ایم۔ پی۔ ایز ہیں۔ اٹھارہ سکول تو اس لحاظ سے بن چکے اور اس سے پہلے بھی پچھلی حکومت کے دوران بھی یہی سکولوں کی عمارتیں ہیں۔ میں اپنی campaign میں جہاں بھی گیا تو دیکھا کہ وہ سکول بے معنی ہیں۔ لوگ شکوہ کر رہے ہیں۔ کئی سکول بنے ہیں لیکن عملہ نہیں ہے۔ سوال تو اس جذبہ کے تحت کیا گیا تھا کہ جو لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر کے عمارتیں کھڑی کی گئی ہیں ان میں کب تک سکولوں کا اجراء ہو جائے گا؟ لیکن ایک مرحلے پر فرمایا

گیا کہ فقط دو سکول بنے ہیں۔ یہ سرے سے ہی غلط ہے۔ میں اس کو چیلنج کرتا ہوں کہ میرے ضلع میں سکولوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے' دو نہیں ہے۔ یہ غلط ہے۔ دوسرا اس کے علاوہ یہ ہے کہ مڈل سکول کے بارے میں تو میرا سوال نہیں تھا۔ وہ بھی ایک غیر متعلقہ جواب فاضل منسٹر نے ایک لمبی چوڑی فہرست کی شکل میں پڑھ دیا ہے۔ بہرحال اس میں' میں تو یہ چاہتا ہوں کہ جتنی بھی عمارتیں ہیں کم از کم ان کے بارے میں ہمیں مطمئن کیا جائے کہ ضلع حافظ آباد میں 1990ء سے لے کر اب تک کتنے سکول تعمیر ہو چکے ہیں؟ یقین فرمائیے 1990ء سے لے کر اب تک پانچ سال میں بیشمار عمارتیں بنی ہیں لیکن کسی نئے سکول کا اجراء نہیں ہوا۔

جناب سپیکر : جی۔

وزیر تعلیم : جناب سپیکر! میں نے گزارش کی تھی کہ دو سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں کیونکہ یہ زیر تعمیر تھیں۔ مختلف ٹھیکیداروں کے پاس کام ہوتا ہے۔ کسی جگہ پر کام جلدی مکمل ہو جاتا ہے۔ کسی جگہ پر آدھا ہوتا ہے اور کسی جگہ پر یہ صورت حال ہوتی ہے۔ دو جگہ پر عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں اور ان میں سکولوں کا اجراء بھی ہو گیا ہے۔ اب چونکہ عمارات کی تعمیر محکمہ بلڈنگز کرتا ہے۔ وہ عمارات کو مکمل کر کے محکمہ تعلیم کو ہینڈ اوور کرتے ہیں۔ اس کے بعد محکمہ تعلیم وہاں پر عملہ متعین کر کے سکولوں کا اجراء کر دیتا ہے۔ اب جیسے جیسے عمارات مکمل ہو کر محکمہ تعلیم کو ہینڈ اوور ہوتی جائیں گی وہاں پر سکولوں کا اجراء ہوتا جائے گا۔ دو سکولوں کی میں نے گزارش کی تھی کہ دو سکولوں کے اجراء کا نوٹیفکیشن ہو گیا ہے جن کی عمارات مکمل ہو کر محکمے کو مل گئی ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری : جناب والا! میں آپ کو زحمت دوں گا کہ آپ میرے سوال پر ا گر نظر ثانی فرمالیں۔ اس کو ایک دفعہ پڑھ لیں۔ میں نے لکھا تھا کہ "مختلف ترقیاتی سکیموں کے تحت کئی پرائمری سکولوں کی عمارات تعمیر ہو چکی ہیں"۔ بعد میں اس کا جواب یہ فرمایا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ دو سکولوں کا اجراء ہو گیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ "صرف دو مکمل ہوئے ہیں"۔ میں ان سے عرض کروں گا کہ اگر آپ یہ زحمت فرمائیں اور حافظ آباد کا دورہ رکھیں تو میں ان کو کتنے ہی مکمل سکول دکھا دوں گا کہ جناب یہ سکول مکمل ہیں۔ کسی میں تو لوگوں نے مویشی باندھے ہوئے ہیں اور کسی میں ویسے ہی قبضہ کیا ہوا ہے۔ سکول مکمل ہیں لیکن وہاں عملہ نہیں ہے اور میں اس بات پر اصرار کرتا ہوں کہ میرے سوال کا جواب غلط دیا جا رہا ہے۔

وزیر تعلیم ، جناب والا ! میں فاضل رکن کے ہمراہ ضلع حافظ آباد کا دورہ کروں گا اور یقیناً ایسی عمارات جو جہاں مکمل ہو گئی ہیں اور وہاں سکولوں کا اجراء نہیں ہو پایا ان کا اجراء کیا جائے گا۔

جناب سپیکر ، بڑی مہربانی۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، جناب والا ! کیا یہ فرمائیں گے کہ کب تک ان سکولوں میں عملہ مہیا کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر ، آپ کل ہی وزیر موصوف سے رابطہ قائم کیجیے اور تاریخ مقرر کر لیجیے۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، جناب والا ! میں ہاؤس میں یقین دہانی چاہوں گا کہ کب تک وہاں عملہ مقرر کر دیا جائے گا۔ یعنی ایک حد بتا دیں۔ خواہ وہ کتنی ہی لمبی مدت کیوں نہ ہو۔

جناب سپیکر ، یہ دورہ ہونے کے بعد ہی ہو گا ناں۔ پہلے تو دورہ ہو گا۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، جناب والا ! میں یہاں یہ یقین دہانی چاہتا ہوں کہ یہ فرما دیں کہ جن سکولوں کی مکمل عمارتیں ہوں گی ان میں عملہ کب تک مہیا کر دیا جائے گا۔ فقط ایک تاریخ مجھے دے دیں۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! یہ مسئلہ صرف حافظ آباد کا ہی نہیں ہے پورے پنجاب کا ہے۔ اگر وزیر موصوف کوئی پالیسی سٹیٹمنٹ دے سکیں اور یہ بتا سکیں کہ سکول تعمیر ہونے کے بعد سٹاف کی منظوری کا مرحلہ کیا ہوتا ہے؟ کتنے عرصے کے بعد وہ قائم ہو سکتا ہے؟ تو یہ ہمارے لیے بہتر ہو گا کیونکہ یہ پورے ہاؤس کا مسئلہ ہے۔ اب چونکہ ہمارے ہاں بھی بہت سے ایسے سکولز ہیں جو تعمیر ہو گئے ہیں لیکن ان کے سٹاف کی منظوری نہیں ہوئی۔ اس کا طریق کار کیا یہ نہیں ہوتا کہ اگر اس سال ایک ہزار سکول کھلتے ہیں تو ان کے سٹاف کی منظوری بھی ساتھ ہی ہو جاتی ہے یا ہر سکول کی case to case منظوری ہوتی ہے اور اب پالیسی کیا اختیار کی جا رہی ہے؟ تاکہ سارا ہاؤس مطمئن ہو سکے اور پنجاب کے تمام عوام کو بھی معلوم ہو سکے کہ وہ سکولز جو تعمیر ہو چکے ہیں ان کا سٹاف کب منظور ہو گا؟

جناب سپیکر ، میاں صاحب آپ بھی کچھ کہنا چاہتے تھے۔ آپ بھی فرما لیجیے۔

میاں امتیاز احمد ، جناب سپیکر ! یہ سکول جو ہیں یہ S.A.P کے تحت مکمل ہوئے ہیں۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا 96-1995ء میں S.A.P پروگرام drop کر دیا گیا ہے یا یہ جاری ہے؟

کیا اس دفعہ بھی ایم۔ پی۔ ایز کو سکولز کا کوٹہ دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم: جناب والا! S.A.P پروگرام جاری ہے اور اپنی تکمیل تک انشاء اللہ جاری رہے گا۔ جہاں تک محترم الوری صاحب کے سوال کا تعلق ہے تو پورے پنجاب کے لیے فنانس ڈیپارٹمنٹ سے آخری اطلاعات جو ابھی موصول ہوئی ہیں ان کے مطابق انھوں نے تقریباً 972 پرائمری سکولوں کے عملے کی منظوری دے دی ہے۔ اب اس منظوری کے آنے کے بعد عملے کی بھرتی کا کام شروع ہو گا اور اس بھرتی کے بعد ان کو مقامی سکولوں میں تعینات کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ حافظ آباد کا جو پروگرام آپ طے کر رہے تھے۔ مہربانی سے عارف صاحب کو اپنے چیمبر میں دعوت دیجیے۔ یہ تشریف لائیں اور ایک دورے کا پروگرام بنا لیجیے۔ جیسے آپ نے وعدہ فرمایا ہے اور جہاں جہاں آپ کو اندازہ ہو کہ یہاں عمارت تو مکمل ہو چکی ہے لیکن عملہ نہیں ہے۔ تو اس کا بھی فوری طور پر اہتمام کر دیا جائے۔

وزیر تعلیم: جی میں یہ کر دوں گا انشاء اللہ۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب والا! اس سلسلے میں اگر کوئی تاریخ طے ہو جاتی تو بہتر ہوتا۔

جناب سپیکر: آپ ملیں گے تو تاریخ طے ہو جائے گی۔ جی میاں صاحب!

میاں امتیاز احمد: جناب سپیکر! میں نے جو سوال کیا تھا اس کا جواب وزیر صاحب نے مکمل نہیں دیا۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ اس دفعہ S.A.P پروگرام کے تحت ایم۔ پی۔ ایز کو سکولز کا کوٹہ دیا گیا ہے یا drop کر دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: امتیاز صاحب پوچھ رہے ہیں کہ ایم۔ پی۔ ایز کو ان کے حلقوں میں سکولوں کی کوئی خاص تعداد کا کوٹا وغیرہ مقرر کیا گیا ہے یا یہ سکیم drop کر دی گئی ہے؟

وزیر تعلیم: جناب والا! سکیم تو drop نہیں ہوئی۔ کوٹے کا تعین کیا جا رہا ہے اور یہ اس چیز پر منحصر ہو گا کہ کتنے سکول کھلنے ہیں اور عنقریب ان کو اس بارے میں اطلاع کر دی جائے گی۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! جناب وزیر تعلیم نے جو آج ایوان میں بیان دیا ہے بالکل ایسا ہی بیان آج سے دو سال پہلے سابقہ وزیر تعلیم نے دیا تھا اب ان کے بیان کی سیاہی تو میرا

خیال ہے کہ بڑی دیر کی خشک ہو چکی ہے اور کچھ نہیں ہوا ۔ میرے اپنے حلقے میں بھی سات سکول مکمل پڑے ہیں اور ان کے لیے بھی کوئی سٹاف نہیں بچوں کے لیے بیٹھنے کی کوئی جگہ نہیں۔۔۔

جناب سپیکر ، محکمہ خزانہ نے منظوری دے دی ہے اب انشاء اللہ ہو جائے گا ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔ جیسا کہ تابش صاحب نے بات کی ہے یہ کوئی پالیسی statement دیں یہاں ہاؤس میں یہ بیان دیں کہ سکولوں میں سٹاف اور جو متعلقہ سامان ہے سکولوں میں بچوں کے بیٹھنے کے لیے ٹاٹ یا کرسیاں یا جو بھی یہ دینا چاہتے ہیں یہ کب تک مہیا کر دیں گے ؟

جناب سپیکر ، کیا آپ معزز اراکین کی کچھ تسلی فرما سکیں گے۔ جب محکمہ خزانہ نے باقاعدہ اجازت دے دی ہے اب آپ کو مزید کتنی دیر لگے گی ۔

وزیر تعلیم ، جناب والا! ۹۷۲ سکولوں کے لیے پنجاب بھر میں بھرتی کا کام ہونا ہے۔ تو جناب والا! ۹۷۲ سکولوں کے عملے کی بھرتی کے لیے ہم کوشش کریں گے کہ یہ جلد از جلد ہو جائے لیکن کم از کم تین ماہ تو درکار ہوں گے ۔

جناب سپیکر ، وزیر تعلیم صاحب تین ماہ کا وعدہ کرتے ہیں ۔

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میاں امتیاز صاحب نے جو سوال کیا تھا ان کے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ کوٹے کا تعین ہو رہا ہے حالانکہ ایسی حقیقت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ سالوں کی طرح ہر ایم ۔ پی ۔ اے نے اپنی اپنی recommendations بھیج دی ہوئی ہیں لیکن اب سننے میں یہ آیا ہے کہ ایم ۔ پی ۔ ایز کے کوٹے کو ختم کر کے SAP پروگرام سوشل ایکشن بورڈ کو دیا جا رہا ہے۔ تو جناب والا! ہم یہ وضاحت چاہتے ہیں کہ آیا یہ درست ہے کہ وہ سوشل ایکشن بورڈ کے تحت کیے جا رہے ہیں یا ایم ۔ پی ۔ ایز کی recommendations پر کیے جا رہے ہیں ۔ وزیر موصوف اس چیز کا جواب دیں ۔

وزیر تعلیم ، جناب والا ! ایسا کوئی خدشہ نہیں ہے کہ ایم ۔ پی ۔ ایز کو نظر انداز کر کے سوشل ایکشن بورڈز کو ان کی جگہ پر substitute کر دیا جائے۔ لیکن بعض جگہ یہ دقت ضرور پیش آئی ہے کہ جو sites دی جاتی ہیں وہ معیار کے مطابق نہیں ہوتیں سوشل ایکشن بورڈ کا صرف یہ کام ہو گا کہ وہ sites کے بارے میں انسپکشن کے بعد اپنی رائے دے دیں تاکہ بعد میں اس میں دقت نہ ہو۔

جناب والا! جہاں تک ایم ۔ پی ۔ اے حضرات کے کوٹے کا تعلق ہے وہ چھین کر سوشل ایکشن بورڈ کو نہیں دیا جا رہا ۔

جناب سپیکر ، بجا ہے۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

کلاسز کا اجراء

*1490۔میاں محمد ثاقب خورشید، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وہاڑی میں گونگے بہرے بچوں کے سکول کی بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے اگر ہاں تو کیا وہ بلڈنگ محکمہ تعلیم کی تحویل میں آگئی ہے یا نہیں۔

(ب) اگرجز(الف) کاجواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکول میں کلاسز کا اجراء کب تک متوقع ہے۔

(ج) کیا یہ سکول ہائی سیکنڈری تعلیم تک ہوگا یا اس کا کوئی اور درجہ ہوگا؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) وہاڑی میں گونگے بہرے بچوں کے سکول کی بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے اور ڈائریکٹوریٹ آف سپیشل ایجوکیشن پنجاب کی تحویل میں آچکی ہے۔

(ب) مذکورہ اسکول میں کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے۔حال ہی میں دو اساتذہ اور دو ملازمین درجہ چہارم کی پوسٹنگ سکول میں کی گئی ہے۔اسپیشل ایجوکیشن میں ٹرینڈ اساتذہ کی کمی کے باعث مزید اساتذہ اسکول میں فی الحال نہیں بھیجے جا سکے۔جونہی خالی اسامیوں کی بھرتی شروع ہوئی تو سکول میں تمام تدریسی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

(ج) اس سکول کا درجہ پرائمری سطح تک منظور ہے۔

ہیڈ مسٹریس کا تبادلہ

*1508۔حاجی احمد خان بھرل: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ رفاہ عامہ گرلز ہائی سکول مزنگ لاہور کی ہیڈ مسٹریس فرخندہ لطیف سکول کی کنٹین خود چلاتی ہے اور سکول کی بچیوں سے من مانے دام وصول کرتی

ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہیڈ مسٹریس کو بدلنے اور ناجائز کنٹین چلانے کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)۔

(الف) درست نہ ہے۔ سکول میں کسی قسم کی کوئی کنٹین موجود نہ ہے۔ لہٰذا بچوں سے من مانے دام وصول کرنے کا جواز ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

(ب) کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔ چونکہ سکول میں کسی بھی قسم کی کوئی کنٹین موجود نہ ہے اس لئے ہیڈ مسٹریس کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

گرلز انٹر کالج میں عملہ کی تعداد

*1538۔ چودھری نذر عباس بھٹی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حافظ آباد گرلز انٹر کالج کو ڈگری کا درجہ کب دیا گیا اور مذکورہ کالج میں منظور شدہ تدریسی عملہ کی کتنی تعداد تھی اور ڈگری کا درجہ دینے کے بعد عملہ کی تعداد کیا ہے تفصیل الگ الگ بیان کی جائے۔

(ب) متذکرہ کالج کی کتنی سیٹیں دوسرے کالجز میں تبدیل کی گئی ہیں علیحدہ علیحدہ تاریخ تبدیلی اور سیٹوں کی تفصیل کیا ہے۔

(ج) گوجرانوالہ ڈویژن میں طلباء اور طالبات کے انٹر اور ڈگری کالجز کی کل تعداد کیا ہے ان میں منظور شدہ سٹاف کتنا ہے اور حافظ آباد بوائز کالج میں آج تک کتنی سیٹیں تبدیل کی گئی ہیں مکمل تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)۔

(الف) حافظ آباد گرلز انٹر کالج کو ۸ دسمبر ۱۹۸۲ء سے ڈگری کا درجہ دیا گیا۔ ڈگری کالج کا درجہ دینے سے قبل تدریسی عملہ کی تعداد حسب ذیل تھی۔

اسسٹنٹ پروفیسر ۳ لیکچرار ۱۱ کل تعداد ۱۴

ڈگری کالج کا درجہ دینے کے بعد تدریسی عملہ کی تعداد حسب ذیل ہے۔

اسسٹنٹ پروفیسر ۶ لیکچرار ۱۳ کل تعداد ۱۹

(ب) مذکورہ کالج کی دو سیٹیں منتقل کی گئی ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) ۱۹۔۱۱۔۸۱ کو لیکچرار ریاضی کی ایک سیٹ گورنمنٹ کلیۃ البنات کالج لاہور کو بذریعہ آرڈر نمبر ایس او (ای۔ا۱) ۳۔۲۲/ ۸۰ منتقل کی گئی۔

(ii) ۲۲۔۱۔۹۳ کو اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات کی ایک سیٹ گورنمنٹ اسلامیہ کالج (خواتین) کوپر روڈ لاہور کو بذریعہ آرڈر نمبر ایس او (سی۔ا۱)۔۱۲/ ۸۵۔ vi منتقل کی گئی۔

(ج) گوجرانوالہ ڈویژن میں طلباء و طالبات کے انٹر اور ڈگری کالجوں کی تعداد پچاس ہے اور منظور شدہ دریسی عملہ کی تعداد ۱۹۸۳ ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

	کالجز کی تعداد	تدریسی عملہ کی تعداد
۱۔ گرلز انٹر کالجز	۸	۱۱۳
۲۔ بوائز انٹر کالجز	۸	۱۴۹
۳۔ گرلز ڈگری کالجز	۱۵	۶۳۷
۴۔ مردانہ ڈگری کالجز	۱۹	۱۰۸۴
کل تعداد	۵۰	۱۹۸۳

گورنمنٹ ڈگری کالج (مردانہ) حافظ آباد سے آج تک کوئی سیٹ دوسرے کالج کو منتقل نہیں کی گئی۔

سکول کی تعمیر

*1548۔ چودھری محمد ریاض: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ موضع مرزا کمیکی حلقہ پی پی ۔۱۰ گوجر خان میں عرصہ تین سال سے ہائی سکول چل رہاہے مگر تاحال اس کی بلڈنگ کی تعمیر کا کوئی ٹینڈر نہیں ہوا اور نہ ہی اس کی تعمیر کے لئے رقم مختص کی گئی ہے ۔اگر ہاں تو مذکورہ سکول کی تعمیر کب تک شروع کر دی جائے گی۔

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا):

موضع مرزا کمیکی میں مڈل سکول بموجب حکومت پنجاب محکمہ تعلیم آرڈر نمبر SO. (School) 3-4/88 مورخہ 11 اپریل 1990 بطور ہائی سکول اپ گریڈ ہوا۔

بموجب حکومت پنجاب محکمہ تعلیم SO(Imp) 2-3/87 مورخہ 10-10-1988 مبلغ 4 93 لاکھ روپے برائے تعمیر عمارت منظور ہوئے۔
محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے سکول کی عمارت کی تعمیر کے لئے مجوزہ جگہ کو ناموزوں قرار دے دیا۔ متبادل جگہ متعلقہ آبادی نے بلا معاوضہ مہیا کرنی تھی۔جو کہ مہیا نہ کی گئی۔جس کی وجہ سے عمارت تعمیر نہ ہو سکی۔

لیکچراروں کی تعیناتی

*1549۔راجہ محمد جاوید اخلاص: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میرے حلقہ تحصیل گوجر خان میں بوائز انٹر میڈیٹ کالج دولتالہ گرلز انٹر میڈیٹ کالج دولتالہ بوائز ڈگری کالج گوجر خان اور گرلز ڈگری کالج گوجر خان میں اس وقت لیکچرار کی تقریباً ۱۵۰ اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان خالی اسامیوں کی وجہ سے والدین اور طالب علم سخت پریشان ہیں اور تعلیمی نقصان ہو رہا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت ان کالجوں میں لیکچرارز تعینات کرنے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)۔

(الف) درست نہ ہے۔ان چاروں کالجوں میں ۴۲ اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل لف ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔کیونکہ اس کمی کو فی الحال دوسرے اساتذہ کرام پورا کر رہے ہیں۔

(ج) جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے۔تاہم ۴۲ خالی اسامیوں پر پبلک سروس کمیشن کی سفارشات کے آنے پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

دولتالہ اور گوجر خاں کے ۲ زنانہ اور ۲ مردانہ کالجوں میں خالی اسامیوں کی تعداد اور تفصیل

		گریڈ 19	گریڈ 18	17
۱۔ بوائز انٹر کالج دولتالہ	منظور شدہ	-	۴	۱۴
	خالی	-	۲	۷
۲۔ گرلز انٹر کالج دولتالہ	منظور شدہ	-	۳	۷

	خالی	-	۲	۳
بوائز ڈگری کالج گوجر خان	منظور شدہ	۴	۱۵	۲۳
	خالی	۲	۶	۷
گرلز ڈگری کالج گوجر خان	منظور شدہ	۱	۳	۲۶
	خالی	۱	۱	۱۰

گریڈ کے حساب سے

تعداد منظور شدہ	۵	۲۵	۶۹
خالی	۴	۱۱	۲۷
کل تعداد منظور شدہ		:	۹۹
خالی		:	۴۲

خالی اسامی کو پُر کرنے کے اقدامات

16-**سید تابش الوری:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ درست ہے کہ سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن بہاولپور کا کنٹرولر امتحانات جون ۱۹۹۴ء کو ریٹائر ہو گیا تھا اگر ہاں تو اس خالی اسامی کو پُر کرنے کے لیے اب تک کتنے پینل کس کس تاریخ کو وزیر اعلیٰ کو بھیجے گئے اور وہ کس کس تاریخ کو کس کس اعتراض کے ساتھ واپس آ گئے۔

کیا مذکورہ اسامی اب بھی بدستور خالی ہے اور اس پر تقرری نہ ہونے کی کیا وجہ ہے اور کب تک یہ تقرری عمل میں آسکے گی؟

م(میاں عطا محمد خان مانیکا)۔

یہ درست ہے اس خالی اسامی کو پُرکرنے کے لئے پہلا پینل مورخہ 24-1-94 کو پیش کیا گیا جو مورخہ 6-6-94 کو اس اعتراض کے ساتھ واپس ہوا کہ چونکہ اسامی گریڈ 18 سے 19 میں اپ گریڈ کی جا رہی ہے اس لئے گریڈ 19 کے آفیسران کے نام کے ساتھ پینل پیش کیا جائے۔ اس پر وضاحت کرتے ہوئے محکمہ نے مورخہ 30-10-94 کو سمری دوبارہ پیش کی کہ کنٹرولر امتحانات سیکنڈری بورڈ کی اسامی ابھی تک گریڈ 18 ہی کی ہے۔اور جو سمری

کنٹرولر سیکنڈری بورڈ کی اپ گریڈیشن (گریڈ 18سے 19) کے لئے محکمہ مالیات کی وساطت سے پیش کی گئی تھی کا ابھی انتظار ہے۔ سمری مورخہ 24-1-94 پر وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بعد مسٹر محمد انور شفیق کو بطور کنٹرولر امتحانات تعینات کیا جا چکا ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے اور یہ اسامی اب خالی نہیں ہے۔

مسٹر محمد انور شفیق، اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ ایس ای کالج بہاولپور کو کنٹرولر امتحانات مورخہ21 مارچ 1995ء سے اس اسامی پر تعینات کر دیا گیا ہے اور انہوں نے مورخہ30 مارچ 1995ء سے اس عہدے کا چارج سنبھال لیا ہے اور وہ بدستور کام کر رہے ہیں۔

بھرتی کی تفصیلات

*1629۔چودھری نذر عباس بھٹی: کیا وزیر تعلیم غیر نشان زدہ سوال نمبر ۶۵۱ جس کا جواب ایوان میں یکم فروری ۱۹۹۵ء کو دیا گیا تھا، کے حوالے سے بیان فرمائیں گے کہ۔

جو ۸، افراد بطور جونیئر کلرک اور ۵ افراد بطور ڈرائنگ ماسٹر بھرتی کیے گئے تھے ان کے نام ولدیت ،عمر، تعلیمی قابلیت اور رہائشی پتہ جات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم(میاں عطا محمد خان مانیکا)۔

نام	ولدیت	عہدہ	تعلیمی قابلیت	رہائشی پتہ / ڈومی سائل
ا۔ محمد سلیم	محمد یاسین	جونیئر کلرک	بی اے،بمعہ 25 الفاظ ٹائپنگ سپیڈ فی منٹ	سکنہ پنج ہتھ ڈاک خانہ کوٹ حسن خان ضلع حافظ آباد
۲۔ شبیر احمد	محمد نوازش اللہ	۔ایضاً۔	ایف اے۔ایضاً۔	سکنہ جندراکہ ڈاک خانہ سکھیکی منڈی ضلع حافظ آباد
۳۔ لیاقت علی	فضل احمد	۔ایضاً۔	ایف اے۔ایضاً۔	چک کلاں ڈاک خانہ متیرانوالی تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ
۴۔ عبدالشہباز تبسم	سردار محمد	۔ایضاً۔	میٹرک ۔ایضاً۔	مکان نمبر 193-A محلہ

			فاروق آباد حافظ آباد
۵۔ محمد عارف محمد وارث	۔ایضاً۔	میٹرک	مکان نمبر 138/13 محلہ حسن پورہ حافظ آباد
۶۔ محمد انور خان سوہاوا خان	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	ہرادوالہ ڈاک خانہ کوٹ سرور ضلع حافظ آباد
۷۔ امجد علی نذر علی	۔ایضاً۔	ایضاً۔	سٹواں ڈاک خانہ جوڑہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ
۸۔ قمر رشید محمد رشید	۔ایضاً۔	ایضاً۔	سکنہ تلونڈی موسیٰ خان ضلع گوجرانوالہ

ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر گوجرانوالہ نے جو افراد بطور ڈی ایم بھرتی کئے کوائف حسب ذیل ہیں۔

نام	ولدیت	عمر	تعلیمی قابلیت	پتہ
۱۔ باقر حسین	قربان حسین	5-2-1962	ایف اے DM ڈپلومہ	نتھوکے ڈوگراں حافظ آباد
۲۔ محمد اشرف	محمد شریف	15-2-1964	۔ایضاً۔	جلالپور روڈ حافظ آباد
۳۔ محمد یونس	محمد اسماعیل	14-4-1973	میٹرک DM ڈپلومہ	لوہے کی حافظ آباد
۴۔ مقبول احمد	حیات محمد	2-5-1957	۔ایضاً۔	جوریاں حافظ آباد
۵۔ نذر احمد	غلام رسول	15-1-1959	۔ایضاً۔	سویاں والہ حافظ آباد

گرلز مڈل سکول میں کلاسوں کا اجراء

*1675۔ ملک غلام شبیر جوئیہ: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل پپلاں ضلع میانوالی میں گرلز مڈل سکول چک نمبر ۱۸ /ایم ایل سال ۱۹۸۹ء سے مکمل ہو چکا ہے لیکن اس میں آج تک کلاسوں کا اجراء نہیں ہوسکا اگر ہاں

: اس کی وجوہ کیا ہیں۔

ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کا اجراء نہ ہونے کی وجہ سے حکومت کو ۸ لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ اگر ہاں تو اس نقصان کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا):

الف) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے مختلف سکولوں میں عملہ کی تعیناتی کی منظوری کے لیے بذریعہ مراسلہ ایس او (ایس)۔۴/۹۴مورخہ 9-4-95 محکمہ خزانہ سے رجوع کیا مگر محکمہ خزانہ نے بذریعہ نمبر ایس او (اخراجات) (تعلیم) 9-94/4 مورخہ 26-4-95 اس سلسلہ میں نئی اسامیاں دوران سال ۹۶-۱۹۹۵ء دینے سے معذوری کا اظہار کیا تھا۔ اب دوبارہ محکمہ تعلیم نے بذریعہ مراسلہ نمبر ایس او (اے وی) ۴-۲/ ۹۵مورخہ ۹۵-۷-۴ نئی اسامیاں ضمنی بجٹ ۹۶-۱۹۹۵ء کے ذریعہ حاصل کرنے کے لئے رجوع کیا ہے۔ تاہم کلاسوں کے اجراء کے لئے عارضی طور پر سکول میں معلمات کی تعیناتی کر دی گئی ہے۔

ب) یہ درست نہ ہے۔ کیونکہ عارضی طور پر عملہ تعینات کیا جا چکا ہے۔ نیز مڈل حصہ میں داخلہ بھی مکمل ہو چکا ہے۔

خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے اقدامات

*1700۔ حاجی احمد خان ہرل: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

الف) گورنمنٹ ڈگری کالج بھلوال میں لیکچرارز پروفیسرز اور دیگر منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کتنی ہے۔

ب) مذکورہ کالج میں اس وقت کون کونسی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں۔ اور ان کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔

ج) کیا حکومت مذکورہ کالج میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا):

(الف) اس وقت گورنمنٹ ڈگری کالج بھلوال میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

پرنسپل	اسسٹنٹ پروفیسر	لیکچرار	لائبریرین	ڈی پی ای
۱	۵	۲۹	۱	۱

(ب) مذکورہ کالج میں اس وقت درج ذیل اسامیاں ان کے نیچے لکھی ہوئی تاریخوں سے خالی پڑی ہیں۔

بیالوجی۔۱	تاریخ۔۱	اردو۔۲	انگریزی۔۲	فزکس۔۱	اسلامیات۔۲
۱۹-۱-۹۰	۲۱-۱۲-۹۰	۴-۱۲-۹۰	۲۸-۲-۹۰	۳۰-۳-۸۹	۱۷-۱۰-۹۲
۷-۰۱-۹۰	۲۱-۱۲-۹۰	۱-۱۲-۹۰	۲۴-۱-۹۰		

ان اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات ایڈہاک تقرری یا پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے سفارشات کا موصول نہ ہونا ہے۔

(ج) حکومت مذکورہ کالج میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ایڈہاک تقرری پر یا پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات موصول ہونے پر خالی اسامیوں کو پُر کردیا جائے گا۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول پھل لولائی کی بندش

*1721۔میاں امتیاز احمد۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل خانپور موضع پھل لولائی میں گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول دربار احمد شیر قائم تھا اگر ہاں تو یہ سکول کتنے عرصہ تک چلتا رہا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اب مذکورہ سکول کو بند کر دیا گیا ہے اگر ہاں تو مذکورہ سکول کو بند کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا):

(الف) درست ہے۔سکول مذکور اب بھی جاری ہے۔

(ب) جزو"الف" کی روشنی میں درست نہ ہے۔

چار درجاتی فارمولا کے تحت ترقی کی تفصیلات

*1753۔میاں معراج دین: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ۱۲۔دسمبر ۱۹۹۰ء کو چار درجاتی فارمولا کے تحت گریڈ ۱۷ میں کام کرنے والے اساتذہ کی پچاس فیصد اسامیوں کو گریڈ ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ میں ترقی دینی طے پائی تھی۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک متذکرہ فارمولا کے تحت کتنے اساتذہ کو ترقی دی گئی ہے اور کتنے بغیر ترقی پائے ریٹائر ہو گئے؛

وزیر تعلیم(میاں عطا محمد خان مانیکا):

(الف) درست ہے۔

(ب) ۱۔ گریڈ 18 کی کل 2895 اسامیاں تھیں۔اور ان میں سے 2457 اساتذہ نے گریڈ 18 میں ترقی پائی اور 145 اساتذہ بغیر ترقی پائے ریٹائر ہو گئے۔

۲۔ گریڈ 19 کی کل اسامیاں 1277 تھیں اور ان میں سے 829 اساتذہ نے گریڈ 19 میں ترقی پائی اور 173 اساتذہ بغیر ترقی پائے ریٹائر ہو گئے۔

۳۔ گریڈ 20 کی کل 85 اسامیاں تھیں اور ان میں سے 24 اساتذہ نے گریڈ 20 میں ترقی پائی اور 12 اساتذہ بغیر ترقی پائے ریٹائر ہو گئے۔

گوجرانوالہ میں یونیورسٹی کا قیام

*1850۔جناب ایس اے حمید: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گوجرانوالہ جو ایک کروڑ نفوس کی آبادی کا صدر مقام ہے کیا وہاں پر یونیورسٹی کے قیام کے لئے کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ساہیوال میں یونیورسٹیاں قائم کرنے کے لئے حکومت نے ۹۶-۱۹۹۵ء کے بجٹ میں فنڈز مختص کر دیئے ہیں۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو گوجرانوالہ جو چھ ضلعوں پر مشتمل آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا ڈویژن ہے اس کو نظر انداز کرنے کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت وہاں یونیورسٹی کے قیام کے لئے عملی اقدامات کرے گی؟

وزیر تعلیم(میاں عطاء محمد خان مانیکا)

(الف) فی الحال گوجرانوالہ میں یونیورسٹی قائم کرنے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔ البتہ صوبہ بھر کے تمام ڈویژنوں کی سطح پر مرحلہ وار پرو گرام کے تحت یونیورسٹیاں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب پبلک سیکٹر میں نئی یونیورسٹیاں قائم کرنے پر غور کر رہی ہے۔یہ یونیورسٹیاں فی الوقت ۱۔ ساہیوال (جنرل یونیورسٹی) ۲۔سر گودھا(جنرل یونیورسٹی) ۳۔ فیصل آباد (سائنس یونیورسٹی) کے مقامات پر قائم کی جائیں گی۔

مندرجہ بالا یونیورسٹیوں کے قیام کے سلسلہ میں پیش رفت اور پیپر ورک جاری ہے وفاقی حکومت سے فنڈز کی فراہمی کے لئے رجوع کیا جا رہا ہے تاکہ یونیورسٹیوں کا قیام جلد ممکن ہو سکے ۔ابھی ۹۶-۱۹۹۵ء کے بجٹ میں فنڈز مختص نہیں ہوئے۔

(ج) گوجرانوالہ لاہور کے قریب ہونے کی وجہ سے پنجاب یونیورسٹی سے مستفید ہو رہا ہے البتہ دوسرے مرحلہ میں گوجرانوالہ اور ڈیرہ غازی خان میں بھی یونیورسٹیوں کے قیام کو زیر غور لایا جائے گا؟

ہیڈ مسٹریس کا تبادلہ

*1914۔جناب محمد منشاء اللہ بٹ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے اپنے حکمنامہ نمبر یو ایس(vi) سی ایم-۹۵-۶-۶۶۸۵۸ مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۹۵ء کے ذریعہ مسز منزہ اکرام ہیڈ مسٹریس (بی ایس-۱۷) گورنمنٹ ہائی سکول چک۴۶/ڈی این بی تحصیل یزمان ضلع بہاولپور کو بطور ڈپٹی ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ ماڈل گرلز ہائی سکول بہاولپور میں مسز شکیلہ نرگس کی جگہ تبادلہ کرنے کا حکم جاری کیا تھاجو ۲۱ مئی۱۹۹۵ء کو ریٹائر ہو رہی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائریکٹر تعلیم بہاولپور نے وزیر اعلیٰ کے اس حکم کی تعمیل نہیں کی جس پر وزیر اعلیٰ نے ایک دوسرا حکمنامہ جاری کیا جس پر تبادلے کے متذکرہ حکم کی تعمیل کرنے کی ہدایت کی گئی اور حکم کی تعمیل نہ کرنے پر متعلقہ ڈائریکٹر تعلیم(سکولز) بہاولپور کی جواب طلبی کرنے کا حکم دیا گیا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ آفیسر کی جواب طلبی کس تاریخ کو کی گئی اور اسے کیا سزا دی گئی؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے اپنے حکم نامہ یو ایس (VI) سی ایم ایس 6858-1-6/95 مورخہ 18 مئی 1995ء کے ذریعہ مسز منزہ اکرام ہیڈ مسٹریس (بی ایس 17) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چک نمبر 46/DNB تحصیل یزمان ضلع بہاولپور کو بطور ڈپٹی ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ ماڈل گرلز ہائی سکول بہاولپور میں مسز شکیلہ نرگس کی جگہ تبادلہ کرنے کا حکم دیا تھا۔اور اس کی تعمیل کی گئی تھی جسے بعد ازاں وزیر اعلیٰ نے خود منسوخ کر دیا تھا۔

(ب و ج) ڈائریکٹر تعلیم بہاولپور کا اس سے کوئی واسطہ نہ تھا۔لہٰذا اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی۔

ھیڈ ماسٹر کی تعیناتی کے اقدامات

*1925۔جناب ارشد عمران سلہری: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر۱۹۔ 8 بی آر میاں چنوں کو کب اپ گریڈ کیا گیا تھا اور اس کی اپ گریڈیشن سے لے کر آج تک کون کون سے ہیڈ ماسٹر کتنے کتنے عرصہ کے لئے تعینات رہے۔

(ب) اب مذکورہ سکول کتنے عرصہ سے بغیر ہیڈ ماسٹر کے کام کر رہا ہے اور ہیڈ ماسٹر کی تعیناتی نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول میں ہیڈ ماسٹر کی تعیناتی نہ ہونے کی وجہ سے سٹاف کی تنخواہیں نکلوانے میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے علاوہ ازیں بچوں کی پڑھائی کا نقصان بھی ہو رہا ہے اگر ایسا ہے تو مذکورہ سکول میں ہیڈماسٹر کب تک تعینات کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول 19/8-BR میاں چنوں کی اپ گریڈیشن کی تفصیل حسب ذیل ہے،

۱۔	پرائمری (اجراء)	13-10-47
۲۔	مڈل (اپ گریڈ)	16-4-82
۳۔	ہائی (اپ گریڈ)	01-05-88

اپ گریڈیشن سے لے کر اب تک کوئی بھی ہیڈ ماسٹر وہاں جانے کو تیار نہیں ہوا تھا حال ہی میں شیخ اقبال سینئر ہیڈ ماسٹر کبیروالا نے رضا مندی کا اظہار کیا تھا لہٰذا ان کا تبادلہ بطور ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 8/19 بی آر میاں چنوں کر دیا گیا ہے اس سے پہلے مندرجہ ذیل ایس ایس ٹی بطور آفیسران کام کرتے رہے ہیں۔

۱۔	بشیر احمد ایس ایس ٹی	01-5-1988	تا	30-06-1989
۲۔	اصغر علی ایس ایس ٹی	01-7-1989	تا	07-07-1990
۳۔	محمد نواز ایس ایس ٹی	08-7-90	تا	11-9-1992
۴۔	بشیر احمد ایس ایس ٹی	12-9-1992	تا	11-5-1993
۵۔	محمد یار ۔ایضاً۔	11-5-93	تا	28-5-95
۶۔	ملک ربنواز ۔ایضاً۔	29-5-95	تا	01-6-95
۷۔	ملک فلک شیر ۔ایضاً۔	12-6-95	تا	حال

(ب) یکم مئی 1988ء سے کسی گزٹیڈ ہیڈ ماسٹر کے بغیر سکول کا کام ہو رہا تھا۔ہیڈ ماسٹر کی تعیناتی کی وجوہات جز الف میں بتائی گئی ہیں۔

(ج) ریگولر ہیڈ ماسٹر کی تقرری بھی کر دی گئی ہے۔اس سے پہلے قریبی سکول کے ہیڈ ماسٹر کو سٹاف کی تنخواہیں نکلوانے کا اختیار دے دیا گیا تھا جس سے تنخواہیں نکلوانے میں دقت نہیں ہوئی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

گوجر خان کے سکولوں کی اپ گریڈیشن

667۔راجہ محمد جاوید اخلاص: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوشل ایکشن پروگرام کے تحت ۹۴۔۱۹۹۳ء میں تحصیل گوجر خان کے دو سکولوں، گرلز پرائمری سکول چک دولت اور گرلز پرائمری سکول اراضی حسنال کو مڈل کا درجہ

دینے کی سفارش کی گئی تھی۔

(ب) اگرجز (الف) کاجواب اثبات میں ہے تو اس پر اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے اور ان منصوبوں پر کب تک کام شروع ہو گا؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) گرلز پرائمری سکول اراضی حسنال میں تعمیر کا کام جاری ہے۔جب کہ چک دولت کے لیے زمین حاصل کر لی گئی ہے اور سکیم منظوری کے لئے مجاز حکام کو بھجوا دی ہے۔

ناجائز قابضین سے رقبے کی وا گزاری

702۔چودھری غلام احمد خان، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول باہو چک تحصیل و ضلع گوجرانوالہ کب اور کتنے رقبہ پر قائم ہوا تھا اس وقت سکول کے تصرف میں کتنا رقبہ ہے اور کتنے رقبہ پر عمارت ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کے کچھ رقبہ پر قرب و جوار میں رہنے والوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور انہوں نے سکول میں گندہ پانی چھوڑ رکھا ہے جس کی وجہ سے سکول جوہڑ کی صورت اختیار کر چکا ہے۔

(ج) اگرجز ہائے بالا کاجواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے رقبہ کو ناجائز قابضین سے واگزار کروانے اورگندہ پانی چھوڑنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)۔

(الف) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک باہو تحصیل و ضلع گوجرانوالہ ۱۴-۴-۸۷ کو قائم ہوا۔سکول کی عمارت دس مرلہ رقبہ پر تعمیر کی گئی ہے جب کہ سکول کے تصرف میں کل رقبہ ۲ کنال ہے۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے وہاں کسی کا قبضہ تو نہ ہے البتہ گندا پانی اس کے کچھ حصہ میں کھڑا ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کو بذریعہ چٹھی نمبر ۱۱۸۵ بتاریخ ۱۱-۶-۹۵ لکھا گیا ہے اور

محکمہ تعلیم کے متعلقہ افسران اس سلسلہ میں ضروری اقدامات کر رہے ہیں۔

خالی اسامیوں پر ترقی کے اقدامات

724۔ صاحب زادہ محمد فضل کریم: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں سال ۱۹۹۰ء سے گریڈ ۲۰ کی ۵۵ مردانہ اور ۳۰ زنانہ اسامیاں خالی چلی آرہی ہیں جن پر ابھی تک کسی آفیسر کو ترقی نہیں دی گئی ہے اگر ھاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور مستحق افسران کو ان اسامیوں پر کب تک ترقی دے دی جائے گی؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا):

یہ درست نہیں ہے کہ 1990ء سے تا حال گریڈ 20 میں کوئی مردانہ اور زنانہ آفیسران کی ترقی نہیں ہوئی۔حالانکہ 1991ء سے لیکر 1994ء تک برابر مردانہ اور زنانہ افسران کی ترقی ہوتی رہی ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

	1991	1992	1993	1994
مردانہ	19	-	13	8
زنانہ	7	6	3	16

فی الحال خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	مرد	خواتین
گریڈ 20 کی منظور پوسٹیں برائے ترقی	64	42
گریڈ 20 میں کام کرنے والوں کی تعداد	40	29
گریڈ 20 میں خالی اسامیوں کی تعداد	24	13

گریڈ19 کے دو حضرات کے گریڈ20 میں ترقی کے لئے کیسز زیر غور ہیں۔اور جلد ہی PSB کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے جبکہ گریڈ 19 کی خواتین کی گریڈ 20 میں ترقی ہو سکتی ہے۔اس سلسلے میں پیش رفت ہو رہی ہے۔

جناب شاہد ریاض ستی ، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! میرا نشان زدہ سوال تھا اور اس کا نمبر ۱۵۰۳ تھا۔ اور میرے دو یا تین سوالات education ministry سے related ہیں یہ عرصہ تین اجلاس سے pending چلے آرہے ہیں اور ان کے جوابات موصول نہیں ہو رہے ۔ لہذا میں آپ سے عرض

کروں گا کہ آپ اس بارے میں کوئی رولنگ فرمائیں کہ متعلقہ محکمہ جلد جوابات دے ۔ جناب والا سوال کرنے کا کوئی مقصد ہوتا ہے ۔

جناب سپیکر، میں نے واضح طور پر تمام وزراء صاحبان اور سینئر منسٹر صاحب کی موجودگی میں تاکید کی ہے اور اسے رولنگ ہی سمجھا جائے کہ سوالات کے جوابات جلدی دیے جائیں ۔ ضرور دیے جائیں اور جب دیے جائیں تو صحیح دیے جائیں مفصل دیے جائیں اور تازہ ترین صورتحال سے بھی ہاؤس کو آگاہ کیا جائے ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر! مجھے آپ کی رولنگ چاہیے کہ کیا سیکرٹری اسمبلی کے بغیر اجلاس چل سکتا ہے۔ جناب والا! یہ کرسی دردناک آواز میں پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جناب والا رحم فرمائیں۔

جناب سپیکر، آپ نے اچھی بات point out کی۔ اب ہم مجلس استحقاقات کی رپورٹس پر غور کریں گے۔ اس ضمن میں پہلی تحریک سید تابش الوری اور سید ظفر علی شاہ صاحب کی طرف سے ہے وہ اپنی تحریک پیش کریں ۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا زیر غور لایا جانا

سید تابش الوری، جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں اور سوال یہ ہے کہ :-

سید ظفر علی شاہ کی طرف سے سپرنٹنڈنٹ جیل کا راولپنڈی جیل کا معائنہ کرنے کی اجازت نہ دینے کے خلاف پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر ۷ پر مجلس استحقاقات کی رپورٹ کو زیر غور لایا جائے ۔

جناب سپیکر ، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ ،

سید ظفر علی شاہ کی طرف سے سپرنٹنڈنٹ جیل کا راولپنڈی جیل کا معائنہ کرنے کی اجازت نہ دینے کے خلاف پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر ۷ پر مجلس استحقاقات کی رپورٹ کو زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور ہوئی)

نائب سپیکر، اگلی تحریک سید تابش الوری اور سید ظفر علی شاہ صاحب کی طرف سے ہے وہ اپنی تحریک

پیش کریں۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

سید ظفر علی شاہ کی طرف سے محکمہ ریلوے میں سبک خرام کے کرایہ راولپنڈی تا لاہور کے ساتھ ۲۸ روپے کیٹرنگ چارجز کی غیر قانونی وصولی کے خلاف پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر ۶ پر مجلس استحقاقات کی رپورٹ کو زیر غور لایا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

سید ظفر علی شاہ کی طرف سے محکمہ ریلوے میں سبک خرام کے کرایہ راولپنڈی تا لاہور کے ساتھ ۲۸ روپے کیٹرنگ چارجز کی غیر قانونی وصولی کے خلاف پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر ۶ پر مجلس استحقاقات کی رپورٹ کو زیر غور لایا جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے جناب شاہد ریاض ستی صاحب کی ایک بہت پرانی تحریک استحقاق چلی آتی ہے۔ شاہد صاحب، گزشتہ مرتبہ بھی وزیر قانون نے اس پر وضاحت کی تھی اور پھر بھی آپ نے کہا کہ وزیر بلدیات موجود نہیں ہیں۔ وہ بھی اگر تشریف رکھتے ہوں اور وہ بھی وضاحت کر دیں۔ تو اس وقت تک کے لیے اسے مؤخر کر دیا جائے۔ کیا وزیر بلدیات آج موجود ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں نے اس تحریک استحقاق کا ریکارڈ نکلوایا ہے۔ یہ تحریک قبل ازیں رول آؤٹ ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر کی وضاحت کے بعد اسے ختم کر دیا گیا تھا۔ سیکرٹری صاحب اسے کو دیکھیں کہ کیا یہ رول آؤٹ ہو چکی ہے ----- ستی صاحب، اس میں تھوڑا سا کنفیوژن ہے۔ ریکارڈ میں تو یہ ہے کہ یہ رول آؤٹ ہو گئی تھی لیکن اس ریکارڈ میں لکھا ہے کہ اس وجہ سے مؤخر کی گئی تھی کہ وزیر بلدیات صاحب نہیں تھے۔ اگر آپ کل میرے پاس تشریف لے آئیں تو اس کو دیکھ لیں گے۔ جس طرح آپ چاہیں گے ویسے کر لیں گے۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب سپیکر! آپ نے رولنگ دی تھی ۔ اور وزیر قانون نے جو وضاحتی بیان دیا تھا اس سے آپ بھی مطمئن نہیں تھے اور ہاؤس بھی مطمئن نہیں تھا۔ اس لیے جناب نے اسے مؤخر فرمایا تھا۔ آپ کو پتا ہے کہ اس کے بارے میں میں نے کافی ثبوت فراہم کیے تھے ۔ اخبارات کے حوالے سے بھی بات کی تھی ۔ حکومت کا یہ بیان تھا کہ وہاں پر تختیاں آویزاں نہیں کی گئیں۔ میں نے اس کی فوٹو گراف بھی آپ تک پہنچائی۔ اس کے بعد ہی آپ نے اس کو مؤخر کیا تھا۔ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ وزیر بلدیات سے اس کا مفصل جواب لے لیں۔

جناب سپیکر ، وزیر بلدیات تشریف نہیں رکھتے ۔ از راہ کرم آپ ان سے بات کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، اس کے بارے میں اس دن کی ساری کارروائی میرے پاس ہے ۔ اس دن جناب ڈپٹی سپیکر تشریف فرما تھے ۔ یہ رول آؤٹ کر دی گئی تھی ۔

جناب سپیکر ، ذرا دکھائیے ---- کل چیک کر کے اس کا فائنل فیصلہ کر دیں گے ۔ اگلی تحریک استحقاق جناب محمد شفیق چودھری صاحب کی طرف سے ہے ۔ کیا وہ تشریف رکھتے ہیں؟ وہ بھی نہیں ہیں اس لیے اس کو بھی مؤخر کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک سید ظفر علی شاہ صاحب کی طرف سے ہے ۔

سید ظفر علی شاہ ، میری تحریک استحقاق نمبر 1 ہے اور اس کے بعد لیڈر آف اپوزیشن کی ایک تحریک استحقاق ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس کو پہلے لے لیں۔

جناب سپیکر ، اس پہ دو منٹ لگیں گے ۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں اس کے لیے تیار ہوں۔آپ فکر کیوں کرتے ہیں۔ جب سر کولیٹ کی ہیں تو ان پر بحث کرنے کے لیے آپ کو موقع دیا جائے گا۔

رکن اسمبلی کو علاج معالجے کی سہولتیں دینے سے انکار

سید ظفر علی شاہ ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیربحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں نے اپنی بیماری اور اپنی بچی کی بیماری کا علاج PIMS اسلام آباد سے کرایا اور جن پر کل اخراجات 9,702/53 روپے آئے۔ بعد ازاں میں نے Claim for Reimbursement اسمبلی کے سیکرٹریٹ میں داخل کرایا جو کہ بمطابق قانون و ضوابط تھا۔ اور جس کو اسمبلی سیکرٹریٹ نے مورخہ 19 ستمبر 1995ء کو اپنی چٹھی نمبر No.SO(G-IV)7-270/95 کے ذریعے اسمبلی سیکرٹریٹ کو لکھا کہ

میں نے پیشگی اجازت کے بغیر علاج کرایا ہے۔ لہذا Claim بمطابق رولز نہ ہے۔ مجھے Punjab

Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members)Act

1974 کی دفعہ 8 کے تحت تمام میڈیکل سہولتیں حاصل ہیں اور ان کے انکار کا کسی کو کوئی حق حاصل نہ ہے۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب کے سیکرٹری / انڈر سیکرٹری کی مذکورہ رائے اور انکار سے جو کہ غیر قانونی ہے' نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ بظاہر ایک عجیب سی اور چھوٹی سی بات لگتی ہے کہ ایک اسمبلی کا ممبر دو ہزار یا چار ہزار کے لیے بات کر رہا ہے۔ جناب سپیکر! جب ہم ممبر نہیں تھے تب بھی بیمار ہوتے تھے۔ اور اس وقت علاج بھی ہوتا تھا۔ اور علاج کرا بھی لیتے تھے۔ جناب سپیکر! مسئلہ پیسے کا نہیں ہے۔ یہ مسئلہ استحقاق کا ہے۔ جو کہ ایک منتخب ممبر کو حاصل ہے۔ ممبر اپنے عوام کے حقوق کی لڑائی لڑنے کے لیے ایوان میں آتا ہے ۔ اور اپنے علاقے کی اپنے صوبے کی یہاں آ کر نمائندگی کرتا ہے ۔ جناب سپیکر! اگر میں اپنے اس حق کو جو کہ مجھے قانون دے رہا ہے۔ جو کہ ایک established right ہے۔ statutory right ہے۔ جو اسی اسمبلی سے پاس شدہ ہے جب میں ممبر نہیں تھا ۔ مجھ سے پہلے اسی ایوان کا دیا ہوا استحقاق اگر میں اپنے لیے حاصل نہیں کرسکتا تو مجھے کوئی حق حاصل نہیں کہ میں اس ایوان میں ایک منٹ کے لیے بھی بیٹھوں۔ میں ناکام ہوں گا کہ میں اپنے علاقے کی نمائندگی کر سکوں۔ جناب سپیکر! اس طرح یہی وہ bureaucratic ہتھکنڈے ہیں جو عوام کے نمائندے کے آڑے آ جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ اصول کی لڑائی ہے ۔ یہ قانون کی بات ہے ۔ میرے صوبے کا کوئی شہری کھڑا ہو کر مجھے پوچھ سکتا ہے کہ جناب ممبر صاحب ' تم تو اپنے استحقاق کا تحفظ نہیں کرسکتے تم میرے استحقاق کی کیا بات کرو گے ۔ تمہیں تو ایک سیکشن افسر رول کی مار دے کر پرے کر دیتا ہے ۔ جناب سپیکر ' پھر دوسری بات قانون کی ہے مجھے ایک ایکٹ نے پریویلج دیا۔ اور ہیلتھ سیکرٹریٹ اسی رول کا حوالہ دے رہی ہے ۔ ان کا رول کیا کہتا ہے کہ اجازت نہیں مانگی ۔ جناب والا! اللہ آپ کو صحت دے۔ اگر آپ دورے پر کراچی گئے ہوئے ہیں ' یا پنجاب اسمبلی کا کوئی ممبر یا سندھ اسمبلی کا کوئی ممبر دوسرے صوبے میں گیا ہوا ہے ۔ اور اچانک اس کو ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے یا اپنڈے کس ہو جاتا ہے ۔ تو کیا وہ ڈاکٹر کو کہے کہ ٹھہرو میرا ابھی اپریشن نہ کرنا مجھے پنجاب کے محکمہ ہیلتھ کے سیکشن افسر سے اجازت لینی ہے ۔ جناب سپیکر' مجھے

آپ کے سیکرٹریٹ پر بھی افسوس ہے ۔ یہ وہ معاملہ ہے جو کہ ایک ممبر اور سیکرٹریٹ کے درمیان ہے۔ اور سیکرٹریٹ ماشاء اللہ بذات خود رولز اور ضابطوں سے پوری طرح مسلح ہیں اور میرے کلیم کی تائید کر رہے ہیں۔ میرے سارے کلیم ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ کوئی بوگس بات نہیں ہے ۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں monetary کی بات نہیں کر رہا۔ لیکن جس کو red tapism کہتے ہیں اس کا ایک ممبر کے ساتھ ایسا سلوک کیا جا رہا ہے ۔ مجھے تو تکلیف اس لیے ہوئی ہے کہ پتا نہیں عام لوگوں کے ساتھ کیا کیا ہوتا ہے اور کیا کیا ہو رہا ہے۔ جناب والا! میری یہ استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو منظور فرمایا جائے تاکہ کمیٹی اس پر اپنی صحیح رائے دے سکے ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ! جہاں تک شاہ صاحب کا مؤقف ہے واقعاتی طور پر وہ بالکل درست ہے کہ انھوں نے ادھر سے علاج کروایا اور اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے ۔ اور ان کے استحقاق میں ' ایم پی ایز کے لیے میڈیکل سہولت موجود ہے ۔ جناب والا ! اس میں صرف ایک technical hitch آ گئی تھی جس کا جواب محکمہ صحت نے دیا تھا کہ ان کو اجازت لینی چاہیے تھی اور اگر نہیں لی تو اب اس کے ساتھ ایک درخواست attach کر کے دی دینی چاہیے تھی تاکہ rules relax کر کے اجازت مل جاتی ۔ صرف اس حد تک یہ گڑبڑ ہوئی ہے اور جس رول کے تحت محکمہ صحت نے یہ جواب دیا ہے میں وہ رول آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں اس لحاظ سے ان کی تحریک استحقاق technically نہیں بنتی ۔ ایم پی ایز کو وہی سہولتیں حاصل ہیں جو کہ ایک درجہ اول گزیٹڈ آفیسر کو حاصل ہیں ۔

......It is further clarified that all Punjab Government employees, both serving and retired, having the facility for free medical treatment in the Punjab Government Hospitals only. They are not entitled for treatment or to get reimbursement of treatment taken from private doctors in federal government institutions or any other private non-provincial government hospital institutions except in case of non-availability of facilities in Punjab Government hospitals with prior permission or reference by the competent authority, that is, Health Department.

تو اس کے لیے prior permission کی جو ضرورت ہے --------

جناب سپیکر، یعنی آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ جو PIMS ہے یہ وفاقی حکومت کا ہے اور پنجاب حکومت اس کے اندر نہیں آتی۔

وزیر قانون، جی ہاں۔

جناب سپیکر، لیکن جو point شاہ صاحب نے اٹھایا ہے کہ اگر ایمرجنسی میں کچھ ایسا کرنا پڑ جائے تو پھر اس صورت میں اجازت تو بڑی دیر میں ملتی ہے۔

وزیر قانون، تو پھر اس صورت میں وہ relaxation of rules کے لیے درخواست دے دیتے اگر اب بھی دے دیں تو یہ requirment پوری ہو جائے گی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ لا بڑا established ہے کہ کوئی رولز اصل قانون پر حاوی نہیں آ سکتا۔ دوسرا یہ رولز وہ نہیں ہیں جو کہ ہمارے Privilege Act پر حاوی ہوں بلکہ میں حکومت اور وزیر قانون سے یہ عرض کروں گا کہ جو ہمارا Privilege Act ہے، جو ان کے ہاتھ میں اٹھایا ہوا ہے اس کے بارے میں medical facilities relatd with the members کے بارے میں رولز سرے سے ہیں ہی نہیں۔ اس کے لیے بے شک۔۔ رول بنا لیں لیکن اس کے تحت کوئی رول نہیں بنا ہوا اگر سرکاری ملازم کا کوئی رول بنا ہوا ہے تو وہ مجھے over rule نہیں کر سکتا، اگر میرے بارے میں بنا ہو تب بھی over rule نہیں کر سکتا۔ جو مجھے ایکٹ نے حق دیا ہے اسے رول کیسے چھین سکتا ہے؟ کبھی بھی نہیں چھین سکتا۔ اور میں نے پہلے بھی جناب کی خدمت میں عرض کی ہے کہ یہ رول کس قدر احمقانہ سا لگتا ہے کہ اگر ایک ممبر اپنے صوبے کی حدود سے باہر بیمار ہو جاتا ہے تو وہ بیماری سے پہلے اس رول کے تحت درخواست لکھے گا، لاہور آئے گا پھر واپس جائے گا پھر آپریشن کرائے گا پھر درخواست دے گا اور پھر re-imbursement کرائے گا۔

With due respect what is this non-sense?

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میرے ذاتی علم میں ہے ابھی میں نام quote نہیں کروں گا 1989ء کا واقعہ ہے اور Cromwell ہسپتال لندن کا واقعہ ہے۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ ایک

ڈی سی صاحب وہاں بیمار ہو گئے اور انھوں نے ہارٹ سرجری کروائی ۔ یہ شاہ صاحب کا کیس تو معمولی نو ہزار کا ہے ۔ اور پھر وزیر قانون نے بغیر اجازت کی بات کی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اس ڈی سی نے وہاں سے ہارٹ سرجری کروائی ' اس کا بل submit ہوا اور پھر اس کی re-imbursement بھی ہو گئی یعنی ایک ڈی سی کے لیے اس وقت تین لاکھ کا بل دیا گیا ۔ صرف یہ ہے کہ جہاں bureaucratic بات ہو وہاں تو سب کچھ جائز ہے ۔ اگر ضرورت پڑی تو میں نام بھی بتا سکتا ہوں لیکن میں ان کا نام بتانا نہیں چاہتا ۔

جناب سپیکر: نہیں آپ نام رہنے دیجیے ۔ چودھری محمد اسلم صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

چودھری محمد اسلم: جناب سپیکر ! شاہ صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں میں اس کی تائید کروں گا اور وزیر قانون صاحب کی میں اس میں رہنمائی تو نہیں کر سکتا کیونکہ وہ خود وزیر قانون ہیں لیکن جہاں تک عوامی نمائندوں کا تعلق ہے خواہ ہم جس طرف بھی بیٹھے ہوں یہ حقیقت ہے ' یہ سچی بات ہے کہ بیورو کریسی ان کے ساتھ کچھ اس قسم کا رویہ رکھتی ہے کہ جیسے اس میں کوئی سوتیلا پن سا ہو۔ اور قانون کی جو بھی تشریح کی جاتی ہے اس میں کوشش کی جاتی ہے کہ عوامی نمائندے کی بات پس پشت چلی جائے ' اس کی تذلیل ہو یا وہ بات عملی شکل میں نہ آئے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ پچھلے سال اسمبلی کے اجلاس کے دوران یہاں پر لابی کے دروازے پر میں اتفاقاً بیمار ہو گیا اور میں گر گیا۔ یہاں سے کچھ دوستوں نے مجھے اٹھایا اور فوراً ایمبولینس منگوا کر مجھے سروسز ہسپتال بھیجا گیا ۔ وہاں کوئی مہینہ ڈیڑھ مہینہ میں زیر علاج رہا ۔ اس علاج کے دوران ڈاکٹرز نے میرا ایک برین کا ٹیسٹ تجویز کیا تو اس ٹیسٹ کی مشین لاہور میں کسی سرکاری ہسپتال میں نہیں تھی صرف ایک پرائیویٹ ادارے ہمارے فاضل رکن اختر رسول صاحب کے بھائی کے ادارے میں اس ٹیسٹ کی مشین موجود تھی ۔ چنانچہ ایم ایس صاحب نے لکھا کہ وہاں سے ٹیسٹ کروایا جائے ۔ تو ٹیسٹ ہوا اور بل میں نے وہاں پر ادا کر دیا اس کے بعد وہ بل میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں دیا تاکہ re-imburse ہو سکے ۔ اسمبلی سیکرٹریٹ نے کہا کہ ہم محکمہ صحت سے رائے لیں گے پھر یہ re-imburse ہو سکے گا ۔ شاہ صاحب تو بہادر آدمی ہیں انھوں نے اپنا کیس fight کر دیا کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو بعض اوقات یہ سمجھتے ہیں کہ اتنی مصیبت میں کون پڑے ۔ چنانچہ وہ بل مجھے نہیں ملا ۔ جب میں نے دفتر سے پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ سیکرٹری صحت صاحب نہیں مانتے وہ کہتے ہیں کہ یہ پرائیویٹ ہسپتال تھا ' یہ تھا

وہ تھا۔ تو جناب والا ! جب ٹیسٹ کی ایک ہی مشین ہو اور پورے پنجاب میں کوئی دوسری مشین نہ ہو اور اس کے لیے بھی ہسپتال کا ایم ایس recommend کر رہا ہو، پروفیسر ٹیسٹ recommend کر رہا ہو لیکن اس کے باوجود انھوں نے انکار کر دیا۔ اس سے آپ اندازہ لگائیے۔ لہٰذا شاہ صاحب جو بات کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ بالکل درست ہے اور وزیر قانون صاحب کو اس بات میں خواہ مخواہ رکاوٹ نہیں بننا چاہیے ۔ جی وزیر قانون صاحب !

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب والا ! میں صرف ایک فقرے میں اپنی بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے پہلے خاکوانی صاحب کا ایک فقرہ سن لیتے ہیں ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر ! میرے نہایت ہی واجب الاحترام اور اللہ گواہ ہے کہ میں سید ظفر علی شاہ صاحب کا دل سے احترام کرتا ہوں لیکن شاہ صاحب کی خدمت میں آج میں معذرت سے کہوں گا کہ ان سے تھوڑی سی بھول ہو گئی ہے ۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ شاید اس کے بارے میں کوئی رولز نہیں ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ شاہ صاحب رولز ہیں اور وہاں رولز یہ ہیں کہ آیا یہ حزب اقتدار کے ممبر ہیں یا حزب اختلاف کے ممبر ہیں ------

جناب سپیکر: آپ نے حزب اقتدار کے ممبر کی بات بھی سن لی ہے اب کیوں ایسی بات کرتے ہیں ؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر ! پچھلے دنوں ------

جناب سپیکر: خاکوانی صاحب ! آپ کی بات ایک فقرے سے بڑھ گئی ہے ۔ حالانکہ آپ نے کہا تھا کہ صرف ایک فقرہ کہنا ہے ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب والا ! میں صرف ایک مثال بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک ساتھی، بھائی رانا نورالحسن صاحب کو دل کا عارضہ لاحق ہوا ۔ محکمہ صحت سے انھوں نے اجازت طلب کی کہ جس طرح ناظم حسین شاہ صاحب، سردار مقصود لغاری اور اللہ یار ہراج صاحب ابھی حال ہی میں Engio graphy کے لیے باہر گئے ہیں انھیں بھی باہر بھیجا جائے لیکن رانا نورالحسن صاحب کو محکمہ صحت کی طرف سے یہ جواب موصول ہوا کہ چونکہ ہارٹ سرجری کی سہولت ملک کے اندر موجود ہے لہٰذا ہم آپ کو باہر جانے کے لیے نہ تو کوئی الاؤنس دینے کے لیے تیار ہیں اور نہ ہی اجازت دینے کے لیے تیار ہیں ۔ جناب سپیکر ! میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ رانا نورالحسن صاحب نے کراچی سے

آپریشن کروایا ۔ دس دن کے بعد infection ہو گئی ان کو دوبارہ open کیا گیا دوسری دفعہ آپریشن کیا گیا اور وہ بالکل موت کے منہ سے بچ کر(راناصاحب کی اللہ زندگی دراز فرمائے) یہاں ہاؤس میں آئے ہوئے ہیں ۔

جناب سپیکر: فقرہ بھی آپ کا بڑا دراز ہو گیا ہے ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر ! میں صرف آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ دہرا معیار ہے ۔ خدا کے واسطے اس کو ختم کریں ۔

جناب سپیکر: نہیں اسلم صاحب کی بات کے بعد یہ دوہرے معیار والی بات نہیں ہے بلکہ یہ وہی بات ہے جس کا تذکرہ آپ نے فرمایا تھا کہ ایم پی ایز اور بیورو کریسی کے درمیان محبت کا ایک رشتہ ہے اور میں غالب کا ایک شعر آپ کو عرض کرتا ہوں کہ :۔

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد
کچھ نہیں تو عداوت ہی سہی

یہ ہمارا اور ان کا پرانا تعلق چل رہا ہے ۔ بیوروکریسی والے ہمارے محبوب ہیں اور وہ ہم سے عداوت والا پرانا رشتہ نبھاتے چلے جاتے ہیں ' اس لیے اصل معاملہ اس طرح کا ہے آپ کوئی فکر نہ کریں ادھر بھی اسی طرح کے قتیل بیٹھے ہیں جیسے ادھر بیٹھے ہیں ۔

میاں عمران مسعود : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آرمی والے اپنے ساتھیوں اور پارٹنرز کی بات کرتے ہیں' بیورو کریسی والے اپنے بیٹی بھائیوں کی بات کرتے ہیں اور ان کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں۔ ہمارے پاس یہی ایک فورم ہے جہاں پر ہم اپنے حقوق کی بات کر سکتے ہیں اگر ہم یہاں پر اپنے حقوق کا تحفظ نہیں کریں گے تو پھر کون سی عدالت میں جا کر بات کریں گے ۔ جناب والا! مجھے آج بھی یاد ہے اور کوئی زیادہ عرصہ کی بات نہیں ہے ۱۹۸۹ء کی بات ایک ڈی سی صاحب فرام ویل ہسپتال میں علاج کروانے کے لیے گئے وہاں پر انہوں نے اپنی بیوی کو داخل کروایا اور اس کا علاج کروایا اور واپس آ کر وزیر خزانہ جو اس وقت بھی ہاؤس میں بطور ممبر موجود ہیں ذوالفقار علی کھوسہ صاحب یہاں موجود ہیں ان سے پوچھ لیں کہ اس زمانے میں ان کے بارے میں کیا رائے تھی۔ لہٰذا میں یہ گزارش کروں گا کہ ممبران کے میڈیکل ایڈ کی اگر کوئی بات آتی ہے تو ان کو ضرور ماننی چاہیے اور میں یہ بھی چاہوں گا کہ اس

سلسلے میں آپ کھوسہ صاحب سے بھی پوچھیں کہ اس وقت ان کے پاس جو سمری آئی تھی ان کی کیا رائے تھی ۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، علاج کا معاملہ ہو تو ڈاکٹر شیلا بی چارلس کو تو ضرور بولنا چاہیے

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے جو کہا ہے بات درست ہے لیکن ایک اصول ہے کہ جب پرائیویٹ ہسپتالوں میں جانا پڑتا ہے تو اس کے لیے اجازت پہلے لینی پڑتی ہے ۔ لیکن میں یہ بھی عرض کروں گی کہ ابھی محترم وزیر قانون نے یہ بات بھی کہہ دی ہے کہ اگر اب بھی یہ درخواست دے دیں تو ان کی رقم refund ہو جائے گی ۔ میں نہیں سمجھتی کہ اب کوئی جھگڑے والی بات ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ، جناب والا! اس دنیا میں اس ہاؤس میں آپ کی آنکھوں کے سامنے یہ ہو رہا ہے کہ جن اعضاء کی replacement یہاں بھی ہو سکتی ہے انہیں تو امریکہ بھیجا جاتا ہے اور جس عضو کی replacement نہیں ہو سکتی اور اس کا علاج سوائے اس کے کہ اس کا زنگ اتارا جائے اس کے لیے کوئی شنوائی نہیں اور اگر وہ خراب ہو جائے تو انسان کا پیشاب بند ہو جائے اور انسان کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے ۔ میں نے اپنے خرچ پر آغا خان ہسپتال سے یہ رکاوٹ دور کروائی ہے ۔ مہربانی فرما کر ڈاکٹر شیلا سے کہیں کہ وہ میری سفارش کریں کہ مجھے میرا خرچہ دیا جائے ۔

جناب سپیکر ، پہلے آپ apply کریں اور اس کے بعد وہ سفارش کریں گی کہ strongly recommended ۔

چودھری محمد ثقلین ، جناب والا! جناب وزیر قانون نے اپنے انداز میں میرے خیال میں ٹالنے کی ضرور کوشش کی ہے آپ نے بھی بڑے خوبصورت انداز میں شعر کے حوالے سے اس میں رنگ بھرا ہے' میرا کیس بھی جس طرح چودھری صاحب نے فرمایا بالکل اسی طرح کا ہے ۔ پچھلے سال میرے ساتھ بھی حادثہ پیش آیا اور مجھے دماغ پر چوٹ آ گئی ۔ میں جب سروسز ہسپتال گیا تو مجھے بھی اس ہسپتال میں refer کیا گیا جو کہ اختر رسول صاحب کے بھائی کا ہسپتال ہے ۔ میں نے بھی چودھری صاحب کی طرح وہ کیس سیکرٹری ہیلتھ کے پاس refer کیا لیکن آج تک انہوں نے سوائے

ٹالنے کے اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا۔ اس لیے مہربانی فرمائیں اور اس بات کو اس طرح سے ٹیک اپ نہ کیا جائے بلکہ اس پر سخت ایکشن لیا جائے تاکہ آئندہ اس طرح نہ ہو۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور، جناب والا! میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا ہے کہ یہ مسئلہ صرف شاہ صاحب کا نہیں ہے مجھے اس میں ٹیکنیکل hitch نظر آتی ہے اس لیے اس کو ہم پہلے خود دیکھ لیں اگر استحقاق کمیٹی کے پاس یہ بھیجنی ہے تو بھیج دیں لیکن وہاں پر اس کی درستی نہیں ہو سکتی۔ اگر اس قانون میں کسی ترمیم کی ضرورت ہے تو ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں لیکن پہلے اسے اچھی طرح سے دیکھ لیں۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب! میری گزارش یہ ہے کہ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے کیونکہ اس میں قانونی معاملات involve ہیں۔ کمیٹی اس سارے مسئلے کو دیکھے گی اور بہتر طریقے سے ایک تجویز سامنے آجائے گی۔ میں اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میری ایک تحریک استحقاق نمبر 7 کو آؤٹ آف ٹرن ٹیک اپ کیا جائے۔ یہ میاں شہباز شریف کی گرفتاری سے متعلق ہے اس لیے مہربانی فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، میاں مناظر علی رانجھا صاحب اگر آپ اجازت دے دیں۔

میاں مناظر علی رانجھا، جناب والا! میری بھی تحریک استحقاق ہے اس پر صرف ایک منٹ لگے گا۔ میری چودھری صاحب سے بھی گزارش ہو گی اور آپ سے بھی ....

جناب سپیکر، سب کہتے تو منٹ ہی ہیں لیکن .....

میاں مناظر علی رانجھا، جناب والا ایک منٹ ہی لگے گا۔

جناب سپیکر، چلیں ایک منٹ لگائیے۔

میڈیکل ایسوسی ایشن کے سابق صدر کی طرف سے اخبارات کے ذریعے رکن اسمبلی کی ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش

میاں مناظر علی رانجھا، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ

ہے کہ ایک مقامی اخبار "تجارت" مورخہ 25 اکتوبر 1995ء و دیگر مقامی اخبارات میں پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کے سابق صدر ڈاکٹر عمر حیات بچہ نے ایک خبر شائع کرائی ہے کہ "اگر مجھے قتل کر دیا گیا تو اس کی ذمے داری مناظر علی رانجھا پر ہو گی۔" یہ خبر بالکل بے بنیاد، من گھڑت اور حقائق کے منافی ہے۔ میرے خلاف اس قسم کی خبر کی اشاعت ایک سازش کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس سے علاقہ میں میری حیثیت بطور نمائندہ کو متاثر کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ میں بطور ایم پی اے اپنے فرائض دل جمعی کے ساتھ ادا نہ کر سکوں۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسے منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر ، وزیر قانون صاحب! ان کی تحریک استحقاق self explanatory ہے اس لیے وہ اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں دینا چاہتے ۔ آپ کو اس پر کوئی اعتراض ہے؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور ، نہیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے مسئلہ اس میں یہ درپیش ہو گا کہ آپ خود استحقاق کمیٹی کے صدر ہیں اور یہ تحریک بھی آپ ہی کے پاس آئے گی ۔ آپ زرا پرہیز کیجیے گا ....

میاں مناظر علی رانجھا، جناب والا! میں اس وقت بطور محرک پیش ہوں گا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، اس میں ووٹ بھی نہیں دے سکتے ۔

جناب سپیکر ، درست ہے اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ اور ایک ماہ کے اندر اس کی رپورٹ آنی چاہیے ۔ اب اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر ۲ ہے ۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا! اسے بعد میں ٹیک اپ کر لیا جائے پہلے تحریک استحقاق نمبر ۷ کو ٹیک اپ کر لیا جائے۔

جناب سپیکر ، میں تو چاہتا ہوں کی ترتیب کے ساتھ ٹیک اپ کر لی جائیں ۔

چودھری پرویز الٰہی ، نہیں جناب والا! پہلے تحریک استحقاق نمبر ۷ ٹیک اپ کر لیں باقی اس کے بعد کر لیں گے ۔

...ب سپیکر، ایسا کرتے ہیں کہ تحریک نمبر ۳، ۴، ۵، ۶، تقریباً ایک واقعہ سے متعلق تعلق رکھتی ہیں لیکن اگر آپ تحریک نمبر ۷ پر پہلے بات کرنا چاہتے ہیں تو پہلے بات کر لیں پھر اس کے بعد

تین چار پانچ چھ کوے لیں گے اور پھر اس کے بعد وزیر قانون صاحب اس پر اپنی رائے کا اظہار کریں گے ۔ جناب چودھری پرویز الٰہی صاحب تحریک استحقاق نمبر ۸ پیش کریں گے ۔

لاھور انر پورٹ پر حزب اختلاف کے اراکین اسمبلی پر پولیس کالاٹھی چارج

چودھری پرویز الٰہی، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری سئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 2 نومبر 1995ء کو حزب اختلاف کے اراکین کی طرف سے پنجاب اسمبلی کا اجلاس طلب کرنے کی غرض سے تحریری طور پر سپیکر صاحب پنجاب اسمبلی کو مطلع کیا تھا جس کی اطلاع ہم نے محترم قائد حزب اختلاف میاں محمد شہباز شریف صاحب کو کر دی تھی جس پر انہوں نے فرمایا کہ گو میں ابھی تک صحت یاب نہیں ہوا تاہم ملک کے حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ میرا پاکستان پہنچنا ضروری ہے اس لیے میں اجلاس میں ضرور شرکت کروں گا۔ چنانچہ وہ مورخہ 4 نومبر 1995ء کو سعودی ایئرلائنز کے ذریعہ قریباً پانچ بجے شام لاہور ایئر پورٹ پر پہنچے۔ میں اور میرے دیگر ساتھی یم پی ایز لاہور ایئر پورٹ پر میاں محمد شہباز شریف صاحب کا استقبال کرنے کی غرض سے گئے۔ اس وقت پولیس اور دوسری ا-یجنسیاں طیارے کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے چکی تھیں۔ پولیس نے ہمیں دیکھتے ہی ہم پر بلا جواز لاٹھیاں برسانی شروع کر دیں جس سے متعدد ارکان اسمبلی زخمی ہو گئے در ہمارے کپڑے تک پھٹ گئے۔ پولیس نے اس ظلم و تشدد اور کھلم کھلا دہشت گردی کا جس یدہ دلیری سے ارتکاب کیا اور موجودہ حکومت کی فسطائیت اور سیاسی آمریت کا مکروہ چہرہ دکھایا اس کی مثال کسی بھی مہذب معاشرہ میں نہیں ملتی۔ آخر کار پولیس نے طیارے کے اندر جا کر میاں محمد شہباز شریف صاحب کو گرفتار کر لیا۔

قائد حزب اختلاف میاں محمد شہباز شریف صاحب کی گرفتاری بلا جواز تھی اور انہیں بے نیاد الزامات میں ملوث کر کے گرفتار کیا گیا اور انہیں کسی نامعلوم مقام پر پہنچا دیا۔ دراصل یہ تمام ڈرامہ قائد حزب اختلاف کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت سے روکنا اور بحیثیت قائد حزب اختلاف پنے آئینی اور پارلیمانی کردار کی ادائیگی کا حق سلب کرنے کے لئے رچایا گیا۔ اس غیر جمہوری اور غیر

آئینی گرفتاری سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر، مختصر بیان۔۔

چودھری پرویز الٰہی،جناب سپیکر! میاں شہباز شریف صاحب قائد حزب اختلاف پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب اور صوبہ پنجاب میں سب سے بڑی پارلیمانی پارٹی مسلم لیگ کے قائد حزب اختلاف ہیں۔ اور وہ اپنی بیماری کے سلسلے میں ملک سے باہر تھے۔ حالانکہ وہ پوری طرح صحت یاب نہیں ہوئے تھے۔ لیکن ملک کے حالات کو دیکھتے ہوئے ' اپنی بیماری کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اور یہ بھی سمجھتے ہوئے کہ میں جس حکومت کے دور میں پاکستان جا رہا ہوں اس حکومت نے ان کے والد کے ساتھ کیا کیا۔ ان کے بھائی کے ساتھ کیا کیا ان کے اپنے بیٹے کو جس کی عمر ۱۸ سال تھی۔ اس کو چار ماہ تک جیل میں ڈالے رکھا۔ اس کی فیملی کے خلاف ۱۱۵ کے قریب کیسز بنائے ' ان کے کاروبار بند کر دیئے اور ان حالات میں انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ چاہے میرا کچھ رہے یا نہ رہے بیماری کی پرواہ نہیں کی اور فیصلہ کیا کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ پاکستان پہنچ کر اس حکومت کے خلاف عملی جدوجہد میں شریک ہوں گا۔ چنانچہ عملی جدوجہد میں شامل ہونے کے لیے جب وہ یہاں پہنچے تو یقین جانئے کہ تمام لاہور انہیں receive کرنے کے لیے امنڈ آیا۔ میں خود وہاں موجود تھا۔ باوجود اس کے کہ پولیس نے جگہ جگہ پورے لاہور کے اندر محاصرہ کیا ہوا تھا۔ ہر جگہ پر آنسو گیس پھینکی جا رہی تھی اور لوگوں کو مارا جا رہا تھا۔ اور ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے یہ ہمارے صوبے کی پولیس نہیں ہے بلکہ کسی اور ملک کی پولیس ہے۔

جناب سپیکر، آپ پنجاب پولیس کو اتنا کمزور سمجھتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف،جناب والا! آپ کو بھی یاد ہو گا کہ جب محترمہ بیرون ملک دو یا تین سال کے عرصے کے بعد بیماری کے لیے باہر گئیں تھیں اور جب وہ واپس آئیں تو اس وقت میاں نواز شریف صاحب یہاں پر وزیر اعلیٰ تھے۔ آپ ثابت نہیں کرسکتے کہ جو لوگ ان کو receive کرنے گئے ان پر کوئی آنچ بھی آئی ہو۔ لوگوں نے ان کو receive بھی کیا اور جلسہ بھی کیا۔ اور جلوس بھی نکالا۔ جناب والا! ایک طرف یہ حکومت اپنے آپ کو جمہوری حکومت بھی کہتی ہے۔ اور پھر اوپر سے اس کو عوامی حکومت بھی کہتی ہے۔ تو انہوں نے جمہوری حکومت کی ' عوامی حکومت کی یہ مثال قائم کی ہے۔ کہ اس اسمبلی کے قائد حزب اختلاف اور اس صوبے کی سب سے بڑی پارلیمانی پارٹی کے

لیڈر میاں شہباز شریف صاحب کو receive کرنے کے لیے اس اسمبلی کے اراکین اور میں خود وہاں گیا تو ہم پر لاٹھیاں برسائی گئیں۔ اور ایئرپورٹ پر جو پولیس موجود تھی ان کو پاس دکھائے گئے، کیونکہ ہم سب کے پاس پاس تھے۔ کہ اس میں ہمارے پاس اجازت نامہ ہے اور ہم ایپرن تک ان کو receive کرنے کے لیے جاسکتے ہیں۔ آپ تمام لوگ جو یہاں ڈنڈے اور بندوقیں لیے کھڑے ہیں آپ یہاں تک نہیں جاسکتے کیونکہ آپ کے پاس اجازت نامہ نہیں ہے آپ کے پاس پاسز نہیں ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ ہاں نہیں ہیں۔ بس ہمیں تو حکم ملا ہے۔ وزیر داخلہ کا حکم ملا ہے۔ جناب والا! وزیر داخلہ کا حکم بھی ہمارے صوبے پر چلتا ہے۔ یہ وہی وزیر داخلہ ہے جس کا بیان کل ٹی وی پر اور آج اخبارات میں چھپا ہے کہ "میں عدالتوں کو کچھ نہیں جانتا' اگر میرے حوالے کیا جائے تو میں چھ دنوں میں یہ سزا دے دوں گا۔" جناب والا! یہ تو بڑی ہی شرم اور افسوس کی بات ہے۔ (آوازیں۔۔۔۔۔ شیم۔۔۔۔۔ شیم۔۔۔۔۔) اور یہ پاگلوں والی باتیں ہیں۔یہ تمام کیسز تو ایک طرف آپ کے وزراء یہ کہہ رہے ہیں کہ عدالتوں کے پاس جائیں۔ عدالتیں انصاف کریں گی۔ کیا انہوں نے توہین عدالت نہیں کی کہ عدالتوں کے اختیارات بھی اپنے پاس رکھ لیے اور یہ کہا کہ ہم چھ دن میں یہ کر دیں گے' سات دنوں میں ہی سزا دے دیں گے۔ جناب والا! کیا اس وزیر داخلہ کو اتنی کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ جو جی میں آئے کہہ دے۔ ٹی وی پر' میڈیا پر پوری قوم کے سامنے جو بھی مرضی ہو' جو بھی عقل میں آئے جو بھی منہ میں آئے وہ کہہ دے۔ جناب والا! یہ دکھ کی بات ہے۔ یا تو پھر ہمیں بھی ٹی وی پر موقع دیا جائے اور ہمارے وکلاء بھی ہمارے ساتھی بھی ٹی وی پر آکر قوم کو بتائیں کہ کون سے کیسز ہیں۔ جناب والا! یہ کوئی کیسز نہیں ہیں' ان کیسز میں پہلے بھی ضمانتیں ہوچکی ہیں

جناب سپیکر، کیسز کی میرٹ پر نہ جائیے۔جو main باتیں ہیں وہ کی جائیں۔ یہ مختصر بیان ہے۔

چودھری پرویز الٰہی،ساری main باتیں ہی ہیں ہاں جی مختصر ہی ہے۔ باقی وہاں پر جناب والا! جس طرح سے پولیس نے ہمارے ساتھیوں کے ساتھ زیادتی کی' ہمارے ایم پی ایز کے ساتھ زیادتی کی۔ وہاں پر پولیس کس کے حکم پر گئی' کیا اختیارات گورنر کے پاس ہیں؟ کیا اختیارات چیف منسٹر کے پاس ہیں؟ کیا اختیارات یہاں پر جو چیف سیکرٹری ہے جو کہ پورے صوبے کا ماما بنا ہوا ہے اس کے پاس ہیں؟ یہ اختیارات کس کے پاس ہیں؟ کہ جس طرح وہاں پر ہمارے ایم پی ایز کے ساتھ زیادتیاں ہوتی رہیں' ان پر حملے کیے جاتے رہے' یہاں تو کسی کو اختیارات کا ہی پتا نہیں ہے صوبے کا جو حشر

بنا دیا گیا ہے کہ صوبہ کس طرح چلایا جا رہا ہے۔ ایک طرف گورنر کا حکم چل رہا ہے ' ایک طرف چیف سیکرٹری کا حکم چل رہا ہے ایک طرف سینئر وزیر کا حکم چل رہا ہے جس کی آئین میں کوئی پرویژن ہی نہیں ہے۔ اور جو چیف منسٹر صاحب ہیں میرا خیال ہے کہ نہ وہ خود ہیں نہ ہی ان کا حکم ہے پتا نہیں وہ کہاں ہیں۔ جناب والا! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ نہ صرف میری یہ تحریک استحقاق منظور کی جائے بلکہ میں آپ سے یہ سفارش کروں گا کہ آپ قائد حزب اختلاف کے یہاں پر پروڈکشن کے آرڈر کیجئے۔ آپ فرمائیں گے کہ میرے پاس اختیارات نہیں ہیں ان اختیارات کے پیچوں میں مت پڑئیے۔ جناب والا! یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہاؤس مکمل نہیں ہے کیونکہ سب سے بڑی پارٹی کے قائد یہاں پر نہیں ہیں اور جو مکمل ہاؤس نہیں ہے میں اس کی صدارت نہیں کروں گا۔ پھر دیکھتے ہیں کہ یہ ہاؤس کیسے چلتا ہے' پھر دیکھتے ہیں کہ یہ میاں شہباز شریف صاحب کو کیسے نہیں لے کر آتے۔ آپ ایک دفعہ کہہ کر تو دیکھیں خدا کے فضل و کرم سے آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔ اور آپ کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا کیونکہ آپ ایک اصولی بات کر رہے ہوں گے ' آپ ایک اصولی مؤقف اپنا رہے ہوں گے۔ اور کبھی تو آپ کو اصولی مؤقف اپنانا ہوگا۔ جناب والا ! ہمیں آپ سے توقع ہے کہ آپ اصولی مؤقف اپنائیں گے۔ اور میاں شہباز شریف صاحب کے پروڈکشن کے آرڈر کیجئے۔ ان کو یہاں ہاؤس میں لایا جائے۔ کیونکہ ہاؤس ان کے بغیر مکمل نہیں ہے وہ اس ہاؤس کے معزز رکن ہیں اور سب سے بڑی پارٹی کے قائد ہیں۔ اس لیے ان کو یہاں پر پیش کرنے کے آرڈر کیے جائیں۔ جناب والا! یہ آپ کی آئینی ' اخلاقی ذمہ داری بنتی ہے اور آپ دلیری سے یہ آرڈر کیجئے جناب والا! کبھی تو کوئی صحیح کام کرکے دکھائیے ' کبھی تو ان اراکین اسمبلی کے تحفظ کے بارے میں عملی طور پر قدم اٹھا کر دیکھیے۔ آپ کو خدا کے فضل و کرم سے اصولی بات پر کوئی کچھ نہیں کہہ سکے گا۔ یہ سارا ہاؤس خدا کے فضل و کرم سے اس اصولی مؤقف پر آپ کے ساتھ ہوگا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : بڑی مہربانی ۔ یہ تحریک استحقاق جناب عبیداللہ شیخ صاحب کی ہے۔ الٹی طرف سے چلیں یا پھر پہلی سے شروع کر لیں۔ (شور) جناب عثمان ابراہیم صاحب اس پہ بات کرنا چاہتے ہیں نہیں کرنا چاہتے۔ سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! ہم پہلے تو اس بات پر آپ کے شکرگزار ہیں کہ آپ نے لیڈر آف دی اپوزیشن اور ان کے رفقائے کار کی طرف سے پیش کی جانے والی privilege motion کو چیمبر میں

kil نہیں کیا۔ اس کے لئے میں ذاتی طور پر اور اپوزیشن کی طرف سے آپ کا شکر گزار ہوں۔ جناب
پیکر' میاں شہباز شریف جو کہ اس معزز ایوان کے معزز لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں۔ میں ان کے
غدمات کے میرٹ یا ڈی میرٹ کی بات نہیں کروں گا صرف ان privilege کی جو' جو انہیں حاصل
ں اور جو ان کا مقام ہے اور جو ان کا استقبال کرنے کے لئے ممبران اسمبلی اور اہالیان لاہور' لاہور
کے ائرپورٹ پر گئے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ کیا جانے والا وہ سلوک' پولیس کا وہ brutal
action۔ اس کی بات کروں گا۔جناب سپیکر! آپ کے اسی معزز ایوان کا میاں شہباز شریف لیڈر
ف دی اپوزیشن ہے۔ آپ کی زیر صدارت ہونے والے اجلاسوں میں وہ باقاعدہ upto date قانونی
رر پر چھٹی پر تھے اور چھٹی یہاں سے آپ کی صدارت میں منظور ہوتی رہی۔ جناب سپیکر! وہ کوئی
absconder نہیں تھے۔ جناب سپیکر! وہ کوئی جرم کر کے اپنی ائر پورٹ سے ملک چھوڑ کر بھاگ
ہیں رہے تھے کہ اس ائر پورٹ پر کوئی پولیس ایکشن کیا جاتا۔ اگر اس قسم کی بات ہوتی تو سمجھ
لتی تھی کہ ایک ملک کا شہری' ملک کا سیاستدان یا ملک کا کوئی اور شہری جو جرم کر کے بھاگ رہا ہے
ں کو پکڑنے کی کوشش کرتے تو کسی حد تک بات کی سمجھ لگتی تھی یا جناب سپیکر! اگر کوئی
نص باہر سے کوئی بہت بڑی واردات کر کے آ رہا تھا تو اس کو پکڑنا یا اس کو مقید کرنا بہت
ضروری تھا۔ تب بھی بات سمجھ لگتی تھی۔ جناب سپیکر! میاں شہباز شریف جو کہ اس ملک کا صف اول
کے سیاستدانوں میں سے ہے اور پھر آپ کے اس ایوان کا نہ صرف لیڈر آف دی اپوزیشن ہے۔
وبہ پنجاب کے گورنر کے نوٹیفیکیشن کے مطابق وہ لاہور کا جسٹس آف پیس بھی ہے۔ اس کو
بد ضابطہ فوج داری نے بہت سارے اختیارات دیئے ہیں۔ جناب سپیکر! اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ
لیٹیکل گورنمنٹس کو اپنی آنکھوں سے اور اپنے دماغ سے سوچنا چاہیے۔ بیورو کریٹس کے دماغ اور
بیوروکریٹ کی آنکھ سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ جو شخص سات سمندر پار سے اپنے ملک اور اپنے صوبے کی
دود کے اندر داخل ہو رہا ہے۔ کیا کوئی یہ شخص سوچ سکتا ہے کہ یہاں حدود کے اندر آنے کے بعد
ہ بھاگ جائے گا۔ ملزم دس دن کے بعد بھی گرفتار ہو سکتا ہے۔ خدا نہ کرے اگر کوئی سٹیٹ
شینری کی نظر میں وہ ملزم تھے تو وہ پندرہ دن کے بعد بھی گرفتار کیے جا سکتے تھے۔ مہینے کے بعد
ی گرفتار کئے جا سکتے تھے۔ لیکن اس بیورو کریسی نے اور ہماری اس اندھی حکومت نے جو deaf
and dumb ہے۔ جس کی نہ آنکھیں ہیں اور نہ کان ہیں۔ انہوں نے ایک بیوروکریسی کے مشورے پر
ل کر کے صوبے کا اور صوبے کے دارالخلافے کا امن و امان درہم برہم کر دیا اور جناب سپیکر! ان

باتوں سے فرق کوئی نہیں پڑتا جس طرح لیڈر آف دی اپوزیشن نے کہا ایک عام آدمی دیکھتا ہے کہ مجھے کتنا تحفظ حاصل ہے۔ صوبے کا چیف سیکرٹری سپریم نہیں ہے۔ ڈیمو کریٹک سسٹم میں صرف ادارے اور اداروں میں بیٹھنے والے اور اداروں کے ذریعے حکومتیں بنانے والے سپریم ہیں۔ جناب سپیکر! کل کی بات ہے کدھر گئے باشی خان صاحب اس کے بھائی کو پکڑا گیا۔ میں صرف ریفرنس کی بات کر رہا ہوں چونکہ جناب چوہدری پرویز الٰہی صاحب نے وزیر اعلیٰ صاحب کی بات کی ہے۔ پچھلے چار مہینوں سے اس بیچارے کے ساتھ کیا کیا ہو رہا ہے اس کی بات میں نہیں کر رہا۔ پچھلے ایک ہفتے سے اس کو بغیر کسی مقدمے کے پولیس نے اغوا کر لیا۔ اور وہ پراونشل اسمبلی کا ممبر ہے۔ ڈی آئی جی سے لے کر ایس ایچ او تک جاتا ہے۔ بار بار پوچھتا ہے بتا تو دو یار میرا بھائی ہے کہاں؟ اس کو نہیں جاتے۔ کہتے ہیں مقدمہ بتا دو ؛ وہ نہیں بتاتے۔ وہ کہتے ہیں اس کا وجود کہاں ہے؟ وہ نہیں بتاتے۔ اور آخر کار یہ ممبر اپنے وزیر اعلیٰ کے پاس اسلام آباد میں پہنچتے ہیں تو اس کے پاس جاتا ہے۔ یہ حد ہے حالانکہ حزب اختلاف کا ممبر حتی الوسع لیڈر آف دی ہاؤس کے پاس اس انداز میں نہیں جاتا۔ لیکن اس کو جانا پڑا کیونکہ وزیر اعلیٰ جو لیڈر آف دی ہاؤس ہے۔ اس کے پاس جب بات کرتا ہے اور روتا ہے کہ یہ حال ہے میرے شہر میں اور میرے بھائی کے ساتھ۔ وزیر اعلیٰ صاحب اس کی موجودگی میں ڈی آئی جی صاحب کو حکم دیتے ہیں۔ ٹیلی فون کرتے ہیں۔ ڈی آئی جی صاحب بتاؤ یہ کیا معاملہ ہے تو ڈی آئی جی پہلی دفعہ وزیر اعلیٰ کے ساتھ ٹیلی فون پر یہ بات مانتا ہے کہ ہاں بھئی ان کے بھائی کا وجود میرے پاس ہے۔ تو وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ کسی مقدمے میں ہے؟ انہوں نے کہا نہیں جی ہم نے ویسے رکھا ہوا ہے تو وزیر اعلیٰ صاحب کا حکم ہے۔ کون سے وزیر اعلیٰ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کا۔ اس اسمبلی کے وزیر اعلیٰ کا۔ انہوں نے حکم دیا کہ آپ اس کو چھوڑ دیں۔ جس کا privilege motion بھی آپ کے پاس آیا اور kill ہو گیا۔ جناب سپیکر! اس ملک کی حزب اختلاف سختیاں برداشت کرنے کی عادی ہے۔ لیکن یہی privilege ہوتے ہیں جب مجھے یہ پتا چلے گا کہ وزیر اعلیٰ کے اختیارات کی یہ حالت ہے کہ وزیر اعلیٰ کے آرڈر کو پولیس یا بیورو کریٹ جوتے کی نوک پر لکھتا ہے۔ اور جو بیوروکریٹ کا آرڈر یہ ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن لاہور کے ائیر پورٹ پر آ رہا ہے تو انہوں نے سر پھوڑ دیئے۔ اس شخص کی ٹانگیں توڑ دیں چلا نہیں جاتا ممبران سے۔ جناب سپیکر! ممکن ہے ٹیکنیکل جواب ادھر سے آئے۔ جناب یہ privilege motion ٹیکنیکلی نہیں بنتی۔ جناب سپیکر! اگر یہ privilege motion نہیں بنتی تو کوئی بھی نہیں بنتی۔ جس کا میں پہلے حوالہ دے رہا تھا اس ایکٹ

میں ہر ممبر کو وی آئی پی ڈکلیئر کیا گیا ہے۔ آنے والا بھی وی آئی پی تھا اور اس کو اندر ایپرن پر جا کے receive کرنے والے بھی وی آئی پی تھے۔ قانون نے ان کو وی آئی پی کا درجہ دیا ہوا ہے تو جناب سپیکر! وہاں پر ایک تھانیدار یا ایک سپاہی بیٹھا ہوا تھا اور fuss create کردی اور پرائیویٹ پراپرٹی کا بھی نقصان ہو گیا اور پبلک پراپرٹی کا بھی ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس privilege motion کو آپ اپنی کمیٹی کے سپرد کریں اور تحقیقات ہو تاکہ پتا چلے وہ کون سے لوگ تھے۔ وہ پس پردہ کون سے ذہن تھے جنہوں نے یہ situation create کر دی۔ fuss create کر دی' آخری بات کہتے ہوئے آپ سے اجازت چاہوں گا۔ جناب سپیکر! یہاں تک بھی انہیں شرم نہ آئی۔ میاں شہباز شریف وی آئی پی لاؤنج میں آجاتا وہاں سے پکڑ لیتے۔ ماڈل ٹاؤن سے پکڑ لیتے۔ سعودی عرب کے جہاز کی سیڑھیوں سے اسے پکڑ لیا گیا۔ کیا یہ آپ کی فارن پالیسی ہے؟ فارن پالیسی پر پہلے ہی پاکستان کا شہری رو رہا ہے کہ کوئی آپ کا ہمسایہ' کوئی دوست نہیں۔ پوری دنیا میں آپ اکیلے ہیں۔ کوئی حد ہے اور میں حیران ہوں کہ سعودی عرب نے ابھی تک احتجاج کیوں نہیں کیا اور ممکن ہے انہوں نے احتجاج کیا بھی ہو کہ آپ نے ہماری territory میں سے حراست میں لیا ہے چونکہ انٹرنیشنل لاء کے تحت کسی ملک کا جہاز اس ملک کی territory تصور ہوتا ہے۔ جناب والا! میں پھر درخواست کروں گا کہ اس privilege motion کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔Thank you very much

جناب سپیکر : سید تابش الوری۔

سید تابش الوری : آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ اس وقت ملک کو کن اقدار کی ضرورت ہے اور اسے کن اقدار سے نوازا جا رہا ہے۔ حکمران قومی منافقت کا شاہکار بن کر رہ گئے ہیں۔ ایک طرف وہ قومی مفاہمت کی بات کرتے ہیں اور آپ نے بھی قومی مفاہمت کے اس فلسفے کو آگے بڑھانے کے لئے عام بیانات دیئے ہیں لیکن دوسری طرف قومی عداوت' قومی مخاصمت اور قومی رعونت کے مظاہرے کر کے اپوزیشن کو بے پناہ تشدد اور جبر کا نشانہ بنایا جا رہا ہے آپ اس کو منافقت کے علاوہ کیا نام دے سکتے ہیں؟ آپ جانتے ہیں کہ سیاست میں تہذیب و شائستگی اور پارلیمانی روایات ہمیشہ اہم ہوا کرتی ہیں۔ لیکن اب ان تمام روایات کو ایک ایک کر کے برباد کیا جا رہا ہے اور پنجاب کو ایک فسطائی نظام کے تحت جکڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ پورا صوبہ پولیس سٹیٹ بنا دیا گیا ہے۔ عوام

ہی نہیں، غریب لوگ ہی نہیں' بلکہ اب پولیس کے ہاتھ اس معزز ایوان کے اراکین کے گریبانوں تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ کوئی معمولی واقعہ ہے کہ ایئر پورٹ پر اراکین اسمبلی کے ساتھ تشدد کر کے ان کے کپڑے تار تار کر دیے جائیں' ان کو بےحرمت کیا جائے اور اس سب سے بڑے ادارے' اس مقننہ کے اراکین اور منتخب نمائندوں کو عوامی سطح پر نہیں' قومی سطح پر نہیں بین الاقوامی سطح پر ذلیل کر دیا جائے؟ جناب والا! یہ وہ واقعات ہیں جن کا زمانہ شاہد ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ ہم بحیثیت منتخب نمائندوں کے یہ فیصلہ کریں کہ ہمیں اپنی عزت' اپنے احترام اور اپنے استحقاق کی حفاظت کرنی ہے یا ان سب سے بالائے طاق ہو کر اپنے گھروں کو لوٹنا ہے۔ اگر یہی بےعزتی' یہی بےحرمتی اور یہی تشدد اس ایوان کا مقدر ہے تو اس ایوان کا اللہ حافظ ہے۔ آپ اس ایوان کے کسٹوڈین ہیں۔ آپ باتیں تو کرتے ہیں جن کو ہم پسند بھی کرتے ہیں۔ لیکن وقت عمل کا تقاضا کر رہا ہے اور آپ عمل سے بہت دور ہو گئے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ نے پولیس کے تشدد سہے ہیں۔ آپ نے بھی قلعے کی دیواروں میں تنہائیوں میں اذیتیں برداشت کی ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ پولیس جس کو آپ مذاقاً کمزور کہہ رہے تھے کتنی موثر ہے' کتنی طاقت ور ہے اور اس نے دہشت گردی کی کیسی خوف ناک فضا پیدا کر رکھی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نہ صرف پولیس نے بین الاقوامی آداب اور قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سعودی طیارے کے اندر گرفتاری کر کے ایک بین الاقوامی جرم کا ارتکاب کیا ہے' بلکہ ایک ایسے شخص کو غیر قانونی' غیر اخلاقیطریقے سے گرفتار کیا جس کے وزیر اعظم بھائی نے بےنظیر بھٹو کی آمد پر یہاں بےمثال امن و امان برقرار رکھا۔ جس نے قائد حزب اختلاف بےنظیر بھٹو کے لیے یہ حکم دیا کہ وہ بیرونی دورے پر جب بھی جائیں تو سفراء خود ان کا استقبال کریں۔ جس نے یہ حکم دیا کہ بےنظیر صاحبہ کا علاج سرکاری خرچے پر کیا جائے۔ جس نے یہ حکم دیا کہ قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے بین الاقوامی طور پر ان کو وہ تمام مراعات دی جائیں جس کی وہ مستحق ہیں۔ جناب والا! اس شخص کے بھائی کو ایئر پورٹ پر جس طریقے سے گرفتار کیا گیا' جس طرح بےعزت کیا گیا وہ اس ہاؤس کی توہین ہے' اس ہاؤس کا مذاق ہے' اس ہاؤس کے استحقاق کی دھجیاں اڑانے کے مترادف ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس پر اپنے اختیارات' اپنے وسائل کو استعمال میں لا کر اس صورت حال کی اصلاح کے لیے عملی اقدامات کریں۔ نہ صرف میاں شہباز شریف کی اس ہاؤس میں شرکت یقینی بنانے کے لیے اقدام کریں' عملی خواہش کا اظہار کریں' بلکہ ہماری اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر کے ان لوگوں کو ایسی قرار

واقعی سزا دیں کہ آئندہ کسی بھی قانون کے محافظ ادارے کے رکن کو، قانون سازوں کے خلاف ایسی مجرمانہ حرکات کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ جناب ایس اے حمید۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید۔ شکریہ جناب سپیکر! یہ انتہائی دکھ اور افسوس کا مقام ہے کہ پنجاب کی زمین پر ہوتے ہوئے پنجاب اسمبلی کے جو نمائندے میاں شہباز شریف کو receive کرنے کے لیے ایئر پورٹ کی طرف گئے انھیں پولیس کی بھاری تعداد نے جگہ جگہ روکا۔ اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہاں ہم نے اپنی آنکھوں سے نظارہ کیا کہ تین آدمی جن کو براہ راست گولیاں ماری گئی تھیں وہ زخموں سے نڈھال اس وقت تڑپ رہے تھے جن کو فوری طو پر ہسپتال بھجوایا گیا۔ یقینی طور پر اس وقت یہ خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ مسئلہ اس طور پر نہ بگڑ جا کہ بہت سے لوگوں کا نقصان ہو جائے اور اس بات کے پیش نظر ہم نے پولیس کے افسران کہا کہ صرف ممبران اسمبلی کو ایئر پورٹ تک جانے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ جب ہم ایئر پ کے ایریا میں داخل ہوئے تو مین گیٹ بند تھا۔ اس کے بعد وی آئی پی لاؤنج کا پہلا گیٹ بند تھا۔ پھر وی آئی پی لاؤنج کا اپنا گیٹ بند تھا۔ اس کے بعد رن وے کی طرف، ایپرن کی طرف نکلنے والا گیٹ بھی بند تھا۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہمارے پاس یہ کارڈ ہیں۔ ہم صرف دس لوگ ہیں جو انھیں ملنا چاہتے ہیں۔ ہمیں وہاں جانے کی اجازت دی جائے۔ ان کا ایک ہی جواب تھا کہ ہمیں اوپر سے حکم ہے۔ جناب سپیکر! یہ پنجاب کے عوام کے نمائندوں کے ساتھ اس ملک کی بیورو کریسی، اس ملک کی پولیس کیا کر رہی ہے؟ یہ آپ کے لیے، حکمران پارٹی کے لیے، ممبران کے لیے اور خود حکومت کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ جناب سپیکر! حالات بدلتے رہتے ہیں۔ کل ہم اُن نشستوں پر تھے آج ہم اِدھر ہیں۔ اور کل وہ یہاں پر ہوں گے۔ لیکن جس طور پر پولیس کو open cheque دے دیا گیا ہے کہ جس کی چاہے بے حرمتی کرو۔ خواتین ہوں یا عوامی نمائندے جس طور سے چاہو ان کی تذلیل کرو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اپنی تذلیل کا خود سامان کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! پولیس سٹیٹ کسے کہتے ہیں؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی پولیس سٹیٹ اور بن ہی نہیں سکتی۔ اور پنجاب میں سابقہ حکومت نے، منظور وٹو صاحب کی حکومت نے جس طور پر پولیس کو strengthen کیا، جس طور پر انھوں نے مراعات دیں، جس طور پر انھوں نے ان کو نوازا آج اس کا انجام ہمیں نظر آ رہا ہے۔ جناب سپیکر! میرے نزدیک یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کو

probe into کرنے کی ضرورت ہے کہ کس نے یہ حکم دیا' کس کے تحت یہ صوبہ چل رہا ہے۔ کیا ریموٹ کنٹرول کے ذریعے صوبہ پنجاب کا نظام چلایا جائے گا؟ عملی طور پر ہمیں وزیر اعلیٰ نظر نہیں آتا۔ اگر ہمیں وزیر اعلیٰ نظر آتا تو کم از کم ایسے احکامات جن کی بناء پر یہ واقعہ رونما ہوا وہ کبھی پنجاب میں رونما نہ ہوتے۔ کیونکہ پچھلے پینتالیس سال سے کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ جب پولیس نے براہ راستعوامی نمائندگان کو اس طور پر زد و کوب کیا ہو۔ جناب سپیکر! جب ہم رن وے پر زبردستی داخل ہوئے تو وہاں انھوں نے جہاز کو ایسے گھیرا ہوا تھا جیسے کوئی جہاز ہائی جیک ہو جائے اور ہائی جیکر جہاز میں پورے عملے کو اور مسافروں کو اس وقت ہائی جیک کیے بیٹھے ہوں ۔ اور جب ہم آگے بڑھے تو وہ تقریباً سات سو کے قریب جو نفری تھی وہ ہماری طرف بڑھی ۔ ہمیں اس وقت اس بات کا اندازہ تھا کہ ہماری ان کے ساتھ دو بدو جنگ ہو گی ۔ اور جناب سپیکر! جنگ ہوئی ۔ ایک ایک ایم پی اے کے ساتھ انھوں نے زیادتی کی ۔ایک ایک ایم پی اے کو انھوں نے لاٹھیاں ماریں ۔ اور ان کو چیلنج کیا اور کہا کہ ہم کسی طور پر ان کو آگے نہیں جانے دیں گے ۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں کم از کم روایتی طور پر اس تحریک استحقاق کو نہیں لینا چاہیے ۔ یہ صرف اپوزیشن کا مسئلہ نہیں ہے ۔یہ تمام ممبران کے استحقاق کا مسئلہ ہے ۔ یہ اس جمہوری نظام کو بچانے کا مسئلہ ہے جس کے خلاف بہت بڑی سازشیں ہورہی ہیں ۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ صوبائی خود مختاری پاکستان کے آئین کی بنیادی condition ہے ۔ کیا یہ صوبائی خود مختاری ہے کہ ہمیں ائیرپورٹ کے حکام یہبات کہیں کہ ہمیں اوپر سے حکم ہے ۔ اور جب ہم ائیر پورٹ پر تھے تو یہ جہاز run main way پر land کرنا تھا ۔ تمام گاڑیوں کے جو ڈرائیور تھے وہ وہاں سے غائب ہوگئے ۔ وہاں سے بھاگ گئے ۔ ہمارے ایک ایم پی اے شیخ انور سعید نے ایک گاڑی کی چابی لے کر اس کو سٹارٹ کیا ۔ بعد میں پھر ایک ڈرائیور کو بلا کر ہم اس run way پر پہنچے جہاں پر اس جہاز نے land کرنا تھا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بدترین مثال ہے ایک ایسے ادارے کی جو کسی طور پر بھی اپنے آپ کو خود مختار کہتا ہے۔ لیکن اس کے پاس کوئی اختیارات نہیں ہیں ۔ پنجاب جو پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اس کے ساتھ یہ تضحیک آمیز سلوک ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے ۔ اور آخر میں میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میاں شہباز شریف خود چل کر اپنے آپ کو قانون کے حوالے کرنے کے لیے آئے تھے ۔ ان کو گرفتار کسی مہذب طریقے سے کیا جاتا تو شاید اتنا مسئلہ نہ بنتا ۔ ان کی مسرتیں چھیننے کے لیےان کو اخلاقی طور پر جو دوست ان کو receive کرنے کے لیے گئے تھے ان

کے ساتھ جو ناروا رویہ اختیار کیا گیا ہے اس کے بارے میں تحقیقات ہونی چاہییے ۔ اور اپوزیشن میں ہوتے ہوئے میں تو میاں شہباز شریف کے نام یہ بات کہوں گا کہ ،

کہاں ہیں میری مسرتوں کو چھیننے والے
ان سے کہو کہ میں ابھی تک مسکراتا ہوں

جناب سپیکر ، ارشد عمران سلہری صاحب ! (معزز رکن تشریف فرما نہیں تھے) جناب شیخ محمد انور سید ! سلہری صاحب تشریف لے آئے ہیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر ! یہ نام کس ترتیب سے لیے جا رہے ہیں ؟

جناب سپیکر ، اس میں جس ترتیب سے لکھے ہیں اسی ترتیب سے لیے جائیں گے ۔ اب یہ سات نمبر ہے ۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر ! اس موضوع پر اس ایوان کے اور ہماری اپوزیشن کے ممبران نے تفصیل سے چار نومبر ۱۹۹۵ء کے واقعہ پر بات کی ہے ۔ کہ جس دن ہمارے اپوزیشن کے قائد یعنی قائد حزب اختلاف میاں محمد شہباز شریف کئی ماہ سے بیرون ملک اپنے علاج کے لیے وہاں تھے۔ جب وہ اپنے وطن واپس آتے ہیں تو ان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی اس کا بھی ذکر میرے دوستوں نے کیا ہے۔ کہ اس ملک کے سب سے بڑے صوبہ کی اسمبلی کے جو قائد حزب اختلاف ہیں' اس ایوان کے معزز رکن ہیں اور ان کو جس طرح سے وہاں پر گرفتار کیا گیا یہ واقعہ ہمارے لیے اور ان ایجنسیوں کے لیے بھی شرمناک ہے۔ کہ وہ ہوائی جہاز کے ہائی جیکر نہیں تھے ۔ ان کے اوپر پاکستان کے آئین کے مطابق جو بھی جھوٹے مقدمات بنائے گئے ہیں وہ عدالت ثابت کرے گی کہ وہ صحیح تھے یا غلط تھے ۔ لیکن جب وہ اپنے ملک کے اندر آتا ہے تو اس طرح سے ان کو گرفتار کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا ۔ جناب سپیکر ! اسی کے ساتھ ہم ایم پی اے حضرات کہ جن کو وزارت دفاع نے وی آئی پی کارڈ دیے ہوئے ہیں' ہم نے ان کو دکھائے لیکن اس کے باوجود ہمیں ایپرن تک جانے کی اجازت نہیں دی گئی ۔ اور وہاں پر ان ایجنسیوں کے افراد نے توہین آمیز لہجہ عوامی نمائندوں کے ساتھ اختیار کیا ۔ جناب سپیکر ! ہم جمہوریت کا بڑا راگ الاپتے ہیں۔ تو یہ جمہوریت کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ جب ہم حکومت میں ہوتے ہیں تو ان ایجنسیوں کو ان اداروں کو ان کے قانون سے بالا تر اپنے اشاروں پر چلانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ تو آج ہم اس چیز کی مذمت

کرتے ہیں کہ جس طرح سے صوبہ پنجاب کی پولیس نے کہ جن کا یہ فرض بنتا ہے کہ ملک کے اندر صوبے کے اندر اپنی ذمہ داری اور فرض کو پورا کریں ، چوروں اور ڈکیتوں کو پکڑیں ۔ چوریوں کو بند کرائیں۔ روز آپ کے صوبے کے اخبارات قتل ، اغوا اور ڈکیتیوں کی شہ سرخیوں سے بھرے پڑے ہیں ۔ لیکن یہ انتظامیہ آج تک اس کا کوئی سدباب نہیں کر سکی ۔ لیکن ایک صوبے کا شریف شہری جو کہ ہمارا قائد حزب اختلاف بھی ہے ۔ اس معزز ایوان کا رکن ہے ۔ جب وہ پاکستان میں آتا ہے اور اس کے ساتھ جو زیادتی کی جاتی ہے اور جیسے میرے بھائی نے کہا کہ اس کو اس کے بعد بھی آپ پکڑ سکتے تھے۔ جب وہ گھر پہنچ جاتے تو اس کے بعد بھی ان کو پکڑ سکتے تھے ۔ جب وہ دوسرے ملک سے اپنے وطن میں واپس آچکے ہیں تو ان کو بھاگ کے کہاں جانا تھا ۔ اور وہاں پر ہمارے ساتھ جو زیادتیاں کی گئی ہیں جناب سپیکر ! میں احتجاجاً یہ کہوں گا کہ ہم اس کارڈ کو آپ کے حوالے کرتے ہیں کیوں کہ اس صوبے کی انتظامیہ اس کارڈ کا احترام نہیں کرتی جو آپ نے ہمیں دیا ہوا ہے۔ تو جس طرح ہمارے اوپر لاٹھیاں برسائی گئیں اور اتنی آنسو گیس کی شیلنگ کی گئی کہ وہاں پر ہمارے معزز اراکین نے الٹیاں تک بھی کیں ۔ اس سے بیماریاں بھی لگ سکتی ہیں۔ اس سلسلے میں میں نے جناب سپیکر ! تحریک استحقاق بھی دی تھی جسے آپ نے اپنے چیمبر میں kill کر دیا ہے۔ کہ اس سے کینسر کی بیماری بھی ہو سکتی ہے ۔ تو ہم اس بات پر پورا احتجاج کرتے ہیں اور میں آپ سے درخواست کروں گا کہ کبھی آپ نے بھی اپوزیشن میں آنا ہے ۔ آپ بھی اپوزیشن میں رہ چکے ہیں ۔ اگر آج آپ کا وتیرہ یہ ہے تو اس بات کو مدنظر رکھیں کہ کل جب ہم حزب اقتدار میں ہوں گے تو ہم بھی کسی کو نہیں بخشیں گے ۔ شکریہ جناب سپیکر !

جناب سپیکر : شیخ محمد انور سعید ! میں ویسے گزارش کردوں کہ کوئی فرض نہیں ہے کہ سب دوست جن کا نام ہے اور وہ نہ بولنا چاہیں تو بے شک نہ بولیں ۔ جی!

شیخ محمد انور سعید : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر ! آپ کا بہت شکریہ ۔ جناب والا ! یہ تحریک استحقاق ہمارے چودھری پرویز الٰہی صاحب جو اس وقت حزب اختلاف کے لیڈر ہیں اور معزز اراکین کی طرف سے پیش کی گئی ۔ اور اس تحریک استحقاق میں سب نے ایک شکوہ کیا ہے کہ تمام معزز اراکین کا اور قائد حزب اختلاف جناب شہباز شریف صاحب جو بیرون ملک علاج کے لیے گئے تھے وہ جس وقت یہاں تشریف لائے تو ان کے استقبال کے لیے جو معزز اراکین اسمبلی وہاں پہنچے تو ان کے

ساتھ جو سلوک ہوا اس سے ان سب کا استحقاق مجروح ہوا۔ جناب سپیکر ! میں یہ سمجھتا ہوں اور میں اکثر یہاں دیکھتا ہوں کہ بےشمار ایسی تحاریک پیش کی جاتی ہیں جن میں یہ کہا جاتا ہے کہ معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا یا کسی معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے جس کی وجہ سے معزز ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوتا ہے تو یہ حکومت شروع سے ہی پورے پاکستان کا استحقاق مجروح کرتی آئی ہے۔ یہ ہمارا اگر استحقاق مجروح کر رہی ہے تو اس سے اسے کیا فرق پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کے ایک فیڈرل منسٹر نصیر اللہ بابر نے اس روز جس بربریت کا اظہار کیا آپ سوچ بھی نہیں سکتے، آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر ، دیکھیے شیخ صاحب! جو شخص اس ایوان میں اپنے رے میں وضاحت نہیں کر سکتا اسے زیر بحث نہ لائیے۔ آپ مہربانی کیجیے۔ پنجاب حکومت کے بار میں بات کیجیے۔

شیخ محمد انور سعید ، جناب سپیکر! آپ یہ درست فرمار یں لیکن میں وہ حقیقت آپ کے سامنے لانا چاہ رہا تھا اور اس وزیر موصوف کا نام میں نے اس لئے ستعمال کیا کہ اس روز ایئرپورٹ پر وی۔ آئی۔ پی لاؤنج میں بیٹھے ہوئے از خود ان کے حکم پر یہ تمام کارروائی ہو رہی تھی اور وہ کروا رہے تھے۔ اگر آپ اس وقت وہاں یہ دیکھ لیتے کہ آپ کے ان معزز اراکین کا کس طریقے سے استقبال کیا گیا ہے اور ان بیورو کریٹس نے کرایا ہے۔ میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کبھی ان بیورو کریٹس کے ساتھ بھی ایسا واقعہ ہوا ہے؟ کبھی پولیس نے یا کسی ایجنسی نے ان کے ساتھ بھی یہ سلوک کیا ہے جو کبھی یہ اپوزیشن کے ساتھ اور جب حکمران اپوزیشن میں آتے ہیں تو ان کے ساتھ یہ سلوک کراتے ہیں؟ اگر آپ یہ باتیں نہیں سوچیں گے، یہ چیزیں نہیں دیکھیں گے، آج مسلسل یہ سب کچھ ہوتا رہا اور آئندہ بھی اگر اسی طریقے سے ہوتا رہا تو اس میں تو واقعی کوئی شبہ کی بات نہیں کہ آپ کا ملک شروع سے ہی پولیس سٹیٹ کہلایا جا رہا ہے۔ شروع سے ہی کہا جاتا ہے کہ یہاں بیورو کریٹس کی حکومت ہے۔ یہاں سیاست، جمہوریت اور ان تمام باتوں کا نام لینا جو ہے میں سمجھتا ہوں کہ غلط ہے۔ یہاں پر تو یہ جو ایجنسیاں ہیں، یہ جو بیورو کریٹس ہیں، یہ جو ایف۔ آئی۔ اے ہے، یہ سب کچھ کر رہی ہے۔ اس سے پہلے انہی حکمرانوں کے زمانے میں یہ ایف۔ ایس۔ ایف کرتی تھی۔ تو کیا یہ حکمران اسی طریقے سے ان ایجنسیوں کو اپنے دور حکومت میں استعمال کرتے ہیں؟ ایک وقت تھا کہ جب بے نظیر صاحبہ اس ملک میں تشریف لائیں تو مسلم لیگ کی حکومت تھی اور اس حکومت میں

آپ کو یہ یاد ہونا چاہیے کہ اتنا بڑا جلوس تھا جو لاکھوں کی تعداد میں کہا جاتا تھا لیکن کسی انتظامیہ کا ایک آدمی بھی وہاں پر آپ کو نظر نہیں آیا ہو گا۔ کسی ایجنسی کا ایک آدمی بھی وہاں نظر نہیں آیا۔ کوئی پولیس والا وہاں نہیں تھا۔ اس جلوس میں جو بیہودگیاں کی گئی تھیں۔ اس وقت کے صدر ضیاء الحق کو گالیاں دی گئیں' اس وقت کے وزیر اعظم محمد خان جونیجو کو گالیاں دی گئیں' اس وقت کے وزیر اعلیٰ نواز شریف کے خلاف جو کلمات استعمال کیے گئے وہ سب کے سامنے ہیں اور یہ تو مسلم لیگی کارکنان اور اراکین اسمبلی کا جلوس تھا جو اپنے قائد کا استقبال کرنے کے لیے جا رہے تھے۔ پرامن طریقے سے جا رہے تھے۔ نظم و ضبط کے ساتھ جا رہے تھے۔ وہاں پر کوئی بیہودگی نہیں تھی۔ کوئی ہنگامہ نہیں تھا۔ لیکن جس وقت وہ جلوس مختلف جگہوں سے شہر کے حصوں سے نکل کر آ رہے تھے تو آپ کی یہ پولیس جس نے جگہ جگہ ناکے لگائے ہوئے تھے اس طریقہ سے کہ جیسے کوئی چور اور ڈاکوؤں کو پکڑنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور انھوں نے جگہ جگہ جس طریقے سے مسلم لیگ کے کارکنوں کے ساتھ زیادتی کی۔ غریب کارکن' حقیقت میں انتہائی غریب کارکن جو علاج تک بھی نہیں کروا سکتے ان کے سر پھاڑے گئے۔ ان پر لاٹھیاں برسائی گئیں۔ ان کے ہاتھ پیر توڑے گئے۔ ان کو جیلوں میں ڈالا گیا۔ ان کو جیلوں میں بیڑیاں ڈالی گئیں۔ اس لیے کہ وہ سیاسی کارکن تھے۔ جیلوں میں تو اگر بیڑیاں ڈالی جاتی ہیں تو ان لوگوں کو ڈالی جاتی ہیں جن کے خلاف دس دس اور بیس بیس کیس ہوتے ہیں۔ لیکن وہ آپ کی حکمران جماعت جو ہے وہ ان لوگوں کو تو معافیاں دیا کرتی ہے۔ عام معافیاں دے کر چھوڑ دیتی ہے اور جو سیاسی کارکن ہیں ان کو وہ جیلوں میں ڈال کر ان کے ساتھ اتنی سختی اور بربریت کا مظاہرہ کرتی ہے۔

جناب سپیکر! اب یہ وی۔ آئی۔ پیز جو تھے' جن کو یہ کارڈ ایشو کیے گئے۔ یہ کس نے ایشو کیے؟ یہ اس حکومت نے کیے اور پھر ان بیورو کریٹس نے ان کا جو حشر کیا ہے' ان پولیس والوں نے جو کچھ ان کے ساتھ توہین آمیز رویہ اختیار کیا ہے' تو یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ ہم لوگ وی۔ آئی۔ پیز ہیں۔ جن کے گریبان پکڑے گئے۔ جن کے سامنے بندوقیں تانی گئیں اور کہا کہ ہم گولی مار دیں گے۔ ایک معمولی کانسٹیبل جو ہے وہ بندوق لے کر خدا کی قسم میرے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں گولی مار دوں گا۔ میں نے کہا کہ مار گولی اگر مار سکتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر ، پلیز آپ وائنڈ اپ کیجیے۔ شارٹ سٹیٹمنٹ ہے۔ یہ بہت لمبی تقریر ہو گئی ہے۔

چودھری اختر رسول : جناب ! یہ حقیقت بیان کی جا رہی ہے۔

شیخ محمد انور سعید : جناب سپیکر ! میں یہ باتیں اس لیے نہیں کر رہا کہ یہ ہمارے ساتھ ہوا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پورے پاکستان کے ساتھ ہوا ہے۔ یہ پورے پاکستان کا وقار مجروح ہوا ہے۔ تمام دنیا میں پورے پاکستان کا وقار مجروح ہوا ہے کہ وہاں پر وی۔ آئی۔ پیز کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے۔ آپ نے یہ کارڈ کس لیے ایشو کیے ہیں۔ ان کو جلا دیجیے۔ ان کو پھاڑ دیجیے۔ ان کو بند کر دیجیے۔ ہم وی۔ آئی۔ پیز نہیں ہیں۔ ہم معمولی شہری ہونا پسند کریں گے لیکن ہم یہ برداشت نہیں کریں گے کہ ہمارے کارکنوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے یا ہمارے جو ممبران اسمبلی ہیں ان کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے۔

جناب سپیکر ! آپ وہاں پر ایئرپورٹ کے اپرن پر اگر دیکھتے تو آپ کو اندازہ ہوتا کہ کس طریقے کے ساتھ وہاں پر انھوں نے پولیس بلائی تھی اور کس طریقے سے انھیں ہدایات دی جا رہی تھیں اور کس طریقے سے آپ کے ان عوامی نمائندوں کے ساتھ جو منتخب ہو کر آئے ہوئے ہیں ان کے ساتھ سلوک کیا جا رہا تھا۔ انھیں گالیاں دی جا رہی تھیں۔ ان کے ساتھ بدتمیزیاں کی جا رہی تھیں۔ ان کے کپڑے پھاڑے جا رہے تھے۔ ان پر لاٹھیاں برسائی جا رہی تھیں۔ ان پر گولیاں چلائی جا رہی تھیں۔ ان پر شیلنگ ہو رہی تھی۔ کیا کچھ نہیں ہو رہا تھا۔ کیا اس حکومت کا ہمیشہ یہی وتیرہ رہا ہے کہ یہ ہمیشہ لاٹھی اور گولی کے ساتھ اپنی حکومت کو برقرار رکھنا چاہتی ہے۔

جناب سپیکر ! میں آپ کو یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر اس دن شہباز شریف آ گیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا آنا جو ہے اس حکومت کا جانا ثابت ہو جائے گا۔ جس طریقے سے انھوں نے مظلوم کارکنان کے ساتھ ' ان مسلم لیگی کارکنان کے ساتھ ' ان مسلم لیگی رہنماؤں کے ساتھ اور مسلم لیگ پارٹی کے ساتھ جس نے اس ملک کو بنایا تھا یہ جو انھوں نے ردعمل اختیار کیا ہے اس کا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا ردعمل یہ ہو گا کہ انشاء اللہ اس حکومت کا جانا جو ہے وہ لکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر ! میں آپ سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو جو یہ پیش کی گئی ہے اس کو منظور کیا جائے۔ اس کی تحقیق کی جائے اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور پھر میں پرزور الفاظ میں بھی یہ کہوں گا کہ اس دن کے واقعات پر یہ پورا ہاؤس ایک قرارداد مذمت بھی پاس کرے۔ اس پر پورا ملک ' پورا پاکستان سراپا احتجاج بنا ہوا ہے اس لیے میں آپ سے یہ

گزارش کرتا ہوں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرکے اس کی مکمل تحقیقات کروائی جائے۔

جناب سپیکر ، شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، ***********

معزز ممبران حزب اختلاف ، *****************

چودھری محمد وصی ظفر ، *****************

جناب سپیکر ، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف ، یہ الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر ، میں یہ پوائنٹ rule out کرتا ہوں۔

معزز ممبران حزب اختلاف ، *********************

جناب سپیکر ، نہیں۔ نہیں۔ جو الفاظ وصی ظفر صاحب نے کہے اور جو آپ نے ان کی شان میں کہے یہ سب حذف کیے جاتے ہیں۔ آگے چلیے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر! میں نے کوئی غیر پارلیمانی بات نہیں کہی۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کبھی کہتے ہی نہیں ہیں۔ جناب ! آپ کو کس نے کہا ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔ جناب عبداللہ شیخ صاحب۔

جناب عبیداللہ شیخ ، جناب سپیکر ! آج جس تحریک کے حوالے سے مجھے موقع دیا گیا ہے۔ قائد حزب اختلاف پندرہ ماہ بعد جب پاکستان تشریف لائے تو یہ ان کا ایک سیاسی حق تھا اور ہمارا بھی یہ حق تھا کہ ہم ان کا استقبال کرتے۔ تمام ایم۔ پی۔ ایز ایئرپورٹ پر پہنچ کر ان کا استقبال کرتے۔

جناب سپیکر ! سیاسی آمریت کا یہ دور جس میں جمہوریت کا لبادہ اوڑھ کر عوام کو دھوکہ دینے کے بعد آج یہ حکومت برسراقتدار آئی ہے تو اس نے مکمل طور پر اس بات کو ثابت کیا ہے کہ وہ اپوزیشن کی اس مسلم لیگ جماعت سے خوفزدہ ہے جس کی وجہ سے وہ آج ملک میں امن عامہ تو قائم

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

نہیں کر سکی۔ اس ملک سے چوری اور ڈکیتی کو تو ختم نہیں کر سکی لیکن جہاں اپوزیشن کے لیڈر جہاں اپوزیشن کے ایم ۔ پی ۔ ایز پہنچتے ہیں وہاں بھاری تعداد میں پولیس فورسز کو لگا دیا جاتا ہے جناب سپیکر! جب ہم وہاں ایئر پورٹ پر پہنچتے ہیں تو قائد حزب اختلاف کی آمد پر ان کا یہ حکومت لاٹھیوں سے گولیوں سے اور آنسو گیس کے ذریعے سے استقبال کرتی ہے جناب سپیکر میں آپ کو بڑے ہی وثوق سے کہتا ہوں کہ مسلم لیگ کے ان مجاہدوں نے کبھی کوئی توڑ پھوڑ اور قومی املاک کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی میاں نواز شریف کی قیادت میں جب تحریک نجات کے موقع پر کراچی سے سرحد تک ان کا قافلہ جا رہا تھا تو آج یہ حکومت یہ ثابت نہیں کر سکی کہ ہمارے ان کارکنوں نے ایک بھی پتھر اٹھایا ہو ایک بھی کوئی شیشہ توڑا ہو لیکن اس حکومت نے اپنی آمریت کو اس انداز سے ثابت کیا ہے اپنی آواز حق کو بلند کرنے کے لیے اپنی صدائے احتجاج کو بلند کرنے کے لیے جب جمہوری دور ہوتے ہیں تو قوم کو بات کا حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ احتجاج کرے وہ اپنے ظلم کے خلاف اپنے ہونے والی ناانصافیوں کے خلاف اپنی صدائے احتجاج بلند کرے لیکن یہاں ان کی زبانوں کو لاٹھیوں سے گولیوں سے اور آنسو گیس کے ذریعے بند کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس ہاؤس میں میں آپ کی طرف سے بھی یہ بڑی بات سنتا رہتا ہوں کہ حکومت کو چلانے کے لیے اپوزیشن اور حکومت دو پہیے ہوتے ہیں اگر گاڑی کے ایک پہیے کے آگے رکاوٹیں کھڑی کر دی جائیں تو یہ گاڑی کبھی نہیں چل سکتی یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان کی سب سے بڑی جماعت مسلم لیگ اور اپوزیشن ہمارے پنجاب کے اندر سب سے بڑی حزب اختلاف اور قومی اسمبلی میں ہماری سب سے بڑی حزب اختلاف کے آگے جب رکاوٹیں ڈالی جائیں گی تو یہ حکومت اس ملک کو تباہ و برباد کرنے پر تلی ہوئی ہے جناب سپیکر! میں یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مجھے یہ فرمایا جائے کہ یہ جو پورا ملک اور یہ ایوان ہے اس میں لوگ حصوں میں تقسیم ہیں کیا کوئی bifurcation ہے کیا کوئی اس طرح کی کوئی پالیسیز ہیں کہ کسی کے لیے کچھ اور کسی کے لیے کچھ ۔ اگر میں جرم کرتا ہوں تو مجھے تو گرفتار کر لیا جائے اور اگر شہباز شریف کرتا ہے تو اسے گرفتار نہ کیا جائے ۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: I call the House to order.

چودھری محمد وصی ظفر ۔ یہ جناب فرسٹ ایئر میں داخل ہو گئے ہیں ۔

جناب سپیکر ، آپ کی بات توجہ سے سنی جا رہی ہے آپ بھی مہربانی سے تھوڑا سا تحمل کا مظاہرہ کریں ۔آپ کو ان کی بات بھی سننی چاہیے ۔ ---- جی وصی ظفر صاحب فرمائیے

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر! بڑی مختصر سی بات ہے یہ تمام فرسٹ ایئر میں داخل ہو گئے ہیں۔ جناب والا! میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ میں اسی ایوان کا ایک ممبر تھا اسی نواز شریف اور پرویز الٰہی کے ایماء پر مجھے بلا وجہ گرفتار کر کے death sentence کے چارج کا کیس چلایا گیا تو کیا اس وقت ان کے ضمیر سوئے ہوتے تھے ۔ مجھ پر جھوٹا کیس بنایا گیا ۔ آج یہ بڑا شور مچا رہے ہیں ۔ ایک ایسے شخص کے لیے جو سارا پاکستان لوٹ کر کھا گیا ہے جس کی ہڈیوں اور پیروں میں پورے خاندان میں ایک ایسا خون دوڑ رہا ہے جو اس پورے ملک کو دیمک کی طرح چاٹ گیا ہے یہ کیسی باتیں کرتے ہیں ۔ کیا چیز ہے شہباز شریف اور نواز شریف یہ ہمیں کیا قصے پڑھ کر سنا رہے ہیں یہ کیا باتیں کر رہے ہیں یہ سب جھوٹ کا پلندا ہے ۔ اپنے ملوں کو لوٹ کر کھا گئے پورا ملک لوٹ کر کھا گئے۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔ (قطع کلامیاں) ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب! میں صحیح کہہ رہا ہوں ۔ میں بیان کر سکتا ہوں کہ کیسے کھا گئے ۔

جناب سپیکر ، آپ کی بات ہو گئی ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، شہباز شریف' نواز شریف اور پرویز الٰہی صاحب نے اس وقت بات کیسے کی تھی میرے پاس ثبوت موجود ہے اور وہ سارے کا سارا جھوٹا کیس تھا اور عدالت نے کہا تھا کہ یہ کیس جھوٹ ہے ۔ چار سال death sentence کا کیس چلتا رہا۔

جناب سپیکر ، آپ کی بات ہو گئی ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! کیا یہ آسمانی مخلوق ہے ۔ شہباز شریف اور نواز شریف کیا آسمان سے اتر آئے ہیں؟

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! یہ غلط ہے ۔ یہ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں۔ یہ غلط بیانی کر رہے ہیں ۔ (قطع کلامیاں) ۔

چودھری محمد وصی ظفر، دیکھیں۔ اس دور کی آوازیں آ رہی ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! صبح سے جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے یہ نہایت پر امن طریقے سے اور زبان سے نہایت شائستہ الفاظ سے چلتا رہا ہے -----

جناب سپیکر: دیکھیے۔ اس میں ان کا بھی contribution ہے۔ آپ کی باتیں ہو رہی ہیں آپ کے دوست تقریریں کر رہے ہیں اور وہ بھی سن رہے ہیں۔ اس لیے یہ نہیں ہے کہ بھئی اگر ہاؤس میں امن ہے تو صرف آپ کی وجہ سے ہے۔ ان کی وجہ سے بھی امن ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: مجھے بات مکمل کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: جی مکمل کر لیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں یہی کہہ رہا ہوں کہ اب اس قسم کی بیہودہ باتیں کی گئی ہیں -----

جناب سپیکر: نہیں۔ دیکھیں اب لفظ سخت ہو گئے ہیں۔ بیہودہ والی بات نہ کیجیے۔ (قطع کلامیاں) آپ کی بات سنی جا رہی ہے۔ دیکھیے آپ اس الجھن میں پڑ کر اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ میں آپ کی بات سن رہا ہوں آپ کو موقع دے رہا ہوں میرا خیال ہے بہت کم ایسا ہوتا ہے اگر ہو رہا ہے تو اچھا ہے آپ بات کیجیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: چلیے میں بیہودہ کا لفظ اپنی گفتگو سے ہٹا دیتا ہوں۔ جناب والا! یہاں پر جو انداز اختیار کیا گیا ہے جن الفاظ سے قائد حزب اختلاف کو یہاں یاد کیا جا رہا ہے۔۔

جناب سپیکر: میں نے اسی لیے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: اگر میں وہاں مرکز کی اسمبلی میں جو ہو رہا ہے اور ان کی قائد وہاں جو کچھ کر رہی ہے اگر میں یہاں وہ کہنا شروع کر دوں تو پھر کیا ہو گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ کیوں کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: اور پھر آصف زرداری جو کچھ کر رہا ہے اور اس نے جس طرح ملک میں لوٹ کھسوٹ مچا رکھی ہے اور اس نے جو انٹرنیشنل شہرت حاصل کر رکھی ہے اور یہ جو یہاں ایسی باتیں کرتی ہیں وہ کیسز ابھی تک عدالت میں ہیں عدالت ان کیسوں میں ان کی گناہ گاری یا

بے گناہی کا فیصلہ کرے گی۔

جناب سپیکر، نہیں۔ نہیں۔ آپ ایسی الجھن میں نہ پڑیں۔ آپ اپنی بات کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میں ایک حقیقت بیان کر رہا ہوں جو انٹرنیشنل شہرت حاصل کر چکا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! میں نے صرف آسمانی مخلوق کے بارے میں بات کی ہے۔

جناب سپیکر، کھوسہ صاحب۔ آپ الجھن میں نہ پڑیں۔ آپ اپنی بات کریں۔ میں موقع دے رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آپ انہیں منع کریں کہ اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کیے جائیں۔

جناب سپیکر، آپ مجھے منع تو کرنے دیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اور اسمبلی کے ریکارڈ سے یہ کارروائی حذف کی جائے۔

جناب سپیکر، میں نے تو اس میں سے حذف کی تھی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! جس کسی نے قانون کے خلاف کوئی کام کیا ہو اسے مجرم کہتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس ایوان کا ماحول انتہائی پر سکون چل رہا تھا اور وصی ظفر صاحب کی ہمیشہ سے یہ عادت ہے کہ جب پرسکون ماحول ہو تو انہیں شاید کچھ problem ہو جاتا ہے تو جناب والا! میری یہ درخواست ہے کہ ان کی manufacturing میں کوئی defect تو نہیں ہے۔ یہ ذرا چیک اپ کرا لیں۔

جناب سپیکر، نہیں آپ تشریف رکھیں۔ یہ غلط بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑا صحیح بنایا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی کار کردگی میں کوئی غلطی نہیں نکال سکتے ------ جی عبید اللہ شیخ صاحب۔

جناب عبید اللہ شیخ، جناب والا! جن کے حوالے سے یہ بات کر رہے تھے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، عبید اللہ صاحب۔ دیکھیے ہمارے دوست کچھ بات کرنا چاہتے ہیں ----- جی خانزادہ صاحب۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Mr Speaker Sir, I think the tempers have cool down now considerably. Let us now come to the sensible approach to the problem facing this country and this House. There is no doubt that there are precedents in this country. There are several moral and legal precedents all over the world for dealing with criminal charges according to certain rules and regulations and the manners enacted are governed and commanded by the morality and the social customs, and strtictly according to the status of the people concerned in the affairs of the state. Sir, my colleague have quoted certain example: which I will not repeat here about our present Prime Minister at the time sl returned from abroad. How graciously she was received How she was hon ed She addressed the biggest gathering in Lahore. No body laid any object to it. No body brought any police force. No body brought any tear gas. No b fired any bomb. Sir, let us quote from the previous traditions of this country. , whatever opinion you might hold about Mian Shahbaz Sharif, it is a fact of e there he is Leader of the Opposition of the biggest Province of the Punjab. This is also a fact that he did not abscond from this country. He went abroad with the rightful permission and visa of the concerned government and the government of Pakistan for treatment abroad. He voluntarily stayed behind and was allowed to stay on leave till such time when he felt that it was necessary for him even at the cost of his health to come back to the country and represent his people in this House inside and outside. By representing the people irrespective of political considerations, we hope that he would be advocating the principles of morality and principles of law which are to be a tradition for the future generation which will come in the

annals of this House. I ask you Sir, and I ask my friends here that please don't take me as member of the Opposition but take me as friend of both the treasury benches and the opposition benches. I am the one who will tell you the truth. I ask you to please let your chests and your conscious tell you that what I am telling you is right or it is wrong. Don't just be guided by politicians and flatterers who are trying to score numbers here as to who is going to become a Minister with flying flag tomorrow. There are more flags flying for judges of the High Court who have been working for the country. There are flags for other people who are working for the country I am sorry to say that I will not talk about the individuals, but I am generalizing this. I am sorry to say I have no regard for my friends who are so vocal and so obnoxious He is so obnoxious so often that he abuses the Opposition for no rhyme or reason.

چودھری محمد وصی ظفر، وہ میرے بزرگ ہیں۔ وہ غلط لفظ استعمال کر رہے ہیں۔ مجھے یہ فرمادیں کہ شہباز شریف صاحب کون سے ہسپتال میں کتنے دن رہے ہیں۔ وہ جو بیمار تھے وہ کون سے ہسپتال میں کیا علاج کراتے رہے ہیں۔

MR SPEAKER: He has withdrawn his words He is very gracious.

چودھری محمد وصی ظفر، بزرگوارم' یہ بھی تو فرمائیں کہ وہ کون سے ہسپتال میں کتنے دن علاج کراتے رہے ہیں۔

MR SPEAKER: This should not become a permanent feature that whenever he speaks you must speak Please have your seat

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Mr Speaker Sir, the man is being itched by my speeches Probably itching is a disease with some people, because they are just itched as they have to get up to occupy the floor Sir, in all moralities, in all fairness it doesn't matter what a big criminal Mian Shahbaz

Sharif was he could be arrested from his house. He could be allowed to got his house and then could be taken away hand cuffed wherever the government wanted to take him (interruption).. .

اوہ کہندے نیں ڈاڈھیاندے چھ وہیاں وی سو ہندے نیں۔ اج تہاڈے وی چھ وہیاں سو نیں۔ سمجھ گئے!

So why do you invited such public opinion which is both unlike and obnoxious to democratic traditions of any country in the world. Sir, what was the harm if Mian Shehbaz Sharif was allowed to come over to the VIP Lounge. What was the harm if he was allowed to go to his house and then the police could come and say to him Mian Sahib we want you to make your our guest Please come with us and he would have gone with them. I am not defending neither I am saying any thing about the legal position. Whatever is the legal position. whether it is right or whether it is wrong, that is going to be decided by the judiciary, which is the supreme body, but Sir, I think my friends on the treasury benches, without any prejudice, without any animosity against individuals will agree with me that the action taken by the government (whoever might have taken action I will not name any body whoever he may be) had no foresight, had no manner and had no diplomacy and had no politics. Sir, all I plead with you is I don't want that this Assembly should get into brawling and cursing each other, but if your feel that some thing which should not have done whether you put it throught Privilege Motion or whether you say that some thing which should not have been done and should have never been repeated, and if he is a member of this Assembly he has every right under your orders to be present here and plead his case personally before you and before my friend and before his own friends. Thank you very much.

MR SPEAKER: Thank you very much. This was additional to the list. There is already a long list and you were just added to that. Mian Miraj Din.

جناب عبید اللہ شیخ: میں ابھی دو تین منٹ میں بات ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی کوئی کسر رہ گئی ہے۔ مہربانی فرما کر wind up کریں۔ آپ کو شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہیے۔

جناب عبید اللہ شیخ: ابھی جو مجھے interrupt کیا گیا۔ میں پہلی دفعہ منتخب ہو کر ایوان میں آیا ہوں۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے لاہور سے میں نے سب سے زیادہ ووٹ حاصل کیے ہیں۔ یہ اللہ کی قدرت ہے کہ آپ نے تیس ہزار ووٹ حاصل کیے اور سپیکر بن گئے۔ اور میں نے ساڑھے بتیس ہزار ووٹ لیے اور آج میں ڈنڈے کھا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے اعصاب مضبوط ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کے لیے اطلاعاً عرض کروں۔ میں نے بھی ساڑھے بتیس ہزار ووٹ حاصل کیے ہیں۔

جناب عبید اللہ شیخ: نہیں جناب' آپ کے بتیس ہزار تیرہ ووٹ ہیں اور میرے ساڑھے بتیس ہزار ووٹ ہیں۔ میں نے لاہور میں سب سے زیادہ ووٹ حاصل کیے ہیں۔ ماشاء اللہ آپ تو اس کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ اسی جمہوریت کے علم برداروں سے مسجد شہدا میں اسی عوام کی حمایت میں اپنا بازو تڑوایا ہے۔ حکومت جو ظلم و تشدد کر رہی ہے۔ کراچی کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ جناب والا! ہم اپنے عوام کی حمایت میں صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں اور یہ انصاف بھی نہیں ہے کہ آپ اپوزیشن پر ڈنڈے برسائیں۔ ان پر آنسو گیس پھینکیں۔ لوگوں کو معاشی طور پر انصاف دیجیے۔ انصاف دیجیے لوگوں کو معاشرتی طور پر' انصاف یہ نہیں ہے کہ مجھے ایک مہینے تک نظر بند کر دیا جائے۔ جناب سپیکر! میرا کیا جرم تھا۔ جب میں ایئر پورٹ پر اپنے قائد کا استقبال کرنے کے لیے پہنچتا ہوں۔ کوئی ایک پتھر تک نہیں چلا تھا۔ ایک شیشہ تک نہیں ٹوٹا تھا۔ کیونکہ انھوں نے ڈنڈے برسائے رپورٹ دیتے ہیں کہ دو سو شیل آنسو گیس کے پھینکے گئے۔ کس لیے پھینکے گئے کہ اپوزیشن کے لوگ اپنے لیڈر کا استقبال کرنے کے لیے پہنچے تھے۔ جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ آپ جرأت کرتے ہوئے' اس طرح نہیں کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے تو اس کو اسی طرح اڑا دیا جائے۔ اسے منظور کیا جا سکے اس بات کا واضح ثبوت ہو سکے کہ آج

اپوزیشن کے اراکین کی ہاؤس کے اندر بھی شنوائی ہو رہی ہے۔ پوری دنیا دیکھ رہی ہے کہ آج اپوزیشن کے ساتھ جو ظلم اور تشدد ہو رہا ہے جس طرح آپ ان کو جیلوں کے اندر بند کر رہے ہیں۔ میرے ساتھ میرے سیکرٹری کو ایئر پورٹ سے گرفتار کر لیا گیا۔ میرے ساتھ جانے والے دو تین اور افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ مسلم لیگ ہاؤس سےمسلم لیگ کے ملازمین کو گرفتار کیا گیا اور گرفتار کر کے ان کو بیڑیاں پہنا دی گئیں۔ جناب سپیکر! یہ جمہوریت ہے۔ آج یہ جمہوریت کا بول بالا ہو رہا ہے۔ جنھوں نے جمہوریت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے ان کو ننگا کرنے کے لیے آج اس تحریک کو منظور کیا جائے اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

میاں معراج دین: جناب سپیکر! مجھ سے پہلے میرے فاضل دوست اپنے جذبات کا اظہار کر چکے ہیں۔ میں ان کی تائید میں یہ عرض کروں گا کہ میں اور میرے ساتھی ایم پی اے حضرات تھے۔ اس وقت کوئی ایسی گڑبڑ نظر نہیں آ رہی تھی۔ عین جس وقت چوک میں پہنچے تو سامنے سے آنسو گیس آنی شروع ہو گئی۔ اس وقت کوئی ہنگامہ نہیں تھا' کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ لیکن جب ہم گاڑیوں سے اترے اور چلنا شروع ہوئے تو ایک چوک میں ایک ڈی ایس پی اور کافی پولیس کے لوگ کھڑے تھے۔ انھوں نے بالکل رائفلیں سیدھی کر کے تان لیں اور کہا کہ آگے مت آؤ۔ جب ہم گزرنے لگے اور ان سے کہا کہ ہمارے پاس وی آئی پی کارڈ ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ وہ نہ کسی وی آئی پی کو جانتے ہیں اور نہ کسی ایم پی اے کو جانتے ہیں۔ ہمیں اوپر سے جو آرڈر ہے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ بہرحال جس طرح بھی ہوا ہم آگے گزر گئے۔ اس واقعے پر کافی باتیں ہو گئیں ہیں۔ میں آپ کو ذرا پرانی باتیں یاد کرانی چاہتا ہوں۔ جب پاکستان بن رہا تھا تو آپ کو یاد ہو گا کہ ہمارے بانی پاکستان قائداعظم رحمتہ اللہ کی کال پر لاہور مین ایجیٹیشن شروع ہوئی اور اس وقت اسی اسمبلی ہال کے باہر جلوس آیا کرتے تھے۔ ایک جلوس ایسا آیا کہ اس وقت ایک ڈی ایس پی جو کہ انگریز تھا اور اس نے بغیر سوچے سمجھے آنسو گیس پھینکی اور اس وقت کے نوجوانوں نے وہی آنسو گیس اٹھا کر واپس اس پر ماری۔ اس دن بھی میں نے وہی سماں دیکھا کہ پولیس والے آنسو گیس پھینک رہے ہیں اور ہمارے مسلم لیگی کارکن وہی آنسو گیس اٹھا کر ان کو مار رہے ہیں۔ یہ مسلم لیگ کا ایک جذبہ تھا۔ اس وقت بھی اللہ کے فضل سے مسلم لیگ نے ہی پاکستان حاصل کیا تھا اور اب بھی مسلم لیگ ہی پاکستان کو بچا رہی ہے اور بچائے گی۔ جناب والا! جس وقت ہم ایئرپورٹ پر پہنچے تو وہاں جو

سماں تھا وہ بدتمیزی کا ایک طوفان تھا ۔ ایئر پورٹ پر ایئر پورٹ کی تنظیم کے علاوہ کوئی دوسری فورس وغیرہ نہیں جا سکتی لیکن میں نے دیکھا کہ اس دن قانون کی دھجیاں بکھیری گئیں ، قانون کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا اور اس دن وہاں پر پولیس اس طرح براجمان تھی جیسا کہ یہ پولیس سٹیٹ ہے ۔ اور پھر منتخب ممبران پر بری طرح سے لاٹھی چارج کیا گیا۔ ہمارے بہت سے قائدین اور کارکنوں پر لاٹھیاں برسائی گئیں اگر میں اس وقت ان کا ذکر نہ کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہو گی ۔ اس دن ارشد لودھی پر ڈانگیں برسائی گئیں اور ان کے کپڑے پھٹ گئے ، حاجی مقصود صاحب کے کپڑے پھاڑے گئے اور میرے اوپر بھی لاٹھیاں برسائی گئیں ۔ اس وقت میرے ذہن میں آ رہا تھا کہ کیا یہ کہیں ہندوستان کو فتح کر رہے ہیں ۔ یہ جمہوریت کا جنازہ نکال رہے ہیں حالانکہ یہ جمہوریت کی بات کرنے والے ہیں ، یہ جمہوریت کا راگ الاپتے ہیں ۔ جناب والا ! ہم وہاں اپنے محترم قائد اور اس اسمبلی کے اپوزیشن لیڈر کے استقبال کے لیے گئے تھے ۔ جب وہ پاکستان آ رہے ہیں تو اس کا مطلب واضح طور پر یہ ہے کہ وہ یہ سب کچھ face کرنے کے لیے آیا ہے ۔ میرے قائد چودھری پرویز الٰہی صاحب کی ان سے بات ہوئی تو انھوں نے کہا کہ میں فوراً لاہور آ رہا ہوں ۔ پاکستان پہنچ کر اسمبلی کا اجلاس attend کروں گا ۔ جب ایک شخص پاکستان آ چکا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ پاکستان میں کہیں غائب ہو جائے گا ۔ یہ ان کی سراسر زیادتی تھی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر ! دیکھیے سردار سکندر حیات صاحب میری طرف عجیب عجیب اشارے کر رہے ہیں ۔ آپ انھیں سمجھائیں ۔

جناب سپیکر : نیازی صاحب ! آپ ادھر نہ دیکھا کریں ۔ آپ میری طرف نظریں رکھا کریں ۔ آپ ہر وقت ادھر ہی دیکھتے رہتے ہیں کیا بات ہے ؟ جی میاں معراج دین صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں ۔

میاں معراج دین : جناب سپیکر ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس روز انھوں نے جمہوریت کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی لیکن انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے جو مسلم لیگی کارکن اور قائدین اور بالخصوص ہمارے قائد محترم میاں محمد نواز شریف صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ پاکستان میں پاکستان مسلم لیگ کی جماعت سب سے بڑی جماعت کے طور پر ابھری ہے اور ابھر کر سامنے آ گئی ہے ۔ پاکستان مسلم لیگ کے خلاف وہ پارٹی ہے جس نے پاکستان کو تباہ و برباد کر دیا ہے ، پاکستان کے دو ٹکڑے کر

دیے۔ میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ جس طرح انھوں نے بدتمیزی کا طوفان کھڑا کیا ہے ہم اس کو انشاء اللہ تعالیٰ face کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کی بقا کے لیے ہر طریقے سے کوشش کی جائے گی اور یہ جو استحقاق مجروح ہوا ہے یہ صرف اس ایوان کا ہی نہیں بلکہ پاکستان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور میری یہ درخواست ہے اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ میاں عمران مسعود۔

چودھری اختر رسول: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

چودھری اختر رسول: جناب والا! کیا بات ہے کہ آج آپ موہل صاحب کو موقع نہیں دے رہے؟ تین چار مرتبہ موہل صاحب سیکرٹری اسمبلی کے پاس پہنچے ہیں شاید یہ اس خبر کا نتیجہ تو نہیں ہے جو اخبار میں چند روز پہلے آئی تھی کہ موہل صاحب اس اجلاس میں دھماکہ کریں گے۔

جناب سپیکر: اصل میں بہت سے دوستوں کو شکایت رہتی ہے کہ وہ بات کرتے ہیں تو چاہتے ہیں کہ میں ان کی بات سنوں۔ لہذا میں نے آج سوچا کہ میں جتنا سن سکتا ہوں سنوں حالانکہ میں نے موہل صاحب سے کہا تھا کہ سات بجے میں آپ کو hand over کر دوں گا لیکن پھر اس خیال سے کہ کم از کم ایک تحریک استحقاق کی پوری بات تو میں سن لوں۔ جی میاں عمران مسعود صاحب۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ اصل میں چودھری اختر رسول صاحب کے پاس جب کوئی بات نہ ہو تو وہ ایسی باتیں ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ اصل میں میری سیٹ پر آج اپوزیشن کا قبضہ تھا اس لیے میں کبھی کسی سیٹ پر بیٹھتا ہوں اور کبھی کسی پر لیکن میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ میں کسی دوست کو کہوں کہ میری سیٹ چھوڑ دیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! یہ موہل صاحب کی پرانی عادت ہے کہ کبھی ادھر اور کبھی ادھر ہوتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر پہلے بات کر رہا ہوں۔ اس دور میں

اور پھر جب اس طرف انعام اللہ نیازی صاحب جیسے دوست ہوں تو میرے خیال میں کوئی انسان باوقار نہیں رہ سکتا۔ بات یہ ہے کہ میں ایک point کے سلسلے میں سیکرٹری اسمبلی سے صرف ایک دفعہ ملا ہوں بار بار نہیں ملا۔ میں نے ایک قانونی بات ان سے بیان کی تھی پھر انھوں نے مجھے اس بارے میں بتایا اور وہ آپ کے خلاف ہی ایک بات ہے۔ میں حقیقت بیان کرنا چاہتا تھا لیکن انھوں نے مجھے ایک بات بتا دی تو میں بھی خاموش ہو گیا۔ سپیکر صاحب نے یہ بھی مناسب کہا ہے کہ سات بجے کا وقت تھا لیکن آج آپ کو ایک موقع دیا جا رہا لہذا آپ جاری رکھیں۔ مہربانی شکریہ۔

جناب سپیکر، میاں عمران مسعود۔

میاں عمران مسعود، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ کرسی صدارت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہماری first hand information آپ سن رہے ہیں۔ جناب والا! تحریک استحقاق کے حوالے سے نمبر 3 اور نمبر 7 پر میں collective short statement دوں گا۔ جناب سپیکر! جب بھی ڈیمو کریسی کی بات آتی ہے، جب بھی جمہوریت، اسمبلی اور پارلیمنٹ کی بات آتی ہے تو اس میں ایک بڑی relevant قسم کی famous statement ہر آدمی استعمال کرتا ہے۔ جب بھی بڑے بڑے فیصلے ہوتے ہیں تو کہا جاتا ہے جناب the sovereignty of the parliament should be upheld and the sanctity of the House should be restored. جناب والا! یہ جو sovereignty of the parliament یا sanctity of the Legislative Assembly کی ہم بات کرتے ہیں تو یہ sanctity اور sovereignty صرف اسی وقت آسکتی ہے کہ اگر اس قانون ساز اسمبلی کے معزز ممبرز کے استحقاق مجروح نہ کیے جائیں اور ان کے استحقاق کی پاسداری کی جائے۔ جناب والا! تحریک استحقاق کے حوالے سے ہمارے privileges میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جو بھی ممبر صوبائی اسمبلی ہے He would be taken as a VIP اور اس کو اختیار حاصل ہو گا کہ وہ VIP lounge استعمال کر سکتا ہے اور اس کے لیے باقاعدہ کارڈز جاری کیے جاتے ہیں تاکہ وہ ایپرن تک جا سکے اور اس پر یہ لکھا ہوا ہے کہ he can visit all the areas of the airport جناب والا! اس میں کوئی شک و شبہات والی بات ہی نہیں ہے لیکن اس دن جب 4۔ نومبر کو میاں شہباز شریف قائد حزب اختلاف پاکستان تشریف لائے۔ جناب والا! یہ ہر ایک کا حق ہے کہ وہ اپنے قائد کا استقبال وہاں جا کر کرتا ہے اور جب ہمارے معزز ممبرز وہاں VIP

lounges میں گئے تو ان کو وہاں روکا گیا اور ان کا جو استحقاق ہے اسے breach کیا گیا۔ وہاں پر جو چھوٹے رینک کے پولیس والے کھڑے تھے اگر وہاں پر کوئی ڈی آئی جی یا کوئی ایس ایس پی کھڑا کر دیا جاتا جو کہ باعزت طریقے سے ممبران سے جا کر بات کرتا اور ہماری جو درخواست تھی اسے سنتا اور ہمیں ایپرن تک جانے دیتا تو پھر بات بڑی ٹھیک تھی۔ لیکن ان لوگوں کو سوائے لاٹھی چارج کرنے اور آنسو گیس پھینکنے کے اور کوئی حکم نہیں دیا جاتا اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت ہماری اس تحریک استحقاق کی وجہ سے حکومت کو جو embarrassment ہو رہی ہے وہ یہی ہے کہ کانسٹیبل کو جو ہدایات تھیں وہ صرف یہی ہدایات تھیں کہ آپ ممبرز پر لاٹھی چارج کریں یا ان پر آنسو گیس پھینکیں۔ جناب والا ! وہاں ایک بڑا عجیب سا battle zone بنا ہوا تھا اور ایسے لگتا تھا کہ جیسے وہاں Battle of Plasy چل رہی ہے۔ جناب والا ! ایئر پورٹ اور رن وے کے دوسری طرف جہاں پر صرف جنگل ہیں وہاں پر بھی گارد لگائی گئی تھی اور اس مقصد کے لیے چیف منسٹر کا جہاز تیار کیا گیا تھا کہ میاں شہباز شریف کو اس ائر کرافٹ سے اتار کر اور چیف منسٹر کے جہاز میں بٹھا کر یہاں سے غائب کر دیا جائے گا۔ جناب والا! میاں شہباز شریف پنجاب اسمبلی میں لیڈر آف اپوزیشن ہیں وہ کوئی ملک دشمن عناصر میں سے نہیں ہیں اور نہ ہی وہ کوئی دہشت گرد ہیں ۔ اس قسم کے انتظامات تو بہت بڑے دہشت گرد کے لیے کیے جاتے ہیں۔ ان کا جناب والا! قصور کیا ہے ؟ اگر ان کا کوئی قصور ہے تو عدالتیں موجود ہیں وہ acquit کریں گی۔ لیکن وزیر داخلہ نے جو یہ سٹیٹمنٹ دی کہ میرا بس چلے تو میں ان کو چھ سات دن میں سزا دے دوں ۔ جناب والا! یہ وزیر داخلہ کون ہوتے ہیں جو ہماری صوبائی اسمبلی کے ممبران کے متعلق اس قسم کے بیانات دیں ۔ اور یہ واحد بندہ کیوں اپنی پارٹی کے لیے بھی embarrassment create کر رہا ہے ۔ جناب والا! آج یہاں اس طرف بھی بڑے اچھے بندے ہیں اور اچھے ممبرز بیٹھے ہیں لیکن ایک بندے کی وجہ سے پوری پارٹی کا نظام خراب کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا! ایک آدمی کے غلط بیانوں اور غلط فیصلوں سے پورے پنجاب کا نظام خراب کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! یہ جو غلطی کی گئی ہے اس کو غلط ٹھہرایا جائے۔ جناب سپیکر! آپ کے ہوتے ہوئے اگر وزیر داخلہ یہ کہتا ہے کہ ممبران کو وی آئی پی لاؤنج استعمال نہ کرنے دیے جائیں ۔ میاں شہباز شریف کو یہاں پر پکڑ لیا جائے۔ جناب والا! ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے اور جس طرح ایک ٹیچر اپنے طالب علموں کی حفاظت کرتا ہے آپ کا یہ فرض بنتا ہے کہ بطور کسٹوڈین یہ کہیں کہ میری صوبائی اسمبلی کے کسی رکن پر نہ تو کوئی لاٹھی چارج ہو گا اور نہ ہی آنسو گیس

استعمال کی جائے گی ۔ اور ان کے جو استحقاقات ہیں وہ میں safe guard کروں گا۔ جناب والا! میں دیکھ رہا ہوں کہ کیا جرأت ہے فیڈرل منسٹر کی کہ وہ آپ کے rights کو usurp کرتے ہوئے یہاں پر وہ tresspass کریں۔ جناب والا! یہ وہی فیڈرل منسٹر ہے جس نے کراچی میں جنگ وجدل کر دیا ہے ۔ یہاں تو کوئی anti سندھی لگتا ہے کوئی anti پنجابی لگتا ہے ۔ سندھ میں ایم کیو ایم کے نوجوانوں کے ساتھ جو تشدد کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا! یہ ایک بندہ ہے جس نے پورے ملک کا نظام خراب کر دیا ہے ۔

جناب سپیکر ، میاں صاحب .....

میاں عمران مسعود ، جناب والا! میں اصل پوائنٹ کی طرف آ رہا ہوں

جناب سپیکر ، میاں صاحب! Come to the situation

میاں عمران مسعود ، جناب والا! میں اس کو brief کرتے ہوئے صرف یہی گزارش کروں گا کہ وزیر قانون صاحب یہاں تشریف فرما ہیں یہ تو ہمارے Privileges Act میں لکھا ہوا ہے کہ ہم وی آئی پی لاؤنجز استعمال کر سکتے ہیں اور ہم ایپرن پر بھی جا سکتے ہیں۔ اور اس کے بارے میں کوئی ambiguity تو ہے نہیں۔ میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ آج اگر آپ صحیح روایات قائم کر جائیں گے تو کل آنے والا وقت جو ہے آپ کی حفاظت بھی کرے گا۔ وقت گزرتے تو پتا نہیں چلتا ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک ہم اپنے حقوق کے لیے لڑ رہے ہیں ' ہم اپنے استحقاق کے لیے لڑ رہے ہیں لیکن آج تک کوئی ایسی قانون سازی نہیں کی گئی ۔ ابھی شاہ صاحب reimbursement کی بات کر رہے تھے۔ حالانکہ یہ لکھا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں اپنے privileges نہیں ملتے ۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ آج آپ ایسی روایت قائم کریں تاکہ آئندہ کسی قائد حزب اختلاف پر لاٹھی چارج نہ ہو سکے اور humiliation نہ کی جائے ۔ لہذا آخر میں میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر ، شکریہ۔ سردار امجد حمید خان دستی (تشریف نہیں رکھتے) ۔ میاں عبدالستار۔

میاں عبدالستار ، جناب والا! میرے بہت سارے دوستوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور بات ۴ نومبر کے حوالے سے تھی جس دن پنجاب اسمبلی میں قائد حزب اختلاف میاں شہباز شریف نے پاکستان تشریف لانی تھی ۔ ان کے استقبال کے لیے انہیں ملنے کے لیے کارکن اور اراکین صوبائی

اور قومی اسمبلی وہاں پر گئے ہوئے تھے ۔ جناب والا! یہ تمام لوگ پر امن تھے کسی قسم کے تشدد والی بات نہیں تھی لیکن اچانک ایک باقاعدہ منصوبہ بندی کے ذریعے پولیس نے آنسو گیس پھینکی ' لاٹھی چارج کیا اور جناب سپیکر! اس کے بعد فائرنگ بھی کی گئی ۔ ہمارے بہت سارے کارکن زخمی بھی ہوئے لیکن اس کے باوجود ہمارے قائدین نے صبر کے پیمانے کو نہ چھلکنے دیا اور یہ کوشش کی کہ وہ شہباز شریف کو ملنے کے لیے اندر تک جائیں ۔ جناب سپیکر! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اراکین اسمبلی کا حق ہے کہ وہ اپنے کارڈ کے ذریعے ایپرن تک جا سکیں ۔ وہاں جتنی بھی رکاوٹیں تھیں وہ اس کو پار کرتے ہوئے اندر پہنچے تو وہاں پر سینکڑوں کی تعداد میں پولیس تھی ۔ پولیس نے دیکھتے ہی ایم پی ایز صاحبان پر لاٹھی چارج کیا انہیں گالیاں دیں اور جناب سپیکر! یہ کہا کہ لے جاؤ یہ کارڈ ہم ایسے کارڈوں کو نہیں مانتے ' ہم آپ کو ایم پی اے نہیں مانتے' جانتے نہیں کہ تم لوگ کون ہو ۔ جناب سپیکر! یہ سب کچھ وہاں پر ہوا لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میاں شہباز شریف جس کے بارے میں آج وزیر داخلہ نے بات کی ہے ' میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سے قانون کی بات کرتا ہے ۔ کون سے قاعدے کی بات کرتا ہے ۔ اس وقت جب معاملہ ہائی کورٹ میں چل رہا ہے تو کسی بھی شخص کو یہ جرأت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ ہائی کورٹ کے معاملات میں دخل دے ۔ جناب والا! یہ سب کچھ توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! تحریک استحقاق کے بارے میں رول ۵۶ ہے جو کہ بڑا واضح ہے اس کے مطابق جو question of privileges raise کرتا ہے صرف وہی شارٹ سٹیٹمنٹ دے سکتا ہے ۔ یہ نہیں ہے کہ جتنے لوگوں نے دستخط کر دیے وہی شارٹ سٹیٹمنٹ دیں گے۔ جناب والا! میں رول ۵۶ پڑھ دیتا ہوں اور جناب اس پر رولنگ فرمائیں

The Speaker shall, after the disposal of question and before the List of Business is entered upon, call upon the member who gave notice and thereupon the member shall raise the question of privilege and may make a short statement relevant thereto ... .

ایک تو relevant ہونی چاہیے اور جو question raise کرے وہی شارٹ سٹیٹمنٹ دے سکتا ہے ۔ یہ نہیں ہے کہ تمام ہاؤس دستخط کر دے اور ___

جناب سپیکر : یہ jointly move ہوئی ہے اور اس پر سب نے دستخط کیے ہوئے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : سب نے مشترکہ move کی ہے ادھر الفاظ اور ہیں ' جناب والا! آپ بے شک اس پر رولنگ محفوظ کر لیں کیونکہ یہ ٹیکنیکل بات ہے ۔ یہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ جو question raise کرے گا صرف وہی شارٹ سٹیٹمنٹ دے گا۔ اور question ایک آدمی move کرتا ہے۔

جناب سپیکر : دیکھیں question ایک سے زیادہ بندے بھی raise کر سکتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : نہیں آپ نے ایک کو اجازت دی ہے کہ آپ پڑھیں ۔ اگر سارے پڑھتے تو پھر بات تھی اب ایک نے پڑھا ہے شارٹ سٹیٹمنٹ بھی صرف وہ دے گا ۔

جناب سپیکر : تشریف رکھیں ۔ آپ کا پوائنٹ نوٹ ہو گیا ہے ۔

سید تابش الوری : چودھری وصی ظفر صاحب جس طرح فرما رہے ہیں اس کے مطابق تو سب کو شارٹ سٹیٹمنٹ بھی دینی پڑے گی ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! اگر اس میں logic ہے تو پھر الگ الگ پڑھیں ۔

جناب سپیکر : میں نے آپ کا پوائنٹ سمجھ لیا ہے ' اس پر غور کروں گا ابھی فیصلہ نہیں دے رہا فی الحال جیسے میں نے اجازت دی ہے اس کے مطابق میں اسے مکمل کرتا ہوں ۔

سید تابش الوری : جناب والا اسی قسم کی روایات تسلسل کے ساتھ موجود ہیں ۔ اسی طرح سے سپیکرز نے اجازت دی ہے اور اسی طرح سے شارٹ سٹیٹمنٹ بھی ہوتی رہی ہیں ۔

جناب سپیکر : بہرحال انہوں نے point raise کیا ہے ۔ میں نے اس پر ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا ان کی بات سن لی ہے اس پر بھی میں غور کر لوں گا۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میاں عبدالستار صاحب ۔

میاں عبدالستار : جناب والا! مجھے وہ شعر یاد آ گیا کہ بڑی دیر کر دی مہرباں آتے آتے والی بات انہوں نے کی ہے ۔ بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہائی کورٹ میں جس وقت معاملہ مؤخر ہو تو کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ عدالتی معاملات میں مداخلت کرے ۔ میاں شہباز شریف کا معاملہ عدالت کے پاس ہے وہ جو بھی قانونی فیصلہ کرے گا ہم اس کو تسلیم کریں گے لیکن جناب سپیکر! جو کچھ ۴ نومبر کو ہوا کوئی بھی مہذب معاشرہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا ۔ جناب سپیکر!

آپ بھی اپوزیشن میں رہے ہیں اور کل کو آپ نے بھی اپوزیشن میں آ کر بیٹھنا ہے ' میں رولنگ پارٹی سے اتنی بات ضرور کہوں گا کہ اتنے ظلم کرو جتنے کل تم سہ سکو ۔ ایسا نہ ہو کہ پھر تم یہ کہو کہ جناب نوازشریف نے ہم پر یہ ظلم کر دیا ' نوازشریف نے ہمارے ساتھ یہ زیادتی کر دی ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ جو کچھ ۴ نومبر کو ہوا اس حوالے سے میری یہ گزارش ہے کہ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے تا کہ کسی نتیجے پر پہنچا جا سکے ۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب انعام اللہ خان نیازی۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! وہی صفحہ ۲۵ ہے میرا ایک اور پوائنٹ ہے رول ۵۳ ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ A member ۔ اس لیے یہ تو jointly دی ہی نہیں جا سکتی ۔ آپ رول ۵۳ بھی پڑھ لیں ۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ A member may move اور members may move تو لکھا ہوا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، بہر حال میں آپ کا پوائنٹ سن رہا ہوں

چودھری محمد وصی ظفر، دوسرا جناب اس سے seperate ہے A member may move یہ رول ۵۳ جو کہ بہت واضح ہے۔

جناب سپیکر، یہ آپ کا پوائنٹ میں نے سنا ہے اسے ریکارڈ پر لے آئے ہیں میں اس پر غور کر کے اپنی رائے دوں گا۔۔۔ انعام اللہ خان نیازی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، شکریہ جناب سپیکر! پہلے مجھے یہ بتایا جائے کہ آپ نے جیسے فرمایا تھا۔ تو آپ نے یہ ساری اکٹھی کردی ہیں۔

جناب سپیکر، نیازی صاحب اس وقت ہم تحریک نمبر، پر بحث کر رہے ہیں۔ اس کے بعد باقی بھی باری باری پیش ہوں گی۔ آپ ساری پیش کر دیجئے گا پھر ادھر سے لاء منسٹر اکٹھا جواب دے دیں گے اور میں پھر اکٹھا فیصلہ کردوں گا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! جو تحریک استحقاق ۴ نومبر کے وقوعے کے ضمن میں ہمارے اراکین کی طرف سے اور میری اپنی بھی علیحدہ تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے ۔ میرے خیال میں یہ بحث جس انداز میں شروع ہے اور جس طرح حکومتی بنچز کے ایک صاحب اس مسئلے کو بار

بار disturb کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ زیادتی ہے۔ بہت کم disturbance ہوئی ہے باتیں زیادہ ہوئی ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، مورخہ ۴ نومبر کو اراکین اسمبلی مسلم لیگ (ن) گروپ کی جس انداز میں تذلیل پنجاب کی انتظامیہ نے کی میں سمجھتا ہوں کہ اس کا اپنا ہی ایک انداز تھا اپنی ہی ایک مثال تھی۔ ۴ نومبر ۱۹۹۵ء کو میاں شہباز شریف کی آمد پر واقعات اتنے زیادہ اکٹھے ہو چکے ہیں کہ شاید باری باری بیان کرنے پر یہ دو دن کا اجلاس کافی نہ ہو۔ جو کہ آپ لوگوں نے ' آپ کی حکومت نے اور آپ نے بذات خود جو انداز اپنا رکھا ہے کہ جتنا بڑا مسئلہ ہو ' جتنی بڑی مجبوری اور مسائل پنجاب کے عوام face کر رہے ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ ہم کیسے اجلاس کو ختم کریں اور اپنے سر سے اس چیز کو کیسے اتاریں کہ ہمیں اس فلور پر وہ جوابات نہ دینے پڑ جائیں جو شاید کسی اچھے سے اچھے بندے کے پاس بھی ان کے جوابات نہیں ملتے۔ ایئرپورٹ جاتے ہوئے جب میں نے سارے راستے بند دیکھے تو میں نے ایئرفورس کی سمت والی سڑک پر جب میں نے گاڑی موڑی ' اندازہ کرلیں کہ یہ وقت اور روایتیں صرف ہمارے لیے نہیں ہیں۔ جناب جب میں نے گاڑی کا ٹرن لیا تو وہاں پر بشیر نامی ایک ڈی ایس پی موجود کھڑا تھا۔ اس شخص سے میں نے کہا کہ میں ایم پی اے ہوں اور مجھے ایئرپورٹ جانا ہے۔ تو اس نے مجھے یہ کہا کہ نیچے اتر کر پہلے مجھے یہ بتائیں کہ آپ پیپلز پارٹی کے ایم پی اے ہیں (نعوذ باللہ) یا مسلم لیگ (ن) گروپ کے ہیں (الحمد اللہ)۔ جناب والا! جب عوام کے اس نوکر شاہی کے منہ میں یا اس کٹی باہنی فورس کے منہ میں جب یہ بات بھر دی جائے ' جب ان کو یہ سبق سکھا دیا جائے کہ چاہے وہ اپوزیشن کا ایم پی اے ہو یا چاہے ہمارے مرضی کے خلاف ایم پی اے ہو تو اس کی تذلیل کس طرح کرنی ہے۔ جناب والا! میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ آپ بھی کل کو ایسے حالات کا سامنا کرنے کا انتظار کرلیں۔ تو جناب والا! میں اپنے اس constitutional right کی بات کر رہا ہوں جو مجھے ایک وی آئی پی کارڈ کی شکل میں یہ استحقاق دیا گیا کہ وہ کارڈ مجھے دکھا کر وی آئی پی لاؤنج استعمال کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ اور جس وقت میں نے ۴ نومبر ۱۹۹۵ء کو اس کارڈ کو ذلیل ہوتے دیکھا ' جس انداز میں اس مکتی باہنی کے بھیڑیوں نے وہ کارڈ چھینا اور ساتھ لے گئے ' مجھے اور تو نہیں مجھے آپ لوگوں کے انجام کا خیال آ رہا تھا۔ مجھے وہ کل نظر آرہا تھا کہ جس گھناؤنے انداز میں قائد حزب اختلاف پنجاب

اسمبلی کی آمد پر اس کے اعزاز میں جس گندے اور غلیظ انداز میں ان کا استقبال arrange کیا جا رہا تھا۔ اس وقت مجھے آپ لوگوں کا کل نظر آ رہا تھا کہ اسمبلیوں کے وقار کو تباہ کرنے والے حکمرانوں کے یہ اپلے تھلے' اور ان کے ہاتھ میں جس انداز میں یہ ساری باگ ڈور دے دی گئی۔ گورنر پنجاب کا بیان آ رہا ہے کہ مجھے شہباز شریف کی آمد اور گرفتاری کا کچھ علم نہیں ہے۔ چیف سیکرٹری کھلے بندوں اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ مجھے تو پتہ نہیں تھا کہ شہباز شریف کب آ رہے ہیں اور کیا ایکشن لینے والے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کا تو نام ہی نہ لیں وہ تو ہیں ہی نہیں ان کا وجود ہونا نہ ہونا ایک برابر ہے۔

جناب سپیکر: وہ آپ کے ہم وزن ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: ان کے جسامت کی بات کر رہے ہیں یا گناہوں کی بات کر رہے ہیں۔ اللہ نہ کرے کہ میرا اتنا وزن ہو۔ جناب والا! آج حیرانگی اس بات پر ہو رہی ہے کہ اس صوبے کی باگ ڈور کس کے ہاتھ میں ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ظفر علی شاہ صاحب نے جس انداز میں بادشاہ خان آفریدی کے بھائی کے کیس کی بات کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ صاحب کی اوقات کو یہاں پر واضح کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر وزیر اعلیٰ کی ٹوٹل وقعت اس حد تک ہو کہ ایک کانسٹیبل یا سپاہی کا حکم اور ایک وزیر اعلیٰ کا حکم ترازو میں تولے جائیں تو پھر اس صوبے کا خدا ہی حافظ ہوسکتا ہے۔ جناب والا! میاں شہباز شریف ہمارے قائد حزب اختلاف صوبائی اسمبلی پنجاب ہیں۔ شاید حمید صاحب اپنی پوری بات نہیں کرسکے وہ ویسا نقشہ نہیں کھینچ سکے' چودھری صاحب نے ذرا احتیاط سے کام لیا' میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ جس وقت ایف آئی اے کے درندے سعودی ایئر لائن کی سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اس سپیڈ سے اندر گھسے کہ جیسے ان کے کسی کو اٹھا کے لے جایا جا رہا ہے۔ جناب والا! بات صرف اتنی سی ہے کہ جہاز لاہور ایئر پورٹ پر اتر چکا ہے وہ مرد مجاہد وہ شخص جس کے آنے سے ان کے ایوانوں میں ہل چل مچ گئی۔ میں اس شخص کی عظمت کو سلام کرتا ہوں۔ جس شخص کے آنے سے وزیر داخلہ اپنی گناہوں کی بوری اٹھائے ہوئے پنجاب کے شہر لاہور میں آ کے ڈیرے جما کر بیٹھ گئے۔ جنہوں نے گورنر' وزیر اعلیٰ' چیف سیکرٹری سب کو paralise کر کے پورے صوبے کا چھ' سات گھنٹوں کا چارج سنبھال لیا تھا اور اس وقت تک اس شخص کو کیڑے کاٹتے رہے۔ اس سے سیٹ پر بیٹھا نہیں جا رہا تھا۔ جس وقت تک شیر میدان یہاں سے اس جہاز میں

روانہ ہوا جس کا آرڈر خدا جانے کس کے ہاتھ میں ہے۔ جناب سپیکر! جس انداز سے وہاں پر میں نے پولیس سے مار کھائی۔ جس انداز میں مجھے زخم آئے ہیں۔ بٹ مار کے جس طرح انہوں نے میرے مسلز damage کئے۔ جناب سپیکر! یہ باتیں بھولنے والی نہیں ہوتیں۔ یہ باتیں یاد رکھنے والی ہوتی ہیں۔ کل وہ وقت آئے گا کہ اس سے بڑھ کے بدلہ لینے کی ہم میں ہمت ہے۔ اس سے بڑھ کے ان کا سر کچلنے کی ہم میں ہمت ہے۔ جناب سپیکر! آج پنجاب کی اس حکومت سے یہ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کوئی ان کا سائیں خصم نہیں جو یہ سوال کر سکے کہ پنجاب کے چیف منسٹر کا جہاز ایک شخص کی گرفتاری کے لیے استعمال ہوا لیکن کل اس کا سوال' اس کا جواب ہم خود حاصل کریں گے۔ یہ ظلم کی انتہا ہے۔ سیر و تفریح پر گیا ہوا پنجاب کے چیف منسٹر کا جہاز بہاولپور سے اس لیے فوری طور پہ واپس منگوایا گیا کہ اس میں ایسے شخص کو لے جانا ہے جو شائد ایک گھنٹہ لاہور کی سڑک پر نکل آیا تو ہمارے گھر میں کفن بچھ جائیں گے۔ جناب سپیکر' بات صرف اتنی نہیں۔ میں بات کر رہا ہوں۔ آپ کے کردار کو میں یہاں پہ زیر بحث لانا چاہوں گا۔

جناب سپیکر : مہربانی رکھیں ذرا۔ یہ آپ نہیں لاسکتے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : آپ بے فکر رہیں۔ میں off the track نہیں جاؤں گا لائن پہ آؤں گا۔

جناب سپیکر : آپ سپیکر کو زیر بحث نہیں لاسکتے خواہ کوئی اور اس کرسی پہ بیٹھا ہو۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! میں آپ کی اتھارٹی کی بات کر رہا ہوں۔ آپ کو شائد کبھی زندگی میں سوچ آ ہی جائے۔ جناب سپیکر! بات اس ظالمانہ نظام کی ہو رہی۔ بات اس وقت پیپلز پارٹی کے کلچرل شو کی ہو رہی ہے۔ بات اس وقت ان حالات کی ہو رہی ہے جو ہمارے سروں پر' پنجاب کی عوام پر اس زبردستی سے نازل کر دیئے گئے ہیں۔ لاد دیے گئے ہیں کہ نہ چاہتے ہوئے بھی یہ بوجھ عوام کو اور اپوزیشن اراکین کو اٹھانا پڑے گا۔ جناب سپیکر! جب حکمران عوام کی اور اراکین کی گرفتاریوں اور قتلوں کی سازش بنا رہے ہوں۔ جب حکمران عوام پر ظلم ڈھانے کی انتہا کر رہے ہوں جن حالات کی بنا پر میاں شہباز شریف نے پاکستان بیماری کی حالت میں بھی آنا قبول کیا۔ جناب سپیکر! ان حالات میں جس وقت حکمران اس قسم کی ظالمانہ حرکتیں کر رہے ہوں تو وہ جس زمرے میں آتی ہیں وہ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ ******************************

*****(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر، میں انعام اللہ خان نیازی کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب محمد اسمٰعیل : سر پوائنٹ آف آرڈر۔ سر آپ انہیں کھل کر بات کرنے دیجئے اگر آپ انہیں روکیں گے یہ جہاز کے نیچے آجائیں گے۔ احتجاج کریں گے انہیں آپ کرنے دیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : میں ان کو بتاتا چلوں کہ ہم وہ ہیں جنہوں نے ان بزدل بھیڑیوں کو اور ان کے ارادے ناکام بنا کر چیلنجاً میاں شہباز شریف سے ملاقات کی۔ اس وقت، وہ جگہ، مکتی باہنی کے درندوں کے سامنے ہمارے سینے تھے۔ ہم نے اس جرأت کا مظاہرہ کیا اور ان کو ائیر پورٹ کے اوپر گھٹنے ٹیکنے پڑے اور ہم میاں شہباز سے مل کر واپس آئے ہیں۔

جناب سپیکر : تو پھر گلہ کس بات کا ہے۔ نیازی صاحب! اتنی زیادہ فتوحات کے بعد گلہ آپ کس بات کا کر رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! ابھی بڑی فتوحات آئی ہیں۔ ابھی آپ اپنی ذات کو بچانے کی maximum کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کے پیچھے بھی آئی۔ بی لگنے والی ہے۔

جناب سپیکر : لگ جائے یار فی الحال تو تم لگے ہوئے ہو۔ (قہقہے) تمہیں بھی انہوں نے ہی تو نہیں لگایا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : اس بارے میں میں اپنے آپ کو چپ رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر : اچھی بات ہے۔ چلئے آگے چلئے۔

چودھری محمد وصی ظفر : پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب سپیکر : جی، پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب سپیکر! یہ میرا خیال ہے۔ اس اسمبلی کی history میں یہ شائد پہلی دفعہ ہو کہ ڈھائی گھنٹے privilege motion ہی چلتی جا رہی ہے۔ time limit تو کوئی نہیں ہے لیکن normally precedent آدھے گھنٹے کا ہے اور ڈھائی گھنٹے ہو گئے جناب اور یہ privilege motion ہی چلتی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر : جی ہاں، یہ ہمیشہ شکایت کرتے ہیں کہ بات نہیں سنی جاتی۔ میں نے کہا اس بات کا بھی ریکارڈ ہو جائے کہ بھئی کتنی سنی جاتی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر : یعنی بلاوجہ ہی بولتے جائیں۔

سید ظفر علی شاہ : پاکستان کے سب سے بڑے ادارے قومی اسمبلی میں جہاں پر حالانکہ یہ subject matter ان کا نہیں تھا۔ یہ خالصتاً پراونشل matter تھا۔ لیکن چونکہ ایک politician کا مسئلہ تھا۔ وہاں پر privilege motion پر پانچ گھنٹے بحث ہوئی ہے۔ اور یہ تو ہے ہی ہمارا اپنا ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن کا مسئلہ ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! پانچ گھنٹے تو کل ٹائم ہوتا ہے۔ یہ کیا غلط بیانیوں سے کام لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر : چلئے دو تین دن میں پانچ گھنٹے ہو گئے ہوں گے ناں۔ آپ تشریف رکھیں۔ نیازی صاحب short statement کو wind up کیجئے ناں۔ دیکھئے ایک اور پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب غلام عباس : نیازی صاحب سے معذرت کے ساتھ۔ جناب سپیکر! میں صرف اس لئے گزارش کر رہا ہوں کہ یہ ریکارڈ پہ بات رہنی چاہیے کہ یہ صرف موجودہ جمہوری حکومت کو ہی یہ اعزاز حاصل ہے کہ پانچ پانچ گھنٹے اڑھائی اڑھائی گھنٹے یہاں بحث ہوئی ہے۔ ورنہ جب ان کی حکومت رہی ہے قطعی طور پر یہ اجازت نہیں ہوتی تھی۔ زبانیں بند ہوتی تھیں ۔ کوڑے لگتے تھے۔ شاہی قلعوں میں لٹکائے جاتے تھے۔ ابھی تو میرے بھائی کے ساتھ ہوا ہی کچھ نہیں ہے اور خدا نہ کرے اس کے ساتھ کچھ ہو۔

جناب سپیکر : نیازی صاحب wind up کیجئے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! شاید میرے بھائی غلام عباس کو ابھی میری ہمت اور جرأت کا پتا ہی نہیں ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ وقت آیا ، جس قسم کے حالات بھی ہونے تو مجھے اسی طرح اللہ نے زندگی دی تو کھڑا پائیں گے۔ جناب سپیکر! بات میں یہاں پر وائنڈ اپ کرتا ہوں۔ جس طرح اعتراضات اٹھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، بس لوو۔ کوئی گل نئیں۔

جناب غلام عباس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ تمام حوصلہ اور تمام جرأت انھیں پاکستان پیپلز پارٹی نے دی ہے۔ یہ پی ایس ایف میں میرے ساتھ کام کرتے رہے ہیں۔ یہ ساری جرأت انھیں پیپلز

ٹی نے دی ہے۔

اب سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔

اب انعام اللہ خان نیازی: وقت گواہ ہے جب میں جمعیت میں تھا اور یہ شخص پی ایس ایف میں
۔ تھانے میں ہم اکٹھے ہوئے تو غلام عباس نے بھاگنا شروع کر دیا کہ انعام اللہ نیازی مجھے قتل
رنے آئے ہیں مجھے بچاؤ۔ کیا بات کر رہے ہو تم؟ جناب سپیکر! ان کی اوقات مجھ سے زیادہ کوئی
ں جانتا۔

اب غلام عباس: جناب سپیکر! نیازی صاحب مان رہے ہیں کہ میں جرائم پیشہ ہوں۔ یہ ریکارڈ پر
ے آئے ہیں۔

اب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

اب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! میں انھیں اس وقت سے جانتا ہوں جب یہ لنگوٹ پہنتے
ے اور میں دھوتی پہنتا تھا۔ جناب سپیکر! میں انھیں اس وقت سے جانتا ہوں جب یہ لنگوٹ پہنتے تھے
۔ میں پورے لباس میں ہوتا تھا۔

اب سپیکر: آپ نے تو ابھی کہا ہے کہ صرف دھوتی پہنتے تھے۔

اب انعام اللہ خان نیازی: پورا لباس ہے۔ کھول کے گنڈھ مار لوو لنگوٹ ہو جاندا اے۔ جناب
یکر! میں اجازت چاہوں گا۔ ہمارے قائد کوئی بات کرنا چاہیں گے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

اب سپیکر: جی ہاں۔ بڑی مہربانی۔

اب غلام عباس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ میرا بھائی ہے اس کو دو گھنٹے اور بولنے کی
زت دی جائے۔

اب سپیکر: نہیں۔

اب انعام اللہ خان نیازی: آئیں، دیں ٹائم۔ٹائم extend کرائیں، میں بولتا ہوں۔ جناب والا! ان
، بات مان لیں۔

ب سپیکر: نہیں، ان کے اپنے لیڈر نے روکا ہے۔

ب انعام اللہ خان نیازی: تاکہ انھیں یہ تو پتا چلے ناں میں کتنا بول سکتا ہوں! جناب سپیکر!

ٹائم بڑھا دیں ناں۔ آپ کی حرکتوں کی داستانیں نہیں ختم ہو سکتیں۔ جناب سپیکر! میں اس لیے بیٹھ رہا ہوں کہ یہاں پر میری تحریک استحقاق نمبر ۵ ابھی باقی ہے جس پر میں ان کا وہ شوق بھی پورا کر دوں گا۔ وہ تحریک صرف میری ذاتی ہے۔

جناب سپیکر، میری بات سنیے۔ آپ اس پہ اور کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، نہیں جناب۔

جناب سپیکر، چلیے۔ اب ہم تحریک استحقاق نمبر ۳ لے لیتے ہیں۔جی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! باقی سپیکرز کو withdraw کر کے صرف ایک سپیکر ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ بڑی خوشی سے۔ کون صاحب پیش کریں گے؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، حافظ اقبال خاکوانی صاحب۔

جناب سپیکر، اس میں تو ان کا نام ہی نہیں ہے! ہاں' محمد اقبال خان۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! میں صرف شارٹ سٹیٹمنٹ دے دوں؛ یا تحریک بھی پڑھوں۔

جناب سپیکر، پہلے آپ اس کو پیش کیجیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آج صرف یہی سپیکر ہوں گے۔ باقی سپیکر کل ہوں گے۔ کیونکہ ٹائم بالکل تھوڑا رہ گیا ہے۔ وزیر قانون بھی بولیں گے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ جب یہ چاروں پیش ہو جائیں گی وزیر قانون تو اس کے بعد بولیں گے۔ آج آپ یہ چاروں لے لیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آج ٹائم نہیں رہے گا ٹائم۔ صرف پچیس منٹ باقی ہیں۔

جناب سپیکر، فکر نہ کیجیے۔ اگر اس پر صرف انھوں نے بولنا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اس نمبر ۳ پہ۔

جناب سپیکر، تو اس کے بعد نمبر ۴ حاجی مقصود صاحب کی ہے۔ صرف ایک آدمی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، نمبر ۴ ہے' ۵ ہے' ۶ ہے۔

جناب سپیکر، نمبر ۵ انعام اللہ نیازی صاحب کی ہے' وہ کافی بول چکے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! یہ کل پہ ڈال دیں۔

جناب سپیکر، تو آج آپ اور کیا کرنا چاہتے ہیں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اس پر وزیر قانون اپنی طرف سے جو بات کرنا چاہیں۔

جناب سپیکر، وہ آج اس پر نہیں بات کریں گے۔ میں انھیں موقع دوں گا جب چاروں پیش ہو جائیں گی۔ خاکوانی صاحب! آپ تحریک نمبر ۳ پیش کیجیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ آپ چاروں سن کے کیوں فیصلہ دینا چاہتے ہیں؟ حالانکہ ان میں مکمل طور پر فرق ہے۔ میری تحریک اور اس کے بعد چھ سات بندوں کی تحریک علیحدہ ہے۔ بالکل ان میں فرق ہے۔ آپ ان کو کیسے اکٹھا کر رہے ہیں؟ آپ پہلے نمبر ۶ پر تو فیصلہ دیں ناں۔ اس کے بعد ہم اس کی بات کریں گے۔ اس پر ہمیں ٹائم دیں گے تو ہم بات کریں گے۔

جناب سپیکر، جو بات طے ہوئی تھی سب نے سنی تھی۔ آپ سے میری بات طے ہوئی تھی کہ یہ ساری پیش ہوں گی۔ اب ساری پیش کیجیے۔ اس کا جواب وہ دے دیں گے۔ اس کے بعد میں سب کے بارے میں' ایک ایک کے بارے میں فیصلہ کر دوں گا۔ یہ طے ہو گیا۔ اب آپ اس کو دوبارہ open نہ کیجیے۔

چودھری پرویز الٰہی، آپ پہلے اس پر فیصلہ دے دیں۔

جناب سپیکر، نہیں' ایسا نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ I have to make up my mind. جتنا میں نے سنا ہے میں فوری طور پر نہیں فیصلہ دے سکتا۔ آج میں ان چاروں پانچوں کو سن لوں۔ کل میں ان کا فیصلہ کر دوں گا۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! اسی کو آپ نے سنا ہے اور اسی پر آپ نے mind کو apply کرنا ہے۔ اسی کے اوپر لاء منسٹر صاحب کو سن لیں اور اسی کے اوپر فیصلہ کر دیں۔ باقی جب آپ سنیں گے ان کا فیصلہ اس وقت کر دیں۔

جناب سپیکر، جناب پرویز الٰہی صاحب! آپ میری بات سنیے۔ جو بات طے ہوئی وہ یہ تھی کہ یہ

تحریکیں جو ہیں یہ سب آج پیش ہو جائیں۔ پھر لاء منسٹر صاحب ان کا جواب دے دیں گے۔ اور پھر میں اس کا فیصلہ کر دوں گا۔

چودھری پرویز الٰہی: نہیں۔ جناب سپیکر! ہمارے ساتھ تو کوئی چیز طے نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: نہیں' میں نے آپ سے طے کیا۔ جب یہ شروع ہونے لگی تھیں میں نے آپ سے کہا تھا۔

چودھری پرویز الٰہی: میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ میری جو تحریک استحقاق ہے اس کو out of turn لے لیجیے۔ وہ آپ نے out of turn لے لی اور میں نے پڑھ دی۔ اور تمام ساتھیوں نے اپنی تمام بات مکمل کر لی۔ اب لاء منسٹر صاحب بات کر لیں اور آپ فیصلہ کر دیں۔ باقی کل لے لیں۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ یہ ساری ایک واقعے سے متعلق ہیں۔ یہ سب اکٹھی آپ پیش کر دیجیے۔ اس کا ایک دفعہ جواب آجائے گا۔ اور میں اس کا فیصلہ کر دوں گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: اپوزیشن بنچز سے یہ گزارش ہوئی تھی کہ نمبر ۷ چونکہ قائم مقام قائد حزب اختلاف کی طرف سے move کی گئی ہے' وہ پہلے لے لیں۔ ہم نے آپ سے یہ درخواست کی تھی۔

جناب سپیکر: آپ نے درخواست نہیں کی تھی۔ میں نے یہ کہا تھا کہ یہ تین چار پانچ چھ سات جو ہیں ——

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: بعد میں لے لیں گے' آپ نے فرمایا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں' میری بات سنیے ناں۔ جو بات میں نے کہی تھی وہ مجھے یاد ہے۔ تین' چار' پانچ' چھ' سات جو تحریکیں ہیں' یہ ایک واقعے کے حوالے سے ہیں۔ سب کا متن الگ الگ ہے' اسی لیے ان کو سر کولیشن کے لیے الگ الگ منظور کیا گیا۔ لیکن چونکہ ایک واقعے سے تعلق رکھتی ہیں اور آپ نے دیکھا کہ کافی cross talk ہوئی ہے اور اس میں دوسری بھی زیر بحث آ گئی ہیں۔ تو اب ان پانچوں کے بارے میں جب آپ بات کر لیں گے تو لاء منسٹر صاحب سے کہیں گے کہ ان کے بارے میں اپنی رائے دے لیں۔ اور اس کے بعد میں اپنی رائے دے دوں گا' رولنگ دے دوں گا کہ میں نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ اب ایک کو میں نے توجہ سے سنا ہے اور دوسری بھی جو ہیں وہ اسی موضوع

سے تعلق رکھتی ہیں۔ آپ ان کو بھی آج پیش کر دینے دیجیے اور صبح اس کا فیصلہ کر دیں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! ویسے بھی اسمبلی کا یہ دستور رہا ہے کہ آپ ہر تحریک استحقاق پہ علیحدہ رولنگ دیتے آئے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' یہ ضروری نہیں ہے۔

جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ، ہمیشہ ہر تحریک استحقاق پہ آپ علیحدہ رولنگ دیتے آئے ہیں۔

جناب اطہر حسن ڈار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحبان نے کہا ہے کہ ہمیں لاء منسٹر صاحب ٹائم دیں' تحریکیں ایک جیسی ہیں۔ اگر وہ اپنی بقایا تحریکوں کو واپس لے لیں' تو لاء منسٹر صاحب بھی جواب دے دیں گے۔ تو ایک جیسا متن ہے۔ ایک جیسی تحریکیں آئی ہیں۔ اس لیے وہ continue تقریریں کر لیں۔ اس کے بعد جو آپ نے فیصلہ کیا ہے' اگر وہ چاہتے ہیں تو انھوں نے جو تحریکیں دی ہیں وہ واپس لے لیں۔ تو لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے دیں گے۔ دو دو دفعہ تو جواب نہیں آئے گا۔ ایک دفعہ ہی جواب آئے گا۔

جناب سپیکر، بہرحال انھیں بھی مشورہ کرنے دیجیے۔ دیکھیں' مشورہ کر رہے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں اتفاق کر لیتا ہوں۔ کل کا جو ایجنڈا تقسیم کیا گیا ہے' اس کے مطابق کل صبح کا اجلاس نو بجے کا رکھا گیا ہے۔ میں نے وزیر قانون سے بھی درخواست کی ہے۔ وہ مجھ سے متفق ہیں۔ آپ دریافت فرما سکتے ہیں کہ نو کے بجائے دس کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، دس رکھنا چاہتے ہیں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جی ہاں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ دس کر دیتے ہیں۔ بس؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، تھینک یو۔

جناب سپیکر، میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ابھی ہمارے پاس پچیس منٹ ہیں۔ ان میں باقی کی تینوں جو ہیں وہ بھی پیش کر دی جائیں۔ کل لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے دیں گے۔ اور میں فیصلہ کر دوں گا۔ آج ساری پیش تو ہو جائیں۔ (قطع کلامیاں) دیکھیے! آپ کو پتا ہے کہ کیا کیا نہیں ہو جاتا۔ پھر آپ کہیں گے کہ پتا نہیں کل کیا ہو گیا۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! کچھ نہیں ہو گا۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد اقبال۔ جناب والا! آج منگل ہے اور پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ اور بہت اہم قرار دادیں ہیں۔ تو اس طرح وہ ساری کی ساری کارروائی رہ جائیں گی۔ ختم ہو جائے گی۔ اس لیے آپ اس کے لیے تو کچھ ٹائم بچائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ دیکھیے! ہو گا یہ اگر آپ اس طرح سے چاہتے ہیں۔ میں نے اتنی لمبی گفتگو سنی ہے۔ ایک اہم مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکے گا کہ آپ کوئی اور تحریک استحقاق پیش نہیں کرنا چاہتے تو لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دیں۔ اور میں اس کا فیصلہ صبح کردوں گا۔

(قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ۔ جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ اگر چار سپیکر رہ گئے ہیں تو بے شک آپ ان کو سن لیں۔ اور اپنی judgement reserve رکھ لیں۔ جس طرح آپ فرما رہے ہیں وہ آپ کل سنا دیں۔ ہم کل سن لیں گے۔ تو ان کو آپ سن لیں۔

جناب سپیکر۔ آپ کی طرف سے یہ طے ہوا تھا کہ اس موشن پر نیازی صاحب آخری سپیکر ہوں گے۔ اس کے بعد مجھے کہا گیا کہ نمبر ۲ اقبال صاحب پیش کریں گے۔ تو وہ نمبر ۳ بھی پیش کر دیں۔ میری کوشش ہے کہ نمبر ۴ اور نمبر ۵ بھی پیش کردیں۔

سید ظفر علی شاہ۔ جناب والا! ہم اس لیے عرض کررہے ہیں کہ judgement آپ نے دینی ہی کل ہے تو اس کو کل ہی سن لیں۔ یہ بات کررہے ہیں ہم۔

جناب سپیکر۔ تو ٹھیک ہے۔ تو آپ اس وقت کوئی اور چیز لینا چاہتے ہیں؟

سید ظفر علی شاہ۔ جناب سپیکر! ہماری قراردادیں ہیں۔ ابھی اور بھی باتیں ہیں۔ واپڈا پر ہماری قراردادیں ہیں ان پر بات کرنی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ جی ہاں ٹھیک ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ تین گھنٹے سے ایک مسئلہ پر بحث ہورہی ہے جو بڑا سنجیدہ بنتا جا رہا ہے۔ جناب کھوسہ صاحب بھی تشریف فرما ہیں تو میں ہاؤس کے فلور پر یہ کہتا ہوں کہ یہ ہاؤس میں قرآن پر حلف دے دیں کہ انھوں نے کوئی پیسہ نہیں کھایا۔ ہم

بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ ان کے کیس withdraw ہوجائیں ۔ یہ ہاؤس کے فلور پر قرآن اٹھائیں کہ شہباز شریف نے کوئی پیسہ نہیں کھایا ۔ (قطع کلامیاں) یہ کوئی باتیں کرنے والی ہیں ۔ میں نے تو افہام و تفہیم کی بات کی ہے ' آپ کس طرف بات لے کر چل پڑے ہیں ۔ میں نے تو ایک genuine بات کی ہے ۔ (قطع کلامیاں)

چودھری اصغر علی گجر ، جناب سپیکر ! جب وہ بھی نہیں پیش کرنا چاہتے اور آپ بھی سننا نہیں چاہتے تو تحریک التوائے کار لے لیں ۔

جناب سپیکر ، میں ان کو سننا چاہتا ہوں ۔

چودھری اصغر علی گجر ، جناب والا ! جب وہ پیش نہیں کرنا چاہتے تو اگلی کارروائی شروع کریں ۔

جناب سپیکر ، تو ٹھیک ہے ۔ تحریک استحقاق کی کارروائی یہاں روک دیتے ہیں ۔ اور تحریک التوائے کار لے لیں ۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر ! اس سے پہلے میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں اور جناب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ۔۔۔

جناب سپیکر ، نہیں ۔ پہلے آپ مجھے دکھائیں گے کہ آپ کیا پیش کرنا چاہتے ہیں ۔

چودھری پرویز الٰہی ، جی ہاں وہ ان کو بھیجی ہوئی ہے ۔

جناب سپیکر ، پہلے میں اس کو دیکھ لوں پھر اس کے بعد میں آپ کو اس کی اجازت دوں گا ۔ (قطع کلامیاں) میں اس کی اجازت نہیں دے رہا ۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر ! آپ میری صرف بات تو سن لیں ۔ قاعدہ ۲۰۲ کے تحت صوبائی اسمبلی کی کارروائی معطل کی جائے ۔ اور یہ قرارداد جو کہ اس ایوان کے لیے نہایت ہی اہم ہے میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، نہیں نہیں ۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا ! میں اس کو معطل نہیں کرا رہا ۔

جناب سپیکر ، نہیں نہیں ۔ میں اسے معطل نہیں کر رہا ۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا ! میری بات تو سن لیں ۔ آپ اس کی اجازت نہ دیں ۔

جناب سپیکر ۔ میں اس کی اجازت نہیں دے رہا۔

چودھری پرویز الٰہی۔ جناب والا ! آپ اجازت نہ دیں لیکن بات تو سن لیں ***۔

جناب سپیکر ۔ نہیں میں اس کی اجازت نہیں دے رہا۔ (قطع کلامیاں) آپ یہ غلط بات کر رہے ہیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دے رہا۔ (قطع کلامیاں) میں آپ کی اس بات کو حذف کرتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر ۔ جناب سپیکر ! جب آپ نے ان کو بولنے کی اجازت ہی نہیں دی تو پھر یہ لیڈر آف دی اپوزیشن کیسے بول سکتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ میں اس کی اجازت نہیں دے رہا۔

چودھری محمد وصی ظفر ۔ جناب والا ! جب جناب اس کی اجازت ہی نہیں دے رہے ' آپ رول بھی معطل نہیں کر رہے اور آپ انھیں منع فرما رہے ہیں تو وہ کیسے بولتے جا رہے ہیں اور بلا وجہ وہ بڑھتے جا رہے ہیں ؟

جناب سپیکر ۔ میں اس کی اجازت نہیں دے رہا۔ (قطع کلامیاں) آپ غلط کر رہے ہیں ۔ کوئی اجازت نہیں ہے ۔ (قطع کلامیاں) یہ بغیر اجازت جتنی کارروائی ہوئی ہے اسے حذف کیا جائے گا ۔

(قطع کلامیاں)

چودھری پرویز الٰہی ۔ جناب والا ! ہم آپ کے رویے کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ جی ہاں ٹھیک ہے ۔ ماشاء اللہ ۔ (اس مرحلہ پر حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئی)

چودھری محمد وصی ظفر ۔ جناب سپیکر ! آپ نے دیکھا کہ یہ جمہوریت کی کس طرح دھجیاں بکھیر تے ہیں ۔ آپ ان کو جتنا ٹائم دیں گے ان کی دم ویسے ہی رہے گی ۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر ۔ میں دیکھ رہا ہوں ۔ تاریخ بھی دیکھ رہی ہے ۔ خدا بھی دیکھ رہا ہے ۔ اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں ۔ جناب منشاء اللہ بٹ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے ۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ۔ لہٰذا اسے rule out کیا جاتا ہے ۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

چودھری اصغر علی گجر ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ۔ جی!

چودھری اصغر علی گجر ۔ جناب والا! میری اس میں گزارش ہے کہ میری ایک تحریک التوائے کار کالا باغ ڈیم سے متعلق پیش کی گئی تھی ۔ جس کے متعلق میں نے گزارش کی تھی کہ کالا باغ ڈیم پراس وقت تک ایک ارب پچیس کروڑ روپیہ خرچ ہو چکا ہے ۔ اور اس کے نہ بننے کی وجہ سے اس ملک کی بجلی کے ریٹ آسمانوں سے باتیں کررہے ہیں ۔ پنجاب کا پاکستان کا علاقہ بنجر ہو رہا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

چودھری اصغر علی گجر ۔ جناب سپیکر! میں کیسے تشریف رکھوں ۔

جناب سپیکر ۔ میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں ۔ (قطع کلامیاں) پلیز آپ تشریف رکھیں۔ ارشد عمران سلہری صاحب! جناب عبیداللہ شیخ! میاں معراج دین کی تحریک التوائے کار ہے۔

چودھری اصغر علی گجر ۔ جناب والا! میری بات تو سنیں ۔

جناب سپیکر ۔ نہیں ۔ میں نے آپ کو ابھی فلور نہیں دیا ۔ (قطع کلامیاں) آپ میری بات نہیں مانیں گے تو پھر اس ایوان میں نہیں بیٹھ سکیں گے ۔ (قطع کلامیاں) چودھری صاحب! آپ بیٹھ جائیے۔ میری اجازت کے بغیر آپ کھڑے نہیں ہوں گے ۔ میں آپ کو فلور نہیں دے رہا ۔

(قطع کلامیاں)

چودھری اصغر علی گجر ۔ جناب سپیکر! آپ نے میری تمام کی تمام تحاریک التوائے کار kill کردیں۔

جناب سپیکر ۔ جی ہاں ۔ اس کی کوئی وجہ ہو گی۔ اس کی زبان دیکھیے کہ آپ نے کیا زبان لکھی ہے۔

سردار سکندر حیات خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔ جی فرمائیے ۔

سردار سکندر حیات خان۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے گزارش کروں گا کہ جو تحریک ان کی kill کی گئی ہے وہ اس سلسلے میں آپ کے چیمبر میں جائیں اور آپ سے بات کریں اور آپ ان کو مطمئن کریں ۔ (قطع کلامیاں) جناب سپیکر! اگر آپ یہ غیر جمہوری طریقے allow کریں گے اور اسی طریقے سے آپ نے ہمیں کہا کہ آپ ان کی تقاریر سنیں اور ہم نے سنیں ۔ کسی

نے disturb نہیں کیا۔ minor disturbance ہوئی۔ لیکن اس کے باوجود انھوں نے un-democratic ways استعمال کیے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آپ بات کریں یا وہ بات کریں۔ اس کی آواز سنائی دیتی ہے نہ آپ کی آواز سنائی دیتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

سردار سکندر حیات خان۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے فلور دیا ہے تو میں بات کر رہا ہوں۔ آپ مجھے کہیں گے تو میں بیٹھ جاؤں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آپ تو بات سن لیں۔ آپ تو تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب والا! میری تمام کی تمام باتیں حذف کردی گئی ہیں۔ تمام کی تمام تحاریک ایوان کے اندر kill کردی گئی ہیں۔ اور پھر مجھے آپ کہتے ہیں کہ میں بیٹھ جاؤں۔ آپ بتائیں کہ پھر میرا اس ایوان کے اندر آنے کا کوئی فائدہ ہوا۔ اگر آپ میری بات کو نہیں مانیں گے۔ میری ایک بات کو نہیں مانیں گے، دوسری بات کو نہیں مانیں گے، تیسری بات کو نہیں مانیں گے، چوتھی بات کو نہیں مانیں گے تو پھر میں کیوں کر آپ کی کسی بات کو مانوں گا۔ آپ یہ مجھے بتائیں؟

جناب سپیکر۔ اس لیے کہ اگر آپ سو مرتبہ بات کریں گے اور غلط انداز سے کریں گے تو میں سو مرتبہ reject کروں گا۔

چودھری اصغر علی گجر۔ پھر میں یہی کہوں گا کہ میری ہر بات ٹھیک انداز میں ہوتی ہے اور میری ہر بات کو آپ نے غلط انداز میں رد کیا ہے۔ میں بھی تو کہہ سکتا ہوں۔ کون سا فورم یہ فیصلہ کرے گا کہ آپ حق پر ہیں یا میں حق پر ہوں؛ اس بات کو ایوان نے طے کرنا ہے۔

جناب سپیکر۔ بہرحال اس اسمبلی کے قواعد و ضوابط نے یہ حق مجھے دیا ہے کہ میں فیصلہ کروں کہ کون سی بات غلط ہے۔

چودھری اصغر علی گجر۔ نہیں۔ عوام نے حق مجھے دیا ہے کہ میں ایوان کے اندر جا کر عوام کی بات کروں۔ پنجاب کی بات کروں۔ پاکستان کی بات کروں۔ اپنے حلقے کے لوگوں کی بات کروں۔

جناب سپیکر۔ قاعدے اور قانون کے مطابق کریں۔

چودھری اصغر علی گجر، ابھی آپ میرے ساتھ چل کر دیکھیں یا ایوان کے کسی ممبر کو میرے ساتھ بھیج کر دیکھیں کہ کئی کئی سالوں سے اگر میرے حلقہ کے اندر کسان کو نہر کا پانی ملا ہو' اس نے اپنا کوئی کھال یا بنہ بنایا ہو تو میں resign کر دوں گا۔ آپ چل کر دیکھیں کہ ان کا کیا حال ہے اور وہ آبیانہ دیتے ہیں۔ کتنے ظلم کی بات ہے کہ آپ کو ایوان نے پاور دے دی اور مجھے کسی نے نہیں دی۔ میری بات کو سنو۔ اس پر کمیٹی مقرر کرو۔ آپ میری باتوں پر فیصلہ دیں۔ وہ جا کر میرے لوگوں کا حال دیکھیں۔ پھر میں آپ کی بات مانوں گا۔ پورے کا پورا پلندا لفافے میں بند کر کے میرے حوالے کر دیا۔ کیا کالاباغ ڈیم کی کبھی بات نہیں ہوئی؛ اس سے کس کا بانکپن ٹوٹتا ہے؟ پورے پنجاب کے اندر بات ہوئی ہے۔ سرحد کے اندر بات ہوئی ہے۔ سندھ کے اندر بات ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، بات کرنے کا بھی ایک طریقہ ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، کتنے ظلم کی بات ہے کہ مجھے کہہ دیا گیا کہ یہ مرکزی معاملہ ہے۔

جناب سپیکر، آپ جس زبان میں یہ تحریکیں لکھتے ہیں وہ ایوان میں پیش نہیں ہو سکتیں۔

چودھری اصغر علی گجر، دیکھو جی۔ زبان ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے مجھے آپ کی زبان اچھی نہ لگے۔ مجھے آپ کی زبان پسند نہ آئے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسے ہماری روایت ہے۔ اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا ہے تو ہم میں سے کوئی دو معزز اراکین جائیں اور ان کو منانے کی کوشش کریں۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب کو بھیجتے ہیں۔ (قہقہے)

وزیر قانون، اور ساتھ سردار سکندر حیات کو بھیج دیں۔ (قہقہے) کیونکہ یہ خانزادہ صاحب کو منالیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب! وہ مجھے کہیں ماریں ناں۔ (قہقہے)

(اس مرحلہ پر مندرجہ بالا دونوں معزز ممبر ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر، جی گجر صاحب۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ میری ان تحریکوں کو سنا جائے۔ اگر

آپ کے پاس کوئی قانونی مجبوری ہے تو آپ اس فلور پر مجھ سے یہ وعدہ کریں کہ میں دوسرے اجلاس میں ان کو پیش کروں گا اور آپ انہیں سنیں گے۔

جناب سپیکر۔ بشرطیکہ آپ صحیح زبان میں پیش کریں۔

چودھری اصغر علی گجر۔ مجھ سے اچھی زبان اور کس کی ہوسکتی ہے۔ میں کیسے مان لوں کہ آپ کی زبان اچھی ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں۔

چودھری اصغر علی گجر۔ نہیں۔ میں آپ کے چیمبر میں کبھی نہیں آؤں گا۔ پہلے آپ مجھے یہ اجازت دیں۔ پھر میں آپ کے چیمبر میں آؤں گا۔

جناب سپیکر۔ اس زبان میں اجازت نہیں دی جاسکتی۔ یہ غیر پارلیمانی زبان ہے۔

چودھری اصغر علی گجر۔ اس میں اگر کوئی بدتمیزی ہو' بداخلاقی ہو تو میں سب سے معذرت کروں گا۔ اس ایوان کے اندر معافی مانگوں گا۔

جناب سپیکر۔ میں بدتمیزی والی بات کو پیش ہی نہیں کر سکتا۔

چودھری اصغر علی گجر۔ کسی کا بانکپن ٹوٹے تو میں جرمانہ دوں گا۔ لیکن اتنی بڑی زیادتی کہ ایک تحریک کو مجھے پیش ہی نہ کرنے دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ آپ نے دیکھا کہ میں نے کتنے صبر سے سب کچھ سنا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر۔ ان کا سنا ہے کہ جو آپ کو انگوٹھا دکھا کر چلے گئے۔ یہ ہے صبر کی بات۔ وہ اور آپ دونوں ملے ہوئے ہیں۔ آپ بھی ملے ہوئے ہیں۔ وہ بھی ملے ہوئے ہیں۔ ماں اور دمی میں سارا سالن غائب ہے۔ لیکن آپ ہماری بات سنو جو حق کی بات کہنے والے ہیں۔ وہ بھی آپ سے ملے ہوئے ہیں۔ آپ بھی ان سے ملے ہوئے ہیں۔ یقین کرو۔ پہلے آپ کے مشورے ہوتے ہیں۔ پھر آپ کی بات چیت ہوتی ہے۔ پھر یہ کام چلتا ہے۔ ہماری بات سنیں جو ہم کہنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ آپ میرے پاس تشریف لائیں۔ میں آپ کو بتاؤں گا کہ آپ انہی باتوں کو کس طرح سے لکھیں تو یہ پیش ہو سکتی ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر۔ میں آپ کے پاس نہیں آؤں گا۔ آپ پہلے اس چیز کا مجھ سے وعدہ کریں

کر یہی تحریکیں میں پیش کروں گا۔ آپ سننے کا وعدہ کریں۔ آپ مہربانی کریں۔ یہ ظلم ہے۔ زیادتی ہے۔ آپ اس پر ضرور مہربانی کریں۔ خدارا مہربانی کریں۔ ہر حالت میں مہربانی کریں۔ یہ میرا حق ہے۔ میرا استحقاق ہے۔ میرا کام ہے۔ میرا فرض ہے۔ آپ مجھے اس سے کیوں روکتے ہیں؟

جناب سپیکر ، میری بات سنیں۔ آپ میرے پاس نہ آئیں۔ حشمت جنجوعہ صاحب کے پاس چلیں جائیں یا وہ آپ کے پاس آجاتے ہیں۔ وہ آپ کو مشورہ دیں گے کہ اس زبان میں لکھیں۔

چودھری اصغر علی گجر ، آپ ان کے پاس چلے جائیں۔

جناب سپیکر ، بہت اچھا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب والا ! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، جی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب والا ! اگر انھوں نے کالا باغ ڈیم کے متعلق تحریک التواء دی ہے تو اسی ہاؤس کا ایک حوالہ ہے کہ 1987ء میں میں نے کالا باغ ڈیم پر ایک تحریک التواء دی تھی اور سپیکر صاحب نے اس کو منظور کیا تھا۔ پھر اس پر بحث بھی ہوئی تھی۔

جناب سپیکر ، دیکھیے۔ مسئلہ کالا باغ ڈیم کا نہیں ہے۔ حقیقت ہے کہ میں نے پوری دل جمعی سے ان کی ساری تحریکیں دیکھی ہیں۔ یہ جس زبان میں لکھتے ہیں وہ اتنی شدید ہے کہ اس کی وجہ سے رکنا پڑتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، ان میں میری زبان اتنی آسان اور خلیق ہے۔ ان میں اگر کوئی بھی بات غلط ہو تو مجھے آپ جو مرضی سزا دیں۔ میں آپ کی کبھی حکم عدولی نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر ، جی آپ بجا فرماتے ہیں۔ آپ کسی آدمی کے بارے میں سمجھ سکتے ہیں کہ وہ پتا نہیں کیا ہے؟ لیکن وہ اگر پارلیمانی انداز نہیں ہے تو میں اس کی کیسے اجازت دے دوں؟

چودھری اصغر علی گجر ، پارلیمانی انداز ہے۔ دیکھیں ' آپ جب میرے ساتھ ایسا سلوک کریں گے تو یقیناً میں پٹڑی سے اکھڑ جاؤں گا اور کسی پارلیمانی آداب کا خیال نہیں رکھوں گا۔ یہ میرا فطری تقاضا ہے۔ یہ انسان کا ایک فطری تقاضا ہے۔ اس میں آدمی نے پھر آنا ہی آنا ہے۔

جناب سپیکر ، کسی سے مشورہ کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مشورے کا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا

ہے۔ وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْر۔ آپ تو جانتے ہیں۔ مشورہ کرنے میں کیا حرج ہے؟

چودھری اصغر علی گجر، آخر میں تحریکیں پیش کرتا رہا ہوں۔ پڑھتا رہا ہوں۔ ان پر فیصلے سنتا رہا ہوں اور میں نے کبھی فیصلہ سننے پر احتجاج نہیں کیا ہے۔ لیکن یہ کیا کہ میری بات کو سنا ہی نہ جائے۔

جناب سپیکر، میں سننے کے لیے تیار ہوں لیکن آپ اس زبان میں کہیے ناں جو سننے والی ہو۔

چودھری اصغر علی گجر، میری بات کو تو آپ سننے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، اب آپ گالی کے انداز میں تو یہاں تحریکیں نہیں لا سکتے۔

چودھری اصغر علی گجر، بہت اچھے انداز میں۔ میری کوئی تحریک ایسی نہیں جو غلط انداز میں ہو۔

جناب سپیکر، یہ آپ کا اپنا خیال ہے ناں۔ کسی کو دکھائیں۔

چودھری اصغر علی گجر، نہ اپوزیشن کالا باغ ڈیم پر بات کرتی ہے۔ نہ حکومت کرتی ہے۔ کون کرے گا؟

جناب سپیکر، کون کرنے کے لیے تیار ہے؟ میں نے آپ کی پیش کی ہوئی قرارداد منظور کی تھی۔ آپ سب یہاں بیٹھے ہیں۔ ان کی قرارداد کی میں نے منظوری دی تھی اور وہ یہاں ہاؤس میں پاس ہوئی ہے۔ کیسے نہیں ہوئی؟ میری کتاب "پنجاب کا مقدمہ" دیکھ لیجیے۔ ہم سب اس بات کے حامی ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر، پھر کیوں خاموش ہو گئے؟

جناب سپیکر، ہم خاموش نہیں ہوئے۔ آپ جس لہجے میں اور جس زبان میں بات کرنا چاہتے ہیں وہ درست نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، آپ کی زبان پر تالے کیوں لگ گئے ہیں اگر آپ اسے درست سمجھتے ہیں؟

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! میں عرض کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر، جی سکندر صاحب۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! میں نے اور وصی ظفر صاحب نے اپنے بزرگوں سے اپنے بھائیوں سے جا کر بات کی ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ وہ آج نہیں آئیں گے۔ کل آئیں گے۔ باقی وہ مشورہ کر رہے ہیں۔ لیکن اس وقت کے لیے انھوں نے یہی فرمایا ہے۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے۔ چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں نے اپنی بات کی آپ سے گزارش کی ہے۔ آپ کی ساری باتیں میں admit کرنے کے لیے تیار ہوں لیکن آپ اس کی زبان ذرا بدل دیں۔

چودھری اصغر علی گجر ، میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ مجھے آپ اجازت دیں یا اس کے لیے کوئی راستہ نکالیں کہ میں اپنی بات پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر ، راستہ تو نکال رہا ہوں۔

خان غلام سرور خان ، جناب سپیکر ! اجازت ہے؟

جناب سپیکر ، جی فرمائیے۔ سرور بھائی آپ فرمائیے۔

خان غلام سرور خان ، جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ جو تحریک التواء میرے فاضل بھائی نے جمع کروائی ہے اور جسے آپ نے اپنے چیمبر میں kill کیا ہے اس کی wording پر آپ کو کچھ اعتراض تھا کہ سخت زبان استعمال کی گئی ہے۔

جناب سپیکر ، جی ہاں۔

خان غلام سرور خان ، حالانکہ ان کا مقصد صرف اور صرف کالا باغ ڈیم کو discuss کرنا تھا۔

جناب سپیکر ، مجھے کوئی اعتراض نہیں کریں۔

خان غلام سرور خان ، تو اگر میرے یہ بھائی اپنی نئی تحریک دے دیں جس کے الفاظ میں اتنی سختی نہ ہو کیونکہ یہ ایک قومی معاملہ ہے۔ تو ہم اسے discuss کر لیں گے۔

جناب سپیکر ، جی ہاں بڑی خوشی سے دیں۔ بالکل ٹھیک ہے۔ میں قبول کرنے کے لیے تیار ہوں۔

خان غلام سرور خان ، تو یہ نئی تحریک دے دیتے ہیں۔ آپ اسے admit کر کے اس پر بے شک بحث کروا لیجیے گا۔

جناب سپیکر ، میں قبول کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میں یہی تو انھیں کہہ رہا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر ، ٹھیک ہے۔ میں صبح ہی دے دوں گا۔ آپ مہربانی کر دیں۔

جناب سپیکر ، دیکھیے ۔ جو بات انھوں نے کی ہے۔ ایک بات کی میں وضاحت کر دوں کہ جو فیڈرل

معاملات ہوتے ہیں ان پر پنجاب اسمبلی کی طرف سے قرار داد پاس ہونا اور بات ہے۔ وہ ایک مشورے کی صورت ہوتی ہے۔ ایک رائے کی صورت ہوتی ہے۔ التوائے کار جو ہے اس کی شکل اور بن جاتی ہے۔ یہ ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ ہم ان کے دوست ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی بات اسمبلی میں آئے۔ تو اس پر یہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر راستہ نکال لیں۔ یہ کیوں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم خدانخواستہ چاہتے ہیں کہ ان کی بات اسمبلی میں نہ ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کی بات اسمبلی میں ہو۔ آپ اگر میرے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں فرماتے تو آپ سیکرٹری صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیے' سرور صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیے' لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیے۔

چودھری اصغر علی گجر ، آپ مجھے اس کی اجازت دیں کہ میں اس کو پیش کروں۔ اس میں کوئی گمراہ کن لفظ نہیں ہے اور نہ ہو گا۔ اگر کوئی ہو گا تو میں ایوان کے اندر بھی اس کی معذرت کرنے کے لیے تیار ہوں۔ جس لفظ پر آپ کہیں گے کہ یہ غلط ہے میں اس کی معذرت کروں گا۔

جناب سپیکر ، میری بات سنیے۔ آپ لاء منسٹر صاحب سے تھوڑا سا مشورہ کر لیں۔

چودھری اصغر علی گجر ، آپ مجھے اجازت دیں۔ میں پیش کر دوں گا۔ اب میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر ، یہ اس طرح تھوڑی پیش ہو گی۔

چودھری اصغر علی گجر ، نہیں۔ اب نہیں۔

جناب سپیکر ، یہ کیسے؟

چودھری اصغر علی گجر ، اب نہیں۔ اس کو دوبارہ پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر ، بس ٹھیک ہے۔ آپ لاء منسٹر صاحب سے مشورہ کر لیں۔

چودھری اصغر علی گجر ، آپ مجھ پر کیوں پابندیاں لگاتے ہیں۔ میں اس کو دوبارہ پیش کر دوں گا۔ آپ اسے سن لیں۔ اب اسے آپ kill کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر ، بڑی مہربانی۔ او' کے۔ آپ اسے دوبارہ پیش کیجیے اور میں نے جو دو باتیں بتائی ہیں ان کو پیش نظر رکھیے گا۔

چودھری اصغر علی گجر ، اس کے بعد میں کسی بات کو پیش نظر نہیں رکھوں گا۔ آج آپ نے کتنی باتوں کو پیش نظر رکھا ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر ، آپ کو بھی تو میری باتیں پیش نظر رکھنی چاہئیں۔ جناب ارشد عمران سلہری صاحب، جناب عبیداللہ شیخ صاحب، میاں معراج دین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اب اس کو نہیں لیتے۔ ہاؤس کو کل صبح 10-00 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھائیسواں اجلاس)

بدھ' 15 نومبر 1995ء

(چہار شنبہ' 21 جمادی الثانی 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ پیش کرنے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَالْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۵ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾

سورۃ العصر۔

قسم ہے زمانے کی کہ انسان بڑے خسارہ میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق (بات) کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

وما علینا الا البلاغ۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب سپیکر! کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کورم کا ایسے مذاقاً تو نہیں کہہ رہے آپ serious ہیں؟ ممبران تشریف رکھیں۔ کورم کی نشاندہی ہو چکی ہے گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) کورم نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ (گھنٹیاں بجائی گئیں) اب دوبارہ گنتی کی جائے ----- گنتی کی گئی ----- کورم پورا ہے' کارروائی شروع کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایسا نہ کیجیے۔ انھوں نے اپنا ایک آئینی حق استعمال کیا' آپ نے کورم پورا کر دیا۔ لہٰذا اب کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ ایس اے حمید صاحب!

جناب ایس اے حمید، پہلے انھیں فلور دے دیں' بعد میں مجھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ بشارت صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی' راجہ صاحب!

جناب محمد بشارت راجہ، جناب سپیکر! آپ نے یہ بات نوٹ کی ہو گی کہ ابھی تلاوت کلام پاک ختم ہوئی تھی تو فوری طور پر کورم کی نشان دہی کر دی گئی۔ میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا تھا کہ اگر کورم نہیں ہے تو اس کی نشان دہی کرنا ان کا حق بنتا ہے۔ لیکن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں حکومت کی بدنیتی اس لحاظ سے شامل تھی کہ جن وزراء کے آج سوال ہیں اور جنھوں نے اپنے اپنے محکموں کے سوالات کے جوابات دینے ہیں وہ بھی محض اس لیے یہاں پر تشریف نہیں لائے تاکہ کورم پورا نہ ہو سکے۔ ایک وزیر زراعت بھی کورم کی نشان دہی ہونے کے بعد تشریف لائے ہیں تو میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اگر حکومت اس ایوان کو چلانا چاہتی ہے اور اگر حکومت اس بات کا جو دعوٰی کرتی ہے کہ وہ ان جمہوری اداروں کو اور منتخب اداروں کو چلانا چاہتی ہے تو پھر اس کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے کہ ان کا کردار کیا ہے۔۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، راجہ صاحب کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حاضری دونوں طرف سے رکھنا ضروری بات ہے۔ چاہے اجلاس حکومت بلائے چاہے اپوزیشن۔ دونوں اطراف کا یہ فرض بنتا ہے کہ

وہ وقت پر حاضر ہوں اور اس ہاؤس کو چلائیں تو میرے خیال میں وزیر زراعت کے ہی آج سوالات ہیں' وہ آ گئے ہیں۔ لیکن یہ ہمارا ایک طریقہ بن گیا ہے کہ جب 9 بجے کا اجلاس رکھیں تو 9 بجے نہیں آتے۔ جب 10 بجے کا اجلاس رکھ دیں تو 10 بجے بھی تشریف نہیں لاتے تو میرے خیال میں اب ایسی بات نہیں ہو گی۔ زراعت اور خوراک ان کے پاس ہی ہے۔ (مداخلت) آب کاری والے پہلے سے ہی بیمار ہیں۔ پہلے ہم زراعت اور خوراک کے سوالات لے لیتے ہیں۔ وہ تشریف رکھتے ہیں تو وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ تشریف رکھیں ۔ میں نے پہلے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر فلور دیا۔ اسی وقت کورم کا پوائنٹ raise ہو گیا۔ لہٰذا وہ بات رہ گئی۔ اب میں نے آپ کو پھر فلور دیا۔ آپ نے کہا جی' راجہ بشارت صاحب۔ ایک ہی بات ہے' ان کو دے دیں۔ تو بات اس طرح نہیں چلتی کہ آپ ہاؤس کو چلائیں۔ ہاؤس کو سپیکر نے چلانا ہے۔ تو میں نے آپ کو فلور دیا تھا۔ اب پھر میں دے رہا ہوں۔ اس لیے سپیکر کے بھی کچھ فرائض ہیں۔اگر آپ ہی یہ کہیں کہ وہ پہلے بولے یہ پہلے بولے تو میرے خیال میں یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! اگر کوئی معزز ممبر یہ request کرے کہ میں پہلے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' یہ سپیکر کی ذمہ داری ہے۔ بڑے ادب کے ساتھ میں آپ کو یہ پھر بتانا چاہتا ہوں' اس ہاؤس کو چلانا سپیکر کا کام ہے۔ آپس میں ممبران نے یہ بات نہیں کرنی۔جی۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں یہاں اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت اپنے طور پر پنجاب اسمبلی کا اجلاس بلانے کے لیے کسی طور پر سنجیدہ نہیں۔ اور پچھلے دو سالوں کا تجربہ یہ ہے کہ تقریباً تمام اجلاس اپوزیشن نے requisite کیے۔ اور وہ اجلاس ایک یا دو دن کے لیے ہوتے رہے۔ ظاہر ہے کہ ایک یا دو دن میں پنجاب بھر کے عوام کے مسائل پر بحث نہیں ہو سکتی بات نہیں ہو سکتی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی سازش ہے۔ اس لحاظ سے کہ جب ایک دن کا اجلاس بلایا جائے تو سات دن کا ٹی اے اور ڈی اے تمام لوگوں کو ملتا ہے۔ اور اس لحاظ سے پنجاب کی حکومت تو پہلے ہی دیوالیہ پن کا شکار ہو چکی ہے۔ اب مزید اس کے اوپر اتنا بوجھ ڈالنا اور عوام کے نمائندوں کو اس بات سے پیچھے رکھنا کہ وہ عوام کے مسائل پیش نہ کر سکیں' میں سمجھتا ہوں بہت بڑی زیادتی ہے۔ سب سے

پہلے تو آپ یہ کریں کہ اجلاسوں کے لیے حکومت کو کہیں کہ وہ کوئی لائحہ عمل بنائے۔ مہینے دو مہینے کے بعد کم از کم ان کا پروگرام ہو۔ اور اجلاس ہفتہ یا دو ہفتے کے لیے ہو۔ اگر آپ یہ نہیں کر سکتے تو پھر جو ہم اجلاس بلاتے ہیں ان کے دن کم از کم چار روز چھ روز کیے جائیں۔ اب "نوائے وقت" کے پرسوں کے اخبار میں ایک ایسا واقعہ رپورٹ ہوا ہے جو انسانی جانوں کے بارے میں ہے۔ آج آپ کہیں کہ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کرنی شروع کر دی۔ اگر میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات نہیں کروں گا تو کس طور پر کروں گا۔ تحریک التوائے کار میں دے نہیں سکتا۔ اجلاس آج ختم ہو رہا ہے۔ یہ دیکھیں کہ سبزہ زار سکیم میں جو انسانی بچوں کے جسم کتے نوچتے رہے ہیں' ان کے لیے احمد رضا طاہر صاحب' جو ایس ایس پی ہیں انھوں نے رپورٹ پیش کی ہے کہ وہاں پر کچھ نہیں ہوا۔ مشتاق اعوان صاحب فرماتے ہیں میں لاہور کو صاف کر رہا ہوں۔ میں گندگی کے ڈھیر اٹھا رہا ہوں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب جو کہتے ہیں کہ مجھے بابا جی کہو وہ ہاؤس میں آنے کی تکلیف ہی نہیں کرتے۔ یہاں آج وزراء کی حالت دیکھیں کہ کوئی ممبر موجود نہیں ہے اور حکومت چاہتی ہے کہ عوام کے مسائل کو کسی طور پر اسمبلی میں discuss نہ کیا جائے۔ جناب سپیکر! یہ ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم اجلاس کو requisite کریں۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ حکومت سے کہیں کہ وہ لائحہ عمل بنائے۔ اجلاسوں کے لیے ٹائم مقرر کرے اور ہمیں وقت دے کہ ہم بات کر سکیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی' لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون (میاں محمد افضل حیات): جناب والا! یہ requisition کا اجلاس ہے۔ اس کے لیے حکومتی پارٹی کا کوئی بھی یہ پروگرام نہیں ہے کہ اس میں خواہ مخواہ رکاوٹ ڈالی جائے۔ اگر رکاوٹ ڈالنا ہی مقصد ہوتا تو جیسے کل جناب محترم کھوسہ صاحب نے آ کر مجھے فرمایا تھا کہ نو بجے کے بجائے دس بجے اجلاس کیا جائے۔ تو میں نے اسی وقت ان سے اتفاق کیا۔ اور جناب سپیکر صاحب نے بھی ان کی بات مان لی اور دس بجے کا اجلاس ہے۔ اور اس کے لیے کورم پورا کرنا جو ہے' جس نے requisite کیا ہے یا جنھوں نے بلایا ہے ان کا اپنا فرض ہے' ان کی ڈیوٹی ہے کہ کورم پورا کریں۔ ہمارا اس میں کوئی نہیں۔ ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ نہ ہی ہم اجلاس سے بھاگ رہے ہیں۔ اور اجلاس کی جب ہمیں ضرورت ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ جلد ریگولر اجلاس بھی بلا لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب نے بات کی ہے کہ جنھوں نے بلایا ہے ان کی ذمہ داری

ہے۔ میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی ہے کہ ہاؤس کوئی بلائے، تمام فاضل اراکین کا اس ہاؤس میں تشریف لے جانا فرض ہے، کیونکہ یہ سب کی طرف سے ذمہ داری ہے۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین) ۔۔۔جنجوعہ صاحب کافی عرصے سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب تو میں نے فیصلہ کر دیا۔ یہ تکرار نہیں ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر تکرار نہیں ہوتے۔ آپ کی بات مان لی ہے۔ آپ کا جائز پوائنٹ آف آرڈر تھا۔ تو میں نے اس کو تسلیم کیا ہے۔ جی، جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے کراچی میں دہشت گردی کا نشانہ بننے والے پندرہ پنجابی محنت کشوں کے لیے دعا مغفرت کی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تمام کے لیے دعائے مغفرت مانگ لی جائے۔ جو بھی ہے پٹھان ہے، کوئی ہے، اردو سپیکنگ ہے۔ سب پاکستانی ہیں۔ سب کے لیے دعا مغفرت کی جائے۔ (قطع کلامیاں) اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا دعائے مغفرت پر بھی آپس میں اتفاق نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں) سب کے لیے دعائے مغفرت کر لی جائے ۔۔۔۔۔۔۔ (اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی) ۔۔۔۔۔۔۔ دہشت گردی کے نتیجہ میں کراچی میں یا سارے ملک میں جو بھی پاکستانی ہلاک ہوا ہے ہم ان کے لیے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ جات زراعت، صنعت، آب کاری و محصولات اور خوراک)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔

جناب بادشاہ میر خاں آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب بادشاہ میر خاں آفریدی، جناب والا! میں انہی 15 مزدوروں کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں

کہ گورنمنٹ نے ان پندرہ مزدوروں کے قتل کے بعد اپنی بڑی اعلیٰ کارکردگی پیش کی اور 48 گھنٹے کے اندر اندر انھوں نے ان پندرہ افراد کے قاتل کو گرفتار کیا جس کے لیے میں حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اس بات پر بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان پندرہ افراد کا قاتل جو گورنمنٹ نے گرفتار کیا وہ گزشتہ دو ماہ سے اڈیالہ جیل میں بند تھا اسے وہاں سے نکال کر اس کو قاتل produce کیا۔ یہ گورنمنٹ کی کار کردگی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

جناب بادشاہ میر خاں آفریدی، یہ بھی ان کو بتایا کرو کہ حنیف جو دوماہ سے اڈیالہ جیل میں تھا اس کو پندرہ پاکستانیوں کا قاتل ثابت کیا۔ یعنی یہ پنجابی کہہ رہے ہیں تا کہ لسانیت کو ذرا فروغ دیاجا سکے اور پیپلز پارٹی اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔ یہ بھی ذرا نوٹ فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر زراعت صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ ملک نواب شیر وسیر۔

ملک نواب شیر وسیر، سوال نمبر 604۔

سبزی منڈی جڑانوالہ کی منتقلی

*604۔ **ملک نواب شیر وسیر،** کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کی سبزی منڈی کی دوسری جگہ منتقلی کی باضابطہ منظوری مجاز حکام سے حاصل کی گئی ہے۔

(ب) کیا نئی سبزی منڈی میں مارکیٹ کمیٹی کے ملازمین کو بھی دکانیں الاٹ کی گئی ہیں اگر ہاں تو کن شرائط اور کس قیمت پر؟

(ج) نئی سبزی منڈی کے نقشے میں کتنی بار تبدیلی کی گئی اور یہ کس ضرورت کے تحت کی گئی؟

ایک معزز رکن، (حزب اختلاف کی طرف سے) جناب والا! اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے تو ابھی taken as read نہیں کہا۔ وہ تو ان کی طرف سے ہوا ہے۔ آپ اس کا جواب دیں۔

وزیر زراعت (چودھری طارق بشیر چیمہ)، جناب سپیکر! میں جواب پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ اس کا جواب پڑھیں۔ (قطع کلامیاں) یہ ضروری نہیں ہے۔ صرف ایک دو سوالات ہیں۔ (قطع کلامی) میں سپیکر ہوں۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ آپ نے سپیکر کے فرائض سر انجام نہیں دینے۔ No, this is not the way

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی، سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ بے شک آپ کا یہ اختیار ہے۔ لیکن Chair نے ہمیشہ ہاؤس کی رائے کا احترام کیا ہے۔ جب ہاؤس کی رائے یہ ہے کہ جواب بہت طویل ہے اور اسے as read تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : مجھے پتا نہیں چلتا کہ پھر ضمنی سوال کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جو اب پڑھا جائے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! یہ تو آپ کا اختیار ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں نہیں۔ اختیار نہیں ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ پہلا سوال ہے اور اس کا جواب پڑھ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے ایک رولنگ دے دی ہے کہ اس سوال کے جواب کو پڑھ لیا جائے۔ جی۔ آپ جواب پڑھیں۔

وزیر زراعت (چودھری طارق بشیر چیمہ) :۔

(الف) یہ درست ہے کہ مارکیٹ کمیٹی جڑانوالا نے سبزی منڈی کی دوسری جگہ منتقلی کے لیے حکومت پنجاب محکمہ زراعت (اتھارٹی مجاز) سے باضابطہ طور پر بذریعہ چٹھی نمبری PD/X-1/72-11 مورخہ 18/8/90 منظوری حاصل کی۔

(ب) یہ درست ہے کہ مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ نے اپنے دو اہلکاروں مسمیان محمد مالک شاہ سابقہ سیکرٹری و عابد حسین شاہ اکاؤنٹنٹ کو دو عدد چھوٹے پلاٹ نمبری 37 اور 83 بعوض 5,000 روپے فی پلاٹ فیکس بمطابق قرار داد نمبر ۱۸ مورخہ ۹۲-۱۲-۲۷ اجلاس عام کمیٹی ہذا الاٹ کیے اگرچہ مذکورہ بالا قرار داد کے مطابق ان کو یہ پلاٹ ان کی محنت اور دیانت داری کو مدنظر رکھتے ہوئے بغیر کسی شرط کے دیے گئے تاہم قانون زرعی منڈیاں مجریہ 1978ء اور اس کے تحت

بنائے جانے والے قواعد و ضوابط کے تحت اس طرح کی گنجائش نہ ہے۔ لٰہذا مذکورہ بالا ملازمین کو پلاٹ ہائے کی الاٹمنٹ غیر قانونی تھی۔

حکومت پنجاب محکمہ زراعت کے نوٹس میں جونہی یہ بات آئی تو اس نے چٹھی نمبری PD/X-1/72-v(1) مورخہ 09/01/94 کے تحت مذکورہ بالا پلاٹ ہائے کی الاٹمنٹ کو منسوخ کر دیا۔ نیز مذکورہ بالا منسوخی کے بعد ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی نے اپنے قانونی مشیر کو اس ضمن میں وضاحت کے لیے تحریر کر دیا ہے جس کی رپورٹ پر وہ مزید کارروائی عمل میں لائیں گے۔

(ج) مارکیٹ کمیٹی جڑانوالا نے نئی سبزی منڈی کے اصل منظور شدہ نقشہ کو بغیر منظوری اتھارٹی اور بغیر کسی جواز کے تین مرتبہ از خود تبدیل کیا جس کی بظاہر کوئی ضرورت نہ تھی۔

چودھری محمد اقبال : جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں فرمایا گیا ہے کہ" اس کے تحت بنائے جانے والے قواعد و ضوابط کے تحت اس طرح کی کوئی گنجائش نہ ہے"۔ تو معزز وزیر فرمائیں گے کہ جس محکمے کے اہلکاران نے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کی ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟

وزیر زراعت : جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ ان کے خلاف ایک تو انکوائری stand کر دی گئی ہے۔ ان کی جو الاٹمنٹ تھی وہ کینسل کر دی گئی ہے اور اس مارکیٹ کمیٹی کا جو لیگل ایڈوائزر ہے اس کے ذمے بھی لگایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انٹی کرپشن میں اس کا کیس بھی درج کیا گیا ہے۔ لیکن محکمہ مذکور نے چودھری اکرم اور چودھری اصغر کو بری الذمہ قرار دیتے ہوئے دیگر ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کا حکم دیا تھا جو کہ ابھی چل رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ارشد عمران سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ" مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ نے نئی سبزی منڈی کے اصل منظور شدہ نقشے کو بغیر منظوری اتھارٹی مجاز اور بغیر کسی جواز کے تین مرتبہ از خود تبدیل کیا۔ جس کی بظاہر کوئی ضرورت نہ تھی۔" جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بغیر اتھارٹی کی منظوری کے اس نقشہ کو تبدیل کرنے کی تین مرتبہ خلاف ورزی ہوئی ہے اس پر اب تک محکمہ نے کیا کارروائی کی ہے اور اس کے حوالے سے میں جناب وزیر موصوف کے نوٹس میں بھی یہ لاناچاہتا ہوں کہ کوٹ لکھپت کی جو سبزی، فروٹ مارکیٹ ہے وہاں

پر ایک پلاٹ جو کہ کولڈ سٹوریج کے لیے تھا ------

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔ آپ کا پہلا حصہ بالکل جائز ہے۔ ضمنی سوال ایک ہی ہوتا ہے۔ جی۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ از خود انھوں نے تین مرتبہ اس نقشے کو تبدیل کیا That was a private land اور اس کے باوجود اس منڈی کا جو پلان تھا یا نقشہ تھا وہ اس تبدیلی کے اوپر چودھری محمد ارشد سابقہ چیئرمین جو اس وقت چیئرمین تھے، انھوں نے از خود اس کی تبدیلی کی۔ لیکن اس تبدیلی کے علاوہ ۹۰-۱۲-۲۰ سے لے کر ۹۲-۹-۲۰ تک وہ اس منڈی کے چیئرمین تھے اور اس میں گورنمنٹ کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ جس وقت ہم نے انکوائری رپورٹ کی ہے اس کے بعد جو نقشہ منظور ہوا ہے وہ approve ہوا ہے۔

میاں فضل حق: جناب سپیکر! متعلقہ وزیر نے یہ کہا ہے کہ اس پر ایکشن لیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو نقشہ تین دفع تبدیل ہوا ہے اس کی proper change کرنے کے لیے جو اتھارٹی ہے وہ کون ہے اور انھوں نے ازخود کیوں تین دفع کیا۔ کون اتھارٹی ہے جب کہ ایک دفع change ہوا۔ پھر دوسری دفع change ہوا پھر تیسری دفع change ہوا۔ تو کیا جب پہلی دفع change ہوا اس وقت نوٹس میں نہیں آیا۔ جب دوسری دفع change ہوا پھر نوٹس میں نہیں آیا اور پھر تیسری دفع change ہوا۔ تو یہ کس کی نااہلی ہے؟ میں چاہوں گا وزیر صاحب اس پر یہ روشنی ڈالیں کہ آئندہ ایسی چیز نہ ہو۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس کی مجاز اتھارٹی ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ ہے۔ لیکن چونکہ یہ پرائیویٹ لینڈ تھی اور اس وقت چودھری محمد ارشد صاحب، جڑانوالہ مارکیٹ کمیٹی کے چیئرمین تھے۔ وہ اپنے طور پر اس کو تین دفع تبدیل کرتے رہے یا اس کا جو بھی نقشہ بناتے رہے لیکن بالآخر جب یہ مجاز اتھارٹی کے پاس آیا تو اس وقت اس نقشے کی جو منظوری ہوئی ہے وہی نقشہ منظور شدہ ہے اور آئندہ کے لیے میاں صاحب نے جو حکم دیا ہے، اپنی طرف سے تو جو بات ہمارے نوٹس میں آتی ہے ہم اس کے اوپر ایکشن لیتے ہیں۔ اگر ان کے نوٹس میں کوئی اس طرح کی بات ہو تو یہ ہمیں بتائیں ہم اس کو خوش آمدید کہیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ضمنی سوال۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں وزیر قانون سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ جڑانوالہ کی سبزی منڈی میں مارکیٹ کمیٹی کے ملازمین کو جو 5 ہزار روپیہ فی پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں ان کی مارکیٹ ویلیو کیا ہے؟

وزیر زراعت: یہ انھوں نے وزیر قانون سے پوچھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ آپ سے پوچھا ہے۔ آپ کا سوال ہو رہا ہے۔ وزیر قانون سے اس کا کیا تعلق ہے؟

وزیر زراعت: انھوں نے یہی کہا ہے کہ میں وزیر قانون سے پوچھنا چاہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا۔ (قہقہے) جی۔

وزیر زراعت: جناب والا! اس سلسلے میں 'میں یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت ان کی جو موجودہ قیمت ہے اس کا تو مجھے اس وقت صحیح اندازہ نہیں ہے۔ میں اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ لیکن اس وقت ان سے پانچ ہزار روپیہ فی کس پلاٹ کے حساب سے جس طرح میں نے پہلے گزارش کی ہے لیا گیا ہے۔ آج اس کی مارکیٹ پرائس کیا ہے؟ مارکیٹ ویلیو کیا ہے؟ اس کے لیے یہ نیا سوال دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال ملک نواب شیر وسیر۔

چودھری شوکت داؤد: ان کے ایماء پر سوال نمبر 605۔

گاڑی کی خرید اور مرمت کے اخراجات

*605۔ **ملک نواب شیر وسیر**: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کی گاڑی کی خرید پر کل کتنی لاگت آئی گاڑی کی مرمت پر کتنا خرچہ آیا۔ اس کی خرید سے لے کر آج تک کی تفصیل مہیا کی جائے۔

وزیر زراعت(چودھری طارق بشیر چیمہ):

مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کی گاڑی نمبر FD-7522 سال ۱۹۸۷ء میں مبلغ /-۲۹۵٬۸۰۰ روپے میں خرید کی گئی۔ واضح ہو کہ مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی گاڑی نہ ہے

اور گاڑی کی مرمت پر خرید سے لے کر آج تک کے خرچہ کی تفصیل سال وار درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال (یکم جنوری تا دسمبر)	خرچہ مرمت وغیرہ
۱	۱۹۸۷ء	۵۵۴۶٫۰۰ روپے
۲	۱۹۸۸ء	۹۵۹۱٫۰۰ روپے
۳	۱۹۸۹ء	۸۹۸۷۹٫۰۰ روپے
۴	۱۹۹۰ء	۵۱۲۴۲٫۰۰ روپے
۵	۱۹۹۱ء	۷۰۸۸۹٫۰۰ روپے
۶	۱۹۹۲ء	۶۹۷۶۶٫۰۰ روپے
۷	۱۹۹۳ء	۸۵۴۵۰٫۰۰ روپے
یکم جنوری تا اپریل		
	میزان:	۳۸۲۳۶۱٫۰۰ روپے

ہر سال کے اخراجات کی تفصیلات بابت مرمت گاڑی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی۔ ضمنی سوال۔

چودھری شوکت داؤد : جناب والا! جیسا کہ سوال کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس گاڑی کی اصل قیمت جب یہ خرید کی گئی تو 2 لاکھ 95 ہزار 8 سو روپے تھی۔ 1987ء میں یہ خرید کی گئی اور 1987ء میں ہی اس کی مرمت پر تقریباً ساڑھے پانچ ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اب اس کی کل رقم آگے جا کر آپ دیکھ لیں تو اس میں مختلف figures ہیں۔ ہر سال کے بعد کہیں 89 ہزار خرچ ہو رہا ہے۔ کہیں 51 ہزار، کہیں 70 ہزار، کہیں 69 ہزار، کہیں 85 ہزار اور تقریباً 3 لاکھ 82 ہزار 361 روپے اس کی مرمت پر خرچ ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس میں پٹرول شامل ہے یا نہیں؟

چودھری شوکت داؤد : نہیں جی۔ اس میں صرف خرچہ مرمت ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ میں یہ کہنا چاہتا تھا۔ میرا ضمنی سوال تو یہ ہے کہ یہ جو اخراجات ہیں۔ ان کو عقل تسلیم نہیں کرتی کہ آیا وزیر زراعت یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ان کے خلاف کوئی ایسی انکوائری کا ارادہ رکھتے ہیں کہ آیا یہ درست

اخراجات ہیں یا ان کو غلط انداز میں کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی چیمہ صاحب۔

وزیر زراعت : جناب سپیکر! میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کی maintenance کا جو total expenditure تھا وہ ساتھ لگایا گیا ہے۔ یہ اگر specifically مجھے حکم کریں کہ یہ کس سال کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں؟ باقی یہ بات ان کی بالکل درست ہے کہ گاڑی کی اصل قیمت سے زیادہ اس کی مرمت پر 1994ء تک خرچ ہوا ہے۔ 1994ء میں یہ گاڑی Auction Pool میں واپس بلالی گئی تھی اور 1994ء تک کی پوری تفصیل اس میں دی گئی ہے۔ یہ specifically جو پوچھنا چاہتے ہیں وہ حکم کریں۔ میں کوشش کروں گا کہ میں ان کو مطمئن کروں۔

چودھری شوکت داؤد : پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی پوائنٹ آف آرڈر پر شوکت داؤد صاحب۔

چودھری شوکت داؤد : جناب والا! یہ ایک بڑا serious matter ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال سے شاید یہ بھی تاثر ملتا ہے اور میرے علم میں بھی شاید ہے کہ اس چیئرمین کا تعلق مسلم لیگ سے ہو گا۔ لیکن بہت سے ساتھی ہیں جو آج ہماری مسلم لیگ میں بیٹھے ہیں اور بہت سے ساتھی ہیں جو آج گورنمنٹ بنچز پر بیٹھے ہیں۔ لمحہ فکریہ یہ ہے کہ ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ power کو enjoy کیا جاتا ہے اور یہ حقیقت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلدیاتی اداروں میں جو کرپشن ہوئی ہے اس بات سے کسی کو انکار نہیں۔ لیکن ہمیں سوچنا یہ چاہیے کہ سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر ایسے لوگوں کی انکوائریز ہونی چاہییں۔ اس میں منتخب ممبران بھی ہونے چاہییں اور ایسے سرکاری اہلکار بھی ہونے چاہییں جو ان کے آلہ کار بنے ہیں۔ چاہے ان کا تعلق مسلم لیگ سے ہے' چاہے ان کا تعلق آج پیپلز پارٹی سے ہے۔ یہ نہ ہو کہ صرف انتقامی کارروائیاں کی جائیں کہ صرف مسلم لیگ کے لوگوں کی انکوائریاں ہوں اور جو آج پیپلز پارٹی کے بنچز پر بیٹھے ہیں ان کی انکوائریاں نہ ہوں۔ ایک ایسا کمیشن مقرر کیا جائے اور ایسے لوگوں کو جو کرپٹ ہیں ان کو آئندہ کے لیے نااہل قرار دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔

جناب امان اللہ خان بابر : جناب سپیکر! میں اس پر ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ہاں جی۔

جناب امان اللہ خان بابر، جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے اس میں لکھا ہے کہ " آج تک کے خرچہ کی تفصیل سال وار درج ذیل ہے "۔ جبکہ یہاں نہ تو 1994ء کا خرچ لکھا ہے اور نہ ہی 1995ء کا لکھا ہے۔ آج تک کا خرچ لکھا ہے۔

وزیر زراعت ، جناب سپیکر! ان کے سوال سے پہلے فاضل دوست شوکت داؤد صاحب نے بلدیاتی اداروں کی کرپشن کے حوالے سے بات کی ہے۔ تو پہلی گزارش یہ ہے کہ یہ جو چیئرمین موصوف تھے وہ آج بھی مسلم لیگ میں ہی ہیں۔ وہ پیپلز پارٹی میں نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے بلدیاتی اداروں میں کرپشن کی بات کی ہے۔ تو یہ بھی اتفاق کی بات ہے کہ اس ملک کی تاریخ میں بلدیاتی ادارے ہمیشہ انہی کی تحویل میں رہے ہیں۔ اس میں کتنی کرپشن ہوئی ہے؟ کس حد تک ہوئی ہے؟ کیوں ہوئی ہے؟ وہ یہ بہتر انداز میں بتا سکتے ہیں۔ باقی ان کے سوال کی بات رہی۔ تو میں نے پہلے ہی گزارش کی ہے کہ 1994ء میں وہ گاڑی Auction Pool میں منگوا لی گئی تھی۔ That is with the Agriculture Department اور وہ Auction Pool میں ہے۔ اس کے بعد اس کے اوپر کوئی خرچہ نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔

چودھری شوکت داؤد ،جناب والا! Point of personal explanation

جناب امان اللہ خان بابر ، جناب سپیکر! اس میں لکھا ہے کہ " آج تک کے خرچہ کی تفصیل"۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ آج تک کا مطلب یہی ہے کہ اب تک۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا ! I am on a point of personal explanation

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔

چودھری شوکت داؤد ، میرا وزیر موصوف سے یہی سوال تھا۔ میں نے جو بات کی وہ یہی کہی تھی کہ بلاتفریق ہونا چاہیے۔ چاہے مسلم لیگ سے ہیں' چاہے پیپلز پارٹی سے ہیں۔ ادارے چاہے مسلم لیگ کے دور میں رہے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ بھی ہیں جو اس دور میں اس power کو enjoy کرتے رہے ہیں۔ آج ان کرسیوں پر بیٹھے ہیں جو اقتدار کے مزے لینے والے ہیں۔ میرا یہی اشارہ تھا کہ victimization

نہیں ہونی چاہیے۔ چاہیے وہ بلدیاتی ادارے ہیں' چاہے مارکیٹ کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ صرف مسلم لیگ سے ہی نہیں کہ جو آج مسلم لیگ کے ساتھ ہیں ان کے خلاف انکوائریاں ہو رہی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جو ادھر بھی بیٹھے ہیں۔ ان کے خلاف بھی ہونا چاہیے اور یہ بلاتفریق ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔ رانا محمد فاروق سعید خاں۔

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری : جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ آپ اجازت سے کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری : میں پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : پوائنٹ آف آرڈر بنے گا نہیں۔

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری : ٹھیک ہے جی۔ اگر آپ کو پہلے ہی علم ہے کہ میں کچھ کہنے والا ہوں تو پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میرا خیال ہے کہ آگے چلیں۔ رانا محمد فاروق سعید خاں۔

سید تابش الوری : رانا محمد فاروق سعید کے ایماء پر۔

MR. DEPUTY SPEAKER: On his behalf 1019.

نیوز پرنٹ پیپر ملز کا منصوبہ

*1019۔ **رانا محمد فاروق سعید خان :** کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ نے کمالیہ شوگر ملز میں نیوز پرنٹ کےلیے پیپر پلانٹ کی تنصیب کا منصوبہ تیار کیا تھا اگر ہاں تو اس منصوبے کے کارآمد ہونے کی رپورٹ Consultants کی رپورٹ اور دیگر کن امور پر اس منصوبہ کے لیے کتنی رقم خرچ ہوئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے نیوز پرنٹ پیپر ملز کا منصوبہ ترک کر دیا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ منصوبہ کن وجوہ کی بناء پر ترک کر دیا گیا ہے اگر ترک نہیں کیا گیا تو حکومت مستقبل قریب میں پیپر ملز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی

ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو ان کی کیا وجوہات ہیں؟

MINISTER FOR AGRICULTURE: That is not my department I am not supposed to answer this question.

جناب ڈپٹی سپیکر : اچھا آپ کا یہ سوال نہیں ہے۔ تو اس کے منسٹر صاحب نہیں ہیں۔ ان سب سوالوں کو ہم پینڈنگ کرتے ہیں۔

معزز ممبران اپوزیشن : وہ آ گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آ گئے ہیں۔

ملک عبدالرحمٰن کھر : جناب سپیکر! یہ ڈیوٹی میرے ذمے لگائی گئی ہے۔ میں حاضر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے۔ مہربانی، شکریہ۔ سوال نمبر 1019۔

ملک عبدالرحمٰن کھر : جناب والا! اس کا جواب پڑھ کر سناؤں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : ہاں۔ جواب پڑھیں۔

ملک عبدالرحمٰن کھر : جناب سپیکر! پہلے تو میں اپنے بھائیوں کو یہ بتانا چاہوں گا کہ چونکہ میں اس ڈیپارٹمنٹ کا منسٹر نہیں ہوں اس لیے مجھے ڈیپارٹمنٹ نے جو جواب دیا ہے وہی میں پڑھ کر سناؤں گا۔۔۔

معزز ممبران اپوزیشن : پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : دیکھیں اگر آپ میں سے ایک آدمی کھڑا ہو تو میں اس کو سنوں۔ اب چار پانچ آدمی بیک وقت کھڑے ہیں۔ راجہ بشارت صاحب پہلے کھڑے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔۔

جناب بادشاہ میر خاں آفریدی : لیکن حکومت کی کارکردگی یہ ہے کہ وزیروں تک کو علم نہیں ہے کہ آج ہمارا وقفۂ سوالات ہے اور ہم نے جواب دینا ہے۔ یہ نظام کیسے چلے گا۔ اگر اس نظام کو چلانا ہے تو حکومت کی اصلاح کیجیے۔ ورنہ جائیں اپنے اپنے گھروں کو۔ کیوں قوم کا پیسہ ضائع کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : مسئلہ یہ ہے کہ بادشاہ میر خاں آفریدی صاحب نے جوش اور غصے کے عالم میں جو صورت حال اور واقعات ہیں کہ جن کا صوبہ پنجاب کو سامنا ہے اس کے بارے میں انھوں نے بیان کر دیا۔ میں فاضل اراکین سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی گمبھیر مسائل صوبے کو درپیش ہیں وہ آپ

سب کے سامنے ہیں۔ مجھ سے آپ بہتر جانتے ہیں۔ لیکن قواعد انضباط کار میں ان کا ایک طریقہ طے کر دیا گیا ہے۔ جس کے مطابق آپ یہاں آتے ہیں اور آپ اس میں حصہ بھی لیتے ہیں۔ تابش الوری صاحب ' ایس اے حمید صاحب ' ارشد عمران سلہری صاحب ' خاکوانی صاحب اور دوسرے دوست اس میں حصہ لیتے ہیں۔ لیکن جو آپ کو محسوس ہو کہ یہ غلط بات ہو رہی ہے آپ پوائنٹ آف آرڈر کا نام لے کر کھڑے ہو جائیں اور اس پر تقریر کا آغاز کر دیں۔ اگر سپیکر کہے بھی تو آپ اس کی بات سنی ان سنی کر دیں۔ اور اپنا جوش پورا کر لیں۔ میرے خیال میں یہ بات مناسب نہیں ہے۔ اس طرح سے بات نہیں چلے گی۔ آپ کو ان رولز آف پروسیجر کے اندر رہتے ہوئے کارروائی میں حصہ لینا چاہیے ۔

جناب بادشاہ میر خاں آفریدی: رولز آف پروسیجر وہاں دیکھے جاتے ہیں کہ جہاں حکومت بھی رولز کے مطابق کام کر رہی ہو ۔ مجھے ابھی ابھی یہ اطلاع ملی ہے کہ میں نے جو کل تحریک استحقاق جمع کرائی تھی وہ چیمبر میں kill کر دی گئی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ بھی آپ ایک غلط بات کر رہے ہیں۔ سپیکر بول رہا ہے اور آپ نے پھر کھڑے ہو کر بات کر دی ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کی یہ باتیں درست ہیں۔ یہ آپ بالکل ٹھیک بیان کر رہے ہیں۔ لیکن میرا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ نے کارروائی کو چلانا ہے ' ہاؤس کو باوقار بنانا ہے اس طرح تو یہ مچھلی منڈی بن جائے گا۔ جس کا جس وقت دل چاہے گا وہ بات کرے گا ۔ میں آپ کی عزت کرتا ہوں ' احترام کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور شاباش دیتا ہوں۔ خصوصاً اپوزیشن کی حاضری ہے اس کے لیے میں آپ کو سلیوٹ پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ جس قوم میں یہ فہم و فراست پیدا ہو جائے اور اسے اپنے فرض منصبی کا ادراک حاصل ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ قومیں کبھی مرتی نہیں ہیں۔ وہ ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔ آپ وہ کارروائی کر رہے ہیں ۔ حکومتی پارٹی کی طرف سے جو اراکین حاضر ہیں ان کو بھی میں یہی کلمات کہوں گا لیکن سچی بات ہے کہ اکثریت دلچسپی نہیں لے رہی ۔ ان کو دلچسپی لینی چاہیے ۔ ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر ' آپ نے بڑا rightly point out کیا کہ کیا آپ کو محکمہ نے تیاری کروائی ہے اور انہوں نے بڑی فراخدلی سے اس بات کو قبول کیا کہ محکمہ نے مجھے تیاری نہیں کروائی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جمہوری اداروں میں ' اسمبلیوں میں جب کبھی کوئی منسٹر یا حکومت کا ذمہ دار ممبر اس بات کو تسلیم کرے کہ میں اس سوال کا جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں یا محکمہ نے مجھے

تیاری نہیں کروائی تو یہ در حقیقت حکومت کے خلاف vote of no confidence ہوتا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس پر اپنی رولنگ دیں کہ اگر محکمے نے ان کو تیاری نہیں کروائی باوجود اس بات کے کہ منسٹر کو designate کیا گیا اور اس کو notify کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں مسئلہ یہ ہے کہ کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو آپ کر جاتے ہیں اور ضروری نہیں ہوتا کہ سپیکر رولنگ دے ۔ اور نہ ہی کہیں یہ لکھا ہوا ہے کہ محکمہ اس کی تیاری کروائے ۔ یہ ایک understood بات ہوتی ہے کہ وزیر کو بالکل تیار ہو کر ایوان میں آنا چاہیے۔ کون تیاری کروائے یہ کہیں نہیں لکھا ہوا۔ اس لیے وزراء صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں۔ کھوسہ صاحب تشریف رکھتے ہیں' سلیم اقبال صاحب بیٹھے ہیں' چودھری اقبال صاحب بھی ہیں۔ یہ کافی عرصہ تک وزارت میں رہے ۔ ان کو ساری صورت حال کا علم ہے ۔

وزیر صنعت(ملک عبد الرحمٰن کھر) ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے بھائی جس میں سینئر دوست بھی بیٹھے ہیں اس بات کو اس حد تک لے کر گئے ہیں۔ اصل میں یہ میری بات سمجھے نہیں۔ میں نے ان سے یہ کہا کہ ان کا یہ سوال بہت اہم ہے اور جو کچھ اس سوال کے جواب میں لکھا ہے میں نے تو وہی پڑھ کے جواب دے دینا ہے ۔ کیونکہ دو دن پہلے میرا نوٹیفکیشن ہوا ہے۔ میں اس لیے تو نہیں کہہ رہا کہ میرا نوٹیفکیشن نہیں ہوا تھا اس لیے میں تیاری نہیں کر سکا۔ میں جواب دینے کے لیے بھی تیار ہوں ۔ میں نے تو صرف ان بھائیوں کے لیے یہ کہا تھا۔ کل ان کو بہتر جواب مل سکے گا۔ ہاشمی خان ہمارے یہ بہت مہربان ہیں۔ سوٹ کی بات بھی ہو رہی اور ٹائی کی بات بھی ہو رہی ہے ۔ میں جواب دینے کے لیے بھی تیار ہوں اور میری تیاری بھی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ جواب پڑھیے۔

وزیر صنعت(ملک عبد الرحمٰن کھر) ۔

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ نے نیوز پرنٹ /پیپر پلانٹ کی تنصیب کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ اس پر کل خرچ مبلغ 2.92 کروڑ روپے ہوا تھا۔ جس میں consultants کی رپورٹ ان کے مختلف اخراجات 1.72 کروڑ روپے اور 1.20 کروڑ روپے دیگر امور پر خرچ ہوئے۔

(ب) منصوبہ کی بہت زیادہ لاگت تقریباً 600,700 کروڑ روپے اور بعد ازاں اس کی نجی شعبہ کو

منتقلی نہ ہو سکنے کے خدشات کے پیش نظر منصوبہ کو ترک کرنا پڑا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ نے جزو "ب" غلط پڑھا ہے۔ یہ 700 600 کروڑ روپے ہے۔

وزیر صنعت، ..... اور بعد ازاں اس کی نجی شعبہ کو منتقلی نہ ہو سکنے کے خدشات کے پیش نظر منصوبہ کو ترک کرنا پڑا۔ مزید برآں غیر ملکی کمپنی بنام M/S KLOCKNER نے جس TURN KEY کی بنیاد پر اس منصوبہ کو مکمل کرنا تھا منصوبے کی منظوری میں سوالات کے پیش نظر معاہدہ کو یک طرفہ طور پر منسوخ کر دیا۔

(ج) صورت حال (ب) کے تحت بیان کر دی گئی ہے مستقبل میں پیپر ملز کا قیام حکومت کی پالیسی پر منحصر ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا ! ضمنی سوال ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ایس اے حمید صاحب فرمائیے ۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! جز (ب) میں لکھا ہے کہ "منصوبہ کی بہت زیادہ لاگت تقریباً 600,700 کروڑ روپے اور بعد ازاں اس کی نجی شعبہ کو منتقلی نہ ہو سکنے کے خدشات کے پیش نظر منصوبہ کو ترک کرنا پڑا " اس میں یہ بعد ازاں سے کیا مراد ہے؟ کب اور کتنی دیر کے بعد؟

وزیر صنعت، جناب سپیکر! اس کی feasibility دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ اتنی بڑی رقم حکومت خرچ نہیں کر سکتی اور اسی وجہ سے اسے نجی شعبہ کو منتقل کرنے کے لیے سوچا گیا لیکن ابھی تک اس پر کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا جیسے ہی حکومت کوئی فیصلہ کرے گی اس بارے میں اسمبلی کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں نے سوال یہ کیا تھا کہ جب یہ منصوبہ شروع کیا گیا تو کتنی دیر کے بعد انھیں انکشاف ہوا کہ یہ منصوبہ بہت طویل ہے؟ اور پھر بعد میں ان کو یہ معلوم ہوا کہ یہ نجی شعبہ کو بھی منتقل نہیں ہو سکے گا۔ میں عبد الرحمٰن کھر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنے سال کے بعد انھیں یہ انکشاف ہوا یعنی ایک سال کے بعد دو سال کے بعد کتنی دیر بعد انھیں معلوم ہوا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ محکمے کو کتنے عرصے کے بعد اس بارے میں معلوم ہوا۔

وزیر صنعت ، جناب سپیکر! اصل میں اس منصوبے پر کام بڑے عرصے سے ہو رہا تھا یہ عرصہ کم از کم دو تین سال ہو گا لیکن میں اس کی limit نہیں جا سکتا۔ اس کی feasibility تیار ہونے میں ' اس پراسس میں کم از کم دو تین سال ضرور لگے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، چودھری شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب سپیکر! یہ اہم سوال ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو seriously take up کرنا چاہیے۔ وزیر موصوف نے خود admit کیا ہے اور اب بھی وہ بیچارے اشارے کر کے گیلری میں بیٹھے ہوئے سیکرٹری سے جواب لے رہے ہیں۔ لہٰذا آپ اس سوال کو pending کریں اور وزیر صاحب تیاری کر کے دوبارہ اس کا جواب دیں۔ ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ یا تو ہمیں دو دو سال جوابات نہیں ملتے اگر جوابات ملتے ہیں تو وہ بھی نامکمل ہوتے ہیں۔ وقفہ سوالات ایک اہم چیز ہے جس میں ہم عوامی مفاد کے پیش نظر کچھ معلومات حاصل کرتے ہیں یا ان کے لیے کچھ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، چودھری شوکت داؤد صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے لہٰذا اس سوال کو ہم pending کرتے ہیں لیکن یہ اگلے وقفہ سوالات میں جب اس محکمے کا دن ہو گا اس میں repeat ہو گا یہ نہیں ہو گا کہ اس کو زیادہ دیر تک رکھا جا سکے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، اس سوال یا اس محکمے کی معلوم نہیں next کب باری آئے گی شاید ایک سال کے بعد باری آئے گی لہٰذا براہ مہربانی اس سوال کو خصوصی طور پر اگلے اجلاس تک کے لیے pending کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے میں یہ رولنگ دیتا ہوں کہ اگلے اجلاس میں سب سے پہلا دن محکمہ صنعت کا ہو گا اور اس میں یہ سوال آئے گا تو اب میرے خیال میں محکمہ صنعت کو ہم pending کر لیتے ہیں کیونکہ اس طرح کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

چودھری شوکت داؤد ، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آگے محکمہ خوراک سے متعلق ایس اے حمید صاحب کا سوال نمبر 1404 ہے۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! اس سے پہلے چودھری محمد وصی ظفر صاحب کا محکمہ آبکاری و محصولات

سے متعلق سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، محکمہ آبکاری و محصولات کے سوالات pending کر دیے گئے ہیں کیونکہ وزیر موصوف تشریف نہیں رکھتے ۔

سید تابش الوری ، جناب' آپ ذرا پوچھیں تو سہی کہ وہ کیوں تشریف نہیں رکھتے اور کسی اور کو کیوں پابند نہیں کیا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، اصل میں وہ اچانک بیمار ہو گئے ہیں اس لیے کسی اور کا notification نہیں ہو سکا۔ لہٰذا اس کو بھی ہم pending کرتے ہیں۔ اگلا سوال محکمہ خوراک سے متعلق جناب ایس اے حمید صاحب کا ہے۔

جناب ایس اے حمید ، سوال نمبر 1404۔

باردانہ کی خرید

*1404۔جناب ایس اے حمید ، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ،

(الف) ۱۹۹۴ء میں کتنا باردانہ خرید کیا گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس مقصد کے لئے پولی تھین بیگ کی بجائے جیوٹ بیگ خرید کئے گئے اگر ایسا ہے تو ان بیگوں کی خرید پر کتنا خرچ ہوا اور ان کی فراہمی کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا؟

وزیر خوراک(جناب طارق بشیر چیمہ) ،

(الف) 1994ء میں محکمہ خوراک نے درج ذیل تعداد میں باردانہ خرید کیا۔

(i) پٹ سن (100 کلو گرام) 90 لاکھ بوری۔

(ii) پولی پروپلین (50 کلو گرام) 80 لاکھ بوری

(ب) (i) محکمہ خوراک ابتداء ہی سے گندم کی خریداری اور ذخیرہ کے لیے پٹ سن کی بوریاں ہی خرید کرتا ہے پٹ سن مل مالکان آپس میں گٹھ جوڑ کر کے محکمہ کو مہنگے داموں پٹ سن کی بوریاں اپنی شرائط پر بیچتے تھے۔

(ii) امسال محکمہ خوراک نے پٹ سن کی بوریوں کے ساتھ ساتھ پہلی مرتبہ تجرباتی طور پر پولی

پرولین بیگز استعمال میں لانے کا فیصلہ کیا۔ تاکہ پٹ سن کی بوریوں کی قیمتوں کو اعتدال پر رکھا جاسکے۔ محکمہ کو پٹ سن کی بوریوں کی خرید پر درج ذیل رقم خرچ کرنا پڑی۔

قیمت فی بوری 32.50 روپے کل بوریاں 90 لاکھ کل رقم -/29,25,00,000 روپے

(iii) پٹ سن کی بوریوں کی سپلائی کے لئے باقاعدہ اخبارات میں ٹینڈر دیا گیا اور بعد از منظوری ٹینڈر مندرجہ ذیل ملوں نے جیوٹ ملز ایسوسی ایشن کی مقرر کردہ تعداد کے مطابق بوریاں سپلائی کیں۔

۱۔ امین فیبر کس لمٹیڈ کراچی
۲۔ کریسنٹ جیوٹ پروڈکٹس لاہور
۳۔ حبیب جیوٹ ملز لمٹیڈ لاہور
۴۔ انڈس جیوٹ ملز لمٹیڈ کراچی
۵۔ لطیف جیوٹ ملز لمٹیڈ کراچی
۶۔ پاکستان جیوٹ اینڈ سنتھیٹکس، کراچی
۷۔ تھل جیوٹ ملز لمٹیڈ کراچی
۸۔ یونائیٹڈ جیوٹ ملز لمٹیڈ لاہور
۹۔ سرگودھا جیوٹ ملز لمٹیڈ لاہور
۱۰۔ سہیل جیوٹ ملز لمٹیڈ لاہور
۱۱۔ علی پور جیوٹ ملز لمٹیڈ لاہور

جناب ڈپٹی سپیکر : اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ کوئی ضمنی سوال ؟

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ محکمے کے لیے ایک سال میں انھیں کل کتنا باردانہ چاہیے ؟

وزیر خوراک (جناب طارق بشیر چیمہ) : جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے جو سوال پوچھا ہے یہ wheat کی availability اور weat کی demand پر depend کرتا ہے۔ جتنی weat کی import ہوتی ہے یا جتنی ہماری production ہوتی ہے اس حوالے سے ضرورت کے مطابق محکمہ ہر سال خرید کرتا ہے۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! تقریباً wheat production کی variation زیادہ نہیں ہے۔ وزیر موصوف مجھے یہ بتا دیں کہ 1994ء میں سٹاک میں ان کے پاس کتنا باردانہ موجود تھا؟

وزیر خوراک : جناب سپیکر! 96-1995ء کی فگرز تو میرے پاس موجود ہیں اور 1994ء میں جو باردانہ خرید کیا گیا ہے اس کی فگرز بھی میرے پاس موجود ہیں لیکن جو میرے دوست پوچھ رہے ہیں کہ اس وقت سٹاک میں already کتنا باردانہ available تھا یہ فگرز میرے پاس اس وقت نہیں ہیں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ 1994ء میں ان کے پاس باردانہ موجود تھا لیکن 90 لاکھ بوری پٹ سن کی اور 80 لاکھ بوری پولی پروپلین کی انھوں نے صرف اس لیے خریدی کہ کمیشن بنائی جائے۔ اس لیے میرا یہ سوال بڑا relevant ہے کہ جب ان کے پاس باردانہ موجود تھا پھر انھوں نے ایک کروڑ 70 لاکھ بوری کس لیے خریدی؟ اس کا جواب دے دیں۔

وزیر خوراک ، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ 1994ء میں محکمے کے پاس باردانہ کا سٹاک موجود تھا لیکن اس کے باوجود اس لیے خرید کی گئی کہ شاید اس میں کوئی vested interest تھا۔ میں ان کی خدمت میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ جو سٹاک محکمہ خوراک میں available تھے ان کو بھی استعمال کیا گیا اور اس کے علاوہ جتنی اضافی باردانہ کی ضرورت تھی اس کے لیے انھوں نے 90 لاکھ بوری پٹ سن کی اور 80 لاکھ بوری پولی پروپلین کی خریدی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، چودھری امتیاز صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں ۔ جی چودھری امتیاز صاحب!

چودھری امتیاز احمد ، جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 1994ء میں کتنی گندم خریدی گئی اور اس پر کتنا باردانہ لگایا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ relevant سوال ہے کہ کتنی گندم خریدی گئی؟

وزیر خوراک ، میں پہلے گزارش کر چکا ہوں کہ جو باردانہ خریدا گیا اس میں 90 لاکھ بوری پٹ سن کی اور 80 لاکھ بوری پولی پروپلین کی تھی اور اس سال جو wheat procure کی گئی اس کی فگرز اس وقت میرے پاس نہیں ہیں۔ اس کا جواب میں وقفہ سوالات کے بعد ان کی خدمت میں عرض کر دوں گا یا پھر یہ اس کے لیے fresh question لے آئیں تو پھر میں اس پوزیشن میں ہوں گا کہ انھیں بتا سکوں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! جتنے بھی ضمنی سوال میں نے کیے ان کے جوابات نہیں ملے۔ آپ بہترین جج ہیں آپ بتا دیجیے کہ اگر وزیر موصوف کو اس بات کا علم نہیں کہ گندم کتنی پیدا ہوئی ہے، وزیر موصوف کو اس بات کا علم نہیں کہ سٹاک میں کتنی بوریاں تھیں، وزیر موصوف کو یہ علم نہیں کہ کتنی بوریاں خریدی گئیں؟--------

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی تابش الوری صاحب!

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! ابھی تو میری بات مکمل نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایس اے حمید صاحب آپ تو تقریر شروع کر دیتے ہیں۔

وزیر خوراک و زراعت ، جناب سپیکر! گندم کتنی پیدا ہوئی اس کا جواب تو میں ان کو ہر لمحے ہر وقت دے سکتا ہوں۔ گندم کتنی procure ہوئی میں اس حوالے سے گزارش کر رہا تھا کہ فی الحال میں اس کا جواب نہیں دے سکتا۔

سید تابش الوری ، کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ پولی پروپلین کی 80 لاکھ بوری کتنی رقم میں خریدی گئی اور کیا ان بوریوں کا تجربہ کامیاب رہا یا ناکام رہا؟

وزیر خوراک و زراعت ، جناب والا! پولی پروپلین کا تجربہ یقیناً کامیاب نہیں رہا اور مجھے جو محکمے نے بریف کیا ہے اس کے مطابق یہ ہے کہ ابھی ان کے پاس اس کا سٹاک موجود ہے اسے وہ جیوٹ بیگوں کے ساتھ مکس کر کے نکال رہے ہیں۔ دوسرا سوال انہوں نے پولی پروپلین بیگ کی قیمتوں کے حوالے سے پوچھا ہے۔ میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اس کی قیمت یہاں پر لکھی ہوئی نہیں ہے۔ میں پھر وہی گزارش کروں گا کہ معزز رکن یا تو وقفۂ سوالات کے بعد میرے پاس آ جائیں یا پھر نیا سوال پیش کر دیں۔

جناب امتیاز احمد ، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ۱۹۹۴ء میں ۹۰ لاکھ بوری پٹ سن کی خریدی گئی اور ۸۰ لاکھ بوری پولی پروپلین کی خریدی گئی۔ ان میں سے کتنی بوریاں ۱۹۹۴ء میں استعمال کی گئیں۔

وزیرخوراک و زراعت ، جناب سپیکر! تقریباً سارا سٹاک ہی استعمال کیا گیا بلکہ محکمہ خوراک کو مزید بار دانے کی ضرورت پڑی جو کہ بعد میں خریدا بھی گیا۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! وزیر موصوف کو یہ نہیں پتا کہ پولی پروپلین بیگ کی قیمت کیا ہے جیوٹ کی بوریوں کی قیمت بھی تقریباً 29 کروڑ روپے بنتی ہے۔ یہی بتا دیں کہ اس میں "ٹکا ٹیکس" یعنی سابق وزیر خوراک کا ٹیکس کتنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں I disallow it. سید تابش الوری!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف صاحب فرمائیں گے کہ ان کے اس اعتراف کے بعد

کہ پولی پروپلین کے کروڑوں روپے سے خریدے ہوئے بیگ کا تجربہ ناکام ہو گیا ہے تو اب ان بیگوں کی disposal کا کیا پروگرام ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، I call the house to order. غلام دستگیر صاحب آپ کی توجہ درکار ہے۔ سید تابش الوری !

سید تابش الوری: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ پولی پروپلین کے تجربے کی ناکامی کے بعد اور کروڑوں روپے سے خریدے گئے ان بیگوں کی ناکامی کے بعد ان بیگوں کی disposal کا کیا پروگرام ہے اور یہ بیگ خریدنے کا مشورہ اور فیصلہ کس بنیاد پر کیا گیا۔

وزیر خوراک و زراعت ، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ اس وقت پولی پروپلین کے جو بیگ اس وقت سٹاک میں موجود ہیں ان کو آہستہ آہستہ دوسرے جیوٹ کے بیگوں کے ساتھ mix کر کے قابل استعمال بنایا جا رہا ہے۔ باقی اس کا مشورہ کس نے دیا تھا اس کا جواب میں سردست نہیں دے سکتا۔ جہاں تک اس کے استعمال کا تعلق ہے محکمہ یہ کوشش ضرور کر رہا ہے کہ یہ رقم جو اس کی خریداری پر خرچ ہوئی تھی وہ ضائع نہ ہو ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک و زراعت ، جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

شوگر ملز کے لیے منصوبہ جات کی تفصیل

*1471۔ میاں محمد ثاقب خورشید : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

یکم نومبر ۱۹۹۳ء سے نومبر ۱۹۹۴ء تک گنا ٹیکس کے تحت مختلف شوگر ملز کے لیے تعمیر و ترقی کے کتنے منصوبے تیار کئے گئے ان میں سے کتنے منصوبے اب تک پایہ تکمیل کو پہنچے ہیں صوبہ کی مختلف شوگر ملز سے کتنا گنا ٹیکس وصول کیا گیا اور مذکورہ عرصہ کے دوران صوبہ میں کتنے میل سڑکیں بنائی گئیں؟

وزیر خوراک و زراعت(چودھری طارق بشیر چیمہ)۔

گنا ٹیکس کے تحت رائج طریقہ کار کے مطابق محکمہ خزانہ کی جانب سے متعلقہ ڈویژنل کمشنروں کے حق میں ان کے علاقہ جات کی شوگر ملز ہائے سے جمع کردہ رقوم کرشنگ سیزن کے اختتام کے بعد ماہ جولائی / اگست میں جاری کر دی جاتی ہیں اور کمشنر صاحبان متعلقہ زونل کمیٹیوں کے صلاح مشورہ سے تعمیر و ترقی کے منصوبے تیار کرتے ہیں اور پھر محکمہ ہائی وے کے تعاون سے تیار شدہ منصوبہ جات کی تکمیل کرتے ہیں۔

لہذا سوال ہذا کی نقول تمام ڈویژنل کمشنر صاحبان کو ارسال کی گئیں تھیں۔ ان کی جانب سے موصول شدہ جوابات کی روشنی میں تعمیر و ترقی کے ضلع وار منصوبہ جات کی تفصیل ضمیمہ "الف" میں درج ہے (ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) ان منصوبہ جات میں سے جو تکمیل کو پہنچے اور جو ابھی زیر تکمیل ہیں سال 92-1991ء اور 93-1992ء کے دوران جاری شدہ رقوم خرچ کی گئی ہیں۔ مزید عرض ہے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران برائے کرشنگ سیزن 94-1993ء صوبہ کی شوگر مز ہائے کی جانب سے جمع شدہ گنا ٹیکس کی تفصیل گوشوارہ "ب" میں درج ہے (گوشوارہ "ب" بھی ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) جو کہ محکمہ خزانہ کی طرف سے اجراء کے بعد سابقہ زیر تکمیل و امسال منظور شدہ منصوبہ جات پر خرچ کیا جائے گا۔

فلور ملوں کو گندم کی فراہمی کا طریقہ کار

*1473۔**میاں محمد ثاقب خورشید** : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی فلور ملوں کو اس سال گندم کی فراہمی محکمہ خوراک کی طرف سے جاری ہے اگر ہاں تو اس کی فراہمی کا طریق کار کیا ہے۔

(ب) کیا فلور ملوں کو مجوزہ باڈیوں (مشینریوں) کی ضرورت کے مطابق گندم فراہم کی جاتی ہے۔

(ج) کیا وزیر خوراک اپنے صوابدیدی اختیارات سے گندم کا کوٹہ مقرر کرتے ہیں اگر ایسا ہے تو فلور ملوں کو کوٹہ کس بنیاد پر الاٹ کیا جاتا ہے؟

وزیر خوراک و زراعت(چودھری طارق بشیر چیمہ)۔

(الف) صوبہ بھر میں آزادانہ پالیسی کے تحت فلور ملوں کو بلا امتیاز آٹھ گھنٹے کی پسائی کے لئے گندم

جاری کی جا رہی ہے علاوہ ازیں فلور ملوں کی کارکردگی اور معیاری آٹا کی بناء پر اضافی گندم بھی جاری کی جاتی ہے۔

(ب) صوبہ میں اس وقت تین سو پینتیس(۳۳۵) فلور ملز ہیں جن کی کل ۱۹۴۰باڈیاں ہیں اور ان کو جواب(الف)میں دیئے گئے طریقہ کے مطابق گندم جاری کی جارہی ہے۔

(ج) فلور ملوں کی عوامی ضروریات اورمعیاری کار کردگی کی بناء پر اضافی کوٹہ دیا جاتا ہے۔

زرعی فارم چیلیانوالہ کا رقبہ

*1519۔ چودھری احمد یار گوندل ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

زرعی فارم چیلیانوالہ ضلع منڈی بہاؤالدین کا کل رقبہ کتنا ہے اور اس پر ۹۲-۱۹۹۱ء ۹۳-۱۹۹۲ء اور ۹۴-۱۹۹۳ء میں کتنا خرچ ہوا اور کتنی آمدنی ہوئی۔ تفصیل سال وار بتائی جائے؟

وزیر خوراک و زراعت (چودھری طارق بشیر چیمہ) :۔

شعبہ توسیع زراعت پنجاب کے تحت زرعی فارم چیلیانوالہ ضلع منڈی بہاؤالدین کا کل رقبہ اور سال وار کل خرچ اور کل آمدنی کی تفصیل درج ذیل ہے :۔

	ایکڑ	کنال	مرلے
کل رقبہ	۲۳۹	۲	۲۱۹
آبپاش رقبہ	۲۳۵	۲	۱۹
بارانی رقبہ	۴	-	-
زیر کاشت رقبہ(براہ راست)	۶۴	۶	۱۱
رقبہ زیر مزارعین	۱۶۲	۴	۸

خرچ و آمدن کی تفصیل (روپوں میں)

سال	کل خرچ	کل آمدن	اصل آمدن
۹۲-۱۹۹۱ء	۵،۵۰،۲۳۱،۰۰	۶،۱۰،۱۵۸،۰۰	۵۹،۹۲۷،۰۰
۹۳-۱۹۹۲ء	۵،۵۹،۷۳۰،۰۰	۷،۷۹،۱۸۲،۰۰	۲،۱۹،۴۶۲،۰۰
۹۴-۱۹۹۳ء	۵،۷۰،۱۷۰،۰۰	۷،۴۹،۹۱۵،۰۰	۱،۷۹،۷۴۵،۰۰

گندم کی سپلائی

*1522۔ چودھری احمد یار گوندل : کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

کیا یہ درست ہے کہ سال ۱۹۹۴ء میں گندم کی ایک نئی قسم ۹۴ پرواز تیار کی گئی ہے اگر ہاں تو یہ قسم اس سال کس کس ضلع میں بجائی کے لئے کتنی کتنی مقدار میں سپلائی کی گئی ہے؟

وزیر خوراک و زراعت (چودھری طارق بشیر چیمہ) :

جی ہاں۔یہ درست ہے کہ سال ۱۹۹۴ء میں گندم کی ایک نئی قسم ۹۴۔پرواز تیار کی گئی ہے جسے سیڈ کونسل نے ۱۹۹۴ء میں منظور کیا اس قسم کی بجائی کے لئے جن اضلاع میں جتنی مقدار میں بیج کی سپلائی کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

نمبر شمار	ضلع	مقدار بیج (کلو گرام میں)
۱۔	خانیوال	۴۰۰۰
۲۔	بہاولپور	۵۴۵
۳۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ	۳۴۰
۴۔	ملتان	۱۰۰
۵۔	گوجرانوالہ	۱۲۵
۶۔	لاہور	۱۶۰
۷۔	چکوال	۸۰
۸۔	جھنگ	۸۰
۹۔	وہاڑی	۲۴۰
۱۰۔	بھکر	۲۰
۱۱۔	اوکاڑہ	۹۰
۱۲	ساہیوال	۲۶۰
۱۳۔	سیالکوٹ	۱۰

۱۴-	نارووال	۱۳۰
۱۵-	رحیم یار خان	۴۰
۱۶-	شیخوپورہ	۱۶۰
۱۷-	میانوالی	۲۰۰
۱۸-	سرگودھا	۴۰
۱۹-	فیصل آباد	۱۴۶۰
میزان :		۸۱۰۰

بلڈوزر کی فراہمی کا طریقہ کار

*1719- **میاں امتیاز احمد** : کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زرعی انجینئرنگ کا شعبہ زمینداروں کو زمین ہموار کرنے کے لئے بلڈوزر فراہم کرتا ہے اگر ہاں تو بلڈوزر فراہم کرنے کا طریق کار کیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسمی محمد طارق زمیندار موضع لالو والا تحصیل خان پور نے ۱۹۹۱ء میں بلڈوزر کے حصول کے لئے رقم جمع کرائی تھی لیکن اسے ابھی تک بلڈوزر فراہم نہیں کیا گیا اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور اسے کب تک بلڈوزر فراہم کر دیا جائے گا۔علاوہ ازیں مذکورہ شخص کے بعد جن زمینداروں نے بلڈوزر کے حصول کے لئے رقم جمع کرائی اور انہیں بلڈوزر مہیا کر دیئے گئے ان کے نام کیا ہیں؟

وزیر خوراک و زراعت (چودھری طارق بشیر چیمہ) :-

(الف) جی ہاں-یہ درست ہے کہ زرعی انجینئرنگ کا شعبہ زمینداروں کو زمین ہموار کرنے کے لیے بلڈوزر فراہم کرتا ہے اس مقصد کے لئے ضلعی اور تحصیل کی سطح پر بالترتیب نائب زرعی انجینئر اور یونٹ سپروائزر تعینات ہیں تاکہ زمینداروں کو بلڈوزر کی سہولت نزدیک ترین دفتر سے حاصل ہو سکے۔بلڈوزر فراہم کرنے کا طریقہ کار اس طرح ہے کہ خواہش مند زمیندار اپنے رقبہ کو ہموار کرنے کے لئے یونٹ سپروائزر کے دفتر سے رابطہ کرتا ہے۔ زمیندار محکمہ کے مروجہ

درخواست فارم کو مکمل کرتا ہے جس میں زمین کی تفصیل بلڈوزر جتنے گھنٹے کے لئے درکار ہے وغیرہ شرائط مندرج ہیں۔یونٹ سپروائزر زمیندار کی ضرورت کے مطابق کہ اسے کتنے گھنٹے کے لئے مشین درکار ہے۔ چالان فارم حکومت کے رائج نرخ نامہ کے مطابق مکمل کر کے دیتا ہے۔ زمیندار چالان کے مطابق مقامی نیشنل بنک کی برانچ میں رقم جمع کرواتا ہے اور چالان کی ایک کاپی یونٹ سپروائزر کے حوالے کرتا ہے ۔یونٹ سپروائزر چالان کا باقاعدہ رجسٹر میں اندارج کرتا ہے اور متعلقہ بلڈوزر آپریٹر کے نام کام کرنے کا ڈیوٹی آرڈر جاری کرتا ہے۔ عام حالات میں بلڈوزر پہلے آئیں اور پہلے حاصل کریں کے اصول پر دیا جاتا ہے۔ لیکن مقامی حالات اور زمینداروں کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض اوقات معمولی ردوبدل بھی کیا جاتا ہے۔علاوہ ازیں منتخب عوامی نمائندگان کی سفارش پر اور آرمی ویلیفئر سکیم کے تحت بلڈوزر بعض اوقات ترجیحی بنیادوں پر بھی فراہم کئے جاتے ہیں۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ مسمی محمد طارق زمیندار موضع لالو والہ تحصیل خانپور نے بلڈوزر حاصل کرنے کے لئے ۲۰ گھنٹے کی رقم جمع کروائی تھی۔ مشین نمبر ۱۵۷۔این کے ڈی زمیندار غلام مصطفیٰ شاہ کا کام ختم کرنے کے بعد زمیندار محمد طارق کے رقبہ میں شفٹ کرنی تھی لیکن زمیندار نے رابطہ نہ کیا جس کی وجوہات معلوم نہ ہیں۔اس طرح محمد طارق کا کام اس کی اپنی وجہ سے نہ ہو سکا۔لہذا میاں محمد شفیع جس کا نمبر محمد طارق کے بعد تھا کو مشین مہیا کر دی گئی ۔زمیندار محمد طارق نے کام کرنے کے لئے دوبارہ تحریری یا زبانی طور پر کوئی اطلاع نہ دی اس طرح یہ بکنگ باقی (PENDING) رہی اس کے بعد دوبارہ مشین نمبر ۹۲ ۴۔سی موضع لالو والا فروری ۱۹۹۵ء میں شفٹ کی گئی لیکن متعلقہ زمیندار نے رابطہ نہ کیا اور مشین سید محمود الحسن شاہ کے رقبہ پر کام ختم کرنے کے بعد واپس آ گئی۔

زمیندار محمد طارق نے تقریباً دو ماہ قبل دفتر سے رابطہ کیا کہ اسے مشین فراہم کی جائے تو اسے دوسرے دن مشین فراہم کرنے کے لئے مطلع کیا گیا۔ لیکن زمیندار محمد طارق نے مشین شفٹ نہ کرائی بہرحال مورخہ ۹۵-۵-۲۳ کو محکمہ نے از خود محمد طارق موضع لالو والا تحصیل خان پور سے رابطہ کر کے مشین فراہم کر دی ہے۔ اندریں حالات زمیندار محمد طارق کو پہلے مشین اس لئے فراہم نہ کی جا سکی کیونکہ زمین دار نے نہ تو کوئی رابطہ کیا اور نہ ہی مشین شفٹ کروائی مذکورہ زمینداران جن کو بلڈوزر فراہم کئے گئے ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پینے کے پانی کے منصوبہ کی ناکامی

*2033۔ نواب زادہ سید شمس حیدر ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے نیلا اعوان تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں زرعی اور پینے کے پانی کا کوئی منصوبہ شروع کیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ منصوبہ ابھی تک پوری طرح چالو نہیں ہوا اور اس منصوبہ کی ابتداء ہی سے میٹھے پانی کی بجائے کڑوا پانی آنا شروع ہو گیا ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلے میں حکومت نے کیا کارروائی کی ہے یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک و زراعت (چودھری طارق بشیر چیمہ)۔

(الف) فیلڈ ونگ محکمہ زراعت کی طرف سے زرعی یا پینے کے پانی کا کوئی منصوبہ موضع نیلا اعوان تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں شروع نہ کیا گیا تھا۔

(ب) چونکہ کوئی منصوبہ شروع نہ کیا گیا تھا۔اس لئے سوال متعلقہ نہ ہے۔

(ج) چونکہ کوئی منصوبہ نہ شروع کیا گیا تھا اس لئے سوال متعلقہ نہ ہے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

پی اے آر آئی کا آڈٹ

712۔ چودھری شوکت داؤد ، کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی اے آر آئی (پنجاب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ) کا کئی سال سے آڈٹ نہ ہوا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے متعلق رپورٹ ہوئی ہے کہ تقریباً 25 ملین کا کوئی حساب نہ ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ dutch گورنمنٹ اس سے متعلقہ پراجیکٹ کے ساتھ الحاق کرنا چاہتی تھی لیکن صرف ڈائرکٹر کی عدم دلچسپی کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انسٹی ٹیوٹ کا ڈائرکٹر کئی سال سے ایک ہی چلا آ رہا ہے اور وہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ معلومات بھی فراہم کرنے پر راضی نہ ہے؟

وزیر خوراک و زراعت (چودھری طارق بشیر چیمہ):

(الف) پنجاب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا موجودہ نام ایوب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ہے جس کا سربراہ ڈائرکٹر جنرل ایگریکلچر (ریسرچ) ہے اس کے دفتر کا آڈٹ باقاعدگی سے سال 1992-93ء تک ہو چکا ہے (آڈٹ رپورٹ کے پہلے صفحہ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اور اس کے بعد کے عرصہ کا آڈٹ ہونا باقی ہے۔

(ب) ادارہ ہذا کے ایک دفتر ڈائرکٹر کاٹن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد میں جاری ایکشن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 1993-94ء کے ایڈوانس پیرا نمبر 1036 (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) جو چیف پلاننگ اینڈ ایویلیوایشن سیل، محکمہ زراعت کے متعلقہ ہے میں کہا گیا ہے کہ 20.777 ملین روپے کے اخراجات کا ریکارڈ پیش نہیں کیا گیا کیونکہ یہ اخراجات ڈائرکٹر پی آئی سی یونٹ Project Implementation Coordination Unit کراچی نے کیے ہیں اور اس کے پاس حساب موجود ہے لہذا یہ معاملہ ادارہ ہذا کے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) ڈچ گورنمنٹ سے متعلقہ پراجیکٹ کے الحاق کے بارے میں کوئی تجویز موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) ایوب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا انچارج ڈائریکٹر نہیں بلکہ ڈائرکٹر جنرل ایگریکلچر (ریسرچ) ہے اس عہدہ پر ایک ہی افسر تعینات نہیں چلا آ رہا ہے بلکہ کئی افسران اس آسامی پر تعینات رہ چکے ہیں جن کے قیام اور عرصہ تعیناتی درج ذیل ہے۔

1۔	مصاحب الدین	12-7-73 تا 20-5-74
2۔	ڈاکٹر عناء اللہ	21-5-74 تا 12-5-77
3۔	ڈاکٹر ایس اے قریشی	13-5-77 تا 13-4-83
4۔	ڈاکٹر منظور احمد باجوہ	14-4-83 تا 05-3-91
5۔	ڈاکٹر الطاف حسین	06-3-91 تا 25-6-92
6۔	دوست محمد ملک	26-6-92 تا 22-11-94
7۔	ڈاکٹر مختار احمد حلیمی	23-11-94 تا حال

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ سوال جو اس وقت زیر بحث تھا اس کی اہمیت اس لیے ہے کہ اس پر کروڑوں روپے حکومت پنجاب کے خرچ ہوتے ہیں۔ لہٰذا میری یہ درخواست ہے کہ اس سوال کو بھی مؤخر کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سوال کو بھی مؤخر کیا جاتا ہے۔ اب ہم درخواست ہائے رخصت لیتے ہیں۔

نوابزادہ سید شمس حیدر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ میں نے بہت سارے سوالات بھیجے تھے ان میں سے اس اجلاس میں صرف ایک سوال پیش ہوا ہے اور وہ بہت اہم سوال ہے لیکن اس کا جواب کچھ اس قسم کا دیا گیا ہے ....

جناب ڈپٹی سپیکر، شمس حیدر صاحب کے سوال کو بھی ہم موخر کرتے ہیں۔

نوابزادہ سید شمس حیدر، شکریہ۔

اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم درخواست ہائے رخصت لیتے ہیں۔

ہارون اختر خان

SECRETARY ASSEMBLY: Application from Mr Haroon Akhtar Khan, MPA, through Mian Abdul Sattar MPA

"I have been informed by Mr. Haroon Akhtar Khan, MPA that he is going abroad and as he is being out of the country, he can not attend the assembly session. Kindly grant him leave for the current session".

جناب ڈپٹی سپیکر، سوال یہ ہے کہ،

"مذکورہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

راجہ اشفاق سرور

SECRETARY ASSEMBLY: Application from Raja Ashfaq Sarwer, MPA

through Raja Muhammad Basharat, MPA

"Raja Ashfaq Sarwer, MPA has informed me on telephone that because of health problem he will not be able to attend the current session. He has requested that leave for the current session may kindly be granted to him".

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ ،

"کیا مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری وقار علی خان

سیکرٹری اسمبلی ، یہ درخواست جناب چودھری وقار علی خان' ایم پی اے کی طرف سے ہے،

" گزارش ہے کہ مجھے بخار ہے۔ جس کی وجہ سے میں 14 اور 15 نومبر کو اجلاس میں حاضر نہ ہوں گا۔ چھٹی منظور فرمائی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

سردار محمد نواز خان

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست سردار محمد نواز خان' ایم پی اے کی طرف سے ہے،

" گزارش ہے کہ میں بوجہ حادثہ 14 اور 15 نومبر کو اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ لہذا رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

سردار امجد حمید خان دستی

سیکرٹری اسمبلی ، یہ درخواست جناب امجد حمید دستی' ایم پی اے کی طرف سے ہے،

I could not attend the Punjab Assembly session on 30th September, 1995 and Ist October 1995 due to my illness Kindly grant me leave for the said dates and oblige.

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

ملک کرامت علی خان

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست ملک کرامت علی خان' ایم پی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

"میں مورخہ 30 اکتوبر سے ملک سے باہر جا رہا ہوں۔ آئندہ اجلاس میں شرکت نہ کر سکوں گا۔ لہذا رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب ایس اے حمید ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے مشاہدہ فرمایا کہ آج کچھ وزیر ہاؤس سے آؤٹ تھے اور جو تھے وہ ناک آؤٹ ہو گئے ۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

مجلس استحقاقات کی رپورٹ پر غور

جناب سپیکر ، اب ہم مجلس استحقاقات کی رپورٹ پر غور کریں گے۔ اس ضمن میں ایک تحریک سید تابش الوری اور سید ظفر علی شاہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ سید تابش الوری اپنی تحریک پیش کریں گے۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر!

SYED TABISH ALWARI: I move:

> That the report of the Committee on Privileges on Privilege Motion No 10, moved by Syed Tabish Alwari, regarding unlawful detention of Syed Zafar Ali Shah, be taken into considertation.

جناب سپیکر، سید تابش الوری کی طرف سے یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ سید ظفر علی شاہ کی غیر قانونی نظر بندی کے خلاف پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 10 پر مجلس استحقاقات کی رپورٹ کو زیر غور لایا جائے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں اپنی اس تحریک کے سلسلے میں چند جملے کہنا چاہتا ہوں چونکہ یہ بڑی اہم تحریک استحقاق تھی جسے آپ نے منظور کیا تھا ....

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Afzal Hayat): Opposed.

سید تابش الوری، جناب والا! میں اپنی اس تحریک کے سلسلے میں چند جملے کہنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہ بڑی اہم تحریک استحقاق تھی۔ جسے آپ نے منظور کیا تھا اور مجلس استحقاقات کو ریفر کر کے ان سے اس کی رپورٹ طلب فرمائی۔

جناب سپیکر، اس میں اگر کوئی ترمیم ہو پھر تو کوئی بات ہوتی ہے۔

سید تابش الوری، نہیں جناب یہ تو تحریک پیش کرنے والے کا حق ہے کہ وہ اس پر اظہار خیال کرے یا خاموش رہے۔ میں صرف اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کمیٹی نے اس اہم نکتے پر بڑی تفصیل سے غور کیا۔ نکتہ یہ تھا کہ ہاؤس کے اراکین کو یہ استحقاق حاصل ہے کہ اسمبلی کے اجلاس سے چودہ دن قبل اور اسمبلی کے اجلاس سے چودہ دن بعد تک ان کو نظر بند نہیں کیا جاسکتا، کسی انتناعی قانون کے تحت حراست میں نہیں لیا جا سکتا۔ لیکن جناب ظفر علی شاہ کو 14 دن کے اندر حراست میں لیا گیا انہیں نظر بند کر دیا گیا اور تحریک نجات کے دوران استحقاق کی کھلی خلاف ورزی کی گئی جس پر میں نے تحریک استحقاق پیش کی آپ نے اسے مجلس کے سپرد کیا۔ مجلس میں متعلقہ ڈپٹی کمشنر اور مجسٹریٹ نے یہ موقف اختیار کیا کہ اراکین اسمبلی کو یہ استحقاق سرے سے حاصل ہی نہیں اور انہیں ایسا کسی قانون کے تحت نظر بندی سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ اس پر ایڈووکیٹ جنرل کی رپورٹ بھی

طلب کی گئی' اس پر لاء کمیٹی سے رائے لی گئی اور اس کے بعد جناب والا! یہ فیصلہ دیا گیا کہ اراکین اسمبلی کا استحقاق بدستور برقرار ہے اور انہیں اجلاس سے چودہ دن پہلے اور اجلاس کے 14 دن بعد نظر بند نہیں کیا جا سکتا۔ کمیٹی نے رائے دی۔

The Committee was therefore of the view that the detention of Syed Zafar Ali Shah MPA on 11th October, 1994 within the period of immunity was in contravention of the privilege conferred on him under Sub Section 1 of Section 4 of the 1972 Act. The Committee however, felt that no malafide on part of Mr Javed Aslam who issued detention order has been established on record. The Committee in the circumstances took a lenient view of the matter and recommended as under.

جناب والا! کمیٹی کی recommendation بڑی اہم ہے جسے ہاؤس نے منظور کرنا ہے۔

MR SPEAKER: I call the House to order.

SYED TABISH ALWARI: Sir, I read.

(1) Services, General Administration and Information Department may issue a strict warning to Mr Javed Aslam (Distrtict Magistrate) Deputy Commissioner Rawalpindi to be careful in future especially with regard to the privileges of the members.

(2) Home Department may issue a circular bringing the above legal position to the notice of all concerned to avoid reoccurrence of such incidents in future and copies of the warning and the circular may be sent to the Assembly Secretariat for information of the members.

جناب والا! میں کمیٹی کا ممنون ہوں کہ اس نے ---------

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! اس موقع پر میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! مجھے یہ ایک نوٹ ملا ہے اگر اجازت ہو تو میں آپ کی اور ایوان کی توجہ کے لیے پڑھ دوں۔

"محترم قائد حزب اختلاف گزشتہ دنوں سیکرٹری بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن نے پی پی آئی کے رپورٹر پر مسلح حملہ کیا جس کا مقدمہ پولیس اسٹیشن میں درج ہے۔ اس کے خلاف تمام اعلیٰ حکام کو بذریعہ ٹیلی گرام اطلاع بھی کی گئی اور کارروائی کا مطالبہ بھی کیا گیا۔ مگر ابھی تک سیکرٹری کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ پریس گیلری کمیٹی کے مطابق اخبار نویس گیلری سے واک آؤٹ کر رہے ہیں۔"

اور جناب والا! یہ نوٹ اس اخبار کی cutting کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ جس میں ہیڈ لائنز آئی ہیں،

"Bid to Kidnap PPI Reporter at gun point".

میری آپ سے یہ درخواست ہوگی کہ حکومت کو اس بارے میں آگاہ کیا جائے کہ اس سیکرٹری بورڈ آف انٹرمیڈیٹ کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ اور دوسرا یہ کہ پریس گیلری کے صحافیوں کو استدعا کی جائے کہ وہ واپس گیلری میں تشریف لے آئیں تا کہ ہاؤس کی کوریج ہو سکے۔

جناب سپیکر، جو نوٹس جناب کھوسہ صاحب نے آپ کے سامنے رکھا ہے یہ مجھے بھی ملا ہے۔ اور میں خیال کر رہا تھا کہ تابش الوری صاحب جو تحریک پیش کر رہے ہیں اس پر ان کی بات مکمل ہو جائے تو میں ہاؤس کو بتاؤں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ہاؤس کی کوریج آنی چاہئے اس لیے میں نے مداخلت کی ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ تو میں اس سلسلے میں یہ کارروائی کرتا ہوں کہ یہ نوٹس اور یہ ساری خبر میں لاءمنسٹر کو بھیج رہا ہوں۔ وہ ازراہ کرم اس پر توجہ دیں۔ اور میں پریس گیلری کے دوستوں سے یہ کہتا ہوں کہ ان کا جو واک آؤٹ ہے وہ نوٹ ہو گیا۔ اور میں نے وزیر قانون کو تاکید کی ہے کہ وہ اس سلسلے میں مناسب کارروائی کریں اور وہ مہربانی سے واپس گیلری میں آجائیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں ۔ اور آپ کی وساطت سے پریس کے صحافیوں کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں حکومت پوری کارروائی کرے گی اور ان کی تسلی کی جائے گی۔ اور میں آپ کی وساطت سے پریس سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ واپس آجائیں۔

جناب سپیکر، تابش صاحب! آپ اپنی بات مکمل کر چکے یا ابھی رہتی ہے۔ جی آپ شکریہ ادا کر رہے تھے۔

سید تابش الوری، میں مجلس استحقاق کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے اراکین اسمبلی کے استحقاق کے سلسلے میں اپنا فرض صحیح طور پر ادا کیا۔ میرے موقف کو تسلیم کیا اور تحریک استحقاق کے موقف کے مطابق یہ قرار دیا کہ breach of privilege ہوا ہے۔ اور ظفر علی شاہ صاحب کو غیر قانونی طور پر نظر بند کیا گیا۔ اس سلسلے میں اگرچہ lenient view لے کر ڈپٹی کمشنر کو صرف وارننگ دی گئی ہے لیکن ہم توقع کرتے ہیں کہ یہ وارننگ تمام انتظامیہ کے لیے ہو گی اور آئندہ اراکین اسمبلی کو اسمبلی کے اجلاس سے چودہ دن پہلے اور چودہ دن بعد کوئی شخص نظر بند کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"سید تابش الوری کی طرف سے سید ظفر علی شاہ صاحب کی غیر قانونی نظر بندی کے خلاف پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر ۱۰ پر مجلس استحقاقات کی رپورٹ کو زیر غور لایا جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایوان سید تابش الوری کی طرف سے سید ظفر علی شاہ کی غیر قانونی نظر بندی کے خلاف پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر ۱۰ پر مجلس استحقاقات کی رپورٹ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۹۵ء سے اتفاق کرتا ہے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر : اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ یہ جو تحریک کل شاہد ریاض ستی کے حوالے سے چل رہی تھی اس کے بارے میں تحقیق کی گئی ہے۔ میری عدم موجودگی جناب ڈپٹی سپیکر نے جب وہ سپیکر کے فرائض ادا کر رہے تھے۔ اس کو باقاعدہ یکم اکتوبر 1995ء کو رول آؤٹ کر دیا تھا۔ اس لیے It stands ruled out ڈاکٹر شفیق صاحب تشریف رکھتے ہیں یا نہیں ؟ چلیے ان کی اسی طرح pend پڑی رہے۔ تحریک استحقاق نمبر 3 جناب ارشد عمران سلہری' حاجی عبدالرزاق' میاں معراج دین' جناب عبد الرؤف مغل ' جناب انعام اللہ خان نیازی' میاں عمران مسعود' چوہدری اختر رسول' میاں فضل حق ' جناب محمد اقبال خان خاکوانی' میاں عبدالستار' جناب عثمان ابراہیم' جناب ایس۔ اے حمید کی طرف سے آ گئی ہے ۔ کل مجھے بتایا گیا تھا کہ خاکوانی صاحب یہ تحریک پیش کریں گے۔

لاہور ایئر پورٹ پر پولیس افسران کا اراکین اسمبلی سے ناروا سلوک

حاجی عبد الرزاق : میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 4 نومبر 1995ء کو ہم قائد حزب اختلاف صوبائی اسمبلی پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کا استقبال کرنے کی غرض سے لاہور ائر پورٹ پر گئے۔ وہاں پر پنجاب پولیس کے اعلیٰ ترین عہدیداروں کے علاوہ ائر پورٹ سکیورٹی کے اہلکاروں نے ہمیں روک دیا اور ائر پورٹ کے اندر نہ جانے دیا۔ ہم نے انہیں ہزار دفع حکومت پاکستان کی طرف سے جاری کردہ وی آئی پی کارڈ دکھائے اور کہا ہم ان کارڈوں کے ذریعے ایپرن تک جا سکتے ہیں۔ آپ ہمیں نہیں روک سکتے مگر انہوں نے نہایت بدتمیزی سے کہا کہ یہاں سے بھاگ جاؤ ہم نہ ان کارڈوں کو مانتے ہیں اور نہ ہی کسی ایم پی اے کو مانتے ہیں اگر خیریت چاہتے ہو تو ائر پورٹ کی حدود سے نکل جاؤ۔ جس پر ہم نے احتجاج کیا تو انہوں نے ہمارے ساتھ مزید بدتمیزی کی اور دھکے دینے شروع کر دیئے۔ ہمارے کپڑے پھٹ گئے' کئی زخمی ہو گئے اگر ان کارڈوں کی یہی وقعت ہے تو ان کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ واقعات قومی پریس کے علاوہ دنیا بھر کی پریس میں شائع ہوئے ہیں جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

MR SPEAKER: Any short statement

حاجی عبد الرزاق : میں دو منٹ میں جلدی فارغ کر دوں گا۔

جناب سپیکر : جی کریں۔

حاجی عبد الرزاق: جناب سپیکر! میں پورے ایوان کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ 4 ستمبر کا جو منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جو ہمارے ساتھ وہاں سلوک کیا گیا انتہائی نامناسب تھا وہ ایسےمعلوم ہوتا تھا جیسے ہم کسی ملک پر حملہ آور ہیں اور وہاں کی فورسیں ڈیفنس کر رہی ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہم اگر وی آئی پی تھے میری گاڑی کو پولیس نے ٹکر ماری ابھی تک میری گاڑی تباہ و برباد پڑی ہے۔ میں وی آئی پی تھا میں نے کہا بھئی مجھے کیوں نہیں جانے دیتے۔ کہا ہم کسی کو نہیں جانتے۔ ہم آپ کو نہیں جانے دیں گے۔ آپ بتائیے اس وی آئی پی کا جو قانون بنا ہے وہ حکومت نے بنایا ہے یا کسی اپوزیشن نے بنایا ہے۔ آپ نے وی آئی پی کے جو کارڈ issue کئے ہیں وہ گورنمنٹ نے جاری کئے ہیں یا اپوزیشن نے جاری کئے ہیں۔ اگر اپنے ہی کارڈوں کی' اپنے ہی بنائے ہوئے قانون کی دھجیاں آپ یوں بکھیریں گے تو یہ کب تک چلے گا؟ جناب سپیکر! یہ بڑا سوچنے کا مقام ہے۔ یہ پورے ہاؤس کے لئے سوچنے کا مقام ہے ۔ اگر ہم اس طرح قانون کی دھجیاں بکھیرتے رہے تو اس کا نتیجہ ظاہر ہے کیا ہو گا۔ کوئی تیسری قوت آئے گی جو اس بات کا فیصلہ کرے گی کہ کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ کم از کم جو ہمارے اپنے قانون بنائے ہوئے ہیں۔ اپنے privilege کے لئے ان پر تو عمل کیا جانا چاہیئے۔ پولیس کو اتنے لامحدود اختیارات نہیں دینے چاہئیں۔ پولیس آج آپ کے ماتحت ہے کل ہمارے ماتحت ہو گی۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ پولیس کو پولیس کی جگہ رکھیں اور وی آئی پی کو وی آئی پی کی جگہ رکھیں۔ اگر آپ قانون کا احترام نہیں کریں گے اور آپ قانون کا احترام نہیں کرائیں گے تو اس سے اور بدتر صورت حال پیدا ہو گی۔ میں عرض کرتا ہوں میری اس تحریک استحقاق کو منظور کیا جائے اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ (تالیاں)

جناب سپیکر : اس تحریک پر بہت سے نام ہیں۔میری طرف سے اجازت ہے اگر اپوزیشن کے قائد خود فیصلہ کر دیں کہ کس نے بولنا ہے وہ دوسری بات ہے ورنہ میں ترتیب وار نام پکارتا جاتا ہوں جو صاحب بولنا چاہتے ہیں بیشک بول لیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : حافظ محمد اقبال خان خاکوانی کو اجازت دے دیں جب تک ہم باقی

تصفیہ کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر : جی خاکوانی صاحب آپ فرمائیے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایک دانشور' قرآنی آیات کے خطاط اور ظاہر ہے کہ قرآنی آیات کے خطاط قرآنی آیات کا مطلب بھی جانتا ہے۔ میں اس حنیف رامے سے مخاطب ہوں جو قرآنی آیات کی خطاطی کرتا ہے جو دانشور ہے اور اس وقت اس ہاؤس کا سپیکر ہے۔ جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق پر میں آج قرآنی آیات کا حوالہ دوں گا کہ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات۔ جناب سپیکر! جمہوریت کا دعویٰ کرنا اور اس پر عمل کرنا یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ جس طرح کہ کوئی آدمی اپنے آپ کو مسلمان تو کہلوائے لیکن اس کے دل کے اندر ایمان نہ ہو وہ پھر پکا مومن نہیں ہے اسی لئے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا" "یہ گنوار اور جاہل کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے 'نہیں یہ ایمان نہیں لائے' ہاں کہو کہ یہ مسلمان ہیں" "ولما یدخل الایمان فی قلوبکم" "ایمان ان کے دلوں کے اندر ہرگز داخل نہیں ہوا"۔ جناب سپیکر! آج ایک غلط فہمی جو من حیث القوم ہمارے اندر موجود ہے کہ چونکہ ہم نے کلمہ پڑھ لیا اس لئے ہم مسلمان اور ہم بخشے جائیں گے۔ مسلمان اور چیز ہے' ایمان اور چیز' جمہوریت کا راگ الاپنا اور چیز ہے۔ جمہوریت کا دعویٰ کرنا اور چیز ہے لیکن جمہوریت پر عمل کرنا اور چیز۔ جناب سپیکر! چار نومبر کو جو کچھ ہوا میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی مہذب معاشرے میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ میں یہاں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ہم کچھ اعلیٰ روایات کے امین ہیں۔ جب بھی ہمارا کوئی بزرگ' ہمارا کوئی دوست کسی سفر سے واپس آئے تو یہ ہمارے رسم و رواج میں ہے' یہ ہماری روایات میں ہے کہ ہم ان کا استقبال کرتے ہیں اس موقع پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور اس کی بھی میں ایک مثال دوں گا جناب سپیکر! اور آپ بھی اس سے آگاہ ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے اور پھر ایک رات قیام کرنے کے بعد جمعہ سے آپ پھر روانہ ہوئے تو بنی نجار کی بچیوں نے دف بجا کر آپ کا استقبال کیا اور آپ نے بھی اسے منع نہ فرمایا بلکہ اسے پسند فرمایا ہم ان روایات کے امین ہیں۔ جناب سپیکر! ہمارا قصور صرف یہی تھا کہ ہم اپنے قائد کے استقبال کے لئے جو کہ پندرہ سولہ ماہ بیرون ملک علاج کے بعد قدرے صحت یاب ہو کر واپس آ رہا تھا۔ جو کہ ایک دن پہلے اللہ کے گھر اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں حاضری دیکر واپس آ رہا تھا ہم اس کا استقبال کرنے کے لئے جا

رہے تھے یہی ہمارا قصور تھا؟ بے دریغ ہم پر ڈنڈے برسائے گئے۔ ہمارے کپڑے پھاڑے گئے۔ ہم پر آنسو گیس کے شل پھینکے گئے۔ بدتمیزی اور توہین کی گئی۔ جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا جس آئین کے تحت آپ سپیکر ہیں۔ جس آئین کے تحت کسی کو ہم وزیر اعظم سمجھتے ہیں۔ اسی آئین کے تحت کسی کو ہم صدر سمجھتے ہیں۔ اسی آئین کے تحت ہمیں آپ کی طرف سے حکومت پاکستان کی طرف سے ایک کارڈ جاری کیا گیا کیونکہ آپ اور ہم سیاسی لوگ ہیں۔ Once in a blue moon' سالوں میں کبھی ایک بار اس کارڈ کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ کیوں آپ نے یہ کارڈ جاری کرائے؟ کہ ہم لوگ سیاسی لوگ ہیں۔ کبھی اپنے قائدین میں سے کسی کا استقبال کرنے کے لیے اگر ہمیں ایپرن پر جانا پڑے تو یہ کارڈ ہمارے لیے معاونت کرے۔ لیکن اس روز اس آئین کی دھجیاں اڑا دی گئیں۔ جناب سپیکر! میں آپ سے کیا یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہوں کہ پرسوں اگر اس گیٹ پر کھڑے ہونے ایک کنسٹیبل ہمیں یہ کہے کہ میں آپ کو ایم پی اے نہیں مانتا' میں آپ کو اس ہاؤس کے اندر نہیں جانے دیتا۔ مجھے آپ بتائیے' میرے پاس کون سا راستہ ہے؟ جناب سپیکر! اگر اپنے قائد کے استقبال کے لیے مجھ پر لاٹھی چارج کیا گیا' بدتمیزی کی گئی۔ میرا جسم میرا جسم نہیں تھا' یہ ڈیڑھ لاکھ افراد کا نمائندہ تھا۔ یہ میری توہین نہیں کی گئی تھی' یہ ڈیڑھ لاکھ افراد کی توہین کی گئی تھی۔ جناب سپیکر! اور پھر اسی پر بس نہیں۔۔۔

چودھری شاہنواز چیمہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شاہنواز چیمہ۔ جناب سپیکر! مینوں بڑی خوشی ہوئی سی جس وقت خاکوانی صاحب نے تقریر دا آغاز کیتا۔ اوہ اچھے' نیک آدمی نیں۔ اور میں آکھناں واں کتنی بدبختی اے ساڈی قوم دی کہ جہڑے لٹن والے نیں۔۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔ جناب والا! بے قاعدگی ہو رہی ہے۔ انھوں نے پنجابی میں بات کرنے کے لیے اجازت نہیں لی۔

جناب سپیکر، کوئی بات نہیں۔

چودھری شاہنواز چیمہ، ـــ اور جہڑے لیڈر وی نیں اوہناں نوں اسیں اپنا قائد مندے آں قرآن دیاں آیتاں دس کے۔ مینوں بڑا افسوس ہویا اے۔بہت افسوس اے۔ اور بڑا روپیہ ضائع کیتا اے اساں ہاؤس چلا کے۔

جناب سپیکر، شاہنواز صاحب! آپ مہربانی سے اجازت لیا کریں جب پنجابی میں بولنے لگیں۔ جی' جناب خاکوانی صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! چار تاریخ کے بعد' پھر اسی پر بس نہیں۔ شاید آپ کے نوٹس میں ہو جناب سپیکر۔ آپ کے ان ساتھیوں پر اس ہاؤس کے اراکین پر حکومت کی طرف سے ڈکیتی' بلوہ' لوٹ مار' سرکاری املاک کو نقصان پہنچانا' ان جیسے پرچے ہم پر درج کیے گئے۔ میں نے کون سی ڈکیتی کی ہے؟ جناب سپیکر! جی ہاں' میں نے صرف یہی چوری کی ہے۔ میں نے پولیس کے ڈنڈے کھائے ہیں۔ میں نے آنسوگیس کے شیل سونگھے ہیں۔ جی ہاں' میں نے اپنے کپڑے پھڑوائے ہیں۔ یہ ہم کس طرف سے کر جا رہے ہیں؟ جناب سپیکر! آپ کے نوٹس میں مزید ایک بات لانا چاہتا ہوں۔ ہمارے بیورو کریسی میں بھی اچھے اور برے افراد ہوتے ہیں۔ ایک شریف افسر صاحب جو کہ میرے جاننے والے ہیں۔ آج سے چند دن پہلے مجھے یہ فرما رہے تھے کہ حافظ صاحب! آپ شریف آدمی ہیں۔ اچھے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ پر پرچے ہو چکے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ضمانت قبل از گرفتاری کروا لیں کہ کسی وقت اگر ہمیں حکومت کی طرف سے حکم آیا تو ہم وقت اور بےوقت نہیں دیکھیں گے آپ کو گرفتار کر لیں گے۔ جناب سپیکر! میں نے انھیں جواب دیا کہ جناب افسر صاحب! آپ کی اس انفرمیشن کا' اس advice کا شکریہ کہ میں حسن ظن رکھتا ہوں کہ آپ نے اپنی محبت اور نیک نیتی سے مجھے یہ مشورہ دیا۔ لیکن پھر میں یہ بھی آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں اور حکومت تک میرا پیغام پہنچا دیجیے ' کہ جن جھوٹے مقدموں میں شیخ رشید صاحب جیسے سپوت کو' طاہر رشید صاحب جیسے ہمارے معزز ممبر اسمبلی کو' میاں شہباز شریف صاحب جیسے قائد حزب اختلاف کو اور اس لاہور میٹروپولیٹن کے سابقہ لارڈ میئر خواجہ ریاض محمود کو آپ نے جھوٹے مقدمات میں جیلوں کے اندر ڈال دیا ہے' اقبال خاکوانی بھی جانے کے لیے تیار ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہمیں جیلوں کا کوئی خوف نہیں ہے۔ ہمارے دامن اور ہمارے ہاتھ صاف ہیں۔ لیکن جناب

سپیکر! میں یہاں صرف اتنی گزارش کروں گا اگر اس سسٹم کو بچانا ہے' اگر کوئی اچھی روایات قائم کرنی ہیں تو خدا کے واسطے میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ للہ' اس تحریک کو منظور فرمائیں اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمائیں۔

جناب سپیکر: چودھری اختر رسول۔

چودھری اختر رسول: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! جب یہ ایوان منتخب ہوا تھا' تمام لوگ اس اسمبلی میں آئے تھے۔ یہ حکومت بنی تھی۔ اس ایوان کے تین بڑے ستون ہوتے ہیں۔ ایک قائد ایوان' ایک قائد حزب اختلاف اور ایک جناب سپیکر آپ جناب سپیکر! قائد ایوان تو ہمیں نظر نہیں آتے۔ نہ جانے پنجاب کے کسی گوشے میں وہ ہیں بھی یا نہیں جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کے ساتھ آپ لوگوں نے کیا کیا۔ اب آپ ہی کی ذات رہ جاتی تھی اور اپوزیشن کے ممبران کی نظریں آپ کی طرف اٹھیں۔ کہ آپ اس ایوان کے کسٹوڈین ہیں' ہماری عزت اور حفاظت کے آپ ذمہ دار ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! مجھے گلہ ہے آپ سے کہ آپ نے بھی ان برستی گولیوں پہ اور آنسوگیس کے ان شیلوں پر اور لاٹھی چارج کے اوپر بھی آپ نے اپنا کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا۔

جناب سپیکر: اختر رسول صاحب! میں آپ کی بات کاٹ رہا ہوں۔ شاید سپیکر کے لیے یہ بھی ایک راستہ ہے آپ کی مدد کرنے کا اور آپ کے ساتھ ہم نوائی کرنے کا کہ وہ آپ کو پورا موقع دے کہ آپ اپنی بات کر سکیں۔ کل اڑھائی گھنٹے تک اس موضوع پر بات ہوئی ہے اور آفرین ہے آپ پر کہ اڑھائی گھنٹے تک جس سپیکر نے اور پانچ گھنٹے وہ خود کرسی پر بیٹھا رہا ہے۔ جس نے اتنی بات آپ کی سنی' آخر میں آپ کو توفیق ہوئی تو یہ کہنے کی کہ ہم آپ کے رویے کے خلاف احتجاج کر کے جاتے ہیں۔ آج بھی اب دیکھیے کہ آپ بات کر رہے ہیں۔ اگر آپ اسمبلی کے مجموعی کردار کو دیکھیں تو اسمبلی میں آواز ہی اٹھائی جا سکتی ہے اور سپیکر اس کے لیے اگر آپ کو موقع دیتا ہے تو شاید وہ اپنا حق ادا کر رہا ہو۔ جی' آپ اپنی بات کو جاری رکھیں۔

چودھری اختر رسول: جناب سپیکر! آپ نے کل اڑھائی گھنٹے تک ہمیں اجازت دی۔ ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن وہ اڑھائی گھنٹے بھی یاد کریں جو ہمارے کارکنوں پر گولیاں برسائی گئیں۔ ـــــ

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔

جناب محمد افضل سندھو: آپ نے جو ابھی ابھی فرمایا ہے کہ آپ پانچ گھنٹے بیٹھے رہے۔ مجھے سوفی

صد یقین ہے کہ دل سے' اندر سے یہ آپ کے معترف ہیں اور آپ کی تعریف کرتے ہیں۔ اور یہ ایسے ہی باہر باہر سے آپ کی مخالفت ظاہر کر رہے ہیں۔ دل سے آپ کو بڑا پسند کرتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ بسم اللہ جی۔

چودھری اختر رسول۔ ابھی سندھو صاحب کو وزارت نہیں ملی۔ ابھی سندھو صاحب کو آپ سے بہت گلے شکوے ہیں۔ بہرحال' جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ ہی کے اوپر ہم نے اپنی نظریں جمائی تھیں' کیونکہ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ اور میں آپ کے نام ایک شعر کرتا ہوں:

جب مسیحا دشمن جاں ہو تو ہو کیسے علاج
راہبر کیسے ملے جب خضر بھٹکانے لگے

جناب سپیکر! شہباز شریف صاحب اس ملک میں آئے ہیں' بھاگنے کے لیے نہیں آئے اور اگر بھاگنا ہوتا تو وہ اس ملک میں نہ آتے۔ یہ پاکستان ان کا وطن ہے جس طرح ہمارا اور آپ کا وطن ہے۔ یہ پاکستان کسی ایک زرداری کا ملک نہیں' یا کسی ایک بےنظیر کا ملک نہیں۔ یہ پاکستان' پاکستان کے چودہ کروڑ عوام کی امانت ہے۔ اور پاکستان کے چودہ کروڑ عوام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی سرزمین پر آزادی سے جئیں اور آزادی سے رہیں۔ لیکن جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کا حزب اختلاف کا لیڈر جب پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھتا ہے اور قدم رکھتے ہی سولہ ماہ کی جلاوطنی کو ایک طرف دیکھتا ہے اور پاکستان کی سرزمین کو دیکھتا ہے تو وہ پہلا بوسہ زمین کو دیتا ہے جو پاکستان کی زمین ہے۔ یہ جناب والا! پاکستان کے ساتھ اس کی محبت کا سب سے بڑا ثبوت تھا۔ لیکن آپ نے یعنی اس حکومت نے وہی کیا جو ہمیشہ سیاسی کلچر کا ہمارا حصہ رہا ہے۔ انتقامی کارروائی سے کچھ نہیں ہوا۔ نواز شریف کو اگر گرفتار نہیں کیا جا سکا '' اگر ان ممبران کو victimization کر کے '' انکوائریاں کر کے گرفتار نہیں کیا جا سکا تو کسی بہانے قائد حزب اختلاف کو گرفتار کر کے پابند سلاسل کر دیا۔ لیکن جناب والا! میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ:

حالات کے قدموں پہ قلندر نہیں گرتا
ٹوٹے بھی جو تارا تو زمیں پر نہیں گرتا
گرتے ہیں سمندر میں بڑے شوق سے دریا
لیکن کبھی دریا میں سمندر نہیں گرتا

جناب سپیکر ! بہت شکریہ۔

جناب سپیکر ، میاں فضل حق !

میاں فضل حق ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر ! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ کل جو تحریک استحقاق چودھری پرویز الٰہی کی طرف سے پیش کی گئی اور اس پر بہت سے ہمارے ساتھیوں نے باتیں کیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کے اندر اور خاص کر Third World Countries میں جس میں انڈیا' پاکستان' برما اور دوسرے ممالک شامل ہیں وہاں یہ تاثر عام طور پر ملتا ہے کہ جو لوگ حکومت میں ہوتے ہیں ان کو وہ ہر حق حاصل ہے کہ جو بھی کوئی situation ہو اس کو جس طرح چاہیں وہ handle کر لیں۔ وہ اس چیز کے جوابدہ نہیں ہو سکتے۔ اس حکومت نے جمہوری نظام کو چلانے اور اس کی تعریف میں جو کچھ ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں اور جو اصلی صورت حال ہے اگر اس کا موازنہ کیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید اس تحریک استحقاق کا موقع ہی نہ آتا۔ انگریزی کی کہاوت ہے اگر اجازت ہو تو میں پڑھوں' وہ یہ ہے کہ Man's capacity for justice makes democracy possible, but man's injustice makes democracy necessary. جو injustice ہے اس کو کون پرکھے گا؟ اس کے لیے یہ Floor of the House is available for us لیکن یہاں کل جس طریقے سے حزب اختلاف نے ایک ریزولیوشن پیش کرنا چاہا اور آپ نے اس کو reject کردیا۔ اور ابھی آپ نے فرمایا کہ پانچ گھنٹے اس کرسی پر بیٹھ کے جس طرح میں نے آپ کی بات سنی تو آپ کو بھی چاہیے تھا کہ داد دیتے۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ پہلی دفعہ میں نے آپ کو اس طرح تحمل سے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اب آگے آپ کا کیا موڈ ہے اور اس کا کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ God knows better جناب والا ! بات یہ ہے کہ میاں شہباز شریف صاحب جب وہاں سے تشریف لا رہے تھے' وہ ہمارے قائد ہیں' حزب اختلاف کے وہ قائد ہیں۔ ہم لوگ مسلم لیگ کے ورکرز' ہمارے ایم پی اے اور ایم این اے حضرات نے ان کو وہاں receive کرنے کے لیے ایئر پورٹ پر جانا تھا۔ اب جس طریقے سے situation کو handle کیا گیا وہ میں نے شروع میں کہا ہے کہ حکومت اپنا حق سمجھتی ہے اور وہ حق استعمال کیا۔ اور اس حق کو استعمال کرنے میں ہمارے مسلم لیگ کے ورکرز نے جس طرح ان کا مقابلہ کیا وہ بھی آپ کے سامنے ہے لیکن بات یہ ہے کہ ہم لوگوں کو جس طرح سے mishandle کیا گیا اور وہاں جو حالات پیدا کیے گئے اس VIP Lounge میں اور اس کے بعد رن وے

کے اوپر وہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ FIA اور ایئر پورٹ سکیورٹی نے جو رن وے پر حالات پیدا کیے ہوئے تھے بخدا میں نے آج تک ایسی situation نہیں دیکھی۔ ایسے لگ رہا تھا کہ کسی ہائی جیکر کے خلاف کارروائی کرنا چاہتے ہیں یا کیا ہے۔ I was the first person toreceive Mian Shahbaz Sharif اور میں کس طریقے سے وہاں پہنچا وہ روداد میں آپ کو سنا دیتا ہوں کہ میرے باقی ساتھی جو تھے ان کو رن وے پر روک لیا گیا اور میں جب VIP Lounge میں پیچھے رہ گیا تو ایرو ایشیا کی ایک وین تھی جس میں ان کے جہاز کی مرمت کے لیے سامان ہوتا ہے تو میں نے اس کو روکا اور کہا کہ یار مجھے رن وے پر لے جاؤ۔ گھٹا مٹی اور ٹیئر گیس سے برا حال تھا۔ اس نے کہا کہ جی آپ کدھر جائیں گے۔ میں نے کہا کہ اس جہاز پر جانا ہے۔ اس نے سمجھا کہ یہ بھی کوئی لوڈر ہی ہے اسے بھی بیچ میں بٹھاؤ۔ وہ مجھے رن وے پر لے گیا۔ اب رن وے کے قریب جب ہم پہنچے تو رن وے پر پولیس تھی تو میں نے اس کو کہا کہ ادھر سے چلو۔ رن وے کے ساتھ سڑک تھی تو اس نے اس جہاز کے سامنے جا کر مجھے اتار دیا۔ وہاں ایف آئی اے والے۔ ایس ایس پی لاہور نے مجھے روکا کہ آپ آگے نہیں جا سکتے۔ One of the officers I just don't know his name, but he belongs to FIA. کہنے لگے Sir, I want to repeat but I don't know whether it will come in the Press or not.

He used abusive language and said" these MPAs and MNAs, are creating problems for us". What is this ? Who are they to talk with us like that? یہ کون لوگ ہیں؟ جناب! یہاں بات ہوتی ہے بیورو کریسی کی، ابھی منسٹر جو یہاں موجود تھے ---------

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی فرمائیے لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر! ایک گالی کو repeat کرنا بھی گالی ہوتی ہے تو ایسے remarks کو حذف کر دیا جائے تو بہتر ہے۔ یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔

جناب سپیکر۔ جی۔ آپ اسے اس میں بدل دیجیے کہ "گالی دے کر کہا"۔ ایسے الفاظ لکھ دیجیے۔ گالی بذاتہٖ نہ لکھیے۔ جی!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔ جناب سپیکر! یہ گالی یہاں استعمال نہیں کی گئی تھی۔ یہ repeat کی

گئی ہے جو ممبران اسمبلی پر استعمال کی گئی ہے۔ میرا خیال ہیں کہ اسے ریکارڈ پر آنا چاہیے اور پریس میں اسے آنا چاہیے۔

جناب سپیکر : پریس والے اس کا بندوبست کر لیتے ہیں۔ لیکن بہتر ہے کہ اسے یوں رکھا جائے کہ گالی دے کر یہ کہا۔ بس۔ گالی repeat نہیں کرنی چاہیے۔ جی ہاں۔

میاں فضل حق : بڑی مہربانی۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے VIP Cards جو ہیں وہ Ministry of Interior issue کرتی ہے۔ اس کارڈ پر لکھا ہوا ہوتا ہے All airports all areas of all airports of the country اس کا مطلب ہے کہ ہم وہاں جا سکتے تھے۔ ہم وہاں موجود تھے اور جس طریقے سے' جس بد تمیزی کے ساتھ ان لوگوں نے ہمارے لیڈران کو جیسے میاں اظہر صاحب تھے۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب تھے ۔ ہمارے ایم این اے حضرات تھے ان کو handle کیا ہے وہ اپنی جگہ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت میرے جتنے دوست اور جتنے ساتھیوں نے میاں شہباز شریف کے اس مسئلے پر بات کی ہے اس پر میں اور کیا add کروں اور کیا کہوں ۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ technically جو بات اس تحریک استحقاق میں ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں ------------

جناب سپیکر : میاں صاحب! میں نے ایسے ہی اپنا کارڈ نکال کر دیکھا ہے' اس میں یہ تو لکھا ہے VIP Lounges, all airports لیکن یہ all areas تو نہیں لکھا ہوا۔

میاں فضل حق : مہربانی۔ جناب والا! اگر میں آپ کو اپنا کارڈ بھجوا دوں اور آپ اس پر غور کرلیں تو شاید آپ کو یہ بات clear ہو جائے۔ (قطع کلامیاں) (اس مرحلے پر میاں فضل حق صاحب نے اپنا کارڈ جناب سپیکر کو بھجوایا)

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! یہ بات پہلے ہی اسمبلی کے ریکارڈ پر آچکی ہے کہ جس وقت بیوروکریسی نے اپنا حربہ استعمال کرتے ہوئے ممبر اسمبلی کی اس اتھارٹی کو cut down کرنے کی کوشش کی تھی ---------

میاں فضل حق : جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ آپ اس سے مطمئن ہوگئے ہوں گے۔

جناب سپیکر : بجا ہے۔

میاں فضل حق : شکریہ۔ جناب!

جناب سپیکر: یہ میرے کارڈ پر نہیں ہے۔

میاں فضل حق: جناب والا! آپ کو ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کے پاس پرانا کارڈ ہو گا۔ (قطع کلامیاں)

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب سپیکر! جب یہ واقعہ ہوا تھا تو میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ واقعہ آپ کے علم میں لایا تھا تو اس وقت کے وزیر قانون نے ایک باقاعدہ وزارت دفاع کی طرف سے آپ کو چٹھی دی تھی کہ یہ جو کارڈ پہلے جاری ہو چکے ہیں یہ surrender کر دیں اور نئے کارڈ جو جاری ہوں گے ان پر یہ all areas کے الفاظ درج ہوں گے۔ نیشنل اسمبلی والوں کو دے دیے گئے ہیں۔ لیکن ہمیں ابھی تک وہ کارڈ نہیں ملے۔ پرانے کارڈز پر یہ الفاظ درج ہیں۔ نئے کارڈز ابھی نہیں ملے۔ بلکہ اس واقعہ کو ختم کرنے کے لیے آپ اپنے سیکرٹریٹ کو ہدایت فرمائیں کہ ہمیں بھی وہ کارڈ جلدی جاری کر دیے جائیں۔ جس طرح آپ بھول گئے ہیں، ممکن ہے کل ان یقین دہانیوں کو افسران بھی بھول جائیں اور ہم اس رعایت سے محروم رہ جائیں۔ اس لیے کارڈ جاری کرنے کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ مہربانی۔ جی میاں صاحب۔

چودھری محمد فاروق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں؟

چودھری محمد فاروق: جی۔ جناب سپیکر! سید محمد عارف حسین بخاری صاحب کی یہ بات درست ہے کہ یہ معاملہ پہلے بھی اس ایوان میں زیر بحث آ چکا ہے اور اس پر فیڈرل گورنمنٹ سے رابطہ کرنے پر وزارت دفاع نے اپنے ایک نوٹیفکیشن کی کاپی آپ کے سیکرٹریٹ میں بھجوائی تھی۔ وہ کاپی میں نے ایوان میں پیش کی تھی اور آپ کے ریکارڈ کے لیے بھی بھیجی تھی۔ سیکرٹری اسمبلی نے ذاتی طور پر بھی رابطہ کیا تھا اور یہ کہا گیا تھا کہ اراکین اسمبلی کے پرانے کارڈ جو ہیں ان پر دی گئیں مراعات بحال کر دی گئی ہیں اور نئے کارڈ ایشو کیے بغیر کہ جب تک نئے کارڈ ایشو نہیں ہوتے، ان کے پرانے کارڈ ہی valid تصور کیے جائیں گے اور اراکین اسمبلی ایئرپورٹ کے تمام ایریا میں جن میں ایپرن بھی شامل ہیں ان میں جا سکتے ہیں۔ یہ تمام باتیں اس نوٹیفکیشن میں موجود تھیں۔ اس لیے میں ریکارڈ پر دوبارہ یہ بات لانا چاہتا تھا کہ

یہ بات درست ہے کہ اراکین اسمبلی کو یہ تمام مراعات اب تک وفاقی حکومت کے فیصلے کے مطابق حاصل ہیں۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیے۔ مہربانی شکریہ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے بارہا آپ کے سامنے یہ گزارش کی ہے کہ ہم اراکین اسمبلی کو ان چھوٹی چھوٹی باتوں کے لیے تو آپ احساس دلاتے ہیں کہ یہ آپ کا استحقاق ہے۔ لیکن جب ہمارے ساتھ کوئی ذاتی زیادتی ہوتی ہے۔ ہمارے گھروں میں پولیس گھس جاتی ہے تو باوجود آپ کی توجہ دلانے کے کچھ نہیں کیا جاتا۔ میرے بھائی کو گزشتہ پانچ چھ دنوں سے انھوں نے غیر قانونی حراست میں رکھا ہوا ہے اور میں نے اس کی تحریک استحقاق آپ کے چیمبر میں جمع کرائی تھی اس کو بھی آپ نے kill کر دیا ہے۔ پرسوں میری دکانیں، گیراج، اصطبل انھوں نے مسمار کر دیے ہیں، بلڈوز کر دیے ہیں اور میری ساٹھ ستر لاکھ کی پراپرٹی انھوں نے زمین بوس کر دی ہے۔ اگر یہ ہمارا استحقاق نہیں بنتا تو آپ ہمیں بتائیں کہ ہمارا استحقاق اس دن بنے گا کہ جب حکومت میرے گھر کو گرا دے گی۔ میں آج بھی آپ کے سامنے اس بات کی تجدید کرتا ہوں کہ حکومت چاہے تو میرا گھر گرا دے۔ میرے بچوں کو کھلے آسمان کے نیچے لے آئے۔ میں ٹینٹ لگا کر رہنا پسند کروں گا لیکن حکومت کی فسطائیت کے آگے جھکنا کبھی پسند نہیں کروں گا۔

معزز ممبران اپوزیشن، (نعرہ ہائے تحسین)

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، آپ انھیں یہ پیغام پہنچا دیں کہ آج اقتدار ان کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کے پاس اقتدار ہے تو آپ میری تحاریک استحقاق kill کر دیتے ہیں لیکن کل آنے والا وقت جو ہے وہ آپ کا بھی احتساب کرے گا اور میرا بھی احتساب کرے گا اور ان لوگوں کا بھی احتساب کرے گا۔ انھیں کہیں کہ اتنا ظلم کریں جتنا کل یہ برداشت کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، یقیناً۔ میں جو بھی کرتا ہوں قاعدے اور قانون کے مطابق کرتا ہوں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، میری جان میں گزارش کرتا ہوں۔ میری آپ بات سن لیں۔ آپ میرے لیے محترم ہیں لیکن اپنے اختیارات کو تھوڑا سا استعمال کریں۔ آپ کو اندازہ نہیں کہ اس وقت مجھ پر کیا بیت رہی ہے۔ ایک ہفتہ سے میری والدہ آئی۔ سی یونٹ میں داخل ہے۔ وہ عارضہ قلب میں مبتلا ہے اور میرا بھائی ایک ہفتہ سے پولیس کی ناجائز حراست میں ہے۔ باوجود اس کے کہ پرسوں وزیر اعلیٰ

نے ڈی۔ آئی۔ جی کو آرڈر کیا کہ اسے چھوڑ دیں۔ کل اپنا آرڈر دہرایا کہ اسے چھوڑ دیں لیکن نہیں چھوڑا گیا۔ میں وزیر اعلیٰ کا شکرگزار ہوں کہ انھوں نے میری عزت افزائی کی۔ میری پذیرائی کی۔ میرے دکھ کو سنا۔ لیکن مجھے بتائیں کہ میرے اس پنجاب پر کون حکومت کر رہا ہے کہ وزیر اعلیٰ کا حکم بھی نہیں چلتا۔ آپ کا حکم بھی نہیں چلتا۔ میری بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جائیں کہ اس پنجاب کے اوپر حکومت کس کی ہے؟ کس کے پاس جا کر میں گڑگڑاؤں کہ خدارا میری اس والدہ پر رحم کریں جو اپنے بیٹے کی صورت دیکھنے کو ترس رہی ہے اور مجھے یہ بھی علم نہیں کہ میرا بھائی زندہ ہے یا مردہ ہے اور اس پر افتاد یہ کہ میرے انھوں نے مکانات گرانے شروع کر دیے ہیں۔

معزز ممبران اپوزیشن ، شیم شیم۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، کیا اس طرح حکومتیں چلتی ہیں؟ نہیں بند کر سکتے میری زبان۔ جاؤ جتنا زور ہے لگاؤ۔ میں بھی ثابت کروں گا کہ تمہارا ظلم نہ مجھے جھکا سکتا ہے' نہ مجھے خرید سکتا ہے۔ مجھے توڑنے والے خود ٹوٹ جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب سپیکر ، تشریف رکھیے۔ میاں فضل حق۔

میاں فضل حق ، جناب سپیکر! بادشاہ خان آفریدی نے جو کہا ہے میرا خیال ہے کہ اس سے بڑی زیادتی ان کے ساتھ شاید نہ ہو سکے اور اس پر آپ کو ضرور کچھ غور کرنا چاہیے۔ میں اس تحریک استحقاق کی ٹیکنیکل سائیڈ پر آ رہا ہوں کہ جو ہمارے ساتھ سلوک کیا گیا ہے مہربانی سے اس کا نوٹس لیا جائے۔ جس طریقے سے ایئرپورٹ پر mis-handle کیا گیا ہے۔ ایف آئی اے اور پولیس والوں نے ہمارے ساتھ بدتمیزی کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ جیسے میں نے کہا کہ اس آفیسر نے I wanted to know his name. I asked the people who were there. کہ یہ کون صاحب ہیں جنھوں نے یہ گالی نکالی ہے۔ اس نے کہا کہ آپ اس ایئریا سے اب آگے مت آئیں۔ کوئی بھی ہیں۔ I will like to stop you میں نے کہا کہ میرے پاس یہ کارڈ ہے۔ یہ کیسے مجھے روک سکتے ہیں؟ خیر اس ساری چیز کو سامنے رکھتے ہوئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے ایم۔ پی۔ ایز کے ساتھ' ایم۔ این۔ ایز کے ساتھ اور ہمارے باقی ساتھیوں کے ساتھ اور سابقہ گورنر میاں اظہر کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ بہت ضروری ہو گیا ہے اور اس ہاؤس کو یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ اگر حکومتی ایجنسیز کیونکہ یقیناً حکومت کا اس کے پیچھے ہاتھ ہو گا جس کی وجہ سے انھوں نے یہ کیا ہے لیکن

جو حکومتی ایجنسیز ہیں اور اس کے اندر فیڈرل ایجنسی نے جو کردار ادا کیا ہے اور فیڈرل منسٹر جو کہ وی۔ وی۔ آئی۔ پی لاؤنج میں بیٹھے تھے اور وہاں سے ہدایات جاری ہو رہی تھیں۔ کن کے لیے؟ کن کو روکا جا رہا ہے؟ ہم کون ہیں؟ ہم اپنے حلقے کے دو اڑھائی لاکھ لوگوں کی نمائندگی کر رہے ہیں لیکن جس طریقے سے handle کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور اس ڈیمو کریسی کا جو راگ الاپا جاتا ہے اس کی پہلے میں نے آپ کو جو ایک انگریزی کی quotation دی ہے اگر اس کے اوپر آپ بھی غور کر لیں تو پھر یہ possible ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور وہاں سے فیصلہ لیا جائے۔ مہربانی۔

جناب سپیکر: شکریہ ۔ اب حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

لاہور ائیر پورٹ پر پولیس افسران کا معزز رکن اسمبلی کو زخمی کرنا

حاجی مقصود احمد بٹ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 4 نومبر 1995ء کو میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کے استقبال کی غرض سے لاہور ایئرپورٹ پر گیا۔ مگر مجھے جاوید شاہ ڈی۔ ایس۔ پی ' تھانہ نواں کوٹ اور عمر ورک انسپکٹر پولیس نواں کوٹ نے روکا اور ایئرپورٹ میں داخل ہونے سے منع کیا۔ ان دو اہلکاروں کے علاوہ پولیس کے اور بھی افراد تھے جنھیں میں شناخت کر سکتا ہوں۔ میں نے انھیں کہا کہ ایک تو میں ایم۔ پی۔ اے ہوں' دوسرا میرے پاس وی۔ آئی۔ پی کارڈ ہے جس کی رو سے میں ایپرن تک جا سکتا ہوں۔ مگر انھوں نے انتہائی بدتمیزی کا مظاہرہ کیا اور مجھے دھکے دیتے ہوئے ڈنڈے مارنے شروع کر دیے جن سے میرا بازو زخمی ہو گیا اور میرے کپڑے پھٹ گئے۔ ان پولیس اہلکاروں کی بدتمیزی سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! اسی نوعیت کی اور بھی تحاریک استحقاق پیش ہوئی ہیں۔ لیکن میں نے یہ تحریک استحقاق صرف اپنے ہی نام سے دی تھی اور جو میرے ساتھ بدتمیزی ہوئی ہے۔ تمام ممبران نے آپ کے سامنے یہ بات کہی کہ ان کے کپڑے پھاڑے گئے۔ انھیں ڈنڈے مارے گئے۔ لیکن میں آج بھی اس بات کا آپ کو ثبوت دیتا ہوں کہ جو مجھے چوٹیں لگی ہیں وہ ابھی تک برقرار ہیں اور آج بھی میں اسی

اسمبلی کی ڈسپنسری سے یہ پٹی کروا کے آیا ہوں۔ یہاں تک انھوں نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ رہی بات کپڑے پھاڑنے کی تو میں آپ کو یہ نمونہ پیش کرتا ہوں جو میرے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ یہ ہے میری کوٹی جسے پھاڑا گیا اور مجھے وہاں پر گھسیٹا گیا۔ اگر یہی ایم۔پی۔اے کا حال ہونا ہے تو پھر آپ اس سے اندازہ لگائیں۔ یہ بالکل نئی کوٹی تھی اور اس کا جو حشر ہوا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ وہ ڈی۔ ایس۔ پی' افسوس کی بات ہے کہ وہ ڈی۔ایس۔پی میرے ہی حلقہ نواں کوٹ سے ہے۔ میں حلقہ پی۔پی 129 سے تقریباً پچاس ہزار ووٹ لے کر آیا ہوں اور میرا حلقہ لاہور میں تمام حلقوں سے بڑا حلقہ ہے۔ ایک لاکھ پچھتر ہزار کے قریب میرے وہاں ووٹ ہیں۔ افسوس کی بات کہ وہ ڈی۔ ایس۔ پی جو مجھے ذاتی طور پر جانتا تھا' وہ انسپکٹر جو مجھے ذاتی طور پر جانتا تھا اور ایک سب سے بڑی بات کہ وہاں پر اے۔ ایس۔ ایف والے بھی موجود تھے۔ میں نے اس ڈی۔ ایس۔ پی سے یہ بات کہی ہے کہ یہ میرا کارڈ ہے۔ آپ کسی متعلقہ افسر کو بھیجیں۔ کسی اے۔ ایس۔ ایف والے کو بھیجیں۔ میں اسے دکھاتا ہوں۔ اگر وہ کہے گا کہ نہیں جا سکتا تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ آپ مجھے کس طرح روک رہے ہیں؟ آپ کے پاس کیا اتھارٹی ہے؟ اگر آپ کے پاس اتھارٹی ہے کہ اس کارڈ والے نہیں جا سکتے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر! اسی کارڈ پر بیشمار دفعہ میں وہاں گیا ہوں جب بھی کبھی میرے قائد محترم میاں محمد نواز شریف صاحب آئے ہیں تو میں وہاں گیا ہوں۔ پھر جب بھی کبھی کوئی عمرہ یا حج سے کوئی دوست آیا تو اسی جگہ پر ان کو لینے جاتا رہا ہوں جہاں اب اس مرتبہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کو لینے گئے تھے۔ تو افسوس کی بات ہے کہ اتنی زبردستی زیادتی کی گئی۔ جو متعلقہ تھے' جن کی وہاں پر ڈیوٹی تھی' ان کے علاوہ ایئرپورٹ کے اندر عام سادہ لوکل پولیس جو ہے وہ وہاں پر داخل نہیں ہو سکتی لیکن وہ لوگ تو خاموش رہے۔ انھوں نے تو کچھ نہیں کہا لیکن ان کو کس نے اختیارات دیے تھے؟ جناب سپیکر! جب میری یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے تو ان کا وہ ریکارڈ بھی وہاں سے منگوایا جائے اور دیکھا جائے کہ ان کی ڈیوٹیاں کہاں لگی ہوئی تھیں اور یہ ایئرپورٹ کے اڑھائی تین میل اندر کس طرح چلے گئے اور میں ایک بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں اور یہ حیران کن بات ہے ۔ جناب سپیکر یہ آج کی بات نہیں [*****]

جناب سپیکر : نہیں نہیں۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

حاجی مقصود احمد بٹ، اس نے بھی میرے حق میں لکھا ہے ۔ جناب سپیکر میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں ----

جناب سپیکر، بٹ صاحب! آپ میری بات سنیے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، میں آپ کو اپنی سچائی بتانا چاہتا ہوں کہ اس نے بھی لکھا ہے کہ حاجی مقصود بٹ کے ساتھ واقعی بہت زیادتی ہوئی ہے اس کے بعد تو کسی شہادت کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے تو وہاں پر چودھری پرویز الہیٰ صاحب موجود تھے جناب حافظ خاکوانی صاحب موجود تھے میاں عبدالستار صاحب موجود تھے وہاں بے شمار اور لوگ موجود تھے ۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب نے ایک صحافی کے متعلق چند فقرے کہے ہیں ان کو حذف کر دیا جائے۔ یہ غلط بات ہے اور اسے حذف بھی کیا جائے اور اس وقت قائد حزب اختلاف کی جگہ جناب کھوسہ صاحب تشریف رکھتے ہیں آپ مہربانی سے اپنے دوستوں کو منع کیجیے۔ یہ بات غلط ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جب آپ کرسی صدارت پر بیٹھے ہوتے ہیں تو آپ ہمیں صدر کے خلاف بات نہیں کرنے دیتے اور کہتے ہیں کہ اس ایوان میں یہ بات نہیں ہو سکتی آپ گورنر کے خلاف بات نہیں کرنے دیتے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ ایسا نہیں۔ میں نہیں۔ قانون نے اور آئین نے کچھ حدود مقرر کی ہوئی ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں آپ میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر، آپ غیر پارلیمانی زبان میں ان پر بات نہیں کر سکتے ورنہ ہر ایک کے متعلق بات ہو سکتی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! آپ میری عرض تو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آج ایک معزز رکن نے ان کے حوالے سے بات کی ہے ۔ ان کو میں نہیں یا حاجی مقصود بٹ صاحب نہیں ----

جناب سپیکر، نہیں۔ انہوں نے ان کے بارے میں جو کلمات کہے ہیں وہ نامناسب ہیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جی۔ میں عرض کر رہا ہوں بلیک میل کو کسی بھی دنیا میں کسی

بھی پارلیمنٹ میں غیر پارلیمانی لفظ نہیں کہا گیا۔

جناب سپیکر، آپ نے سنا ہی ہے جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے ان کا لہجہ آپ نے سنا؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، وہ تو as a reaction بات کر رہے تھے مگر آپ نے بلیک میل کے لفظ کو حذف کروا دیا۔

جناب سپیکر ، وہ غیر متعلقہ بات ہے۔ دیکھیے اس بحث میں آپ خواہ مخواہ نئے elements لائیں گے آپ کے لیے خرابی ہو گی بہتر ہے جو واقعہ ہوا ہے آپ اس پر بات کیجیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، وہ اسی پر بات کر رہے تھے انہوں نے کہا ہے کہ اس نے تائید کی ہے۔

جناب سپیکر، ان کا نام لیں لیکن مہربانی سے ان کے بارے میں اس طرح کے کلمات نہ کہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ ، جناب والا! میں نے تو ایک مختصر سی حقیقت بیان کی ہے

جناب سپیکر، حقیقت میں پتہ نہیں کہ کیا کیا ہے۔ دیکھیے بٹ صاحب! معاف کیجیے گا حقائق کے بارے میں مت جائیے اللہ ہی جانتا ہے کہ کیا کیا حقیقتیں ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، چلو نہیں جاتا۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں روزنامہ "پاکستان" میں جنرل ضیاء صاحب کی فوٹو کے ساتھ اتنی بڑی خبر لگی ہوئی تھی کہ وہ بلیک میلر تھے ------

جناب سپیکر، یہ ان کی اپنی رقابتیں ہیں ۔ آپ اس میں مت جائیے۔

حاجی مقصود احمد بٹ ، چلو میں آپ کے کہنے پر نہیں کہتا۔ لیکن میں نے صرف یہ کہا ہے کہ وہ آدمی جو تین سال سے میرے خلاف لکھ رہا ہے اس نے بھی یہ شہادت دی ہے اور اس سے مزید اور شہادت کیا چاہیے کہ ایک میرا مخالف بھی کہہ رہا ہے کہ مقصود بٹ کے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! ان تمام باتوں کے بعد اگر اب بھی مجھے اس بات کا خدشہ ہو کہ میری تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو گی یا نہیں ہو گی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میرے ساتھ انصاف نہ کیا گیا تو آج کے بعد کوئی بھی ایم۔پی۔اے محفوظ نہیں ہو گا جہاں ہم محفوظ نہیں ہوں گے کل کو آپ بھی محفوظ نہیں ہوں گے۔ جناب والا! جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے جو قانون کے مطابق کرنا چاہیے تھا وہ نہیں کیا گیا تو بہتر یہی ہے اور میں وزیر قانون صاحب سے بھی یہی اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آئی۔جی صاحب سے

کہہ کر ان دونوں ڈی۔ایس۔پی جاوید شاہ اور انسپکٹر عمر ورک کو معطل کیا جائے اور میری تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور پھر اس کے بعد یہ کارروائی ہو۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر، مہربانی۔۔۔۔ اب جناب انعام اللہ خان نیازی صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Mr Speaker Sir! you are unquestionably the elected "defender" of this House. You are the defender of the rights and privileges of the members of this House irrespective of the fact whether an individual who has been victimised or insulted by any person out of the way, you are his defender We look upto you as a defender of the faith and as a defender of the Privileges of this House. You are not unconscious of the fact that each individual in this House represent almost 100,000 people who have sent him here. Sir, no doubt it is a universally recognized fact that in democracies power changes Some times some body is in power and the other time other people come in power, and here we have a living example of Mian Manzoor Ahmad Wattoo, the former Chief Minister of the Punjab, who was yesterday sitting in his Chair as Leader of the House. Today, he is sitting with us as an ordinary member. This should be an eye opener to those in power that "power" is not an eternal thing it passes away. It never remains permanently with one person Sir, you are a defender of our privileges and the paid servant of the state cannot insult the public representative and call him bastered. Bastered is an unparliamentary word when it is addressed to an individual, but history will repeat itself, that at least you should know the names of those people who call these MPAs by "foul names" both as 'bastered' and calling Mr Butt knowing him to be a representative of the people, by an Inspector and

the DSP getting him in his individual position, their names should be in the annals of this Assembly, so that when the day of reckoning comes, and if you are not strong enough to ask their explanations today, I am sure there is God above, one day we will ask them for their foul language and their foul acts. I finish this and bring this on record that the unparliamentary and the unwanted behaviour of paid servant of the public should be looked into so that they behave in future differently and more courteously.

MR SPEAKER: I believe that the Law Minister has heard the honourable speaker and he will take the necessary action.

جناب سپیکر، انعام اللہ نیازی صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

لاہور ائیر پورٹ پر پولیس افسران کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک اور تشدد

جناب انعام اللہ خان نیازی ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۹۵ء کو قریباً چار بجے شام میں لاہور ایئر پورٹ پر محترم قائد حزب اختلاف میاں محمد شہباز شریف صاحب کا استقبال کرنے کی غرض سے گیا۔ میرے پاس وزارت دفاع حکومت پاکستان کی طرف سے جاری کردہ وی۔آئی۔پی کارڈ موجود تھا۔ جوں ہی میں ایئر پورٹ کے ایپرن کی طرف بڑھا تو ارشد انسپکٹر پولیس اور رضا سب انسپکٹر پولیس نے مجھے انتہائی بدتمیزی کے انداز میں روکا کہ تم آگے نہیں جا سکتے ۔ میں نے انہیں وی۔آئی۔پی کارڈ دکھایا کہ اس کارڈ کی رو سے میں جہاز کی سیڑھیوں تک جا سکتا ہوں مگر ارشد انسپکٹر نے نہ صرف مجھے آگے جانے سے روک دیا بلکہ جھپٹ کر میری جیب سے وی ۔ آئی ۔ پی کارڈ بھی نکال کر اپنی پتلون کی جیب میں رکھ لیا اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس شخص کو یہاں سے بھگا دو۔ پھر کیا تھا سپاہی اور ارشد مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ سپاہیوں نے مجھے رائفلوں کے بٹ مارے جس سے میں زخمی ہو گیا۔ پولیس کے ان بد تمیز اہلکاروں کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب! Short statement.

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! ابھی ایوان کے اندر فضل حق صاحب اور دوسرے دوست اپنا اپنا کارڈ دکھا رہے تھے۔ لیکن میرے پاس وہ کارڈ موجود نہ ہونے کی وجہ سے اور ان مہربانوں' جن کو آج کے حکمرانوں نے ہمارے ساتھ مہربانیاں کرنے پر مامور کیا ہوا ہے۔ اس شخص کے پاس میرا وی آئی پی کارڈ موجود ہے۔ سمجھ نہیں آتی کہ یہ سب کچھ کیوں کرایا جا رہا ہے۔ اس کے پیچھے وہ کون سی طاقتیں ہیں وہ کون سے لوگ ہیں جو ممبران اسمبلی کی اتنی دلیری اور بے دردی سے تذلیل کر رہے ہیں کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک دور ہم 77-1971ء تک کا پہلے گزار چکے ہیں اور اب موجودہ دور کے اندر جس انداز میں ہر محاذ پر' ہر مرحلے پر' ہر جگہ پر ممبر اسمبلی کو اس حد تک ذلیل کیا جا رہا ہے شاید اس بات پر آپ خوش ہوں گے لیکن میرا یہ اپنا ارادہ ہے کہ یہ ہمارا اسمبلی میں آنا جانا لگا ہوا ہے یہ چھوڑ دیا جائے اور گھر بیٹھ جائیں۔ لیکن یہ میں اس لیے نہیں کرسکتا کیونکہ آپ کی خوشی بھی میں نہیں دیکھ سکتا۔ جناب سپیکر! یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اگر آپ اسمبلی کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں تو یہ آپ کے دور میں سب سے زیادہ ایسے حالات پیدا ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ ممبر اسمبلی کے ساتھ جس طریقے سے پہلے دور میں بھی جو جو حرکتیں ہوئیں جو آج تک اس کے بعد کوئی سوچ نہیں سکا۔ ممبران اسمبلی کو اٹھا اٹھا کر اسمبلیوں سے باہر پھینکا گیا۔ اور اس کے بعد اب کے دور میں ایسے ایسے واقعات اور ایسے ایسے حالات سامنے دیکھنے کو آئے کہ جن کو دیکھ کر یہ ہر وقت ڈر ہی لگا رہتا ہے کہ کسی بھی پولیس افسر کو یا کسی بھی بیورو کریٹ کو اپنا ایم پی اے تعارف کرانا کہیں مہنگا نہ پڑ جائے۔ جناب سپیکر! آپ اس اسمبلی کے کسٹوڈین ہیں۔ آپ اس اسمبلی کے کپتان ہیں۔ آپ اس اسمبلی کے ہیڈ ماسٹر بھی ہیں اور جس جس طرح آپ کا رویہ اسمبلی کے وقار کو بحال رکھنے یا ممبران اسمبلی کے وقار کو محفوظ کرنے کا ہے۔ آپ کے رویے کو دیکھتے ہوئے تمام انتظامیہ کے رویے میں اسی طرح لچک آئے گی۔ جس انداز سے یہ کردارکشی کی مہم اسمبلیوں کی اور اسمبلی ممبران کے خلاف چلائی جا رہی ہے اور جس طرح اسمبلی کے اندر ہونے والے مباحثوں کو یا جھگڑوں کو جس بھونڈے انداز میں بیوروکریسی نے اخبارات کے ذریعے پرنٹ کروایا یا عام پبلک میں اس کی تشہیر کی اس کا کریڈٹ بھی آپ کے دور کو جاتا ہے۔ میں حیران ہوں ان صحافی بھائیوں پر اور ان اخبارات پر جو پنجاب اسمبلی میں تھوڑے سے جھگڑے کو اتنے بھونڈے انداز میں پیش کرتے رہے اور ہماری طرف سے بجائے ہمارے سپیکر صاحب ہمارا دفاع

کرتے آپ کے بیانات ، منظور موہل صاحب کے بیانات نے ان کو اتنی سپورٹ دی کہ پبلک میں دن بدن اسمبلی کا اور اسمبلی کے ممبران کا وقار اتنے برے طریقے سے مجروح ہوا ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایک گھر کے اندر دو بھائی کسی بات پر بحث کر رہے ہوں تو تھوڑی دیر تک گریبانوں تک ہاتھ پہنچ جاتا ہے اور جس اسمبلی کے فلور پر دو مختلف نظریات کے دھڑے بیٹھے ہوں اور اپنے اپنے نظریات کی خاطر اپنے سٹینڈ پر مضبوط کھڑے ہوں کیا ان کے درمیان کوئی جھگڑا ہونا کوئی بہت بڑی بات ہے۔ اگر آپ جمہوریت کا نام لیتے ہیں تو اس چیز کو جمہوریت کا نام دینا پڑے گا۔ اگر اپنے اپنے نظریے کی حفاظت کرنی ہے تو اس چیز کو مثبت انداز میں دیکھنا پڑے گا۔ میں ان صحافی بھائیوں کی معلومات اور عقل پر جاتا ہوں۔ ہاؤس آف لارڈز اور ہاؤس آف کامنز ، اٹلی کی اسمبلی کو دیکھ لیں ، امریکن سینیٹ دیکھ لیں۔ فرانس جیسے مہذب ممالک کی اسمبلی کی کارروائیاں دیکھ لیں۔ ریکارڈ پر یہ باتیں موجود ہیں۔ مشرقی پاکستان کے ڈپٹی سپیکر کو دیکھ لیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ وہ چیزیں تھیں کہ جس کے متعلق ساری ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے۔ آپ نے اسمبلی کے وقار کو بحال رکھنا ہے اور میں آپ سے گزارش کرتا چلوں کہ جب انگلینڈ کے اندر دو نظریے ٹکراتے ہیں تو یہ مہذب قوموں کا شیوا کہلاتا ہے جب پاکستان کے اندر اسمبلی میں دو نظریے ٹکراتے ہیں تو مفادات کی جنگ قرار دے دیا جاتا ہے----

چودھری محمد وصی ظفر : یہ صحافی بھائی واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر : ابھی ان کی طرف سے اطلاع آجاتی ہے کہ کیوں کر گئے ہیں پھر پتا چلے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر : نیازی صاحب سے ان کی کوئی مخالفت ہوئی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : میری وجہ سے نہیں بلکہ کسی پہلے کے واقعے پر واک آؤٹ کر گئے ہوں گے۔ جناب سپیکر! بات صرف اتنی ہے کہ پچھلے 2 سال کے عرصے میں جو میرے ساتھ واقعات نمودار ہونے جو واقعات میرے ساتھ پیش آئے۔ ان کا میں ذکر نہیں کرتا۔ لیکن جناب سپیکر!----

جناب سپیکر : آپ اسی تحریک استحقاق کے حوالے سے بات کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب والا! ممبر اسمبلی ہونے کی حیثیت سے میں اس استحقاق کے بارے میں ان محرکات کی بات کر رہا ہوں ، ان کی وجوہات پر زور دے رہا ہوں۔ میں اسمبلی کے ارکان اور اسمبلی کے وقار اور مفاد میں بات کر رہا ہوں۔ میں یہ چاہ رہا ہوں کہ اگر آپ گورنمنٹ کے بنچز پر بیٹھے ہیں تو کل آپ کو اپوزیشن کے بنچوں پر بھی بیٹھنا ہو گا۔ جناب سپیکر! اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

جس طرح بادشاہ آفریدی کے ساتھ جتنی زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ بار بار اس کے بھائی کو پکڑ کے ذلیل کیا جا رہا ہے ۔ گندے اور بھونڈے قسم کے الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! ہم کس کے پاس جائیں۔ ہم کس کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ اگر آپ کسٹوڈین ہونے کی حیثیت سے آج تک آپ نے اپنی قسم نہیں توڑی۔ ایک پروڈکشن آرڈر جاری کر دیتے تو ہم یہ سمجھتے کہ سپیکر صاحب! آپ کے ارادے نیک ہیں' آپ کا راستہ صحیح ہے ۔ شاید ہم کسی غلطی پر ہوں۔

جناب سپیکر ، نیازی صاحب! بار بار آپ بھی اور محترم تابش الوری صاحب بھی مجھ پر ایک مہربانی کرتے ہیں اور بڑی ناجائز مہربانی کرتے ہیں۔اچھا بھلا جانتے ہوئے کہ میرے اختیارات کیا ہیں ' میرے رولز ریگولیشنز کیا ہیں مجھے خط بھی لکھتے رہتے ہیں اور مجھے یہاں تقریروں میں مخاطب کر کے یہ کہتے رہتے ہیں کہ آپ ایسا کیوں نہیں کرتے۔ جن کے پاس یہ اختیارات ہیں اور جنھوں نے یہ آرڈرز جاری کیے ہیں آپ نے دیکھا ہے کہ ان کے بارے میں صورت حال کیا ہے۔ میرے پاس نہ اختیار ہے نہ میرے رولز اس کی اجازت دیتے ہیں۔ آپ خواہ مخواہ ایک ایسی بات کر کے بدمزگی پیدا کرتے ہیں جو میں کر سکتا ہوں اس کو دیکھیں کہ میں کر رہا ہوں یا نہیں۔ میں آپ کو بات کرنے کا موقع دے رہا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی،جناب والا! آپ in practice تو ہوں۔ ہم آپ کا ساتھ دیں گے ۔ آپ کوئی چیز show تو کریں۔

جناب سپیکر ، میں وہی کر سکتا ہوں جس کا مجھے اختیار ہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! میں اس اسمبلی میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں سیکرٹری اسمبلی بیٹھے ہوئے ہیں ریکارڈ اٹھا لیں پچھلے دور جس میں میاں محمد نواز شریف صاحب پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے یا آپ غلام حیدر وائیں صاحب کے دور کی بات کرلیں۔ جب اسمبلی کا کوئی سوال بیوروکریسی کے کسی دفتر میں پہنچتا تھا تو ہلچل مچ جاتی تھی۔ آج سوالوں کا یہ حال ہو رہا ہے کہ چار چار ' پانچ پانچ مہینے سے وہ دبا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سوال کا سانس نہیں نکلنے دیتے۔ جناب سپیکر! یہ کیا وجوہات ہیں؟ آپ ان پر غور کیوں نہیں کرتے؟

جناب سپیکر، میں غور کر رہا ہوں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، میں اسمبلی کے استحقاق کی بات کر رہا ہوں ۔ میرا کارڈ چھن جانے سے' مجھے بٹ مارنے سے ' مجھے زخمی کرنے سے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اسمبلی کو کوئی فرق نہیں پڑتا تو نہ سہی

یہ دور آگے بھی چلے گا۔ آگے بھی حالات تبدیل ہوں گے ۔ آپ لوگوں نے بھی وہ حالات آگے دیکھنے ہیں۔ وصی ظفر صاحب نے گرفتاری کی بات کی ہے۔ وصی ظفر صاحب کا ایک علیحدہ مسئلہ تھا میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن وزیراعظم میاں نواز شریف صاحب کے دور میں سپیکر قومی اسمبلی نے اپنے منہ سے VIP lounge میں بیٹھ کر پریس کے لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ ------

جناب سپیکر ۔ پریس کی طرف سے ایک اطلاع آئی ہے کہ :۔

" محترم سپیکر پنجاب اسمبلی اطلاعاً عرض ہے کہ اپوزیشن کے محترم رکن انعام اللہ خان نیازی نے اپنی تقریر کے دوران جس تضحیک آمیز رویے میں اسمبلی کوریج کرنے والے صحافیوں کی رپورٹنگ کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے اس کے خلاف اسمبلی پریس گیلری کمیٹی کے ارکان احتجاجاً واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ یہ واک آؤٹ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک انعام اللہ خان نیازی ہاؤس کے فلور پر معذرت نہیں کر لیتے"۔ سعید عاصی ،صدر کمیٹی ارکان پریس گیلری۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر ! میں پریس والے لوگوں سے معافی چاہتا ہوں۔ وہ شاید میری بات کو سمجھ نہیں سکے۔ آپ ابھی پھر بے شک اس چیز کو repeat کر لیں۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے کیا محرکات ہیں ؟ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ میں اس بارے میں بات کر رہا تھا۔ لہٰذا اگر ان کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں ۔ اس لیے اب وہ واپس آ جائیں۔

جناب سپیکر، میں پریس کے دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ جناب انعام اللہ خان نیازی صاحب کی معذرت کے بعد اب وہ گیلری میں تشریف لے آئیں۔

(اس مرحلے پر صحافی حضرات واپس گیلری میں تشریف لے آئے)

اب دیکھیے آپ نے صحافیوں کو دیکھ کر اپنے منہ پر ہاتھ پھیر کر ان کو کہا ہے کہ "پترو نبٹ لواں گا تہانوں "اب ایک دفع پھر وہ دوبارہ واک آؤٹ نہ کر جائیں۔ اس لیے اس پر آپ پہلے ہی معذرت کر لیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، وہ میں نے کسی اپنے بھائی کو ایسے کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں بادشاہ میر خان آفریدی کے حالات کی بات کر رہا تھا------

جناب سپیکر ، اللہ کے فضل سے ان کے اپنے منہ میں بڑی اچھی زبان ہے۔ اس لیے آپ اپنی بات کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! آپ مجھے بات کرنے دیں کیونکہ میں wind up کرنے لگا ہوں۔ جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ ان ساری چیزوں کی حفاظت یا look after کرنا آپ کا کام ہے۔ ممبران کے وقار کو محفوظ کرنے کے لیے یا آپ کی اسمبلی کے لیے جو بھی کوششیں ہوں گی ان میں آپ ہمیں پیچھے نہیں پائیں گے۔ ہم آپ کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہیں۔ آپ تو ماشاء اللہ بہت عوامی آدمی تھے ۔ آپ سڑکوں پر نکلیں اختیارات کی جنگ ہم آپ کے ساتھ لڑتے ہیں۔ جناب سپیکر! کل چودھری اسلم صاحب کی بات ہو رہی تھی۔ میں نے چودھری اسلم صاحب کو آج تک یہ نہیں بتایا میں ہسپتال میں ان کی مزاج پرسی کرنے ، حال پوچھنے گیا تھا کیوں گیا تھا یہ میں نے ان کو نہیں بتایا ۔ میں ایم ایس کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا وہاں پر دو تین لوگوں کو معلوم نہیں تھا کہ میں ایم پی اے ہوں۔ جس گندے انداز میں انھوں نے ان کے کمرے میں داخلے پر بات کی کہ جی کی کریے اوہ تے پھڑ کے بیٹھ گئے نیں ، ایم پی اے ہون دا ناجائز فائدہ اٹھا رہے نیں ۔ میں نے کہا کون؟ کہنے لگے چودھری اسلم صاحب۔ حالانکہ یہ بستر پر پڑے ہوئے تھے ، چلنے پھرنے کے قابل نہیں تھے لیکن کیا تھا یہ ایک ہوا چلی ہوئی ہے اور ہمیں ان حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔ جناب سپیکر ! بات صرف اتنی ہے کہ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ چھوٹا سا event نہیں ہے VIP کارڈ کا ممبر اسمبلی کے ہاتھ سے چھین لینا یہ معمولی واقعہ نہیں ہے ۔ اور اس واقعے کا آپ کو proper action لینا پڑے گا ۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور ان لوگوں کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، مہربانی ۔ جناب عبیداللہ شیخ تحریک استحقاق نمبر 6۔

خواجہ محمد اسلام، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر، خواجہ محمد اسلام صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

خواجہ محمد اسلام ، جناب سپیکر! کل سے اپوزیشن کے معزز ارکان تحریک استحقاق پیش کر رہے ہیں اور میں آپ پر اور اس حکومت پر حیران ہوں کہ ان کے کانوں تک جوں نہیں رینگ رہی اور یہ جو استحقاق کمیٹی کا ڈرامہ آپ نے رچا رکھا ہے اس کا کیا فائدہ ہے؟ کسی مفکر کا قول ہے کہ "انصاف کرنا نہیں بلکہ ارباب اقتدار کو چاہیے کہ انصاف ہوتا ہوا نظر آنا چاہیے" اور میں یہ سمجھتا ہوں یہ کارڈ جو حکومت وقت نے ہمیں دیے ہوئے ہیں ان کارڈز کو دکھانے سے اگر معزز ارکان کے گریبان پھٹتے ہیں ، اگر

معزز ارکان کو ڈنڈے پڑتے ہیں ' اگر معزز ارکان کے کپڑے پھاڑے جاتے ہیں تو پھر میں آج اس ہاؤس کے سامنے اس کارڈ کو حکومت وقت کی طرف پھینکتا ہوں اور میں اس کارڈ پر لعنت بھیجتا ہوں۔

(اس مرحلے پر معزز ممبر نے اپنا کارڈ حکومتی بنچز کی طرف پھینک دیا)

جناب سپیکر، ماشاء اللہ ۔ جناب عبید اللہ شیخ !

لاہور ائیر پورٹ پر پولیس افسران کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

جناب عبید اللہ شیخ ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کے متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 4 نومبر 1995ء کو تقریباً چار بجے شام میں لاہور ایئر پورٹ پر محترم قائد حزب اختلاف میاں محمد شہباز شریف صاحب کا استقبال کرنے کی غرض سے گیا۔ میرے پاس وزارت دفاع حکومت پاکستان کی طرف سے جاری کردہ VIP کارڈ موجود تھا ۔ جونہی میں ایئر پورٹ کے ایپرن کی طرف بڑھا تو میجر مبشر ایس پی کینٹ نے انتہائی بد تمیزی سے مجھے روکا اور کہا کہ تم آگے نہیں جا سکتے۔ میں نے اسے اپنا VIP کارڈ دکھایا اور کہا کہ اس کارڈ کے مطابق میں جہاز کی سیڑھیوں تک جا سکتا ہوں۔ آپ مجھے نہیں روک سکتے۔ اس پر میجر مبشر ایس پی نے نہ صرف مجھے روک دیا بلکہ دھکے دینے شروع کر دیے اور اپنے ہنٹر سے مارنا شروع کر دیا جس سے مجھے چوٹیں آئیں اور میرے کپڑے پھٹ گئے۔ اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسے ایئر پورٹ کی حدود سے باہر نکال دو۔ میجر مبشر اور اس کے دیگر ساتھیوں کے رویے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! چونکہ اس بارے میں پہلے ہی کافی باتیں ہو چکی ہیں اس لیے میں ہاؤس کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا کیونکہ اگر انھیں باتوں کو بار بار دہرایا جائے گا تو مناسب نہیں ہو گا ۔لیکن آپ سے یہ درخواست ہے کہ یہ جو سلوک ایم پی ایز کے ساتھ ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کا حصہ نہیں ہے بلکہ اسے سول مارشل لاء جمہوریت کہا جائے تو بہتر ہو گا ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر ، وزیر قانون صاحب! آپ کا جواب ذرا طویل ہو گا ۔ چند رپورٹیں ہیں جو کہ مختلف کمیٹیوں کے لوگ پیش کرنا چاہتے ہیں اگر پہلے وہ ہو جائیں تو بہتر ہے ۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں مناظر علی رانجھا، جناب سپیکر ! میں تحریک استحقاق نمبر 1 پیش کردہ چودھری پرویز الٰہی، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔

میاں مناظر علی رانجھا، میں تحریک استحقاق نمبر 1 پیش کردہ میاں احسان الدین قریشی، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی عبوری رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، عبوری رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔

میاں مناظر علی رانجھا، میں تحریک استحقاق نمبر 2 پیش کردہ جناب انعام اللہ خان نیازی، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔

میاں مناظر علی رانجھا، میں تحریک استحقاق نمبر 7 پیش کردہ حاجی سعید احمد انصاری، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی عبوری رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، عبوری رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔

میاں مناظر علی رانجھا، میں تحریک استحقاق نمبر ۸ پیش کردہ رانا نورالحسن ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی عبوری رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، عبوری رپورٹ پیش کر دی گئی۔

میاں مناظر علی رانجھا، میں تحریک استحقاق نمبر ۱۰ پیش کردہ پیر سید عباس محی الدین ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش کردی گئی۔

میاں مناظر علی رانجھا، میں تحریک استحقاق نمبر ۱۲ پیش کردہ سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش کر دی گئی۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں مناظر علی رانجھا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر ۸ پیش کردہ جناب انعام اللہ خان نیازی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کے میعاد میں مورخہ 31 دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر ۸ پیش کردہ جناب انعام اللہ خان نیازی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کے میعاد میں مورخہ 31 دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں مناظر علی رانجھا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر ۹ پیش کردہ سید عارف حسین بخاری ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر ۹ پیش کردہ سید عارف حسین بخاری ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں مناظر علی رانجھا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر ۳ پیش کردہ جناب سردار حسن اختر موکل ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر ۲ پیش کردہ جناب سردار حسن اختر موکل ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں مناظر علی رانجھا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر ۲ پیش کردہ راجہ ریاض احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1995ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر ۲ پیش کردہ راجہ ریاض احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1995ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں مناظر علی رانجھا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 1 پیش کردہ جناب انعام اللہ خان نیازی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 1 پیش کردہ جناب انعام اللہ خان نیازی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب محمد اقبال گھرکی صاحب!

جناب محمد اقبال گھرکی ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"سید عارف حسین بخاری اور حاجی محمد افضل چن ایم پی اے کے سوالات کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آب پاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب سپیکر ، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"سید عارف حسین بخاری اور حاجی محمد افضل چن ایم پی اے کے سوالات کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آب پاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد منیر ازہر ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک مواعید نمبر 1 پیش کردہ میاں عثمان ابراہیم ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب سپیکر ، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"تحریک مواعید نمبر 1 پیش کردہ میاں عثمان ابراہیم ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد منیر ازہر ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک مواعید نمبر ۲ پیش کردہ جناب ایس اے حمید ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب سپیکر ، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"تحریک مواعید نمبر ۲ پیش کردہ جناب ایس اے حمید ایم پی اے کے بارے

میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ۲ جناب چٹھہ صاحب!

جناب محمد عارف چٹھہ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال ۱۹۹۰-۹۱ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ۲ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰ جون ۱۹۹۶ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال ۱۹۹۰-۹۱ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ۲ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰ جون ۱۹۹۶ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق پر بحث (---- جاری)

جناب سپیکر: ہاؤس میں تحریک استحقاق نمبر ۳، ۴، ۵، ۶، ۷ مختلف ترتیبوں سے زیر بحث آئی ہیں۔ پہلے نمبر ۷، پھر ۳، پھر ۴، ۵ اور نمبر ۶ زیر بحث آئی ہیں۔ بہرحال اب آپ کی اپنی مرضی ہے کہ آپ جس ترتیب سے یا مجموعی طور پر جو کچھ کہنا چاہیں آپ تفصیل سے اپنا موقف بیان فرما سکتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ پانچوں تحاریک ایک ہی واقعہ سے متعلق پیش کی گئی ہیں۔ جناب والا! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے جس صبر و تحمل کے ساتھ ان تحاریک پر بحث کی اجازت دی ہے اور یہ کسی بھی صورت میں ادھر سے جو تقریریں ہوئی ہیں شارٹ سٹیٹمنٹ کے زمرے میں نہیں آتیں۔ اس کے باوجود آپ پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ بات نہیں کرنے دیتے آج آپ نے وہ سارے الزام بھی دھو دیے ہیں اور آپ نے انہیں پوری اجازت دی ہے کہ وہ جتنی چاہیں بات

کر لیں اور ہم نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

جناب سپیکر ، اس سلسلے میں ، میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

وزیر قانون ، اور آپ نے صبر و تحمل سے ان کی بات سنی ہے۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اور امید کرتا ہوں کہ جس طریقے سے انہوں نے وقت لیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جو کچھ بھی میں کہوں گا وہ بھی صبر و تحمل سے اسی طریقے سے سنیں گے جس طریقے سے ہم نے ان کی بات سنی ہے ۔

جناب والا! سب سے پہلی بات یہ کہ ابھی تحریک پر بات شروع تھی ' کیونکہ ان کی پانچوں تحاریک کو ایک ہی وقت پر لیا گیا ہے ' تحریکوں پر بحث شروع تھی اور ان کا فیصلہ ہونا بھی باقی تھا تو اسی کے دوران یہ ایک ریزولیوشن لے آئے اور اس بات پر بھی زور دیا گیا کہ اسے آج ہی ٹیک اپ کر لیا جائے۔ جب آپ نے اسے reject کیا ' کیونکہ وہ اس وقت کسی بھی جمہوری طریقے سے ٹیک اپ نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ اس وقت بھی اس پر بحث ہو رہی تھی اور اس کے دوران وہ تحریک پیش کرنے کی کوشش کی گئی اور اس کو جب آپ نے reject کیا تو اپوزیشن نے زیادتی کرتے ہوئے واک آؤٹ کیا اور اس پر احتجاج کیا۔ چہ جائیکہ اسی پر اس وقت بات بھی ہو رہی تھی اور اس کا ابھی جواب بھی آنا باقی تھا اور آپ کا فیصلہ بھی آنا باقی تھا اس کا انتظار کیے بغیر ریزولیوشن لایا گیا۔ یہ طریقہ کار کسی بھی طرح سے جمہوریت سے مطابقت نہیں رکھتا اور پارلیمانی روایات کی بھی سراسر خلاف ورزی ہے۔

جناب والا! جہاں تک تحریک نمبر ۲ اور ۷ کا تعلق ہے یہ آپس میں زیادہ مطابقت بھی رکھتی ہیں اور اگر آپ ان کو پڑھیں تو یہ self contradictory ہیں۔ نمبر ۲ میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ان کو اندر نہیں جانے دیا گیا نمبر ۷ میں صاف واضح کیا گیا ہے کہ وہ اندر گئے ہیں ۔ یہ دونوں باتیں اپنے طور self contradictory ہیں۔ دوسری بات میاں شہباز شریف کی گرفتاری ہوئی وہ پنجاب اسمبلی میں قائد حزب اختلاف ہیں اس سے ہمیں کوئی انکار نہیں ہے۔ ۲ تاریخ کو ان کی طرف سے اجلاس کے لیے ریکوزیشن دی۔ ۴ تاریخ کو محترم میاں شہباز شریف صاحب لاہور تشریف لائے۔ اس سے کافی عرصہ پہلے یعنی دو تاریخ سے پہلے وہ لندن سے یو کے سے چل چکے تھے۔ اس لیے یہ کہنا کہ انہوں نے ریکوزیشن کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ وہ لاہور تشریف لا رہے ہیں اور اجلاس میں شامل ہونے کے لیے آ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ درست بات نہیں ہے۔ اگر اخبارات میں بھی دیکھا جائے تو ان کا آنے کا پروگرام ۲ تاریخ سے پہلے یعنی ریکوزیشن دینے سے بھی پہلے کا چھپ چکا تھا اور ریکوزیشن بعد میں آئی اور ۴ تاریخ

کو وہ سعودی عرب سے روانہ ہوئے اور چار تاریخ کو ہی لاہور پہنچے اور ان کا پروگرام یہی تھا جو اخبارات میں کاہے بگاہے چھپتا رہا ہے اور ان کے استقبال کی تیاریوں کے متعلق بھی بیانات آتے رہے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ وہ صرف اور صرف اجلاس میں شامل ہونے کے لیے بیماری کے باوجود وہاں سے چلے تھے یہ حقائق پر مبنی نہیں ہے۔جناب والا! وہاں پر سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں لوگ اکٹھے ہوئے اور وہاں پر ممبران کو پہچاننا مشکل تھا۔

جناب سپیکر، اس بحث میں نہ پڑیے۔ اگر آپ پولیس کی رپورٹس دیکھیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ وہاں پر پندرہ سو سے زیادہ نہیں تھے۔

وزیر قانون ، میں ان کے اعداد و شمار میں نہیں جاتا لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ ان کا وہاں پر ہجوم تھا اور بہت زیادہ لوگ تھے ان میں ایک عام پولیس والے کے لیے یہ پہچاننا بڑا مشکل ہے کہ کون ایم پی اے ہے اور کون نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اس کے لیے کارڈ ڈسپلے ہوتے ہیں۔ میں جہاں بھی دیکھتا ہوں ساری دنیا میں لوگ اس کام کے لیے کارڈز عارضی طور پر لگا لیتے ہیں 'صدور نے وزراء اعظم نے لگائے ہوتے ہیں۔ تاکہ ان کو پہچاننے میں دقت نہ ہو۔

وزیر قانون ، میں سب ساتھیوں سے اور کئی دوست نہیں ہیں ان سے بھی بڑی معذرت کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ اگر ان سے پوچھا جائے کہ جناب آپ کی تعریف۔ تو اس کا بھی برا منایا جاتا ہے۔ ایک تو کارڈ بھی نہیں لگاتے اور جہاں پر وی آئی پی کا جانا ہوتا وہاں پر اگر ان سے صرف اتنا بھی پوچھ لیا جائے کہ آپ کی تعریف تو وہ بھی برا مناتے ہیں کہ مجھے روکا کیوں ہے مجھ سے پوچھا کیوں ہے کارڈ لگانا تو کجا۔ اور مجھے پہچانا کیوں نہیں۔ وہاں پر جو ایک عام سپاہی یا گارڈ کھڑا ہوتا ہے اس کے لیے پہچاننا بڑا مشکل ہے جب تک کہ اس کو اپنا پورا تعارف نہ کروایا جائے۔ جیسا کہ وہاں پر لوگوں کو روکا جا رہا تھا تو معزز اراکین کو بھی یقیناً روکا جا رہا ہو گا اور ان سے پوچھا گیا ہوگا۔ پھر یہ بات کہ کارڈ آپ نے بھی ابھی دیکھا ہے اور آپ کو بھی اس چیز کا مغالطہ تھا کہ دو کارڈ ایشو ہو چکے ہیں۔ میں اس چیز کو تسلیم کرتا ہوں کہ پہلا کارڈ ابھی تک valid ہے۔ لیکن کئی حضرات کو پتہ نہیں ہے چودھری فاروق صاحب نے بھی ابھی اس کے متعلق تصدیق کی ہے میں خود تسلیم کرتا ہوں۔ آپ کو بھی شک و شبہ تھا کہ یہ valid ہے یا نہیں۔ اگر ہمیں شک ہے اور پورا پتہ نہیں ہے کہ اس کے لیے وی آئی پی لاؤنج سے باہر

ایپرن پر جا سکتے ہیں یا نہیں تو یقیناً وہاں پر کوئی پولیس کا سپاہی ' گارڈ کھڑا ہو گا ان کے لیے بھی شک و شبہ میں مبتلا ہونا کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ جنہوں نے ان کو یہ بتایا کہ میرے پاس کارڈ ہے ان کو جانے سے نہیں روکا گیا۔ جناب والا! ان چند معروضات کے ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہاں پر حکومت کو یا انتظامیہ کو یہ پوری پوری ہدایات ہیں کہ وہ معزز اراکین کی پوری طرح سے عزت کریں۔

(مداخلتیں)

جناب سپیکر، مہربانی سے ذرا نرم رویہ رکھیں اور بات کرنے دیں۔

وزیر قانون، جناب والا! یہاں اتنی باتیں ہوئی ہیں جن سے ہمیں اختلاف تھا۔ لیکن پارلیمانی روایات یہی ہیں کہ بات کم از کم پورے طریقے سے سنی جائے۔ ہم نے ساری باتیں صبر و تحمل سے سنی ہیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہمیں ان سے اختلاف نہیں تھا یہ تو پارلیمانی روایات و آداب ہیں۔ کچھ واقعات مارشل لاء کی وجہ سے آئے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کی باتیں سننے کی ہمت اور سکت بھی نہیں رکھتے۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمیں پوری طرح سے معزز اراکین کا احترام ہے۔ انتظامیہ سے بھی یہی توقع ہے کہ وہ معزز اراکین کی عزت و احترام کریں گے۔ لیکن جہاں تک یہ تحاریک کا تعلق ہے ان میں وہ واقعات پیش نہیں آئے جن کا یہاں پر ذکر کیا گیا ہے۔ کئی جگہوں پر غلط فہمی کی وجہ سے کارڈز نہ دکھانے کی وجہ سے ' زیادہ ہجوم ہونے کی وجہ سے ایسے واقعات پیش آئے ہیں۔ جہاں تک میاں نواز شریف کو گرفتار کرنے کا تعلق ہے------

جناب سپیکر، میاں شہباز شریف------اصل میں میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف یک جان دو قالب ہیں اس لیے یہ غلطی ہو جاتی ہے۔

وزیر قانون، اتفاق ایسا ہے کہ جناب والا! میری میاں نواز شریف کے ساتھ بہت زیادہ نیازمندی رہی ہے اس لیے ان کا نام پہلے آجاتا ہے۔ کیونکہ جس وقت وہ ادھر قائد ایوان تھے تو میں بھی اس وقت اسمبلی میں موجود تھا۔

جناب سپیکر، ویسے بھی سفید بالوں والے بھائی بہنوں کا نام لیتے ہوئے غلطی کر جاتے ہیں۔ میں نے اپنے والدین کو دیکھا وہ کس کا نام لیتے ہوئے اپنے پانچوں بیٹوں کا نام گن جاتے تھے۔ تو یہ غلطی خاص طور پر سفید بالوں سے ہوجاتی ہے۔

میاں فضل حق، جناب والا! آپ کا کون سا نمبر تھا؟

جناب سپیکر، میرا چوتھا نمبر تھا۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ نہ تو حکومت کو یہ مطلوب تھا کہ معزز ممبران کے ساتھ کوئی بدتمیزی یا کوئی ہتک آمیز سلوک کیا جائے ' نہ انتظامیہ کا کوئی ایسا رویہ تھا۔ یہ سب کچھ تو غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہے۔ دوسری بات یہ کہ نہ ہی حکومت کا کوئی یہ پروگرام تھا کہ میاں شہباز شریف صاحب کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت سے روکا جائے۔ جہاں تک ان کے خلاف مقدمات ہیں یہ ایف آئی اے نے بنائے ہیں ان کے کیسز ہیں انہوں نے ہی ان کو نمٹانا ہے۔ اس کے ساتھ صوبائی حکومت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ کیسز ایف آئی اے نے رجسٹر کیے ہیں اور انہی کا ان کے ساتھ تعلق ہے وہ ہی ان کو نمٹائیں گے۔ ہمارے پاس یعنی صوبائی حکومت کے پاس ان کا کوئی ایسا کیس نہیں تھا جس کے تحت صوبائی حکومت ان کو گرفتار کرتی۔ اس لیے کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کو سیشن میں آنے سے روکا جاتا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جناب عالی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں آپ کی توجہ آپ کے ہی ریمارکس کی طرف دلوانا چاہتا ہوں کہ جب یہاں سے خانزادہ تاج محمد خان صاحب انگریزی میں اپنی گزارشات پیش کر رہے تھے۔ جو بدزبانی استعمال کی گئی وغیرہ وغیرہ ایم پی ایز کے خلاف۔ آپ ہی نے وزیر قانون کی توجہ دلائی تھی کہ I hope the Law Minister is listening to the honourable member. تو آپ نے بالفاظ دیگر تسلیم کیا کہ جو خانزادہ صاحب ایم پی ایز کی تذلیل کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔ وہ قابل توجہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے جناب وزیر قانون نے میاں شہباز شریف صاحب کی آمد اور حالیہ اجلاس کی requisition کی تاریخوں کا تعداد بتایا ہے۔ یہ شاید اس چیز سے جان بوجھ کر آنکھیں بند کر رہے ہیں کہ یہ ٹیلی فون کا زمانہ ہے موجودہ جو سہولیات ہیں ان کا زمانہ ہے۔ اور میاں صاحب سے مشورہ کرکے ہی requisition دیا گیا تھا۔ اور اس پروگرام کے تحت ہی وہ عمرہ ادا کرتے ہوئے پاکستان تشریف لا رہے تھے۔ آخری بات میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت پنجاب کا قطعاً یہ ارادہ نہیں تھا کہ ایم پی ایز کو یا اور لوگوں کو ائیر پورٹ پر جانے سے روکا جائے۔ تو کیا پھر یہ ڈویژن بھر کی پولیس جو کہ کم از کم ہزاروں کی تعداد میں یہاں جمع کی گئی تھی۔ اور ائیر پورٹ کی

طرف جو بھی راستے جاتے ہیں ان سب کی ناکہ بندی کی گئی تھی۔ یہ وہ پولیس اس ملک کی خودمختار ہوچکی ہے جب کہ حکومت کا تو ارادہ ہی نہیں تھا، حکومت ایم پی ایز کو روکنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ تو ائیر پورٹ کے اپرن پر پنجاب پولیس پہنچی ہوئی تھی جہاں پر صرف اے ایس ایف کا تعلق ہوتا ہے۔ جہاں یہ ہمارے بیانات کے تضادات کا کہہ رہے ہیں وہاں پر کوئی تضاد نہیں ہے۔ ایم پی ایز کو روکا گیا ہے۔ ایم پی ایز اپنا استحقاق سمجھتے ہوئے ائیر پورٹ کے اپرن پر گھسے ہیں کیونکہ ان کا استحقاق تھا اور انہوں نے کارڈز دکھائے ہیں۔ لیکن وزیر موصوف کا یہ کہنا کہ انہیں روکا ہی نہیں گیا یہ غلط بیانی ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آپ خود بھی اپنا فیصلہ سنانے سے پہلے ان تمام معروضات پر غور فرمائیں۔

جناب سپیکر: یقیناً۔ لاء منسٹر صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ دو اور دوست تھوڑی بات کرنا چاہتے ہیں وہ بھی سن لی جائے۔ جناب چودھری محمد اقبال!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جناب والا! قابل افسوس بات یہ ہے کہ مسئلہ صرف اتنا ہے۔ نہ تو ہماری پارٹی نے 'نہ ہمارے قائدین نے کوئی مقدمات کے بارے میں کوئی رعایت کی بات کی ہے صرف اتنی بات ہے کہ ہمارے فاضل ممبران صوبائی اسمبلی کی عزت و تکریم کا خیال نہیں رکھا گیا اور ان کو بے عزت کیا گیا ہے۔ یہ اتنا سا سوال ہے اور اس میں' میں اپنے بھائی کی معصومیت پر حیران ہوں کہ فاضل وزیر قانون فرما رہے ہیں کہ ہمارے ممبران کو پہچاننے میں غلطی ہوگئی۔ آپ کو آنکھوں دیکھا حال بتانا چاہتا ہوں۔ اس دن مجھے بھی ایک شادی میں شرکت کے لئے ملتان جانا تھا۔ وہاں پر جناب کے پرانے ملنے والے چودھری انور بھنڈر صاحب بھی موجود تھے۔ وہ اس وقت پاکستان کے سینئر ہیں۔ سب سے اپر ہاؤس کے ممبر ہیں۔ وہ بھی وہاں موجود تھے۔ انہیں روکا گیا ان کا بیٹا ساتھ تھا اس کو روکا گیا۔ انہوں نے اپنا کارڈ دکھایا کہ یہ میرے پاس کارڈ ہے۔ میں نے ملتان جانا تھا میں اس سارے سلسلے میں شامل نہیں ہو سکا۔ میں نے ٹکٹیں دکھائیں تو مجھے اندر جانے دیا گیا۔ جناب والا! عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر فاضل ممبران اسمبلی کو یہ کارڈ issue کئے گئے ہیں اور ان کی عزت و تکریم نہیں ہو رہی تو آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہوتے ہوئے ان کی عزت و تکریم نہیں کروائی تو پھر کس نے کروانی ہے؟ میری آپ سے بڑی مؤدبانہ التجا ہے کہ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں جو ممبران کے ساتھ بدسلوکی ہوئی اس کا نوٹس اگر آپ نہیں لیں گے اور میری اپنے فاضل دوست وزیر قانون سے بھی التجا ہے کہ اس ہاؤس کی یہ روایت رہی ہے کہ جب بھی کبھی کسی ممبر کی عزت و تکریم کا مسئلہ پیدا

ہوا ہے تو اس کے اوپر یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ اِن بجز سے ہیں یا اُن بجز سے ہیں ہمیشہ ممبران کا ساتھ دیا گیا۔ اگر ہم اتنے کمزور ہو گئے ہیں کہ جو میرے بھائی اس وقت لیڈر آف دی اپوزیشن کا رول ادا کر رہے ہیں وہ بھی پولیس سے گھبراتے ہیں اور اس طرح کی صورت حال پیدا ہو گئی ہے تو میری تو صرف اتنی استدعا ہے کہ اس ایوان کی عزت کون کروائے گا؟

جناب سپیکر : بس آپ اس مسئلے پر آخری سپیکر ہیں۔

سید تابش الوری : جی، مختصر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! آپ نے بحیثیت سپیکر اور ہم نے بحیثیت اراکین اسمبلی دستور کے تحت حلف لے رکھا ہے کہ ہم آئین اور قانون کی پاسداری کریں گے اور اس کے مطابق عمل کریں گے۔ آج جو مسئلہ آپ کے سامنے ہے وہ دستور اور قانون کا مسئلہ ہے۔ یقیناً ہم اس میں پارلیمانی، سیاسی، جمہوری اور اخلاقی روایات کا حوالہ دے سکتے ہیں کہ کس طرح سے اراکین اسمبلی کو محترم ہونا چاہیے، معتبر ہونا چاہیے، قابل احترام ہونا چاہیے لیکن یہاں ہم آپ سے یہ گزارش کر رہے ہیں کہ اس وقت جو سنگین اور اہم مسئلہ ہے وہ قانون کی عملداری کا ہے اور قانون کی دھجیاں بکھیری گئی ہیں۔ جناب والا! رکن اسمبلی کی حیثیت سے ایک رکن کو وی آئی پی کی حیثیت حاصل ہے۔ very important personality وہاں پر ان کے اس استحقاق کی پامالی کی گئی، انہیں اہم ترین شخصیت نہیں سمجھا گیا۔ ان کو ڈنڈے مارے گئے، ان کو روکا گیا، ان کی تذلیل کی گئی تو کیا وی آئی پی ہونے کا استحقاق اسی کا سزاوار ہے۔ آپ کو یہ سوچنا ہے کہ اگر یہ معاملہ آپ کے ساتھ ہوتا اگر یہ کسی اور رکن کے ساتھ ہوتا تو کیا وی آئی پی کے ساتھ یہ سلوک قانون کے مطابق تھا؟ دوسرا آپ ہی کی اتھارٹی سے فیڈرل گورنمنٹ نے ہر رکن اسمبلی کو ایک خاص کارڈ issue کیا ہوا ہے جس کے تحت وی آئی پی لاؤنجز اور ایپرن تک جانے کی اجازت ہے۔ استعمال کرنے کا استحقاق ہے اس استحقاق سے صریحاً روکا گیا ہے اور تمام اراکین اسمبلی حلفاً آپ کو بتا رہے ہیں وہ اپنے زخم دکھا رہے ہیں کہ نہ صرف روکا گیا بلکہ ان پر تشدد کیا گیا اس سے زیادہ استحقاق کی پامالی کا کوئی اور نکتہ نہیں ہو سکتا اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور پھر یہ ایک رکن کی طرف سے نہیں ہے، یہ کئی ارکان کی طرف سے تحاریک استحقاق پیش کی گئی ہیں۔ اس لئے اس کو lightly نہ لیجیے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ان تمام تحاریک استحقاق کو اگر آپ چاہیں تو اس کے جتنے اراکین ہیں ہم withdraw کر لیتے ہیں۔ آپ ان میں سے صرف دو تین حضرات کے نام ہی رہنے دیجئے ہمیں اپنی تحریک استحقاق کے سلسلے میں نام

لکھوانے کی ضرورت نہیں۔ اس مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنا صوابدیدی اختیار استعمال کرتے ہوئے، قانون کی پاسداری کے حلف کا پاس کرتے ہوئے اس تحریک کو مجلس استحقاق کے سپرد فرمائیں۔

جناب سپیکر : کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون ، جناب والا! محترم سردار صاحب نے ٹیلیفون کی بات کی ہے۔ اس سے پہلے خانزادہ صاحب نے جو ادھر بیان دیا تھا اور آپ نے جو فرمایا وہ دوسری بات ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں ان سے بات کروں گا اور اگر کسی نے ایسی بات کی ہے تو پہلے اس کو ڈھونڈنا پڑے گا کہ وہ کس نے بات کی ہے۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ ایسے شخص کی پوری تحقیق کی جائے اور اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر : کہتے ہیں تلاش کریں تو خدا بھی مل جاتا ہے تو اس کی کیا مجال ہے نہیں ملے گا۔ آپ تشریف رکھیں اب کوئی بات نہیں ہو گی اب میرا فیصلہ ہو گا۔

وزیر قانون، جناب والا! جہاں تک دوسری بات ہے۔ میں پھر اس چیز پر زور دوں گا کہ دو تاریخ کو ریکوزیشن move ہوئی ہے اور آپ اس کی تحریر پڑھیں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دو تاریخ کی ریکوزیشن کے بعد میاں شہباز شریف کے ساتھ رابطہ قائم کیا گیا اور وہ اس وقت لندن سے پاکستان آنے کے لیے چل چکے ہوئے تھے اور کسی وجہ سے بھی وہ اجلاس میں شامل ہونے کے لیے وہاں سے روانہ نہیں ہوئے تھے۔

جناب سپیکر : میاں صاحب! بات یہ ہے کہ چل چکنے سے پہلے بھی ٹیلی فون پر یہ بات ہوتی، میں چل رہا ہوں آپ فلاں تاریخ کو ریکوزیشن دے دیں۔ یہ ساری باتیں آج کل ہو جاتی ہیں۔

وزیر قانون : اس کے باوجود جو انہوں نے بات کی ہے کہ ہم نے ریکوزیشن کر کے ان سے بات کی ہے۔ آپ پڑھیں تو سہی۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے آپ تشریف رکھیں۔ میں نے کل بھی اور آج بھی نہایت تحمل سے، توجہ سے، ان تحریکوں پر جو گفتگو ہوئی ہے، سنی ہے۔ میں نے مزید اس پر غور کیا ہے اور میں سب سے پہلے یہ اعلان کرتا ہوں کہ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی تحریک استحقاق منظور کی جاتی ہے اور تحریک

استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب انعام اللہ خان نیازی صاحب کی تحریک استحقاق کو میں درست قرار دیتے ہوئے اس تحریک کو بھی استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور پہلی اور اس دونوں کی ایک ماہ کے اندر رپورٹ آنی چاہیے۔ جناب عبیداللہ شیخ کی تحریک استحقاق کو بھی میں درست قرار دیتے ہوئے اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور اس کی رپورٹ بھی ایک ماہ کے اندر آنی چاہیے۔ ساتویں تحریک میں رد کرتا ہوں اس لئے کہ اس میں legality کے questions ہیں کہ ان کی گرفتاری بلاجواز تھی' بے بنیاد الزامات میں ملوث کر کے گرفتار کیا گیا یہ تمام باتیں کورٹ میں ہیں کورٹ فیصلہ کرے گی۔ اسی طرح جو تحریک نمبر تین ہے اسے بھی میں رد کرتا ہوں اس لئے کہ وہ جنرل ہے اس میں کسی ایک بندے پر کسی چند بندوں پر کوئی الزام نہیں لگایا گیا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اس میں چودھری صاحب نے یہ move کیا تھا کہ انھیں بھی روکا گیا ہے۔ میاں شہباز شریف صاحب کو receive کرنے کے لیے وہ وہاں گئے ہیں ـــــ

جناب سپیکر، جب باقی لوگوں کو روکنے کی بات زیر بحث آئے گی' جس جس کو روکا ہے' بے شک ان سب کو استحقاق کمیٹی میں بلا لیجیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! آپ صرف ان کے نام لے لیں' یہی آپ سے درخواست کی گئی تھی۔ میرے ساتھیوں نے کہا تھا ـــــ

سید تابش الوری، جو باقی نام ہیں ان کو چھوڑ دیں ـــــ

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، صرف چودھری پرویز الٰہی صاحب کے نام سے لے لیں۔ اب بھی میں یہ آپ سے درخواست کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ وہ تو ہو نہیں سکتی' اس لیے کہ اس میں legal question ہے۔ وہ کورٹ کا معاملہ ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں ـــــ

جناب سپیکر، میں نے فیصلہ دے دیا ہے۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی ایسی صورت اور نہیں ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! اس صورت میں جب آپ ہمارے قائد حزب اختلاف کے

بھی احترام میں یہ تحریک نہیں لینا چاہتے ہیں تو ہم احتجاجاً علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ آپ کی مرضی ہے۔ اور نہایت بلا جواز ہے۔

(اس مرحلے پر فاضل اراکین حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر، تحریک استحقاق ہے' جناب طاہر سلطان میلادی کھر اور ملک بلال مصطفیٰ کھر کی۔

وزیر قانون، میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ ابھی تک ان کی رپورٹ نہیں پہنچی۔ یہ کل انھوں نے نوٹس دیا ہے۔ ابھی تک جو تھوڑی بہت رپورٹ پہنچی ہے' وہ بھی تسلی بخش نہیں ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کو اگلے اجلاس تک ملتوی کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، move تو کرلیں۔ آپ پیش کر دیجیے تاکہ یہ ریکارڈ پر آ جائے۔ اور اس کے بعد پھر ہم اس کو اگلے اجلاس میں لے لیں گے۔

جناب طاہر سلطان میلادی کھر، ٹھیک ہے۔

(اس مرحلے پر فاضل اراکین حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئے)

ایس ایس پی ملتان کا معزز اراکین اسمبلی سے ناروا سلوک

جناب طاہر سلطان میلادی کھر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 13 اکتوبر 1995ء کی صبح بلال مصطفیٰ کھر میرے گھر واقع ملتان آئے اور انھوں نے بتایا کہ ہمارے چھوٹے بھائی اور کزن ابراہیم کھر اور ظفر کو گرفتار کر کے کینٹ تھانہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ میں اور بلال دونوں تھانے گئے تو مذکورہ دونوں وہاں بند تھے۔ معلوم کرنے پر موجودہ اہل کار نے بتایا کہ ان دونوں کے خلاف نہ تو کوئی رپٹ اور نہ رپورٹ درج ہے۔ البتہ آپ ایس ایچ او سے رابطہ کریں۔ جب ایس ایچ او سے اس کے گھر جا کر معلوم کیا تو انھوں نے بھی کچھ بتانے سے معذوری ظاہر کی اور مزید بتایا کہ سب کچھ ایس ایس پی کے حکم پر ہوا ہے۔ لہٰذا آپ ان سے رابطہ کریں ہم دونوں ممبران اسمبلی جب ایس ایس پی کے گھر پہنچے تو ڈیوٹی پر موجود سپاہی نے گیٹ کھولنے سے انکار کر دیا اور ہمیں 15 منٹ روکے رکھا۔ اور کہا کہ آپ 10 بجے ٹائم لے کر تشریف لائیں ابھی صاحب سو

رہے ہیں۔ پھر ہم ایس پی صاحب کے پاس گئے تو انھوں نے مذکورہ گرفتاری کے بارے میں تھانہ سے دریافت کیا تو انھیں بتایا گیا کہ یہ سب کچھ ایس ایس پی صاحب کے حکم سے ہوا ہے۔ اس پر انھوں نے بھی ایس ایس پی صاحب سے رابطہ کرنے کے بارے میں کہا۔

جب ہم دوبارہ ایس ایس پی صاحب کے گھر پہنچے تو ڈیوٹی پر موجود سپاہی نے بدتمیزی کی اور کہا کہ آپ ٹائم لے کر آئیں۔ پھر ہم دونوں ڈی سی صاحب کے پاس چلے گئے۔ ڈی سی صاحب نے ایس ایس پی صاحب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ تقریباً ایک گھنٹہ بعد ایس ایس پی صاحب کا فون آیا کہ ڈی سی صاحب سے بات کرائی جائے تو ایس ایس پی صاحب نے ڈی سی صاحب کو بتایا کہ میں دفتر آ رہا ہوں دونوں ممبران وہاں آ کر بات کریں۔ کوئی نصف گھنٹہ بعد دفتر گئے تو چیف منسٹر صاحب کی مداخلت پر میرے دونوں بھائیوں کو رہا کر دیا گیا اور ہمارے سامنے چیف منسٹر صاحب کو رپورٹ کی کہ اس گرفتاری میں ہمارا قصور ہے۔ صوبائی اسمبلی پنجاب استحقاقات ایکٹ 1972ء کی شق 15 کے تحت ممبران اسمبلی VIPs ہیں اور ہمیں استحقاق حاصل ہے کہ جب چاہیں کسی آفیسر سے ملاقات کر سکتے ہیں۔

اس غیر قانونی حبس بے جا میں رکھنے اور ایس ایس پی ملتان کے نامناسب رویہ اور ملاقات سے انکار سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: میلادی کھر صاحب! آپ نے یہ تحریک پیش کر دی ہے اور یہ ریکارڈ پہ آ گئی ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ ابھی اس کے بارے میں رپورٹ آنے والی ہے۔ تو اس کو جب بھی اگلا اجلاس آئے گا اس وقت تک کے لیے pend کر دیا جاتا ہے۔ تشریف رکھیں۔ تمام تحاریک استحقاق مکمل ہو گئیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہمارے پاس تحریک التوائے کار ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر ۱۶ ہے۔ یہ تحریک بالکل آپ کی طبیعت کے مطابق ہے۔ میرے ضلع کے کسانوں کا مسئلہ ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں' ایوان کے بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ مجھے یہ پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں بے حد شکرگزار ہوں گا۔

جناب سپیکر، چلیے' میں بھی گزارش کر دیتا ہوں کھوسہ صاحب سے کہ اجازت دے دی جائے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، یہ کسانوں کا مسئلہ ہے۔ پیش کرنے دی جائے۔

چودھری اصغر علی گجر، بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، بسم اللہ۔

چودھری اصغر علی گجر، میں جناب اپوزیشن لیڈر کھوسہ صاحب کا بھی شکرگزار ہوں اور جناب سپیکر کا بھی اور سب ممبران کا۔

جناب سپیکر، کل آپ کتنے ناراض تھے۔

چودھری اصغر علی گجر، آپ سے دراصل میں اپنے ضلع کے کسانوں کے لیے کچھ کام لینا چاہتا ہوں۔ اور جس طریقے سے بھی مل جائے وہ طریقہ اختیار کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔ نہیں' آپ سیدھی انگلی سے ہی گھی نکال لیا کیجیے۔ خواہ مخواہ انگلی آپ ٹیڑھی کرتے رہتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر، شکریہ جناب۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ضلع لیہ میں آب پاشی کا سنگین مسئلہ

چودھری اصغر علی گجر، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 17 اکتوبر کو ضلع لیہ کے کاشت کاروں نے چوک اعظم کے مقام پر پانی کے بحران کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان مظاہرہ کیا۔ یہ مظاہرہ بیوروکریسی کے اندھے راج کے خلاف تھا محکمہ انہار کے راشی

افسران جنہوں نے پورے ضلع لیہ کا پانچ سو کیوسک پانی ایک دوسرے ضلع میں دے دیا اس کے خلاف تھا۔ محکمہ انہار کی اس اندھیرنگری پر پردہ ڈالنے کے لیے ضلع کی پولیس نے انتظامیہ کے اشارے پر جس غنڈہ گردی کا مظاہرہ کیا وہ حد درجہ قابل مذمت ہے۔ چوک اعظم کی چاروں سڑکوں پر کئی کئی پکٹیں لگا دی گئیں اور کسانوں کو احتجاج کے حق سے محروم رکھنے کا گناہ کیا گیا۔ ضلع لیہ میں پانی کا مسئلہ کسان کی زندگی اور موت کا مسئلہ بن گیا ہے اسے سیاسی بڑھک نہ سمجھا جائے اگر یہ مسئلہ ہمارے حلقہ انتخاب میں حل نہ ہوا تو کرپٹ حکومت کے راشی افسروں کو دفتروں کی بلند بالا عمارتیں اور لشکر و سپاہ کے پہرے پناہ نہیں دے سکیں گے۔ کسانوں کے ماتھے پر بغاوت کی لکیریں ابھر رہی ہیں۔ کاشت کاروں کا یہ احتجاج کسی سیاسی تاجر کا احتجاج نہ ہوگا جو یوم سیاہ کی کال دے کر خود امریکہ اور لندن جا بیٹھتا بلکہ یہ ان بہادر شیروں کا احتجاج ہوگا جو تخت الٹنا اور تاج اچھالنا جانتے ہیں۔ قومی خزانے پر پلنے والے دیانت فروش حکمران نوٹ کرلیں بغاوت کی آندھیاں چلنے والی ہیں۔ حکومت کے زور پر عوام کے حقوق لوٹ کھانے والوں کو سیاسی لٹیروں کا یوم حساب قریب ہے اگر تھل کے کاشت کار کو پانی نہ دیا گیا تو حکمرانوں کے سکون کے سانس تھوڑے رہ جائیں گے، میں اسمبلی کے ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہر دور کے حکمران تھل کو شودروں کی سرزمین سمجھتے رہے ہیں اب ایسا نہیں ہونے دیا جائے گا۔ پانی کا مسئلہ اور انتظامیہ کا طرز عمل ہر حال میں اس قابل ہیں کہ اسمبلی کی معمول کی کارروائی کو روک کر اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

میں اس میں صرف یہ گزارش کروں گا ---- یہ کیا ہوا؟ یہ اچانک انقلاب آ گیا۔ جناب سپیکر سے میری commitment تھی۔ بہرحال، اس میں، میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ ضلع لیہ کا جو پانی حکومت کی طرف سے منظور شدہ ہے۔ جو ریکارڈ پر موجود ہے ہمیں صرف وہ پانی دیا جائے۔ اگر وہ پانی نہ دیا جائے۔ تو پھر ہمارا حق ہے کہ اس زیادتی کا کوئی حساب آپ کی طرف سے لیا جائے۔ اگر وہاں پر یہ بات ثابت نہ ہو جائے کہ سالہا سال سے ان کسانوں کی زمینوں پر نہر کا پانی ابھی تک نہیں پہنچا تو میں اس فلور پر یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہر سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کا نوٹس لینے کے لیے کوئی ایسی کمیٹی مقرر کی جائے جو میرے ساتھ جا کر وہاں دیکھے کہ کیا واقعی آج تک کسانوں کی شنوائی نہیں ہوئی؟ کیا وہ کسان جو آبیانہ دے رہے ہیں آج تک ان کے کھیتوں کو پانی لگا ہے یا نہیں لگا؟ میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ حقیقت ہے کہ ان کے مویشیوں کو پانی پلانے

کے لیے بھی نہر کا پانی موجود نہیں ہے اور ایک مدت سے موجود نہیں ہے۔ خدارا! آپ اس پر ضرور نوٹس لیں۔ اپنے اختیارات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ میرے کسانوں کی بات ضرور سن لیں۔ میں بڑا ہی شکر گزار ہوں گا۔ اس کا کوئی نہ کوئی حل آپ ضرور نکالیں۔ بس، میں اتنی گزارش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب لاء منسٹر!

وزیر قانون ، جناب والا! جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے، تھل کینال کی گنجائش 7 ہزار 500 کیوسک ہے۔ جس کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور اگر اجازت دیں تو میں جتنا جتنا پانی ہے وہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ آپ پڑھیں۔ تاکہ انھیں تسلی ہو، یا اس کا کوئی حل نکالیں جیسے وہ کہہ رہے ہیں۔

وزیر قانون : کالاباغ ڈویژن میں 682 کیوسک ہے جو کہ نو فی صد بنتا ہے۔ اس وقت وہاں پر چھ سو بیاسی کیوسک ہی چل رہا ہے۔ خوشاب دو ہزار چھ سو کیوسک کی گنجائش ہے۔ 435 فی صد ان کا بنتا ہے اور ان کو اس وقت تینتیس فی صد دیا جا رہا ہے، یعنی دو ہزار ایک سو چونتیس کیوسک۔ بھکر ڈویژن کے لیے ایک ہزار نو سو کیوسک ان کی گنجائش ہے، جو کہ ۲۶ فیصد بنتا ہے۔ اس وقت ان کو ۱۶ سو ۹۲ کیوسک دیا جا رہا ہے جو کہ ۲۶ فیصد ہی بنتا ہے۔ یہ جس کا ذکر یہاں پر ہو رہا ہے ۲۲ سو کیوسک ان کی گنجائش ہے جو کہ ۳۰ فیصد بنتا ہے۔ لیکن اس وقت ۲ ہزار ۲ کیوسک پانی دیا جا رہا ہے۔ جو کہ ۳۱ فیصد بنتا ہے۔ یعنی گنجائش کے مطابق جو ان کا حصہ ہے اس سے ایک فیصد زیادہ دیا جا رہا ہے۔ لیکن اصل جو ان کی گنجائش ہے اور یقیناً اس وقت ، ہزار ۲ سو ۸۲ کیوسک ان کا پانی بنتا ہے۔ اس میں سے کل پانی 6 ہزار ۵ سو ۱۱ کیوسک دیا جا رہا ہے ۔ اس حساب سے یقیناً جو ان کا alloted پانی ہے اس سے تو کم ہے۔ لیکن یہ پانی کبھی بھی پورا نہیں ہوا ۔ اور جتنا پانی ہے اس میں ان کی جو گنجائش ہے اس سے ان کو زیاد دیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں میری یہ بھی گزارش ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے تھل کے لیے ایک ریماڈلنگ منصوبہ تیار کروایا ہے۔ جس کی لاگت ایک ارب چالیس کروڑ روپے ہے۔ اور اس منصوبہ کی منظوری تقریباً وفاقی حکومت نے دے دی ہوئی ہے جو آخری مراحل میں ہے اور منظوری ہو جائے گی۔ یہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا تو وہاں پر ۱۵ سو کیوسک پانی بڑھ جائے گا اور ، ہزار ۵ سو کی بجائے ۹ ہزار کیوسک پانی کی گنجائش وہاں پر ہوجائے گی۔ جب اتنی گنجائش ہوگئی تو انشاء اللہ ان کا پانی بڑھ جائے گا۔ اور یہ جو ان کی تکلیف ہے وہ انشاء اللہ دور ہو جائے گی ۔

چودھری اصغر علی گجر ، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو فرمایا ہے مجھے اس سے اتفاق ہے کہ پانی

کم ہے اور اسے حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ جو divide کیا گیا ہے اسے پورا کیا جائے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جو حصوں میں پانی تقسیم کیا گیا ہے وہ پانی پورا ہونا چاہیے۔ اگر ۲۴ سو کیوسک یہ کے لیے پانی رکھا گیا ہے تو ۲۲ سو کیوسک پانی ملنا چاہیے۔ میں آپ کو جو بار بار یقین دہانی کراتا ہوں کہ وہ ۲۲ سو کیوسک پانی نہیں مل رہا۔ وزیر موصوف خود وہاں چلیں۔ آپ ایک ممبر میرے ساتھ بھیج دیں۔ اگر ایک سال سے بلکہ کئی سالوں سے ان زمینوں کو پانی لگا ہو جو نہری زمینیں ہیں۔ جن کا وہ آبیانہ ادا کرتے ہیں۔ ان پر کوئی کھال ہو۔ ان پر کسی نے کوئی بنہ بنایا ہو پانی لگانے کے لیے تو آپ جو چاہیں مجھے سزا دیں۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ انھیں پانی سالہا سال سے لگا ہی نہیں۔ آخر ان بیچاروں کا جرم کیا ہے، ان کا قصور کیا ہے؟ اور پھر جو پانی یہ بانٹتے ہیں اس میں بھی ایک غلطی ہے۔ میرے دو مطالبے ہیں کہ جو یہ پانی بانٹتے ہیں اس میں ہمارا حصہ ملنا چاہیے۔ اس میں جتنی وارہ بندی قانون میں رکھی گئی ہے وہ ہمیں ملنی چاہیے۔ ایسا نہیں ہے۔ پندرہ دن پانی ملنا چاہیے اور سات دن نہیں ملتا۔ یہ اصولی طور پر وہاں پر پانی کی تقسیم میں فرق ہے۔ لیکن ہوتا کیا ہے کہ پورا پورا ایک ایک مہینہ پانی کسانوں کو نہیں ملتا۔ اگر یہ دونوں چیزیں غلط ہوں تو پھر میں اس ایوان کے اندر جھوٹا ہوں گا اور جو آپ چاہیں اس کی سزا دیں۔ لیکن خدارا میری بات آپ ضرور مانیں۔ ضرور سنیں کہ کسانوں کو پانی نہیں مل رہا۔ خدارا اگر آپ نہیں سنیں گے تو اس کا علاج کون کرے گا؟ کوئی آدمی مشاہدہ کر لے۔ وزیر موصوف وہاں تشریف لے چلیں۔ میں ان کا خرچہ برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں۔ ان کے کسی نمائندے کا خرچہ برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں۔ خود کسان ان کے خرچے کے پیسے دیں گے۔ ان کے ٹی۔اے، ڈی۔اے کے پیسے بھی کسان دیں گے۔ لیکن ان کو ایک دفعہ دیکھ لیں کہ جو بات میں نے ایوان کے اندر کہی ہے وہ سچی ہے یا جھوٹی ہے۔ اگر اس بات کا بھی خیال نہیں رکھیں گے تو پھر بتائیں کہ میں اس کے بعد کہاں جاؤں؟ کون میری بات سنے گا؟ کوئی نہیں سنے گا۔ بس یہ آخری ادارہ ہے۔ جس میں اس مظلوم کی دادرسی ہونی چاہیے۔ ان لوگوں کی دادرسی ہونی چاہیے۔ یہ ان کا حق بنتا ہے۔ آپ اگر ایک کمیٹی دو آدمیوں کی مخصوص کر دیں وہ وہاں جا کر مشاہدہ کر لیں۔ اگر افسران قصور وار ہیں تو ان کو آپ سزا دیں اور ہمارا حق پورا کرا دیں۔ ہمارا اور کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں جناب وزیر کا بھی اور آپ کا بھی بڑا شکر گزار ہوں گا۔

وزیر قانون ، جناب والا! مجھے چودھری صاحب کی تکلیف کا پورا احساس ہے۔ میرا ان کے ساتھ ویسے بھی آنا جانا ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ سیشن کے بعد وہ جس وقت چاہیں تشریف لے آئیں۔ اس وقت وزیر آبپاشی یہاں پر تشریف نہیں رکھتے ، ورنہ ابھی بات ہو جاتی۔ لیکن اس کے باوجود یہ میرے پاس جس وقت تشریف لائیں گے میں محکمہ آبپاشی کے ساتھ خود بھی بات کروں گا اور وزیر آبپاشی کی وساطت سے بھی ان کی جو تکلیف ہے وہ ہم بیٹھ کر بات کر کے جہاں تک ہم سے دور ہو سکی اور جو بھی وہاں بے قاعدگی ہو رہی ہے اس کو دور کرنے کی ہم پوری کوشش کریں گے۔

چودھری اصغر علی گجر ، جناب سپیکر! ہمیں اس معاملہ میں آپ تحفظ فراہم کر دیں۔ یہ بڑے شریف آدمی ہیں میں ان کی قدر کرتا ہوں۔ انھیں نکلنے نہ دیں۔ خدارا مجھے اس معاملے میں تحفظ فرما دیں۔ یہ کسانوں کا معاملہ ہے ، میری ذات کا معاملہ نہیں ہے۔ حقائق کی بات کر رہا ہوں۔ میں بار بار اس پر آپ کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ یہ بڑا ہی serious معاملہ ہے۔ اگر ایک یا دو ارکان کی ڈیوٹی لگا دیں تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے اور میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ کیوں کہ یہ کسانوں کا معاملہ ہے۔ دیکھیں! اگر آپ آج نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟

وزیر قانون، جناب والا ! میں اس میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ ایک دفعہ ہم یہاں پر بات کر لیں ، جیسے بھی یہ کہیں گے ہم کریں گے۔ اگر مجھے حکم دیں گے تو میں بھی جانے کے لیے تیار ہوں۔ اور وزیر آبپاشی بھی جانے کے لیے تیار ہوں گے۔ جن جن کے لیے یہ کہیں گے انھیں ہم ساتھ لے کر ان کی جتنی بھی مدد ہو سکی ہم کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، چودھری اصغر علی گجر صاحب! آپ نے اپنا موقف نہایت اچھی طرح سے بیان کیا ہے۔ آپ بھی کافی سینئر پارلیمنٹیرین ہیں ۔ یہ تحریک التوائے کار ہے۔ آپ سمجھتے بھی ہیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ اس کے باوجود وزیر موصوف یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے بعد آپ کل پرسوں جب چاہیں ان کو ملیں۔ وہ وزیر آبپاشی کو بلا لیں گے۔ محکمے کو بلا لیں گے۔ آپ کی remedy جس حد تک ممکن ہو سکی وہ کرنے کو تیار ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس یقین دہانی کے بعد اب اس معاملے میں کوئی اور بات نہیں ہونی چاہیے ۔

چودھری اصغر علی گجر ، جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ باتیں جو آپ نے سن لی ہیں ، ان کی

ایوان کے باہر کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ اگر یہ باتیں حق پر مبنی ہوتیں اور ایسے میرا مسئلہ حل ہو سکتا تو میں اس معاملے کو آپ کے سامنے پیش نہ کرتا۔ چودھری صاحب میرے جاننے والے ہیں۔ وزیر آبپاشی میرے جاننے والے ہیں۔ میرے ساتھی ہیں۔ ان سے مل کر یہ معاملہ حل کروا سکتا تھا۔ اس میں' میں نے بڑی بھاگ دوڑ کی ہے۔ انتظامیہ کو کہا ہے۔ ہر افسر سے ملا ہوں۔ سب کو میں نے یہ بات کہی ہے۔ یقین کر لیں کہ اس میں شنوائی نہیں ہے۔ جن لوگوں کا حق مارا جا رہا ہے آپ اس کا کوئی حل نکال دیں۔ اس کو کوئی قانونی تحفظ دے دیں۔ میں ان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ آپ صرف ان کو کم سے کم کوئی تحفظ دے دیں۔ میں کہتا ہوں کہ روایت کے مطابق پہلے بھی ایک دو آدمیوں کی کمیٹیاں بنتی رہی ہیں۔ جناب سپیکر بناتے رہے ہیں۔ آپ ایک دو آدمیوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دیں۔ اس کا کوئی حل نکل آئے گا۔ اور ان کا حق پورا ہو جائے گا۔ اور خدا آپ کو اس انصاف میں ضرور جزا بھی دے گا۔ یہ بہت بڑی request ہے۔ میں آپ سے request کر رہا ہوں اور آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے request کر رہا ہوں کہ یہ میری ذات کا معاملہ نہیں ہے' کسانوں کا معاملہ ہے۔ ضرور مہربانی کر دیں۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی لاء منسٹر صاحب ! ان کی بار بار یہ گزارش ہے ' آپ نے پہلے بھی مناسب بات کی ہے لیکن اس کے باوجود چونکہ وہ insist کر رہے ہیں کہ کچھ نہ کچھ ہونا چاہیے۔

وزیر قانون: جناب والا ! میں اس وقت ادھر بیٹھ کر تو پانی کے سلسلے میں کیا عرض کروں ۔ میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ اجلاس انشاء اللہ تعالیٰ پھر بھی ہوتے رہتے ہیں ۔ یہ تحریک التوائے کار اس طریقے کی ہے کہ یہ کوئی ایک واقعہ نہیں ہے کہ جو ہو گیا ہے اور پھر بعد میں یہ نہیں ہو سکتا ۔ یہ ایک continuous ہے ۔ اگر یہ تکلیف دور نہ ہوئی تو پھر یہ بار بار بھی اس پر تحریک لائی جا سکتی ہے اور یہ ہر وقت بھی آ سکتی ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگلے اجلاس تک ہم اس کا کچھ نہ کچھ ضرور تدارک کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : تو میں ایسے کرتا ہوں کہ اگلے اجلاس تک اس کو ہم pending رکھتے ہیں۔ آپ اس دوران فاضل محرک کو ساتھ لے کر اور وزیر آبپاشی کو بھی ساتھ بٹھا کر جس قدر ممکن ہو سکتا ہے محکمے کو کہیں کہ وہ ذرا توجہ سے ان کے علاقے میں پانی کی جو تکلیف ہے اس کو ختم کریں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! یقیناً اس کی تعمیل ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کا بہت شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! ایک مسئلہ بہت دیر سے ملتوی چلا آرہا ہے۔ سرکاری ملازمین کے سلسلے میں ایک کمیٹی بنی تھی تو اس میں میری گزارش ہوگی کہ چونکہ آج پھر شاید اجلاس ختم ہو جانا ہے تو رولز کو معطل کر کے اس چھوٹی سی تحریک کو مجھے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس کے جو terms of reference ہیں وہ درست نہیں ہیں۔ سینئر منسٹر صاحب تو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ وہ ہم میں موجود نہیں ہیں' اللہ ان کی مغفرت کرے تو وہ جو terms of reference ہیں وہ مجھے پڑھ لینے دی جائیں اگر ہاؤس ان کو منظور کرے تو وہ کمیٹی کے سپرد کر دی جائیں اور پھر اس کمیٹی کو کم از کم تین ماہ کا ٹائم دیا جائے کہ وہ اس پر کام کر سکے۔ یہ بہت ہی ضروری ہے۔

جناب ایس۔ اے حمید : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ایس۔ اے۔ حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس۔اے حمید : جناب سپیکر ! وصی ظفر صاحب نے جو بات پوائنٹ آؤٹ کی ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ بہت دیر کے بعد اجلاس ہوتا ہے اور آج ابھی بیس تحاریک التوائے کار پڑی ہیں۔ لہٰذا تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہونے کے بعد ان کی بات کو سنا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے۔ اس کے بعد لے لیتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب سپیکر ! یہ سارے ہاؤس کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس کے بعد اس پر کچھ وقت لگے گا۔ یہ بات ان کی معقول ہے۔ جی اگلی تحریک التوائے کار نمبر 3 ہے۔ جناب ایس۔ اے حمید 'میاں معراج دین' جناب ارشد عمران سلہری۔

جناب ایس۔ اے حمید : جناب سپیکر! یہ تقریباً 3 اس کے بعد 5 پھر 6 ' 7 ' 10 ' 12 ' 14 ' 18 اور 19۔ یہ ساری تحریکیں میرے نام سے ہیں۔ میں ان میں سے صرف ایک ہی تحریک التوائے کار نمبر 18 کو پڑھنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ اسی کے متعلق ہیں؟

جناب ایس۔ اے حمید ، مختلف issues ہیں لیکن میں صرف تحریک التوائے کار نمبر 18 ہی پڑھنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔

جناب ایس۔ اے حمید ، جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ ـــ

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ کون سی ہے؟

جناب ایس۔ اے حمید ، تحریک التوائے کار نمبر 18۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ نمبر 18 پڑھ رہے ہیں؟

جناب ایس۔ اے حمید ، جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر ! یہ کیسے پڑھ رہے ہیں؟ پہلے آپ اس کی اجازت تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایک منٹ۔ وہی ناں کہ ابھی میں نے اجازت نہیں دی۔

جناب ایس۔ اے حمید ، اچھا جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، لاء منسٹر صاحب! آپ کو محکمہ نے تحریک التوائے کار نمبر 18 کا جواب دیا ہے؟

وزیر قانون ، جناب والا ! پہلی جو تحاریک التوائے کار ہیں اگر تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ان کو ختم کروا رہے ہیں تو پھر یہ نمبر 18 پر آجائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ہاں۔ یہ خود ہی بول کر ، خود ہی فیصلہ کر کے ، خود ہی پڑھ رہے ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید ، جناب سپیکر ! میں نے آپ سے اجازت چاہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہ ۔ دیکھیں ناں۔ اب میں نمبر 3 پر ہوں اور یہ بھی تو آپ ہی کی ہے۔ تو آپ پہلے نمبر 3 کو لے لیں ناں۔

جناب ایس۔اے حمید ، جناب سپیکر ! مجھے اس کی ضرورت ہے۔ مہربانی کر کے مجھے اس کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہ۔ اس کا جواب نہیں آیا۔ پھر فائدہ کیا ہوا؟

جناب ایس۔ اے حمید ، نہیں۔ جواب ان کے پاس تو ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہ۔ وہ نہیں ہے۔ مجھے پتا ہے کیونکہ وہ ابھی دور ہے۔ پہلی 3 '4 '5 '6 لے لیں۔

جناب ایس۔ اے حمید : اگر لاءمنسٹر صاحب کہتے ہیں کہ اس کا جواب نہیں آیا تو پھر میں دوسری پڑھ لیتا ہوں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اگر پہلی یہ ساری چھوڑ رہے ہیں اور ایک کو لے رہے ہیں۔ ایک کے سوا باقی ساری withdraw کر رہے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر سارے ممبران اس پر متفق ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ نمبر 3 لے لیں۔ ایس۔ اے حمید صاحب یہ بھی تو آپ ہی کی ہے ناں۔

جناب ایس۔ اے حمید : جناب سپیکر! اگر ان کے پاس اس کا جواب ہے تو ویسے بھی ٹائم تھوڑا ہی ہے۔ صرف ایک ہی پڑھی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : دیکھیں ناں۔ out of turn بھی تو ابھی بات نہیں ہے۔

جناب ایس۔ اے حمید : جناب سپیکر! باقی withdraw کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ آپ نمبر 3 کو پڑھیں۔

جناب ایس۔ اے حمید : جناب سپیکر! باقی withdraw کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ میرا فیصلہ یہی ہے کہ آپ نمبر 3 کو پڑھیں۔

جناب ایس۔ اے حمید : جناب سپیکر! جب لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ باقی withdraw کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ نہیں۔ لاء منسٹر صاحب کا کہنا بھی ضروری نہیں۔ آپ نمبر 3 کو پڑھیں ناں۔ اگر آپ اسی پر insist کرتے ہیں تو میں پھر آگے نمبر 4 پر چلتا ہوں۔

جناب ایس۔ اے حمید : جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ جب لاء منسٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ باقی کو withdraw کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ نہیں۔ یہ طریقہ نہیں ہے۔ ہاؤس سپیکر نے چلانا ہوتا ہے۔ اس طرح یہ بری روایت پیدا ہو جائے گی۔ تو پھر اسی طرح سے شور پڑتا ہے۔

جناب ایس۔ اے حمید : جناب سپیکر! باقی تو خود بخود ہی ختم ہو جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ نہیں۔ تو اب ختم کر لیتے ہیں۔ اتنی دیر میں تو ہم ختم کر لیتے ہیں۔ اگر

آپ نہیں پڑھتے تو میں نمبر 4 پر چلتا ہوں۔

جناب ایس۔ اے حمید ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ باقی تو خود بخود ہی ختم ہو جاتی ہیں۔ جب باقی میں withdraw کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ تو میں اب پڑھ لیتا ہوں ناں۔ نمبر 3 ۔ اس کو ڈسپوز آف تصور کیا جاتا ہے۔ اس میں نام ہیں جناب ایس۔ اے حمید' میاں معراج دین' جناب ارشد عمران سلہری۔ کسی نے اس کو پیش نہیں کیا۔ لہذا یہ ڈسپوز آف تصور ہو گی۔ نمبر 4 میاں عبدالحمید' جناب امان اللہ خان بابر' جناب ایس۔ اے۔ حمید---

جناب ایس۔ اے حمید ، جناب سپیکر! میں ابھی بات کر رہا ہوں---

جناب ڈپٹی سپیکر ، دیکھیں حمید صاحب! آپ کا یہی طریقہ ہے کہ آپ اپنی بات کو منوانا چاہتے ہیں۔ سپیکر کو بھی کہتے ہیں کہ ایسے چلیں۔ یہ بات درست نہیں ہے۔

جناب ایس۔ اے حمید ، جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ باقی withdraw کر لیں---

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ لاء منسٹر کی بھی اس میں بات نہیں ہے۔ لاء منسٹر کی بھی بات نہیں ہے۔ ہاؤس سپیکر نے چلانا ہوتا ہے۔ اگر ہم یہ روایت ڈال دیں گے کہ ایک ممبر کی مرضی کے مطابق جو نمبر اس کا ہو وہ پڑھا جائے باقیوں کو ہم داخل کر دیں یہ ٹھیک نہیں۔

جناب ایس۔ اے حمید ، جناب سپیکر! مہینہ یا ڈیڑھ مہینہ کے بعد ایک دن کے لیے اجلاس ہوتا ہے۔ یہاں پر کام کیا ہوتا ہے؟ آپ کیا کام کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، میاں عبدالحمید' جناب امان اللہ خان بابر' جناب ایس۔ اے۔ حمید نمبر 4 ۔ امان اللہ خان بابر آپ پڑھیں گے؟

جناب امان اللہ خان بابر ، جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی امان اللہ خان بابر نمبر 4 ۔

جناب امان اللہ خان بابر ، جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں یہ تحریک پڑھوں میں نے اس کے علاوہ بھی ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی جو سپیکر صاحب کے آفس میں kill ہو گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ تو پھر kill ہو گئی ناں۔

جناب امان اللہ خان بابر ، جناب سپیکر! میں بات کر رہا ہوں۔ اس پر مہربانی کر کے مجھے ایک منٹ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہ۔ نہ۔ اس پر نہیں۔ دیکھیں! میری بات سنیں۔ سپیکر صاحب نے جو اپنے چیمبر میں ہی kill کر دی۔ اس کا مطلب ہے کہ انھوں نے اس کی اجازت نہیں دی۔ آپ نمبر 4 پر آ جائیں۔

جناب امان اللہ خان بابر ، جناب سپیکر! میں واپس آ رہا ہوں۔ میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اتنی اہم تھی کہ چیف منسٹر کا ایک ایڈوائزر بن کر ہمارے علاقے میں گیا۔ اس کے استقبالیہ جلوس میں اتنی زبردست فائرنگ ہوئی کہ کلاشنکوفوں سے بجلی کے تار ٹوٹ کرگر پڑے اور تین آدمی جاں بحق ہو گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے۔ اب آپ نمبر 4 پر چلیں ناں۔ آپ نے بات بیان کر دی ہے۔

جناب امان اللہ خان بابر ، جناب عالی! وہ اتنی اہم تحریک التوائے کار تھی کہ تین آدمی قتل ہو گئے اور کسی نے ایف۔ آئی۔ آر تک درج نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ آپ نمبر 4 پر اپنا موقف بیان کریں۔

جناب امان اللہ خان بابر ، جناب! میں نمبر 4 پر آتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔

نارووال شہر میں نکاسیٔ آب کے نظام کی ابتر حالت

جناب امان اللہ خان بابر ، شکریہ' جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ نارووال شہر کا نکاسی آب کا نظام مکمل طور پر بے کار ہو کر رہ گیا ہے۔ شمالی ڈسپوزل یونٹ کے مین پائپ ناکارہ ہو جانے کے باعث ظفروال روڈ پر جگہ جگہ جوہڑ بن گئے ہیں اور ٹریفک میں دشواری پیدا ہو گئی ہے۔ جگہ جگہ دو دو تین تین فٹ گندہ پانی کھڑا ہے۔ ہر طرف بدبو پھیلی ہوئی ہے اور وبائی امراض کے پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ بلدیہ کے اہلکاروں کی توجہ جب اس اہم مسئلے کی طرف دلائی گئی تو انھوں نے سنی ان سنی کر دی۔ عوام شدید مشکلات کا شکار ہیں اور حکام سکھ کی بانسری بجا

رہے ہیں۔۔۔۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب سپیکر! ہاؤس کورم میں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کورم کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔۔۔ (گنتی کی گئی) کورم نہیں ہے۔ لہذا پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر ، دوبارہ گنتی کی جائے۔۔۔ (گنتی کی گئی) ایوان میں کورم نہیں ہے بیس منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر 20 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(کورم کی نشاندہی پر 20 منٹ کے وقفے کے بعد 2 بج کر 7 منٹ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر ، جو فاضل اراکین لابی میں تشریف رکھتے ہیں وہ ہاؤس میں آ جائیں تاکہ گنتی شروع کی جا سکے۔ تمام حضرات جو لابی میں تشریف رکھتے ہیں وہ ہاؤس میں تشریف لے آئیں۔ گنتی شروع کی جائے۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ بابر صاحب میرے خیال میں آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر ۴ پڑھ رہے تھے۔ جہاں سے آپ پڑھ رہے تھے وہاں سے شروع کیجیے۔

جناب امان اللہ خان بابر ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ واقعات قومی اخبارات میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ جس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے، متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر قانون و پارلیمانی امور تحریک التوائے کار نمبر ۴ کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟

وزیر قانون ، جناب والا! نارووال شہر میں ۱۹۶۰ء کی دہائی میں سیوریج سسٹم lay کیا گیا تھا اور اب چونکہ

شہر کی آبادی بہت بڑھ چکی ہے۔ لیکن سیوریج سسٹم وہی کا وہی ہے اور out let کا جو پائپ ہے وہ یقیناً اس کام کے لیے چھوٹا ہے کیونکہ پائپ کا قطر کم ہے پانی کا اخراج صحیح طرح سے نہیں ہوتا۔ یہ کہنا ویسے غلط ہے کہ سیوریج بند ہے۔ رات کو جب پانی کا اخراج کم ہو جاتا ہے .... (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں. I call the House to order. جی بابر صاحب آپ وزیر قانون کی وضاحت سے مطمئن ہیں؟

جناب امان اللہ خان بابر، جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ قطعی غلط ہے کہ سیوریج مکمل طور پر بند نہیں ہے۔ میں وثوق سے کہتا ہوں اور حلفاً کہتا ہوں کہ وہ بند ہے اور پچھلے چھ ماہ سے وہاں پر پانی کھڑا ہے۔ آپ اپنے کسی ایک ممبر کو بھی وہاں پر بھیج دیں وہ اس بات کی تصدیق کریں کہ کیا پچھلے چھ ماہ سے وہاں پر پانی نہیں کھڑا؟ دوسری بات یہ ہے کہ اگر پانی چار چار فٹ ہو تو ہم اپنی کشتیاں خرید لیں لیکن وہ کشتی کے لیے تھوڑا اور کار کے لیے زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پرسوں جب چودھری شجاعت حسین وہاں پر تشریف لے گئے تو ہم نے نارووال کی بجائے ایک دیہات میں پروگرام کیا تھا کیونکہ وہ تو پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر موصوف اس پر اپنا موقف بیان کریں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں نے تو ابھی اپنی بات ختم نہیں کی تھی، تو میں اس کو اس حد تک مان رہا ہوں کہ وہاں پر پانی کے اخراج کا بندوبست ضرورت سے کم ہے۔ کیونکہ پائپ کا قطر چھوٹا ہے۔ آج کی ضروریات کے مطابق نہیں ہے۔ اس کے لیے منصوبہ بنایا جا رہا ہے کہ وہاں پر بڑا پائپ بچھایا جائے تاکہ وہاں سے پانی کا اخراج مناسب طریقے سے ہو سکے۔ اس وقت بھی پانی کا اخراج ہو رہا ہے۔ دس بجے رات کے بعد جب پانی کا استعمال کم ہو جاتا ہے تو اس وقت وہاں سے پانی ختم ہو جاتا ہے۔ دوسرے دن جب پانی کا اخراج بڑھتا ہے تو وہاں پر پھر پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے سینٹری انسپکٹر کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ وہاں کی صفائی کا خیال رکھے تاکہ عوام کو کم سے کم تکلیف ہو۔

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ سائیڈ کی سیٹوں کو چیک کروایا جائے کہ کہیں ان میں کھٹمل تو نہیں ہیں؛ کیونکہ ہمارے دوست یہاں بیٹھ نہیں سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

وزیر قانون ، جناب والا! کھلل تو سارے ہاؤس میں ہی ہیں۔ کہیں سے کھلل اٹھ جاتے ہیں کئی ادھر ہی اچھلتے رہتے ہیں۔

جناب امان اللہ خان بابر ، جناب والا! میں معذرت کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ جناب وزیر موصوف یہاں پر وہ بات کہہ دیتے ہیں جو ان کے محکمے کا ایک سیفٹری انسپکٹر تحریری طور پر بھیج دیتا ہے۔ یہ ان کی بات پر تو اعتبار کرتے ہیں لیکن ہم اگر حلفاً بھی کہیں تو ہماری بات پر یقین نہیں کرتے۔ چاہے لکھنے والا کلاس فور کا آدمی کیوں نہ ہو اسی کو ہی من و عن تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اس مسئلے کو زیر بحث لایا جائے یا ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا کر وہاں بھیج دی جائے جو یہ دیکھے کہ وزیر موصوف درست فرما رہے ہیں؟ میں یہ کہتا ہوں کہ وزیر موصوف اس ہاؤس میں جھوٹ بول رہے ہیں۔ میں چیلنج کرتا ہوں۔ آپ ایک کمیٹی تشکیل دے کر تصدیق کروا لیں کہ میں درست بات کر رہا ہوں یا وزیر موصوف درست فرما رہے ہیں؟ یہ لکھی لکھائی بات پڑھ کر سمجھتے ہیں کہ ہمارا فرض پورا ہو گیا ہے۔ جناب وزیر صاحب فرائض ایسے نہیں ادا کیے جاتے۔ فرائض ایسے ادا ہوتے ہیں کہ جو بات میں نے کی ہے ہاؤس میں کی ہے اور حلفاً کی ہے آپ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دیں کہیں آپ کے ماتحت آپ کو misguide تو نہیں کر رہے۔ کہیں آپ کو غلط بیانی پر مجبور تو نہیں کر رہے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں سب سے پہلے تو ان کے غیر پارلیمانی الفاظ اور رویے پر احتجاج کرتا ہوں۔ یہ اس معزز ایوان میں بیٹھے ہیں اور زبان غیر مہذب استعمال کرتے ہیں۔ میں اس کے خلاف سخت احتجاج کرتا ہوں۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اصل میں موجودہ وزیر قانون بہت ہی شائستہ اور شریف آدمی ہیں۔ ان کے بارے میں اس قسم کے الفاظ استعمال نہیں ہونے چاہییں۔

جناب امان اللہ خان بابر ، جناب والا! پولیس تو آپ نے ہمارے لیے رکھی ہوئی ہے۔ وہ تو شریف آدمی ہیں۔

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! آپ اپنے الفاظ پر غور کریں۔ آپ نے کہا ہے کہ موجودہ وزیر قانون نہایت شائستہ اور شریف آدمی ہیں ۔ اب آپ بتا دیں کہ پچھلے کیسے تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، موجودہ کے بارے میں' میں کہہ سکتا ہوں ' کیونکہ پہلے تو پھر بہت زیادہ ہیں۔

بابر صاحب میرے خیال میں ہم نے حکومت کو نوٹس ہی دینا تھا اب اس پر بہت زیادہ بات ہو گئی ہے اور اس کا رزلٹ تو آپ کو بھی پتا ہے----

جناب امان اللہ خان بابر ، جناب والا! یہاں پر بات برائے بات نہیں ہوتی۔ ایک مسئلہ یہاں پر پیش ہوتا ہے تو اس کا حل تلاش کیا جاتا ہے۔ اگر وزیر موصوف بس یہ کہہ دیں کہ ہم نے سینٹری انسپکٹر کو کہہ دیا ہے۔ کیا سینٹری انسپکٹر انہوں نے کوئی نیا تعینات کیا ہے؟ کیا وہ سینٹری انسپکٹر شہر میں موجود نہیں تھا؟ آخر انہوں نے اس مسئلے کا کیا حل نکالا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، بابر صاحب! ایک تحریک التوائے کار جب آ جاتی ہے تو محکمے میں جب اس کی کاپی جاتی ہے تو بڑی ہلچل ہو جاتی ہے اور احساس ہو جاتا ہے اور جب ہاؤس میں بات ہو جاتی ہے تو وہ بھی کچھ نہ کچھ اثر رکھتی ہے۔ میرے خیال میں اب اس کا جو رزلٹ ہوگا وہ تو یہی ہو گا کہ اگر میں اس کو admit بھی کر لوں تو آپ سے کہوں گا کہ کھڑے ہو جائیں اور پھر اس پر دو گھنٹے بحث ہو جائے گی اجلاس آج ختم ہو جائے گا۔ رزلٹ اس کا کچھ نہیں نکلے گا۔

جناب امان اللہ خان بابر ، جناب والا اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ دو گھنٹے بحث کے بعد بھی ان کے کان پر جوں بھی نہیں رینگے گی تو ٹھیک ہے پھر میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں یہ بات ان کے نوٹس میں آ گئی ہے باقی بھی میں کہوں گا جتنی اور جہاں کہیں ایسی صورت حال ہے حکومت پنجاب کو اس کا نوٹس لینا چاہیے--------

چودھری غلام احمد خان ، ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ وزیر قانون ہمیں صرف یقین دہانی کروا دیں کہ جو نارووال کے شہریوں کو جو مسئلہ درپیش ہے وہ اس کے حل کے لیے کچھ کریں گے۔

وزیر قانون ، اس سے پہلے کہ وہ اپنے الفاظ واپس نہ لیں جو کہ انہوں نے unparliamentary کہے ہیں۔ میں جواب نہیں دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بابر صاحب! آپ ذرا فراخ دلی کا مظاہرہ کیجئے۔

جناب امان اللہ خان بابر ، جے میرے الفاظ واپس لین نال اینہاں نے گرانٹ واپس لینی اے تے فیر میں اسے الفاظ واپس لیناں واں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ، بہت مہربانی۔

وزیر قانون، انہوں نے شاید میری پوری بات نہیں سنی تھی۔ میں نے شروع میں ہی کہا تھا کہ ۱۹۶۲ء میں ادھر سیوریج سسٹم lay out ہوا تھا۔ اور آج کی آبادی کے مطابق وہ بہت کم ہے اور آج پانی کا اخراج ضرورت کے مطابق نہیں ہو سکتا' اس لیے وہاں پر بڑے پائپ جن کا قطر زیادہ ہو ڈالنے ضروری ہیں۔ یہ بات میں نے پہلے کہہ دی ہے۔ شاید وہ ایسی کوئی بات سننے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں۔ اس کے لیے منصوبہ بنانا اور فنڈز کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے کام ہو رہا ہے ڈیمانڈ بن رہی ہے جب منصوبہ بن گیا تو یہ کام کیا جائے گا۔

چودھری غلام احمد خان، وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ پائپ چھوٹے ہیں۔ وہ اس سال پائپ کو بڑے کروانے کے لیے فنڈز مختص کروادیں تو ہم تحریک پر زور نہیں دیں گے۔

مہنگائی کی صورت حال پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے شکریہ۔ تحاریک التوائے کار کا وقفہ ختم ہوتا ہے۔ اب ہم مہنگائی پر چلتے ہیں۔ میرے خیال میں مہنگائی پر جو فہرست ملی ہے اس پر ۱۴ فاضل اراکین کے نام ہیں۔ اور وقت صرف آپ کا ۳۵ منٹ رہ گیا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، وزیر قانون سے مشورہ کرلیں اور ایک دن اور بڑھا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر وزیر قانون یہ کہیں تو مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر قانون، ہم نے دو دن سے کم اجلاس نہیں رکھا۔ ہم نے دو دن پورے کیے ہیں۔ اب انہوں نے اپنا وقت کہیں اور ضائع کردیا ہے تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں اس بات پر اعتراض کرتا ہوں کہ وزیر قانون ضائع کہہ رہے ہیں۔ اسمبلی کے وقار کی بحالی کے لیے جو یہاں پر بحث کی ہے یا جو یہاں پر تقاریر کی گئی ہیں۔ اسمبلی کے اراکین کے وقار کی بحالی کے لیے جو یہاں پر باتیں کی گئی ہیں اگر یہ ان کو وقت ضائع کرنا کہتے ہیں تو مجھے اس بات کا بڑا ہی افسوس ہوا۔ لیکن میں اس کے باوجود بھی یہ درخواست کروں گا کہ مہنگائی پر بات ہو گی' اسمبلی میں بحث ہو گی۔ یہ پنجاب کے تمام عوام کے لیے ہو گی یہ صرف اپوزیشن کے لیے نہیں ہو گی' یہ صرف ممبران کے لیے نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا اب آپ بتائیں کہ ترتیب یہی رکھنی ہے۔
سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جی ہاں ترتیب تو یہی رکھنی ہے۔ لیکن اگر آپ مہربانی کریں تو اس میں ایک دن کی توسیع کردی جائے۔
جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ وہ آگے دیکھتے ہیں۔ سید تابش الوری۔
جناب ایس اے حمید ، پوائنٹ آف آرڈر سر۔
جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔
جناب ایس اے حمید ، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے صرف اتنی بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تمام اجلاس اپوزیشن ہی requisite کیا کرے تو پھر ہی ہوں گے۔ یا ان کا بھی اپنا کوئی پروگرام ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔ سید تابش الوری صاحب----
جناب غلام عباس، پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب ڈپٹی سپیکر جی پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب غلام عباس، جناب والا! اتنی اہم بحث کرنی ہے۔ لہذا کورم ہی پورا نہیں ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی کورم کی بات ہوئی تھی۔ پورا ہو گیا تھا۔
جناب غلام عباس، چیک کریں کیا کورم پورا ہے۔ ہاؤس کو چلانے میں interested ہی نہیں ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر، کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا ہے۔ جو صاحبان باہر لابی میں تشریف رکھتے ہیں وہ ہاؤس میں تشریف لے آئیں۔ گنتی کی جائے۔
(اس مرحلے پر گنتی کی گئی)----- کورم نہیں ہے اس لیے پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں----- گھنٹیاں بجائی گئیں----- اپنی سیٹ پہ تشریف رکھیں تا کہ گنتی شروع کی جائے جو دوست لابی میں تشریف رکھتے ہیں وہ بھی اندر آ جائیں۔ تشریف رکھیے تا کہ گنتی میں آسانی ہو ---(گنتی کی گئی)-- کورم پورا ہے کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔ جی سید تابش الوری۔
سید تابش الوری : جناب سپیکر۔
جناب ڈپٹی سپیکر : figure 62 تھا اور پانچ احباب حزب اقتدار کے تھے اس لیے آپ ذرا دھیان سے

اپنا کورم پورا رکھیں۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر۔

شراب رند کی اب کے کچھ انتہا ہی نہیں
کہ موجِ گُل بھی پریشان ہے صبا ہی نہیں

حکومت کی نا اہلی کے آتش فشاں سے مہنگائی کا لاوا پھٹ پڑا ہے جس سے پورا ملک بری طرح جھلس رہا ہے لیکن غریب، سفید پوش اور مقررہ آمدنیوں والے طبقات اس آگ میں بھسم ہو کر رہ گئے ہیں۔ جناب سپیکر! عربوں روپے کے وفاقی اور کروڑوں روپے کے صوبائی ٹیکسوں کے بعد گرانی کی جو آگ بھڑکی تھی۔ اشیائے ضرورت کی قیمتیں جس طرح شعلوں کی مانند بلند ہو رہی تھیں اور بجلی کے نرخوں میں اضافے نے جس طرح ہر گھر پر بجلی گرا دی تھی اس کے بعد کوئی بے حس، بے عقل، بے بہرہ اور ناکشست حکومت ہی یہ فیصلہ کر سکتی تھی کہ پٹرول کی مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا جائے۔ کھاد کی قیمتیں بڑھا دی جائیں اور روپے کی قیمت گھٹا کر ہر چیز کی قیمت بڑھانے کا حکم نافذ فرما دیا جائے۔ جناب سپیکر! کوئی یہ توقع نہیں کر رہا تھا ایسے بے رحمانہ اور سفاکانہ فیصلے کی کسی کو امید نہیں تھی لیکن اس حکومت نے یہ بھی کر دکھایا اور ایک شفیق القلب حکومت کے طور پر پوری دنیا کو ششدر کر دیا۔ جناب سپیکر! حکومت کے بنیادی فرائض کیا ہوتے ہیں یہی کہ وہ سرحدوں کو ناقابل تسخیر بناتی ہے۔ وہ امن و امان برقرار رکھتی ہے۔ وہ شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کا اہتمام کرتی ہے۔ شہریوں کی خوراک، لباس، رہائش، علاج اور تعلیم کی ذمہ دار ہوتی ہے اور قوم کا معیار زندگی اور ملک کا معیار ترقی بلند کرتی ہے لیکن آپ خود اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کہ کیا موجودہ حکومت ان بنیادی اور دستوری فرائض میں سے کسی ایک فرض کو بھی ادا کرنے میں کامیاب ہوئی ہے اگر نہیں تو پھر اس حکومت کو، حکومت کہلانے اور مسند اقتدار پر قائز رہنے کا شمہ برابر بھی جواز نہیں ہے۔ اس حکومت کو اپنی نا اہلیوں، غفلتوں، عاقبت نا اندیشیوں اور غلط حکمت عملیوں کی وجہ سے فوری طور پر مستعفی ہو جانا چاہئے تاکہ عوام ان کی غلط کاریوں کے نتیجے میں اس قیامت سے نجات حاصل کر سکیں جو پورے ملک میں ان پر ٹوٹی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! قائد اعظم کی حیرت زدہ تصویر ہم سے، آپ سے اور پوری قوم سے سوال کر رہی ہے کہ میں نے تمہیں ایک قوم دی تھی تم نے اسے مختلف قوموں میں تقسیم کر دیا۔ میں نے تمہیں ایک ملک دیا تھا تم نے اسے دو ٹکڑے کر دیا۔ میں نے تمہیں ایک نصب العین دیا

تھا تم نے اسے فراموش کر دیا اور میں نے تمہیں فکر و عمل کا ایک شیش محل دیا تھا تم نے اسے ریزہ ریزہ کر دیا چکنا چور کر دیا۔

آئینہ ٹوٹا تو رنگ رخ بکھر کر رہ گیا
اپنے پہچانے ہوئے چہرے نہ پہچانے گئے

جناب والا! اقتصادیات و معاشیات پر آپ کی بھی گہری نظر ہو گی ایک اچھی اور کامیاب معیشت کا تصور کیا ہے؟ میرے نزدیک مختصر ترین الفاظ میں ایک کامیاب معیشت انفرادی و اجتماعی سطح پر آمدن اور خرچ کے خوبصورت توازن کا نام ہے۔ ایک اچھی معیشت طلب و رسد میں بہترین تناسب قائم رکھنے کا نام ہے۔ ایک فلاحی اور ترقی یافتہ معیشت کی بنیاد صحیح اعداد و شمار' مناسب منصوبہ بندی اور مطلوبہ اہداف کا حصول ہوتا ہے لیکن ہمارے ملک میں بنیاد ہی نہیں تو عمارت کہاں ہو گی؟ منصوبہ بندی ہی نہیں تو عملدرآمد کیسے ہو گا؟ اور معاش ہی نہیں تو معیشت کہاں سے تعمیر ہو گی؟

جناب سپیکر! ہم گزشتہ 20 سال سے ہر سال گندم کی خود کفالت کا دعویٰ کرتے چلے آ رہے ہیں لیکن ابھی تک خود کفیل نہیں ہوئے ۔ ہم فالتو ذبیحہ کے جانور برآمد کیا کرتے تھے اب درآمد کر رہے ہیں۔ ہم کپاس باہر بھیجتے تھے اب کپاس اپنے ملک میں باہر سے منگوا رہے ہیں۔ ہم سبزیاں اور دوسرے پھل دوسرے ملکوں کو بھیجتے تھے اب اپنی ضرورت کے لئے باہر سے منگوا رہے ہیں۔ حکومت کی مسلسل غلط منصوبہ بندی' غلط کاری' نا اہلی اور عاقبت نا اندیشی کا نتیجہ کسے معلوم نہیں۔ ہر طرف کرپشن کا دور دورہ ہے۔ سرکاری شاہ خرچیاں عام ہیں۔ بیروزگاری کے سائے گہرے ہوتے جا رہے ہیں۔ بد امنی اور لاقانونیت کی آگ پھیل رہی ہے اور مہنگائی کے عفریت نے پوری قوم کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ اس سے عام آدمی کا سانس لینا بھی دوبھر ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر! قیامت سی قیامت ہے کہ اس وقت چینی کی قیمت سولہ سے سترہ روپے کلو ہو گئی ہے۔ گھی سینتالیس روپے کلو بک رہا ہے۔ پیاز چودہ روپے ہے۔ گوشت سو روپے سے زیادہ پر فروخت ہو رہا ہے۔ آلو چوبیس روپے کلو پر پہنچ چکا ہے۔ ٹماٹر 32 روپے کلو ہے۔ دال مونگ 37 روپے کلو بک رہی ہے۔ اور مٹر پچاس روپے کلو کے حساب سے فروخت کیے جا رہے ہیں۔ کل ہی وفاقی حکومت نے یہ خوش خبری سنائی ہے کہ ان کے فیصلے کے نتیجے میں آئندہ آٹے کی بوری کی قیمت پندرہ روپے مزید بڑھنے والی ہے۔ اسی طرح سے ملک میں پٹرول اور ڈیزل کی قیمتیں بڑھنے کے ساتھ ساتھ اب ڈیزل پورے صوبے میں نایاب ہو گیا ہے

اور اس کے نتیجے میں اجناس کی بیجائی ' خاص طور پر گندم کی بیجائی بری طرح سے متاثر ہو رہی ہے۔ جناب والا! آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ حکومت جو عوام دوستی کا دعویٰ کرتی ہے۔ جو جمہوریت کی چیمپین بنتی ہے اس وقت عوام دشمنی اور جمہوریت کشی میں سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ملک بری طرح سے ایک معاشی اور اقتصادی تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ کوئی ماہر معیشت لے آئیے۔ جناب سپیکر! کوئی درآمد کر لیجیے جو ایک عام آدمی کی ڈیڑھ سے دو ہزار روپے ماہوار آمدنی سے اس کا ماہوار بجٹ بنا کر دے دے۔ وہ بجٹ چاہے دال روٹی کا ہو' چاہے سبزی روٹی کا ہو' چاہے روکھی روٹی کا ہی ہو وہ بجٹ نہیں بنا سکتا۔ کیوں کہ اس وقت ملک کے حالات اس قدر ناگفتہ بہ ہو گئے ہیں اور مہنگائی کا عفریت اپنا چنگل اس طرح پھیلا چکا ہے کہ غریب اور سفید پوش آدمی کی زندگی دوبھر ہو کر رہ گئی ہے۔ وہ سسک رہا ہے لیکن کوئی اس کی فریاد سننے والا نہیں۔ وہ تڑپ رہا ہے لیکن حکم رانوں کی آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں۔ جناب سپیکر! وقت آ گیا ہے کہ ہم اس صورت حال پر نئے جائزوں کے ساتھ آئندہ کا لائحۂ عمل طے کریں۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ ملکی معیشت کو سنبھالا دینے کے لیے اور مہنگائی پر قابو پانے کے لیے غیر معمولی ہنگامی اصلاحی اقدامات کیے جائیں۔ سختی کے ساتھ طلب و رسد میں توازن قائم کیا جائے۔ اشیائے ضرورت کے معیار اور نرخوں کی مختلف سطحوں پر نگرانی کی جائے۔ سستے بازار اور سستے جنرل سٹور' سرکاری مالی امداد کے ساتھ ہر جگہ قائم کیے جائیں۔ ملاوٹ' ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری پر سخت سزائیں دی جائیں۔ عالمی اقتصادی نظام پر گہری نظر رکھی جائے۔ سودی نظام ترک کیا جائے۔ زرعی اور صنعتی پیداوار کے ہدف مقرر کیے جائیں۔ غیر ترقیاتی اخراجات اور سرکاری اللے تللے ترک کیے جائیں۔ سادگی اور قناعت اپنا کر مصنوعی معیار زندگی چھوڑ دیا جائے۔ خام مال کی جگہ مصنوعات برآمد کی جائیں۔ سامان تعیش کی درآمد پر مکمل پابندی لگائی جائے۔ افراط زر پر قابو پایا جائے اور کرنسی نوٹوں کی چھپائی کو بین الاقوامی مالی ضابطوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان تجاویز پر سنجیدگی سے عمل درآمد کیا جائے تو اس مہنگائی کے دیو پر کسی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے اور عوام کو گرانی کی سرگرانی سے نجات دلوائی جا سکتی ہے۔ یاد رکھیے کہ پیٹ کی آگ سب سے خوف ناک ہوتی ہے۔ جس میں سارے اقدار' ساری معیار اور سارا اقتدار جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔ جناب والا! دور مت جائیے۔ روس کی سپر پاور کے انجام پر نظر ڈال لیجیے۔ ابھی کچھ عرصے پہلے وہ بھی پیٹ کی آگ میں بھسم ہوئی تھی اور آپ کو میں کہنا چاہتا ہوں' میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ بے روزگاری'

بدعنوانی اور مہنگائی کی آگ پھیل رہی ہے اور انقلابات کی چنگاریاں سینوں میں سلگ رہی ہیں۔ اضطراب' احتجاج اور اشتعال کی ہوا لگی تو یہ چنگاریاں شعلہ بن جائیں گی۔ اور شعلے آتش فشاں کا روپ دھارلیں گے اور اقتدار و اختیار کے سارے سنگھاسن گھوڑوں' اصطبلوں اور کروڑوں کے اثاثوں کے ساتھ خاکستر ہو کر رہ جائیں گے۔ ہم دیکھ رہے ہیں اور وہ وقت سامنے آرہا ہے کہ،

پھر تاج اچھالے جائیں گے پھر تخت گرائے جائیں گے
پھر آگے بڑھے گی خلق خدا پھر راج کرے گی خلق خدا

شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ' جناب ایس۔ اے حمید!

جناب ایس۔ اے حمید ، شکریہ' جناب سپیکر!

جناب سپیکر! آج پورا ملک مہنگائی کی لپیٹ میں ہے اور ہر آدمی مہنگائی کی موجودہ لہر سے بری طرح متاثر ہوا ہے۔جناب سپیکر! پورے پاکستان کے حالات آج ہمارے سامنے ہیں۔ حکومت نے موجودہ حالات میں جس طور پہ روپے کی قیمت میں کمی کی ہے اس سے نہ صرف ہماری درآمدات جو اس وقت 10 ارب روپے سے زائد ہیں ان کی قدر میں اضافہ ہوا ہے بلکہ اندرون ملک مہنگائی کا ایک سیلاب امڈ آیا ہے۔ جناب سپیکر! انڈیا اور دوسرے ممالک میں بھی اسی طور پہ روپے کو devalue کیا گیا۔ لیکن جو اضافی کام مرکزی حکومت نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ درآمدات پر دس فی صد سرچارج بھی بڑھا دیا گیا۔ جس کے نتیجے میں درآمد ہونے والی تمام اشیاء پر تقریباً پچیس فی صد تک اضافہ ہوا۔ دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ روپے کی قیمت کو devalue کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ سرچارج بھی بڑھا دیا جائے۔ جناب سپیکر! پھر اندرون ملک پٹرول کی مصنوعات پر جس طرح سے اضافہ کیا گیا اس سے بھی تمام اشیاء جو اس ملک میں تیار ہوتی ہیں ان کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ جناب سپیکر! پنجاب کے حوالے سے میں یہاں بات کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہونے کے ناتے بھی سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے۔ اور اگر اس کا تجزیہ میں پیش کروں تو پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب میں غیر ترقیاتی اخراجات پہ ۸۴ء۴ فی صد اخراجات ہوتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں سندھ میں یہ اخراجات 71.1 فیصد ہیں۔ N.W.F.P میں 71.2 فیصد ہیں اور بلوچستان میں 67.0 فیصد ہیں۔ جناب سپیکر! یہ غیر ترقیاتی

اخراجات کا جو ٹیبل میں نے آپ کے سامنے پیش کیا یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ پنجاب کے مالی معاملات کسی طور پر کنٹرول نہیں کیے جا رہے اور مالی ڈسپلن کی جو بات یہاں ہاؤس میں بجٹ پیش کرتے وقت پیش کی جاتی ہے اس کے بالکل برعکس یہ کام کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! اگر میں اس ٹیبل کی دوسری بات پر آپ کی توجہ دلاؤں تو پنجاب میں صرف ایک آئٹم "جنرل ایڈمنسٹریشن" پر 10.2 فیصد اخراجات اٹھ رہے ہیں۔ جبکہ سندھ میں یہ اخراجات 7.6 فیصد' N.W.F.P میں 6.1 فیصد اور بلوچستان میں 7.1 فیصد ہے۔ جناب سپیکر! صرف ایک ہیڈ پر یعنی جنرل ایڈمنسٹریشن پر یہ اخراجات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ پنجاب کے تمام معاملات میں جو اخراجات اس وقت نظم عامہ پر خرچ ہو رہے ہیں وہ پاکستان کے تمام صوبوں سے زاید ہیں اور جناب سپیکر! اسی ٹیبل میں اگر development expenditure لیا جائے تو اس ملک میں صوبوں میں جو کام ہوئے ہیں تو اس میں بلوچستان میں اس سال ٹوٹل ڈویلپمنٹ بجٹ کے 33 فیصد وہاں پر اخراجات ہوئے ہیں اور N.W.F.P میں 28.8 فیصد اخراجات ہوئے ہیں۔ جبکہ سندھ میں یہ اخراجات 29 فیصد ہیں اور پھر پنجاب میں یہ سب سے کم 18.7 فیصد ہیں۔ جناب سپیکر! اس ٹیبل کو اس ہاؤس میں پیش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ نہ ترقیاتی مد میں ہمارے صوبے کی کوئی پیش رفت ہے اور نہ ہی اخراجات کے معاملے میں ہمارے صوبے میں کوئی کنٹرول ہے۔ جناب سپیکر! میں یہاں اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیروں' مشیروں اور انتظامیہ پر خرچہ بے دریغ طریقے پر کیا جا رہا ہے۔ چیف منسٹر کا پہلے ایک سیکرٹریٹ تھا' اب ایک کی بجائے دو نہیں بلکہ تین سیکرٹریٹ بن چکے ہیں۔ ایک سینئر وزیر کا سیکرٹریٹ ہے۔ کچھ انتظامی اخراجات گورنر کے پاس ہیں۔ کچھ ایس اینڈ جی اے ڈی کے پاس ہیں۔ ایک تا 15 تک کے گریڈ کے جو آفیسر ہیں وہ سینئر منسٹر کے پاس ہیں اور سولہ تا بائیس تک کے گورنر کے پاس ہیں۔ دوسرے معنوں میں اس وقت تین چیف منسٹر defecto کے طور پر کام کر رہے ہیں اور ان کے اخراجات لازمی طور پر اس صوبے کی معیشت پر منفی اثرات لا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! پنجاب کی یہ جو ناگفتہ بہ صورتحال ہے اس میں مزید دکھ کے ساتھ ساتھ اضافہ ہو رہا ہے اور میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوست الوری صاحب نے یہاں پر تقریباً تمام اشیائے خورد و نوش کا جو ایک نقشہ پیش کیا ہے میں اس کی تفصیل میں جائے بغیر صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بجلی کے نرخ جو اس وقت بڑھائے گئے اس کی کسی طور پر دستور میں کوئی پروویژن نہیں۔ بجلی کے موجودہ نرخ جو بڑھائے گئے اس کی بنیاد پر آج صوبے میں جو

فاقہ حال لوگ ہیں، جو متوسط طبقے کے لوگ ہیں، جو غریب لوگ ہیں، جو مخصوص آمدنی کے لوگ ہیں اور محدود آمدنی کے لوگ ہیں وہ آج بجلی کے بل دیکھ کر حرکت قلب بند ہونے سے خودکشی کرنے اور موت کا شکار ہو رہے ہیں۔ وفاقی حکومت کے دستور کے آرٹیکل 157 کے تحت کسی صوبے میں بجلی پیدا کرنے کے لیے ہائیڈرو الیکٹرک یا تھرمل پاور سٹیشن تو بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس بجلی کی تقسیم کرنے کے اختیارات صرف صوبائی حکومت کو حاصل ہیں۔ جس میں بجلی کی تقسیم کے ساتھ ساتھ بجلی کے استعمال ٹیکس عاید کرنا۔ بجلی کی قیمت کا تعین کرنا صرف صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔ جناب سپیکر! مرکزی حکومت آرٹیکل 73 کے تحت کوئی بھی ٹیکس یا چارج قومی اسمبلی کی منظوری کے بغیر نہیں کر سکتی۔ لیکن اس موجودہ سال میں جو بجلی کے نرخ بڑھائے گئے جو ان کے اوپر ٹیکس عائد کیا گیا وہ بلا جواز اور بلا قانون ہے۔ آرٹیکل 154 کے تحت اگرچہ اس میں الیکٹریسٹی مشترکہ لسٹ میں ہے۔ لیکن اس سے متعلق اداروں یعنی واپڈا کی نگرانی اور کنٹرول مشترکہ مفادات کی کونسل میں طے پا سکتا ہے۔ چنانچہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دستور کا آرٹیکل 154 اس کی پوری وضاحت کرتا ہے کہ خاص طور پر جب یہ بجلی کے نرخ مقرر کیے جائیں تو یہ کونسل کی اجازت کے بغیر مقرر نہیں کیے جا سکتے۔ لیکن موجودہ حکومت نے مشترکہ مفادات کی کونسل کو اعتماد میں لیے بغیر جو بجلی کے نرخ مقرر کیے ہیں اس سے پورے ملک میں ایک ایسا ماحول پیدا ہو چکا ہے کہ عوام بجلی کے بل دینے سے قاصر ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گا کہ اس مسئلہ کو جو عدالت میں مختلف لوگوں نے لیا اور اس وقت یہ مسئلہ ابھی عدالت میں زیر بحث ہے۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کا صوبہ اس مسئلہ کو مشترکہ مفادات کی کونسل میں اٹھائے۔ صرف یہی ایک فورم ہے کہ پنجاب کی حکومت اس مسئلے کو مشترکہ مفادات کی کونسل میں take up کرے۔ تاکہ وہاں سے اس مسئلے کو پارلیمنٹ میں منظوری کے بعد بجلی کے نرخ مقرر کیے جائیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کا وقت زیادہ نہیں لینا چاہتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی موجودہ حکومت نے بجلی کے نرخ کو کنٹرول کرنے کے لیے اس میں عملی طور پر کوئی اقدامات نہیں کیے۔ قیمتوں میں اضافے کو کنٹرول کرنے کے لیے کسی طور پر کوئی اقدامات نہیں کیے۔ لہذا یہ حکومت بنیادی طور پر اپنا حق قائم کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ اور اسے کسی طور پر بھی حکومت کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ مہنگائی کے سلسلے میں نہایت اہم تقاریر ہیں تو میں نے آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے اپیل کی ہے تو برائے مہربانی آپ ایک دن اور بڑھا دیں۔ ویسے بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ حکومت کی توجہ اتنی ہے کہ صرف ایک وزیر بیٹھے ہیں اور میاں حشمت جنجوعہ صاحب ابھی تشریف لائے ہیں وہ بھی ہاؤس میں نہیں تھے۔ یعنی ہم اپنی تقاریر ان در و دیوار کو نہیں سنانا چاہتے۔ وہ تو ہم باہر بھی پریس کانفرنس کر سکتے ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ حکومتی بنچز پر ان کے وزراء بیٹھیں۔ ان کے ایم پی اے حضرات بیٹھیں اور وہ بھی مہنگائی کی اس بحث میں حصہ لیں اور حقیقت پسندانہ رویہ رکھیں۔ برائے مہربانی آپ کل کا دن مہنگائی پر بحث کرنے کے لیے مقرر کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی لاء منسٹر صاحب! اس سلسلے میں طے کیا ہوا تھا؟

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! دو دن ہی طے ہونے تھے ۔ دو دن سے زیادہ تو نہیں ہو سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو کھوسہ صاحب جو اپیل کر رہے ہیں کہ ایک دن اور بڑھا دیا جائے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میں ان سے معذرت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وزیر قانون صاحب تو کہتے ہیں کہ نہیں۔ (قطع کلامیاں)

سید تابش الوری۔ جناب والا! یہ سپیکر کا اختیار ہے۔ وہی prorogue کر سکتا ہے۔ اس میں سرکاری پارٹی کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ requisitioned session ہے۔ آپ اسے خود بلائیں گے۔ خود prorogue کریں گے۔ آپ یہ دیکھیں کہ کیا یہ مسئلہ اتنا سنگین ہے یا نہیں کہ اس کے لیے عوام کی ترجمانی کی خاطر ایک دن بڑھایا جائے کیونکہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ سرکاری پارٹی عوام کے دکھ درد میں شریک ہونے کو تیار نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ لاء منسٹر صاحب، آپ مہنگائی پہ اپنی تقریر کریں گے؟

وزیر قانون۔ جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو میں ٹائم کو دس منٹ بڑھاتا ہوں۔

وزیر قانون۔ ٹھیک ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔ جناب سپیکر! ہم وزیر قانون کے اس رویہ کے خلاف واک آؤٹ

کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر معزز ممبران حزب اختلاف ہاؤس سے واک آؤٹ کر گئے)

(شور و غل)

MR DEPUTY SPEAKER: In exercise of the powers conferred on me under clause 3 of Article 54 read with Article 127 of the constitution of the Islamic Republic of Pakistan I , Muhammad Haneef Ramay , Speaker , Provincial Assembly of the Punjab , hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with immediate effect.

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا انتیسواں اجلاس)

جمعرات 14۔ دسمبر' 1995ء

(پنج شنبہ 21۔ رجب المرجب 1416ھ)

صوبائی اسمبلی' پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔ جناب قائم مقام سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ

اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿٢٢﴾

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ

الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٢٣﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ

الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٤﴾

سورۃ الحشر آیات 22 تا 24

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر ظاہر و باطن کو جاننے والا ہے وہی بڑا مہربان اور رحمت والا ہے۔ وہ ہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بادشاہ۔ نہایت پاک۔ سلامتی دینے والا۔ امان بخشنے والا۔ حفاظت فرمانے والا۔ عزت والا۔ عظمت والا۔ بڑائی والا۔ وہ پاک ہے ان کے شرک سے۔ وہ معبود ہے پیدا کرنے والا ہے۔ ٹھیک بنانے والا ہے۔ صورت بنانے والا ہے اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔ سب چیزیں اس کی تسبیح کرتی ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

وما علینا الا البلاغo

چیئرمینوں کا پینل

جناب قائم مقام سپیکر: پینل آف چیئرمینوں کا اعلان کیا جائے۔

سیکرٹری اسمبلی: قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۲ء کے قاعدہ ۔ ۱۴ کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم درج ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

۱۔ میاں مناظر علی رانجھا

۲۔ جناب محمد عارف چٹھہ

۳۔ ملک سلیم اقبال

۴۔ چودھری محمد وصی ظفر

رکن اسمبلی کا حلف

جناب قائم مقام سپیکر: اب حلف برداری ہو گی۔

(اس مرحلے پر منتخب معزز رکن مخدوم اشفاق احمد نے بطور ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب حلف اٹھایا)

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی چودھری محمد وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر تقریباً ایک سال سے اجلاس کی ریکوزیشن کے بارے میں پینڈنگ پڑا ہے۔ تین دفعہ بحث بھی ہو چکی ہے مگر کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ اگر کورٹ میں جانا ہے تو مجھے بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے بتایا گیا ہے اور میرے بھی علم میں ہے کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جو raise ہوا تھا فیصلہ طلب ہے۔ محمد حنیف رامے صاحب فیصلہ دے گئے تھے کہ میں اپوزیشن اور ایڈووکیٹ جنرل کو بلاؤں گا اور پھر فیصلہ دوں گا۔ اب چونکہ ان کی یہ رولنگ ہے اور یہ بدستور قائم ہے تو وہی اس پر آ کر فیصلہ کریں گے۔ مہربانی شکریہ۔

رانا محمد اقبال خان: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا محمد اقبال خان پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! ماشاء اللہ یہ ادارہ پنجاب اسمبلی، پاکستان کی صوبائی لحاظ سے اور مدت کے لحاظ سے بھی سب سے بڑی اسمبلی ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے اس حکومت کی گاڑی تو الٹ چکی ہے لیکن خدا کے لیے اس پرچم کو تو الٹا نہ کیجیے۔ اسمبلی کی بلڈنگ پہ پرچم الٹا لہرا رہا ہے۔ اس کا نوٹس لیجیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ اگر الٹا لہرایا جا رہا ہے یا ہو گیا ہے تو اسے درست کیا جائے۔

میاں ثاقب خورشید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی میاں ثاقب خورشید پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

میاں ثاقب خورشید: جناب سپیکر! چھت شاید وزارتوں کے عذاب سے گر رہی ہے، سیٹیں مٹی سے بھر رہی ہیں۔ ریت گر رہی ہے۔ اس پر کنٹرول کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بھی دیکھ لیں۔ جو فاضل رکن نے اعتراض کیا ہے اس کا ملاحظہ کر لیجیے اور اس کا ٹھیک بندوبست ہونا چاہیے۔ اب اس وقت سب سے پہلے کال اٹینشن نوٹس ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی لاء منسٹر۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! کچھ غیر ممالک کے مہمان آئے ہوئے تھے اس لیے چیف منسٹر صاحب تھوڑی دیر کے لیے مصروف ہیں۔ تحاریک التوائے کار کے بعد وہ تشریف لے آئیں گے اور کال اٹینشن نوٹس کا جواب دے دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے بعد ہم کال اٹینشن نوٹس لیں گے۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی شمس صاحب۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: جناب سپیکر! جس طرح لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ غیر ممالک سے کچھ dignitaries آئے ہوئے ہیں۔ تو میں خصوصاً ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ روس اور سائبیریا سے

آنے والے جو dignitaries ہیں میں ان کا خصوصاً شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ حال ہی میں ہمارے حلقے میں ان کی آمد ہوئی ہے اور چیف ایگزیکٹو پنجاب اور منسٹر دونوں نے ان کا استقبال کیا ہے۔ اگر وہ والے ہیں تو پھر میں چپ کر کے بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بہرحال لاء منسٹر کی اس وضاحت کے بعد ہم اس کو تحریک التوائے کار کے بعد لیں گے۔ لیکن میں لاء منسٹر کو اتنا بتاؤں گا کہ اسمبلی کا یہ جو event ہو رہا ہے یہ پنجاب میں سب سے اہم ہے۔ یہاں پر تقریباً دو سو کے قریب ایم۔ پی۔ ایز موجود ہوتے ہیں۔ اس سے بڑا اور event ہو نہیں سکتا۔ علاوہ ازیں چیف منسٹر کا جو بھی شیڈول بنتا ہے وہ بھی ایک دو دن پہلے بنتا ہے۔ لہذا یہ بھی خاص خیال رکھنا چاہیے کہ اگر کال اٹینشن نوٹس کا جواب دینا ہے تو پھر باقی ملاقات کے لیے جو dignitaries آتے ہیں ان کو اس کے بعد لینا چاہیے۔

نوابزادہ سید شمس حیدر، جناب سپیکر! آپ کے ریکارڈ کے لیے ہے کہ یہ ملاقات جو ہوئی ہے یہ رسول بیراج پہ ہوئی ہے اور جو بہت ساری مرغابیاں تھیں وہ روس اور سائبیریا سے آئی ہوئی تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی قائد حزب اختلاف چودھری پرویز الٰہی صاحب۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو کال اٹینشن نوٹس اس سے پہلے بھی ہماری طرف سے دیے گئے ہیں چیف منسٹر صاحب نے کسی کا بھی جواب نہیں دیا۔ جب سے وہ چیف منسٹر بنے ہیں آج تک ہم نے ان کو اس ہاؤس کے اندر دیکھا نہیں اور نہ ہی ہمیں ان کو جواب دیتے ہوئے سننے کا موقع ملا ہے۔ یہ ہمارا تیسرا اجلاس ہے۔ تو وہ مہمان یہاں کہیں پکے تو نہیں ٹھہرے ہوئے؟

وزیر قانون، نہیں، جناب! ان کے وزیر اعلیٰ بننے کے بعد آج ہی کال اٹینشن نوٹس کا دن آیا ہے اور ابھی وہ تھوڑی دیر کے بعد تشریف لے آئیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ جواب دینے کے لیے آج آئیں گے؟

وزیر قانون، بالکل آئیں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار ذوالفقار علی کھوسہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! مجھ سے تھوڑی سی غفلت ہوئی ہے کہ ہمارے اسمبلی

کے معزز رکن بادشاہ خان آفریدی کی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے لیے فاتحہ کہہ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی جائز بات ہے۔ فاتحہ خوانی کی جائے۔

وزیر خزانہ (چودھری محمد افضل سندھو): جناب سپیکر! میں اس interruption کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ ایک مشترکہ فاتحہ خوانی بھی کر لی جائے کیونکہ نواب شیر وسیر صاحب جو ایم۔ پی۔ اے ہیں ان کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ فرخ جاوید گھمن صاحب جو منسٹر ہیں ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔

وزیر خزانہ: میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں بھئی برخوردار آپ ذرا پلیز۔ سپیکر صاحب I am sorry۔ آپ کی وساطت سے میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔ میں فاضل ممبر سے گزارش کروں گا کہ مجھے بات کر لینے دیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں کوئی ایسی بات نہیں کر رہا جس میں کوئی ایسی چیز ڈھونڈی جائے۔ ہمارے، آپ کے، سب کے، مشترکہ عزیز ہیں۔ آپ کے ساتھی ہوں یا ہمارے ساتھی ہوں تو میری گزارش یہ ہے کہ تینوں کی فاتحہ خوانی اکٹھی کر لی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فاضل اراکین کے جتنے رشتے دار فوت ہوئے ہیں ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی دو تحاریک استحقاق گزشتہ اجلاس سے pending چلی آ رہی ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

معزز ممبران حزب اختلاف: وہ بیمار ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن مجھے اس بات کی اطلاع نہیں آئی۔

میاں امتیاز احمد: آپ سمجھیں یہ اطلاع ہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں! ڈاکٹر شفیق صاحب تشریف نہیں رکھتے تو چونکہ یہ میرے خیال میں گزشتہ تین چار اجلاسوں سے متواتر چلی آ رہی ہے۔ اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں۔ میں اس کو dispose of کرتا ہوں کیونکہ He is not present ۔ آگے جناب طاہر سلطان میلادی کھر اور ملک بلال مصطفیٰ کھر کی تحریک ہے۔ تو ان دونوں فاضل اراکین میں سے کوئی حاضر ہیں؟ یہ بھی حاضر نہیں ہیں۔ اس لیے میں اس کو بھی اس وجہ سے کہ وہ غیر حاضر ہیں dispose of کرتا ہوں۔ آگے اس اجلاس میں جو پہلا نمبر ہے وہ چودھری اختر رسول، حاجی مقصود احمد بٹ، جناب بادشاہ میر خان آفریدی، میاں فضل حق صاحب کی تحریک ہے تو چودھری اختر رسول۔

چودھری اختر رسول: جناب سپیکر! اس کو پینڈنگ کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی۔ محرک کی خواہش پر اس کو پینڈنگ کر دیا گیا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر ۲ ایس۔ اے حمید صاحب کی طرف سے ہے --- جی حمید صاحب۔

نیشنل ہارس اینڈ کیٹل شو کے دعوت نامے جاری کرنے میں حزب اختلاف کے اراکین سے غیر مساویانہ سلوک

جناب ایس۔ اے حمید: شکریہ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میں منعقد ہونے والے ہارس اینڈ کیٹل شو میں شرکت کرنے کی غرض سے اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے ایک عدد کارڈ "عنایت" کیا گیا۔ میری موجودگی میں حکومتی ارکان کو چار چار V.I.P. کارڈ اور بیس بیس دوسرے انکلوژرز کے لیے کارڈ دیے گئے۔ میرے معلوم کرنے پر بتایا گیا کہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ پنجاب نے "خاص مہربانی" فرماتے ہوئے حزب اختلاف کے اراکین کے لیے صرف ایک ایک کارڈ ارسال کیا ہے اور حکومتی ارکان کے لیے چار چار کارڈ بھیجے ہیں۔

حزب اختلاف تو پہلے ہی حکومتی تقریبات میں شمولیت نہیں کرتی مگر سیکرٹری لوکل گورنمنٹ نے جو توہین آمیز رویہ اختیار کیا ہے وہ ناقابل معافی ہے۔ اس نے حکومت کی طرف سے تنگ نظری،

تعصب اور توہین آمیز رویہ کو مزید ہوا دینے کے لیے عملی طور پر ایسا کیا گیا ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! جس طرح کہ میں نے اپنی تحریک استحقاق میں point out کیا ہے ہارس اینڈ کیٹل شو ایک normal routine کا مسئلہ تھا جس میں ممبران اسمبلی کو حکومت کی طرف سے کارڈ بھجوائے گئے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اکثر ممبران اسمبلی ------

جناب قائم مقام سپیکر، خاموشی اختیار کیجیے۔ I call the House to order یہ فاضل رکن تحریک استحقاق کا مسئلہ پیش کر رہے ہیں لیکن فاضل اراکین اپنی اپنی گفتگو میں محو ہیں --- نذیر اترا صاحب ---مہربانی شکریہ ---جی حمید صاحب!

جناب ایس۔ اے حمید، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا ہارس اینڈ کیٹل شو پنجاب کا کوئی اتنا بڑا event نہیں ہے اور اکثر ممبران اسمبلی وہاں پر جاتے بھی نہیں۔ حکومت کی جتنی بھی تقریبات ہیں اپوزیشن تو ان میں پہلے ہی نہیں جاتی اس لیے کہ حکومت کا رویہ آج تک تحکمانہ رہا ہے لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اگر اسمبلی میں ۲۴۸ اراکین ہیں تو ان کو ایک ایسے event کے لیے جو کہ ظاہرہ طور پر سرکاری نہیں یہ ایک صوبے کا event ہے وہاں پر یہ امتیاز، یہ تفریق اور یہ تعصب کیوں رکھا گیا ہے اور سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کی طرف سے جو کارڈ issue کیے گئے ان میں حکومتی ارکان کو عام enclosures کے بیس کارڈ اور V.I.P enclosures کے چار کارڈز دیے گئے جبکہ اپوزیشن کے ارکان کو صرف ایک ایک کارڈ دیا گیا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہاں پر تو کوئی اسمبلی منعقد نہیں ہونی تھی جہاں پر ان کی counting ہوتی کسی قسم کا کوئی vote of confidence یا vote of no confidence ہوتا۔ جناب والا! کیا وجہ ہے کہ آپ اپوزیشن کے اراکین کو صوبائی اسمبلی کا ممبر نہیں سمجھتے، ان کو صوبے کے نمائندے نہیں سمجھتے اور یہ تعصب یا امتیاز اور یہ تفریق آخر کن بنیادوں پر کی گئی ہے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر بلدیات۔

وزیر قانون، جناب والا! میں ان کی جگہ جواب دینا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر بلدیات تشریف رکھتے ہیں؟

وزیر قانون: نہیں جناب۔ میں ان کی جگہ جواب دینا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں ۔ میں یہ چاہوں گا کہ جس وزیر کی تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار ہو تو ان کو لازماً تشریف لانی چاہیے ۔ یہ روایت ختم ہونی چاہیے کہ ہر تحریک کا جواب وزیر قانون یا پارلیمانی امور کے وزیر دیں ۔ یہ محکمہ بھی سینئر منسٹر کے پاس ہے ۔ اگر چیف منسٹر بھی ہاؤس میں تشریف نہ لائیں اور سینئر منسٹر بھی تشریف نہ لائے تو پھر خدا ہی حافظ ہو گا۔

جناب امتیاز احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے کیا پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی خاص بات کہنی ہے؟

جناب امتیاز احمد: جناب والا! بہت خاص بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی آپ بتائیں۔

جناب امتیاز احمد: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے وزیر بلدیات کی بات کی ہے کیا آپ نے فرسٹ شفٹ والے وزیر کی بات کی ہے یا سیکنڈ شفٹ والے وزیر کی بات کی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہ مجھ سے نہیں پوچھ سکتے ۔ آپ تشریف رکھیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔ جی وزیر قانون صاحب! کیا آپ جواب دیں گے؟

وزیر قانون: جی میں جواب دوں گا ۔

جناب والا! حکومت کی طرف سے منعقد کیے گئے کسی ایسے شو کے لیے دعوت ناموں کی تقسیم کے بارے میں باقاعدہ قواعد کار موجود نہیں ہیں۔ اس صورتحال کے پیش نظر محکمہ بلدیات نے جناب وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے مد نظر حزب اختلاف کے اراکین کو مدعو کرنے کے لیے فی رکن ایک VIP Card اسمبلی سیکرٹریٹ کو فراہم کیا تھا اس حقیقت کے پیش نظر کہ حزب اختلاف حکومتی تقریبات میں شرکت نہ کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے ان دعوت ناموں کو حزب اختلاف کو فراہم کرنا جناب وزیر اعلیٰ کا ایک خوش آئند اور مستحسن اقدام تھا ۔

جناب والا! اس کے متعلق کوئی قواعد نہیں ہیں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کے متعلق معلوم تھا کہ انہوں نے نہیں آنا وہ کسی بھی سرکاری تقریب میں شامل نہیں ہوتے اس کے باوجود as a token ہر ایک ممبر کو چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو ایک دفعہ ضرور invite کیا گیا

ہے۔ اس کے علاوہ جو زیادہ کارڈز دیئے ہیں ----- جناب والا! آنا تو ایک ہی ممبر نے ہے --- اگر وہ چاہتے تو ہم ان کو اور زیادہ کارڈ فراہم کر دیتے۔ آئندہ اگر ان کی یہ خواہش ہے تو ایسا نہیں ہو گا اور اس چیز کی احتیاط کی جائے گی اور ان کو زیادہ کارڈز فراہم کر دیے جائیں گے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ آج آپ نے اخبار میں ایک بیان دیا ہے کہ صوبہ پنجاب میں یا پاکستان کے آئین کے اندر یہ provision ہی نہیں ہے کہ کوئی سینئر منسٹر ہو۔ جناب سپیکر! آپ نے پہلے فقرے میں جب وزیر بلدیات کہا تو وہ تو صحیح کہا لیکن جونہی آپ نے پھر سینئر منسٹر کی بات کی اس سے آپ اس قانونی بات کی خود نفی کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں یہی گزارش کروں گا کہ جب آئین میں سینئر منسٹر کی provision ہی نہیں ہے اس کا کوئی عہدہ ہی نہیں ہے تو پھر آپ انہیں وزیر بلدیات کہیں یا وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی کہیں آپ ان کو سینئر منسٹر نہ کہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ مہربانی جی ------ جی ایس۔ اے حمید صاحب۔

جناب ایس۔ اے حمید، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں نے یہ تحریک استحقاق مورخہ ۲۲ نومبر کو جمع کروائی اب تقریباً ایک ماہ ہونے والا ہے آج وزیر بلدیات کو یہاں پر ہونا چاہیے تھا اور اگر وہ موجود ہیں تو وہ خود اس کا جواب دیں۔ میری یہ درخواست ہے۔ اس کے بعد میں بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی وزیر لوکل باڈیز۔ آپ کے محکمے کے متعلق ایک تحریک استحقاق ہے وہ یہ ہے کہ اپوزیشن کے ممبران کو ایک ' ایک کارڈ دیا گیا حکومتی ممبران کو چار چار کارڈ دیے گئے۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔

وزیر بلدیات، جناب سپیکر! جہاں تک ہارس اینڈ کیٹل شو کے کارڈوں کا تعلق ہے ہم نے اسمبلی آفس میں تمام ایم۔ پی۔ اے صاحبان کے وی۔ آئی۔ پی کارڈ بھیج دیے تھے اور سبھی ایم پی اے صاحبان کو ہم نے telephonically ہدایت کی تھی کہ آپ اپنے اپنے وی آئی پی کارڈ وہاں سے وصول کر لیں۔ جہاں تک وی آئی پی کارڈ کے علاوہ دوسرے کارڈز دینے کا تعلق ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز ' ان کو بات کرنے دیں۔

وزیر بلدیات، جن حضرات نے آفس سے رابطہ کیا ان کو دیے گئے لیکن ہم نے ایک ایک وی آئی پی کارڈ تمام ایم پی اے صاحبان کو دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اب ہم آگے چلیں۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! ابھی میں نے تو بات کرنی ہے۔ پہلے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ وزیر بلدیات ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی ہاں' لوکل گورنمنٹ کا محکمہ ان کے پاس ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ وزیر بلدیات کی یہ سٹیٹمنٹ کہ انھوں نے تمام ایم پی اے صاحبان کو ایک ایک کارڈ بھجوایا۔ یہ بھی غلط بیانی کی گئی ہے۔ کسی کو انھوں نے کارڈ نہیں بھجوایا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ انھوں نے اپنے ممبر کو چار چار وی آئی پی کارڈ بھجوائے اور بیس بیس دوسرے کارڈ دیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ disparity ہے۔ اور ایک لوکل گورنمنٹ کا سیکرٹری یہ کام کر رہا ہے۔ حکومت کا کوئی اس میں رکن' کوئی وزیر یا کوئی مشیر یہ کام نہیں کر رہا۔ جناب سپیکر! کیا یہ اراکین کی توہین نہیں ہے۔ مجھے آپ یہ بتائیں کہ یہ ایوان میں غلط بیانی کیوں کر رہے ہیں۔ اگر انھوں نے ایسا کام نہیں کیا تو یہ ایوان میں بتائیں کہ واقعی ہم سے یہ بھول ہو گئی یا غلطی ہو گئی ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ ہم نے کارڈ بھجوائے تھے غلط ہے۔

وزیر بلدیات: ہم نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو تمام ایم پی اے صاحبان کے کارڈ دیے تھے۔ ہم نے اخبارات میں باقاعدہ دو دن اشتہارات دیے کہ ایم پی اے صاحبان اسمبلی سیکرٹریٹ سے اپنے کارڈ وصول کر لیں۔ اب چونکہ حکومتی پارٹی کے ایم پی اے صاحبان نے بھی اسمبلی سے کارڈ وصول کیے ہیں اس لیے ان کا بھی فرض تھا کہ اسمبلی سیکرٹریٹ سے رابطہ کرتے اور اپنے کارڈز حاصل کر لیتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے محرک کی بھی بات سنی ہے۔ وزیر موصوف کی بات بھی سنی ہے تو میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر ۴ خواجہ محمد اسلام کی طرف سے ہے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم: تھوڑی دیر قبل حافظ محمد اقبال خاں خاکوانی نے آپ کی توجہ ایک اہم نکتہ کی طرف مبذول کروائی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ آج آپ نے ایک فاضل رکن سے یہ حلف بھی لیا ہے کہ آئین قانون اور مقننہ کی بالادستی پر قائم رہوں گا۔ جب آئین کے اندر سینیئر منسٹر کی کوئی پروویژن ہی نہیں ہے تو فاضل منسٹر ملک مشتاق احمد اعوان جو مخدوم الطاف احمد کے جانشین ہیں۔ میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ آئین کے اندر جو پروویژن ہے اس کے مطابق وہ سینیئر منسٹر کہلوا سکتے

ہیں یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ، مہربانی!

صاحبزادہ محمد فضل کریم: میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ہر بات پہ رولنگ نہیں مانگ سکتے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم: میری بات سنیں، ابھی آپ نے اس بات کا حلف لیا ہے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ مجھے پابند نہیں کر سکتے کہ میں ہر بات کا جواب دوں۔ خواجہ محمد اسلام کی تحریک استحقاق نمبر 4 ہے۔

بلدیہ فیصل آباد کی جانب سے رکن اسمبلی کی حق تلفی

خواجہ محمد اسلام: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں نے حکومت کو اپنے علاقہ پی پی 57 میں ترقیاتی کام کرنے کے لیے کچھ منصوبے دیئے تھے جنہیں منظور کرنے کے بعد فنڈز بھی جاری کر دیے گئے۔ چنانچہ بلدیہ فیصل آباد نے میرے علاقے میں کام بھی شروع کر دیا مگر جہاں جہاں کام کیا گیا وہاں پر بڑے بڑے ایسے بورڈ لگائے گئے جن پر لکھا گیا کہ یہ کام "سید طاہر احمد شاہ کی وساطت سے پایۂ تکمیل کو پہنچے ہیں" حالانکہ سید طاہر احمد شاہ نہ تو ایم پی اے ہیں اور نہ ہی انہوں نے 1993ء کے انتخاب میں حصہ لیا۔ علاوہ ازیں کچھ بورڈ ایسے بھی لگائے گئے ہیں جن پر پیپلز پارٹی کے ایک جیالے "محمد اسلم گھچا" کا نام تحریر کیا گیا ہے۔ اس شخص نے کبھی بھی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ نہیں لیا اور نہ ہی وہ علاقے میں قابل تعریف شخصیت کا مالک ہے۔

میں عوام کا منتخب نمائندہ ہوں میرے ہی تجویز کردہ منصوبوں پر عمل درآمد ہوا ہے اور بورڈوں پر میرا ہی نام ہونا چاہیے تھا مگر انتظامیہ نے میری حق تلفی کر کے غیر متعلقہ افراد کا نام لکھ کر بدنیتی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ روایت صرف پیپلز پارٹی کے دور میں دہرائی جاتی ہے کہ جب بھی

کسی اپوزیشن کے ایم پی اے کا نام آتا ہے تو اس سے اچھوت کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔ ہمارے فیصل آباد میں یہ رواج عام پڑ چکا ہے کہ فیصل آباد کا ایڈمنسٹریٹر جو کہ پیپلز پارٹی کے جیالوں سے بھی آگے نکل چکا ہے اور اگر فیصل آباد میں کوئی ترقیاتی کام کیا گیا ہے تو وہیں پر کیا ہے جہاں پر پیپلز پارٹی کے کسی ایم پی اے، کسی ایم این اے یا کسی صدر کا گھر ہے۔ باقی تمام سڑکیں اور علاقے جو مسلم لیگ کے گڑھ ہیں، مسلم لیگ کے قلعے ہیں اور میاں نواز شریف کے دلدادہ ہیں وہاں پر انھوں نے کوئی ترقیاتی کام نہیں کیا۔ سب سے بڑی دکھ کی بات یہ ہے کہ میرے گھر کے سامنے جہاں پر مین سڑک آتی ہے وہاں پر کام فیصل آباد کی میونسپل کارپوریشن نے کیا ہے اور جو بورڈ لگائے گئے ہیں ان پر لکھا ہے کہ یہ کام سید طاہر احمد شاہ نے ترقیاتی فنڈز سے کروائے ہیں۔ اور جس کی فوٹو بھی آپ کے پاس پہنچ چکی ہو گی۔ جناب سپیکر! بات صرف اتنی ہے کہ جو میرا پریویلج ہے وہ مجھے دیا جائے اور جو پیپلز پارٹی اپنے جیالے کو نوازنا چاہتی ہے یا اپنے کسی اور جیالے کو نوازنا چاہتی ہے تو اپنی جیب سے فنڈ دے۔ انھوں نے تو وہاں لوٹ مچا رکھی ہے۔ اس لوٹ کی نشاندہی ہم ضرور کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ! جناب طاہر میلادی کھر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب طاہر سلطان میلادی کھر، جناب میں حاضری لگا رہا تھا۔ آپ نے میری تحریک استحقاق kill کر دی۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے ساڑھے دس بجے آپ کا نام پکارا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر شفیق صاحب کا نام پکارا ہے۔ اگر میں نے اپوزیشن کے فاضل ارکین کی غیر حاضری کی بنا پر kill کر دی ہے تو مجھے حزب اقتدار کے دوست سے بھی وہی سلوک کرنا تھا۔ وہ فاضل اراکین جو اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں یا جو حزب اقتدار سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب اپوزیشن کے اراکین میں سے کسی تحریک کے محرک کا نام آیا تو غیر حاضری کی بنیاد پر میں نے اس کو dispose of کیا۔ اس سے اگلی تحریک آپ کی تھی اس کو بھی dispose of کیا۔ اس لیے آپ کو جاننا چاہیے تھا کہ اگر آپ کا matter زیر بحث آنا ہے تو آپ کو وقت پر آنا چاہیے تھے۔ جبکہ اجلاس دس بجے تھا۔ مہربانی، شکریہ!

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! اس سے قبل یہ روایات ہیں کہ اگر فاضل ممبر اسی دوران پہنچ

جائیں تو سپیکر صاحب نے متعدد بار اجازت دی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ اسی دوران نہیں پہنچے بلکہ بعد میں پہنچے ہیں۔ جب فیصلہ ہو گیا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب نے سوا دس بجے kill فرمائی ہے اور یہ اسی وقت آئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ ساڑھے دس بجے آئے ہیں۔ میں نے گھڑی اسی وقت دیکھی ہے کہ یہ مسئلہ اٹھے گا تو میں اس کا حوالہ دوں گا۔ اب میں نے فیصلہ دے دیا ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، یہ روایات رہی ہیں کہ سپیکر صاحب نے اجازت دی ہے کہ چلیں اب آپ پڑھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے اس کا فیصلہ دے دیا ہے ۔ میں اس کو undo نہیں کروں گا۔ مہربانی شکریہ!

ملک عبدالرحمان کھر ، میں یہ گزارش کروں گا کہ انھیں تحریک استحقاق دوبارہ دینے کی اجازت دی جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر ! on floor of the House ! گر کوئی فاضل رکن اتنی دیدہ دلیری سے غلط بیانی سے کام لے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورے ہاؤس کی توہین ہے ۔جناب سپیکر ! طاہر میلادی کھر صاحب نے اپنی حاضری نہیں لگائی یہ حاضری رجسٹر میرے پاس موجود ہے میں اسے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ابھی ان کی حاضری نہیں لگی ۔ انھوں نے کیسے کہا کہ میں حاضری لگا رہا تھا ۔

(اس مرحلے پر خاکوانی صاحب نے جناب سپیکر کو حاضری رجسٹر پیش کیا۔ اور اپوزیشن کی طرف سے شیم شیم کے نعرے لگائے گئے)

جناب والا ! میں ایک تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں آپ اس کو suo moto فوری طور پر لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر ! جس وقت آپ نے میلادی کھر صاحب کی تحریک استحقاق kill کی ہے تو وہ حاضری لگانے گئے تھے لیکن آپ کی آواز سن کر وہ حاضری لگائے بغیر جلدی سے واپس آ گئے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، بہتر ہے آپ تشریف رکھیں میں اس پر کوئی نوٹس نہیں لے رہا۔

چودھری اختر رسول، جناب سپیکر ! میلادی کھر صاحب نے جھوٹ بولا ہے اور اس کا ثبوت آپ کو پیش کر دیا گیا ہے۔ وصی ظفر صاحب تو اپنی عادت سے مجبور ہیں اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب غلام حیدر خان کھچی، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی کھچی صاحب فرمائیے۔

جناب غلام حیدر خان کھچی، جناب سپیکر ! اگر محترم وزیر صاحب اپنی حکومت کے خلاف کوئی تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتے ہیں تو آپ انھیں اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں وہ ایسا نہیں کرنا چاہتے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ کیا آپ کو کہیں فاروق صاحب تو نہیں سمجھا رہے ؟

جناب غلام حیدر خان کھچی، وہ بھی میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب ! خواجہ محمد اسلام صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس پر آپ کچھ کہنا چاہتے تھے۔

وزیر قانون، جناب والا ! صرف اتنی عرض کرنی ہے کہ اس میں محکمہ لوکل گورنمنٹ یا کسی اور محکمے نے کوئی بورڈ اپنی طرف سے آویزاں نہیں کیا ' اس کے لیے کوئی فنڈز نہیں تھے اگر کسی نے کہیں پر کوئی بورڈ لگایا ہے تو یہ ان صاحب کا ایک اپنا فعل ہے ' ذاتی فعل ہے اس میں حکومت کی کوئی ایسی کارکردگی نہیں ہے کہ وہ کسی کے لیے کوئی بورڈ لگائے۔ یہ بورڈ اگر لگا ہے تو اس میں کسی لوکل گورنمنٹ یا کسی آفیسر کا کوئی تعلق نہیں نہ حکومت نے کوئی فنڈز مہیا کیے ہیں اور نہ ہی بلدیہ نے اس کے لیے کوئی فنڈز مہیا کیے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ملک مشتاق احمد اعوان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس بارے میں ایک نہایت ہی ضروری بات میں کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بورڈ لگانے کا مسئلہ ہے اس پر بڑا پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ آپ کم از کم اس بارے میں کوئی میٹنگ کریں۔ میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ ایک شو بازی ہے۔ علاقے کے سب لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ منصوبہ کس نے منظور کروایا ہے۔ بورڈ پر بھی پانچ دس

ہزار روپے لگتے ہیں ۔ اور وہ بورڈ چار پانچ روز یا چار پانچ ماہ رہتا ہے اور پھر اسے اکھاڑ دیا جاتا ہے ' یا اسے مخالف اکھاڑ دیتے ہیں ۔ اس طرح سے میرے خیال میں یہ قوم کا پیسہ فضول خرچ ہو رہا ہے ۔ آپ اس مسئلے پر کوئی میٹنگ بلائیں اور اس بارے میں سوچیں۔ میری observation یہ ہے کہ یہ بورڈ لگانے پر جو پیسہ خرچ کیا جاتا ہے وہ خواہ مخواہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح آپس میں بھی شک و شبہات جنم لیتے ہیں تو براہ مہربانی آپ کابینہ کی میٹنگ میں اس پر کوئی فیصلہ کیجیے ۔ اور اس observation کے بعد میں اس کو rule out کرتا ہوں اور ہم آگے چلتے ہیں ۔

تحریک استحاق نمبر 5 جناب بشیر گل کی ہے۔ تشریف نہیں رکھتے ہذا میں اس کو rule out کرتا ہوں۔ یہ dispose of تصور ہو گی ۔

چودھری شوکت داؤد : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر : چودھری شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

چودھری شوکت داؤد : جناب والا ! آپ نے خواجہ اسلام صاحب کی تحریک استحقاق کو جائز سمجھتے ہوئے اپنے ریمارکس دیے ہیں ۔ تحریک استحقاق کا ایک طریق کار ہے یا تو آپ اسے kill کریں یا پھر اسے منظور کریں ۔ اور اس پر کارروائی ہونی چاہیے ' اسے کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیے ۔

جناب قائم مقام سپیکر : شوکت داؤد صاحب ! میں نے اسے rule out کیا ہے ۔ آپ کے خیالات شاید کہیں اور تھے ۔ اس کے بعد رانا نور الحسن صاحب کی تحریک استحقاق ہے ۔ جی رانا صاحب !

رکن اسمبلی کو علاج معالجے کی سہولت دینے سے انکار

رانا نور الحسن : جناب سپیکر ! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں دل کے مرض میں مبتلا تھا ڈاکٹروں نے مجھے بائی پاس کرانے کا مشورہ دیا چنانچہ میرے لواحقین نے آرتھو پیڈک اینڈ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ کراچی سے رابطہ قائم کیا اور مجھے وہاں داخل کرا دیا گیا۔ جہاں میرا بائی پاس کیا گیا۔ الحمد للہ اب میں تندرست ہوں۔ اس ہسپتال میں مبلغ 2.19333.30 روپے خرچ ہوئے جس کی رسیدات حاصل کر لی گئیں۔ بعد ازاں خرچ شدہ رقم کا کلیم re-imbursement کی غرض سے صوبائی اسمبلی پنجاب سیکرٹریٹ میں جمع کرایا گیا۔ سیکرٹریٹ ہذا نے میرا کلیم محکمہ صحت حکومت پنجاب کو روانہ کر دیا ۔ اب اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے مجھے مطلع

کیا گیا ہے کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے میرا کلیم اس بناء پر مسترد کر دیا ہے کہ علاج کرانے سے پیشتر پیشگی منظوری نہیں لی گئی ۔ دوسرے لفظوں میں بیمار ہونے سے پیشتر منظوری لینا ضروری ہے۔

The Punjab Provincial Assembly (Salaries , Allowances and Privileges of Members) Act,1974 کی شق 8 کے تحت اراکین اسمبلی کا علاج مفت کیا جاتا ہے ۔ اس ایکٹ میں کہیں بھی پیشگی منظوری لینے کا ذکر نہیں ہے۔ میرے کلیم کو مسترد کر کے محکمہ صحت نے مذکورہ ایکٹ میں ارکان اسمبلی کے دیے گئے استحقاق کو رد کر کے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر ! اس سے قبل جب میں بیمار تھا تو سروسز ہسپتال میں بورڈ کے ممبران نے مجھے یہ کہا کہ آپ پاکستان میں علاج کرائیں جبکہ ہمارے کافی ممبرز باہر جا رہے تھے میں نے بھی اصرار کیا کہ مجھے بھی باہر بھجوایا جائے مگر بورڈ نے یہ کہا کہ یہ وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈز سے جاتے ہیں آپ بھی وہاں رجوع کریں ۔ میں نے اس سے انکار کر دیا۔ انھوں نے کہا کہ آپ پاکستان میں علاج کروا سکتے ہیں۔ مجھے یہ نہیں کہا گیا کہ آپ اپنا علاج پنجاب میں کرائیں یا فلاں ہسپتال سے اپنا علاج کروائیں۔ چنانچہ میں نے اپنا علاج کراچی میں کرایا جبکہ حکومتی بنچز سے کتنے ہی لوگ باہر گئے ہیں۔ لہذا میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، سید ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ! میں اس مداخلت پر معافی چاہتا ہوں ۔ فاضل رکن کی جو یہ تحریک استحقاق ہے ۔ اسی طرح کی ایک identical تحریک استحقاق سپیکر صاحب admit کر چکے ہیں اور وہ استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو چکی ہے۔ وہ میری تحریک استحقاق تھی اور یہ identical ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ بغیر کسی بحث اور وقت ضائع کیے اس کو admit کر لیا جائے اور استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ شاہ صاحب۔ وزیر صحت تشریف رکھتے ہیں ؟ تشریف نہیں رکھتے ۔ وزیر

قانون صاحب آپ اس بارے میں کچھ فرمانا چاہیں گے لیکن سید ظفر علی شاہ صاحب نے جو بات کی ہے اس کو بھی ذہن میں رکھیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! شاہ صاحب نے درست فرمایا ہے کہ ان کی تحریک استحقاق identical تھی لیکن شاہ صاحب نے بھی بغیر اجازت کے علاج کروایا۔ ممبرز کو جو استحقاق حاصل ہے اس بارے میں میں عرض کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب مسئلہ یہ ہے کہ اسے تو پھر کمیٹی دیکھے گی اور اگر ایسی identical تحریک استحقاق سپیکر صاحب نے استحقاق کمیٹی کو refer کی ہے تو میرے خیال میں اسے بھی ہم refer کر دیتے ہیں ......

وزیر قانون، جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی اسی قسم کی تحریک استحقاق admit ہو چکی ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے بھی کمیٹی کے پاس refer کر دیں لیکن اس میں قانون کا ایک lacuna ہے اسے بھی دور کرنا چاہیے چاہے اسے استحقاق کمیٹی کرے یا...

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں اسے استحقاق کمیٹی دیکھ لے گی۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ ایسی ہی identical تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو چکی ہے گو وزیر قانون کے بقول قانونی lacuna بھی موجود ہے لیکن میں اس کو یہاں observe نہیں کرتا اس تحریک استحقاق کو بھی اسی طرح استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور اس کی رپورٹ ۳۱ جنوری تک اسمبلی میں پیش کی جانی چاہیے۔ مہربانی۔ ہم نے تحاریک استحقاق ختم کر لی ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ اسمبلی عوامی حاکمیت کا نشان ہے اور کابینہ کے فاضل اراکین اسمبلی کا چہرہ مہرہ ہیں۔ پچھلے دنوں آپ نے بھی اخبارات میں یہ خبر پڑھی ہو گی، میں نے یہ خبر انتہائی تشویش کے ساتھ پڑھی جو ایک کابینہ کے رکن کے حوالے سے چھپی تھی کہ ان کے لیے باہر سے شراب منگوائی گئی اور ان کا پرائیویٹ سیکرٹری وہ شراب لینے کے لیے ائر پورٹ پہنچا ہوا تھا۔ جب کسٹم حکام نے شراب پکڑ لی تو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب وہاں سے رفو چکر ہو گئے۔ اگر یہ خبر سچ ہے تو یہاں پر فلور آف دی ہاؤس پر ہمارے وزیر موصوف صاحب یا وزیر قانون صاحب جو یہاں پر تشریف فرما ہیں اس کی وضاحت فرمائیں کہ کیا یہ سچ

ہے؟ اگر یہ خبر سچ ہے تو میں یہی کہہ سکتا ہوں ....

جناب قائم مقام سپیکر: بخاری صاحب! اس کو آپ حسب ضابطہ دائرہ تحریر میں لا کر اسمبلی میں put کریں۔ پھر اس پر دیکھا جائے گا۔ اس طرح تو ہزاروں باتیں ایسے ہی شروع ہو جائیں گی۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب والا! چونکہ جلی سرخیوں کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی تھی اور اس کی کوئی تردید نہیں آئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید ظفر علی شاہ صاحب آپ بخاری صاحب کو ذرا سمجھا دینا کہ کس طریقے سے اسے ٹیک اپ کیا جائے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایک نہایت ہی اہم مسئلہ میں جناب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں پچھلے سال سے تقریباً جتنے بھی اجلاس بلائے گئے وہ اپوزیشن نے ریکوزیشن کر کے بلائے جناب سپیکر ایک اجلاس پر تقریباً ۴۵ لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ممبران کو سات دن کا ٹی اے ڈی اے ملتا ہے اور جناب سپیکر جو ملازمین ہیں ان کو ایک دن کے اجلاس پر پندرہ روز کا ٹی اے ڈی اے' اس کے ساتھ تنخواہ پچاس فیصد اس کے علاوہ ان کو اوور ٹائم بھی ملتا ہے تقریباً پانچ لاکھ روپے وہ بھی بنتا ہے۔ اب جناب نکتہ یہ ہے کہ اگر آپ ایک اجلاس بلاتے ہیں ایک دن کے لیے تو اس پر پچاس لاکھ روپے خرچ ہوگا لیکن اس کے بعد ہر دن کے لیے تقریباً پانچ لاکھ روپے کا خرچہ ہوگا۔ اگر آج کے اجلاس کے بعد کل کا جو اجلاس ہوگا تو اس کے لیے صرف پانچ لاکھ روپے خرچ کرنے پڑیں گے۔ اب حکومت نے یہ رویہ اختیار کیا ہوا ہے کہ جب ریکوزیشن ہوتی ہے تو ایک دن کے لیے اجلاس بلایا جاتا ہے اور اس کے بعد ختم کر دیا جاتا ہے۔ جس سے حکومت کے خزانے پر بہت ناروا بوجھ پڑتا ہے۔ جناب والا! کسی زمانے میں گرمیوں کے اور سردیوں کے اجلاس ہوتے تھے اور ہفتہ دو ہفتے چلتے تھے۔ حکومت کے وزیر نہیں ہیں مشیر نہیں ہیں اور اب اگر بنے ہیں تو محکمے نہیں ہیں۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب حکومت کے اپنے مالی حالات اتنے کمزور ہیں تو پھر یہ ایک سازش کے تحت حکومت کا روپیہ برباد کیا جا رہا ہے۔ صرف دو دنوں میں ہماری تحاریک استحقاق تحاریک التوائے کار اور ریزولیوشن وغیرہ پوری طرح پیش نہیں ہو سکتے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ یہ جو فنی طور پر ممبران اسمبلی کے لیے روپیہ کمانے کا طریقہ بن گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ کا نکتہ نوٹ کر لیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم کوشش کریں گے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ یہ فرما رہے ہیں کہ یہ مرحلہ تحاریک التوائے کار کا ہے۔ ایک تحریک التوائے کار جو میرے سمیت پندرہ سولہ اراکین حزب اختلاف کی طرف سے پیش کی گئی تھی اور اس کو یہ کہہ کر کہ As the matter relates to the federal government آؤٹ آف آرڈر قرار دے دیا گیا۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے اور آپ کے نوٹس میں لانے کے لیے ایک واقعہ جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ پورے ملک کی سیاست' سیاسی ذہن اور سیاسی فضا سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہماری اس اسمبلی کے ایک معزز رکن ہیں جن کے وہ والد بزرگوار بھی تھے اس ملک کے سابقہ صدر بھی تھے۔ سیاسی اختلافات ہو سکتے ہیں وہ اپنی جگہ پر لیکن کیا آج پورے ملک میں اور پورے صوبے میں نفرت کی اس انتہا کو ہم پہنچ چکے ہیں کہ اب سیاست ان لوگوں کی طرف چلی گئی ہے جو اس دنیا سے جا چکے ہیں....

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر بڑا brief ہوتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! میں اس کے لیے معافی چاہتا ہوں۔ یہ بات لمبی اس لیے ہو گئی ہے کہ اسلام آباد میں مرحوم صدر ضیاء الحق صاحب جن سے بے شمار لوگوں کے سیاسی اختلافات ہو سکتے ہیں اور ہوتے ہیں لیکن کیا ہم اس سٹیج پر پہنچ چکے ہیں کہ جن جن لوگوں سے ہمارے سیاسی اختلافات تھے ان کی قبروں تک یا ان کے کفنوں تک بھی ہمارے ہاتھ پہنچ جائیں۔ میں اس مسئلے پر بات شاید نہ کرتا لیکن اس لیے بھی کر رہا ہوں کہ جناب انوارالحق صاحب جو اس اسمبلی کے معزز رکن ہیں ان کے والد محترم بھی تھے اور آج ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ حرکت کس نے کی لیکن یہ کہنا کہ یہ مسئلہ فیڈرل گورنمنٹ سے تعلق رکھتا ہے میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا ممکن ہے کہ یہ سب کچھ پولیٹیکل گورنمنٹ نے نہ کیا ہو۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے جو نفرتیں ڈویلپ ہو رہی ہیں مزید ڈویلپ ہو جائیں گی۔ زندہ لوگوں کے ساتھ تو اختلاف رائے ہوتا ہے ان پر پتھراؤ بھی ہوتا ہے فائرنگ بھی ہوتی ہے لیکن یہ پہلی بار دیکھنے میں آیا ہے کہ اپنے سیاسی مخالف کی قبروں کو کھود کر ان کے کفن بھی اتار لیے جائیں۔ اس لیے جناب سپیکر میری آپ سے درخواست ہو گی کہ آپ اس پر

review کریں اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس تحریک التوائے کار کو آؤٹ آف ٹرن ٹیک اپ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ہم اس پر سوچ رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر وقت دیا جائے گا۔
جناب اصغر علی گجر صاحب۔ (تشریف نہیں رکھتے)۔ چونکہ وہ ہاؤس میں تشریف نہیں رکھتے اس لیے میں اسے dispose of کرتا ہوں۔

چودھری اختر رسول ، جناب والا! ایک تحریک التوائے کار جو میں نے ابھی جمع کروائی ہے ...
جناب قائم مقام سپیکر ، پہلے میرے خیال میں کچھ کام کر لیں ۔

چودھری اختر رسول ، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو معمول کی کارروائی روک کر ٹیک اپ کیا جائے۔ کیونکہ یہ فوری نوعیت کا معاملہ ہے پولیس نے لاہور شہر میں گڑ بڑ شروع کر دی ہے اور مسلم لیگی کارکنوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ رات کو چھاپے مارے جا رہے ہیں چادر اور چار دیواری کے تحفظ کو پامال کیا جا رہا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، چودھری صاحب مسئلہ یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے ایک دن امن عامہ پر بحث کے لیے رکھا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ ایک دن بڑھ بھی جائے۔ اس ایک دن میں آپ فاضل اراکین جو تقاریر کریں گے آپ ان کے ذمے یہ لگا دینا کہ وہ اس مسئلے پر بھی سیر حاصل بحث کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب سپیکر صاحب بول رہے ہوں تو اس وقت کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جا سکتا۔ آپ اس وقت کوئی رولنگ دے رہے تھے اور اس وقت بیچ میں مداخلت کرنا مناسب نہیں تھا ۔
جناب قائم مقام سپیکر ، یہ بات درست ہے یہ تو فاضل اراکین کو دیکھنا چاہیے۔ راجہ محمد بشارت ۔ اب تحریک التوائے کار نمبر ا لیتے ہیں۔ راجہ بشارت صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

ضلع راولپنڈی میں واٹر سپلائی سکیموں کی تعمیر میں رقوم کا غبن

راجہ محمد بشارت ، شکریہ جناب سپیکر۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی

جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی ۴ تحصیل اور ضلع راولپنڈی میں واٹر سپلائی سکیم دھاما اور ملحقہ کالونیاں اور قائد اعظم کالونی منظور ہوئی تھیں۔ ان سکیموں پر لاکھوں روپے خرچ ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک نہ صرف ان سکیموں کے مکمل ہونے' بلکہ ویسے ہی ان سکیموں کا موقع پر کوئی نام و نشان موجود نہ ہے ۔ جو واٹر source ڈویلپ کیے گئے تھے وہ ختم ہوچکے ہیں' پائپ غائب ہیں' محکمہ مکمل طور پر اپنی ذمہ داری سے انحراف کر رہا ہے۔ کوئی بھی افسر گھپلوں کی وجہ سے کام کو ہاتھ لگانے کے لیے تیار نہیں۔ خورد برد کے نہ صرف ٹھوس ثبوت موجود ہیں بلکہ میں حلفاً اپنی معروضات کو ثابت کر سکتا ہوں۔ لاکھوں کا غبن ہوا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ تحریک التوائے کار کو منظور فرمایا جائے۔ ایوان کی معمول کی کارروائی کو معطل کرکے اس اہم مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔ شکریہ ۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر پلیز۔

وزیر قانون : جناب والا! واٹر سپلائی دھاما سیداں و قائداعظم کالونی حکومت پنجاب نے ۱۷ دسمبر ۱۹۹۲ء کو بالترتیب ۵۸ لاکھ اور ۵۵ لاکھ کی تخمینہ شدہ لاگت سے منظور کی اور ان سکیموں پر کام مالی سال ۹۳-۱۹۹۲ء میں شروع کیا گیا۔ ان سکیموں پر اب تک ۴۵.۳۰ لاکھ اور ۸۵.۱۵ لاکھ کا بالترتیب خرچہ ہوچکا ہے۔ جس میں تین عدد کنویں بہ لاگت ۴.۰۵ لاکھ روپے سے بنائے گئے۔ اور تقریباً ۴۰ لاکھ روپے کے پائپ خریدے گئے ' ان پائپوں میں سے کچھ موقع پر بچھا دیے گئے جبکہ بقایا پائپ موقع پر موجود ہیں۔ ستمبر ۱۹۹۲ء کے شدید سیلاب نے کنوؤں کو ناقابل تلافی حد تک نقصان پہنچایا لیکن موقع پر موجود پائپوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ مذکورہ سکیموں کے لیے نئی مناسب اور محفوظ جگہوں پر کنویں بنائے گئے اور پہلے سے لگائی گئی پائپ لائنوں کو شامل کرکے حکومت نے ان سکیموں کی نظرثانی شدہ تخمینہ جات بالا ۹۴.۴۰ لاکھ اور ۱۰۸.۶۷ لاکھ بالترتیب کی منظوری ۸ اگست ۱۹۹۵ء میں حاصل کر لی گئی ہے۔ مذکورہ سکیموں پر کوئی رقم خورد برد نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی پائپ غائب ہوا ہے۔ نئے کنوؤں کی تعمیر اور بقایا پائپ لائنوں کا کام ٹھیکے دار کو الاٹ کر دیا گیا ہے۔ اور موقع پر کام شروع ہے باقی ماندہ کام کے لیے ٹینڈر طلب کیے جا رہے ہیں موجودہ مالی سال میں ان سکیموں کی بالترتیب ۲۰ لاکھ اور ۱۰ لاکھ کی رقم مختص ہے۔ جس کے مطابق اس سال میں کام کیا جائے گا اور بقایا کام آئندہ مالی سالوں میں فنڈز کے مہیا کرنے پر کیا جائے گا۔ جناب والا! اس پر کوئی رقم ضائع نہیں ہوئی اور ٹینڈر پھر سے طلب کر لیے گئے ہیں اور کام شروع کیا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی راجہ صاحب میرا خیال ہے کہ بڑی comprehensive قسم کی statement ہے۔

راجہ محمد بشارت، جناب والا! میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کیونکہ وزیر موصوف میرے لیے انتہائی قابل احترام ہیں۔ میں یہ لفظ استعمال کرنا چاہوں گا کہ غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ جناب والا! سب سے پہلے وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ 17-12-1992 کو ان سکیموں کی منظوری ہوئی جو کہ غلط ہے۔ جبکہ ان دونوں سکیموں کی ایڈمنسٹریٹو approval 17-2-1990 کو ہوئی تھی۔ میرے پاس وہ نمبر بھی موجود ہے میں ان کو ایڈمنسٹریٹو approval کا نمبر بھی فراہم کرسکتا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ۹۳ - ۱۹۹۲ء میں ان دونوں سکیموں پر ـــــ (شور ـــــ)

MR ACTING SPEAKER: I call the House to order.

راجہ محمد بشارت، میں دوسری گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ان سکیموں پر کام ۹۳ - ۱۹۹۲ء میں شروع ہوا ہے۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے انہوں نے ابھی فرمایا ہے۔ لیکن یہ حقیقت نہیں ہے بلکہ ۹۰-۱۹۸۹ء کے مالی سال میں بھی ان سکیموں کے لیے allocation موجود تھی اور کام شروع کیا گیا تھا۔ ۹۰-۱۹۸۹ء کی ۵ لاکھ allocation تھی لکھن کی واٹر سپلائی سکیم کے لیے اور ۵ لاکھ کی allocation کالا سید اں کے لیے تھی۔ ۹۱-۱۹۹۰ء میں بھی ۲۰ لاکھ اور ۱۵ لاکھ کی allocation موجود تھی۔ تو یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ یہ کام ۱۹۹۲ء میں شروع ہوا ہے۔ جبکہ اس کی allocation اور expenditure ۱۹۸۹ء سے چلا آ رہا ہے۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ یہ محکمہ وزیر موصوف سے متعلقہ نہیں ہے۔ میں انتہائی وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان سکیموں پر مالی گھپلا ہوا ہے اور چونکہ یہ میرے حلقے کی سکیمیں ہیں مجھے پتہ ہے۔ میرے Interest کی بات یہ ہے کہ ان سکیموں پر کام ہو۔ لیکن ان سکیموں کا موقعے پر وجود ہی نہیں ہے۔ وزیر موصوف نے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ سیلاب میں یہ سکیمیں بہہ چکی ہیں۔ کوئی پائپ موقعے پر موجود نہیں ہے، کوئی واٹر source موقعے پر موجود نہیں ہے، کوئی کنواں موجود نہیں ہے۔ اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے جناب والا کہ جب 17-2-1990 کو ان سکیموں کی، مثال کے طور پر لکھن اور قائداعظم کالونی کی واٹر سپلائی سکیم کی ایڈمنسٹریٹو approval ہوئی تھی تو وہ ۵۵ لاکھ روپے کی تھی۔ اور جب 1-5-1995 اس کو revise کیا گیا تو اس کی قیمت ایک کروڑ ۸ لاکھ ۶۷ ہزار روپے پر چلی گئی۔ تو یہ قومی سرمائے کا زیاں ہے۔ آج بھی میں دعوے

کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو estimates انہوں نے بنائے ہوئے ہیں ان پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔ اور پھر سب سے بڑی بات جناب والا! یہ ہے کہ وزیر موصوف نے یہ کہا ہے کہ ورک آرڈر جاری کر دیے گئے ہیں جبکہ لکھن اور قائد اعظم کالونی کی جو واٹر سپلائی سکیم ہے اس کے لیے رواں مالی سال میں allocation ہی نہیں ہے۔ ADP میں ۹۵-۱۹۹۴ء میں اس کی allocation تو nil ہے انہوں نے کام کہاں سے شروع کروایا ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ کام نہیں ہونا اس لیے کہ کروڑوں روپے کا گھپلا ہو چکا ہے۔ کام ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے ، اینٹی کرپشن کے وزیر موجود ہیں اینٹی کرپشن کی کمیٹی بنائی جائے۔جناب والا! اگر یہاں پر گھپلا ثابت نہ ہو یا موقعے پر کوئی کام بھی وزیر موصوف یا محکمہ ثابت کردے تو جو سزا یہ ایوان تجویز کرے گا وہ میں قبول کرنے کے لیے تیار ہوں۔ جناب والا! میں حلفاً کہہ رہا ہوں کہ موقعے پر گھپلے ہوئے ہیں اور کوئی کام نہیں ہے۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ کام شروع ہے جبکہ allocation جو ہے وہ nil ہے تو کام کیسے شروع ہوسکتا ہے۔ ان کو یہ ہی پتہ نہیں ہے کہ اس کی ایڈمنسٹریٹو approval کب ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی لاء منسٹر۔

وزیر قانون: جناب والا! اس میں میری گزارش ہے کہ راجہ صاحب نے جو حقائق بیان کیے ہیں اور جو حقائق ہمارے پاس ہیں ان میں بہت تضاد ہے۔ اس کو پینڈ نگ کیا جائے۔ اس کو ہم راجہ صاحب اور محکمے سے مل کر چیک کر لیتے ہیں۔ اس میں متعلقہ وزیر بھی آجائیں گے پھر اس پر جو بھی فیصلہ ہو گا لے لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب میرا خیال ہے کہ یہ معقول بات ہے۔ لاء منسٹر کی statement کے بعد اس کو پینڈ نگ کرتے ہیں اس کو پھر بعد میں دیکھ لیں گے۔ جناب غلام شبیر جوئیہ تشریف رکھتے ہیں؟

ضلع میانوالی کی حدود میں گنے کے کاشت کاروں سے ایکسپورٹ ٹیکس کی وصولی

جناب غلام شبیر جوئیہ: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع میانوالی کی انتظامیہ کی غلط ، غیر قانونی اور خلاف قانون آرڈر کے تحت ضلع میانوالی کی حدود میں گنے کے کاشت کاروں سے ایکسپورٹ ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ جو کہ بلدیاتی رولز

کے شیڈول میں شامل نہیں ہے۔ یہ سب کچھ ضلع انتظامیہ اپنے ایک من پسند ٹھیکے دار کو فائدہ پہنچانے کے لیے کر رہی ہے۔ گنے کے کاشت کاروں سے غلط ٹیکس کی وصولی سے غریب کاشت کاروں پر نہ صرف مالی بوجھ ہے بلکہ ان میں بہت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ اس تحریک کے ذریعے ضلع میانوالی کی انتظامیہ کے غیر قانونی اقدام کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی وزراء میں سے اس کا کون جواب دیں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! حکومت پنجاب نے گنے کو ایکسپورٹ ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ ٹھیکے دار ایکسپورٹ ٹیکس نے ضلع کونسل کے ساتھ ایکسپورٹ ٹیکس کی وصولی کے سلسلے میں معاہدے پر دستخط بھی کیے تھے۔ جس کی نمبر پانچ کے مطابق ٹھیکیدار کو خاص طور پر پابند کیا گیا کہ ٹھیکیدار ان تمام اشیاء پر ایکسپورٹ ٹیکس وصول نہیں کرے گا۔ جن کو حکومت پنجاب نے ایکسپورٹ ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ باوجود اس معاہدے کے ٹھیکے دار نے ہائیکورٹ میں مورخہ 22 نومبر 1995ء کو ضلع کونسل کے خلاف رٹ دائر کر دی اور گنے پر ایکسپورٹ ٹیکس کی وصولی کے لیے اصرار کیا ہے۔ یہ رٹ 27 نومبر 1995ء کو پیشی کے لیے منظور ہوئی۔ پیشی پر ضلع کونسل نے کیس کی پیروی کی جس کے نتیجے میں ٹھیکے دار حکم امتناعی حاصل کرنے میں ناکام رہا۔ ضلع کونسل کے تمام ایکسپورٹ ٹیکس کی چونگیوں پر نوٹس بورڈ کے اوپر یہ آویزاں کر دیا گیا ہے کہ گنا ایکسپورٹ ٹیکس سے مستثنیٰ ہے۔ ٹھیکے دار کی تمام کوششوں کے باوجود کہ وہ گنے پر ناجائز طور پر ایکسپورٹ ٹیکس وصول کرے ضلع کونسل نے ناکام بنا دیا ہے اور اس کو گنے پر ایکسپورٹ ٹیکس وصول کرنے سے روک دیا ہے۔ جناب غلام شبیر جوئیہ صاحب ایم پی اے' ایڈمنسٹریٹر کے دفتر گئے اور ان سے ملے جنہوں نے ضلع کونسل کی ان کوششوں کو سراہا اور اس وقت کوئی کسی قسم کا جو گنے پہ ٹیکس ہے اس کو لینے کا کوئی مجاز نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ' غلام شبیر صاحب اس سٹیٹمنٹ کے بعد آپ کا موقف کیا ہے؟

جناب غلام شبیر جوئیہ: میں نے کافی دنوں کے بعد حالانکہ زمینداروں کو کافی گندم کا بھی نقصان ہوا ہے کیونکہ کماد کی مڈھی تلف کر کے لوگ گندم کاشت کرتے ہیں۔ انہوں نے آٹھ' نو تاریخ کو جو کماد ملوں میں جا رہا تھا تو ٹھیکے دار صاحب نے ٹیکس وصول کیا اور سات سو روپے فی چھکڑے کے حساب سے اس نے پیسے وصول کیے۔ مل والوں نے گنے بند کر دیے کم از کم پندرہ بیس دن تک میانوالی کا کماد کسی مل پر نہیں گیا اس کا نقصان کافی ہوا ہے لیکن اب ڈی سی صاحب نے واقعی اپنا انتظام کر

دیا ہے۔ بورڈ بھی لگا دیے ہیں اور اس وقت کسی قسم کی دشواری نہیں ہے۔ میں اس لیے اب اس پر زور نہیں دیتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر زور نہیں دیتے؟ پریس نہیں کرتے؟

جناب غلام شبیر جوئیہ: نہیں پریس نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے مہربانی شکریہ۔ تو کیونکہ وزیر قانون کی سٹیٹمنٹ کے بعد محرک اس پر زور نہیں دیتے لہٰذا یہ dispose of تصور ہو گی۔ جی چودھری پرویز الٰہی صاحب۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک آپ کے آفس بھیجی ہے اور میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ میں ایک تحریک پیش کرتا ہوں اور یہ کرنا چاہوں گا۔ رولز suspend کر کے صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 202 کے تحت درج ذیل قرار داد پیش کرنے کے متعلقہ قواعد معطل کیے جائیں۔ یہ ایوان پنجاب اسمبلی کے قائد حزب اختلاف میاں محمد شہباز شریف ------

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری پرویز الٰہی صاحب! میں نے ابھی اجازت نہیں دی ہے کیونکہ 202 کے تابع آپ نے سپیکر کی consent لازماً لینا ہے اگر میں آپ کو کہوں گا تو پھر آپ نے یہ جواب دینا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: یہ قائد حزب اختلاف اپنی قرار داد کا متن پڑھ رہے تھے تاکہ ہاؤس آگاہ ہو کہ وہ کیا قرار داد پیش کرنا چاہتے ہیں؟ برائے مہربانی آپ سن تو لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ دیکھیں قائد حزب اختلاف ہو یا قائد حزب اقتدار ہو یا لیڈر آف دی ہاؤس ہو انہوں نے اس قاعدے قوانین کے مطابق چلنا ہے جو آپ نے بنائے ہوئے ہیں جو آپ کے قواعد ہیں۔ کوئی بھی قانون سے بالا تر نہیں۔ کوئی بھی قانون کو پس پشت ڈال کر اپنی من مرضی نہیں کر سکتا اگر یہ ہستیاں جو کہ بڑی پروقار ہیں' ان کا بڑا ہی وقار ہے اگر وہ ایسی قانون شکنی کریں تو پھر عام آدمی کی کیا حالت ہو گی۔ تو میں نے ابھی consent نہیں دی ہے۔ دیکھیں' میں تحریک التوائے کار آپ کے ساتھیوں کی پڑھ رہا تھا تو ابھی ہاؤس نے چلنا ہے کوئی آج یہ آخری لمحہ نہیں ہے

کہ آپ کو اتنی فکر پڑ گئی ہے۔ ہم اس پر بھی آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ مطمئن کریں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر ! معاملہ اس قدر اہم ہے کہ پہلی فرصت میں جناب نکئی صاحب ہاؤس میں اب تشریف لائے ہیں۔ وہ call attention notice کے وقت پر بھی یہاں نہیں آئے تو ہم چاہتے ہیں کہ یہ قرار داد اسی وقت آپ مہربانی کر کے پیش کرنے دیں کیونکہ وہ یہاں ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اس پہ ان کا جواب آنا چاہیے ان کا موقف یہاں بیان ہونا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، سیکرٹری صاحب نے مجھے ابھی یہ فائل بھیجی ہے۔ میں ابھی ڈیسک پہ بیٹھا ہوا ہوں۔ میں دوسری کارروائی کر رہا ہوں تو اس کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ پرسوں سترہ کو لیں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، احتجاج کرو جی۔ احتجاج کرو۔ (شور و غوغا)

(اس مرحلے پر جناب ذوالفقار علی کھوسہ کے کہنے پر اپوزیشن اراکین احتجاجاً اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے اور احتجاج شروع کر دیا)

جناب قائم مقام سپیکر ، جی راجہ عظمت حیات۔ یہ تو میں نے disallow کر دیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جب سارے آدمی کھڑے ہیں تو پوائنٹ آف آرڈر کیسے کریں گے۔ میں تو ان کو اجازت دیتا ہوں۔ فاضل اراکین اپنی اپنی نشست پہ تشریف رکھیں تاکہ ظفر علی شاہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیا جائے۔ جی ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ ابھی لیڈر آف دی اپوزیشن نے قاعدہ 202 کے حوالے سے بات کی اور دراصل جناب سپیکر! resolution جو آپ کی نظر سے گزرا ہے یا نہیں گزرا۔ اگر آپ اس کو صرف ایک طائرانہ نظر دیکھ لیں وہ resolution جو کہ اس لحاظ سے کہ یہ حکومتی یا اپوزیشن کی کوئی شاند محاذ آرائی یا مقابلہ آرائی ہے اس لحاظ سے یہ بالکل بے ضرر ہے۔ ایک resolution جس کا تعلق direct لیڈر آف دی اپوزیشن سے ہے۔ جب وہ ایف آئی اے کی تحویل میں تھے اور ان کے ساتھ کارروائی کی گئی جس کو قومی اسمبلی میں discuss کیا گیا۔ جس کو وزیر داخلہ جناب بابر صاحب نے تسلیم کیا۔ اس کے بارے میں نہایت ہی بے ضرر جو کہ ہر دو فریقین کو جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں اس کا تعلق ملک کے سیاسی قدروں سے ہے یہ کسی ایک شخصیت سے نہیں ہے۔ جناب یہ سوال شہباز شریف کا نہیں ہے۔ نواز شریف کا نہیں ہے۔ یہاں پہ تشریف رکھتے

ہیں موہل صاحب کا نہیں ہے۔ یہ اداروں کا اور اداروں کو lead کرنے والے constitutional office holders کا تعلق ہے۔ آج اگر میاں شہباز شریف جیل میں ہے تو کل بابر صاحب بھی جیل میں ہو سکتے ہیں۔ کل میں ہو سکتا ہوں آپ ہو سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ بے شک اس کو آدھا پونے گھنٹے کے لیے دو فریقین لاءمنسٹر صاحب اور جو لیڈر آف دی ہاؤس مقرر کر دیں لیڈر آف دی اپوزیشن کے ساتھ بیٹھ کر اگر اس کے کسی حصے پر یعنی یہی ہم مطالبہ کر رہے ہیں کہ ان کے خلاف جو تشدد کیا گیا ہے اس کو condemn کر رہے ہیں۔ ہائیکورٹ کے جج کی سربراہی میں کمیشن کا مطالبہ کر رہے ہیں اور اس کی suspension کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! ممکن ہے ---

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر کو بڑا لمبا کر گئے۔ تشریف رکھیں میں ساری بات سمجھ گیا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ 202 کو رول کے تابع suspend کر کے آپ ایک قرار داد لانا چاہتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ قرار داد مذمت کی ہے۔ آپ مجھ سے بھی زیادہ سمجھتے ہیں کہ قرار داد مذمت کی شکل میں کوئی آتا نہیں۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ ہائیکورٹ کے جج سے' جب ساری اسمبلی اس کو پاس کر دے پھر ہائیکورٹ کے جج کی بیچ میں کوئی بات نہیں رہتی۔ اب میں نے یہی کہا ہے کہ آج ہم اسے نہیں جب سترہ کو next session شروع ہو گا میں لاءمنسٹر کی خدمت میں یہ کہوں گا کہ آپ اور قائد حزب اختلاف بیٹھ جائیں اور اس پر ایک consensus پیدا کر کے اس کو یہاں ہاؤس میں لے آئیں۔ سترہ تاریخ کو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن آج ہم چونکہ کام کر رہے ہیں' اس لیے اس بات کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے لاءمنسٹر کو کہہ دیا ہے کہ آپ اور قائد حزب اختلاف دونوں بیٹھ کر اس بارے میں ایک قرارداد لے آئیں۔

سید ظفر علی شاہ: آپ کی بات معقول ہے۔ اس میں وزن ہے۔ لیکن آپ اس کو تقریباً admit کر چکے ہیں۔ صرف یہ کہ لیڈر آف دی اپوزیشن اور لاءمنسٹر بیٹھ کر اس کی نوک پلک ٹھیک کر لیں۔ آج ہی کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ابھی رول ۲۰۲ کے تابع اس رول کو میں suspend نہیں کرنا چاہتا۔ سترہ تاریخ کو ہم دیکھیں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، لیڈر آف دی اپوزیشن نے آپ سے ایک استدعا کی ہے۔ آپ اس کو ہاؤس کے سپرد کر دیں اور ہاؤس کی رائے لے لیں۔ اگر وہ قاعدہ۔۲۰۲ suspend کرنے کے حق میں ہیں —

جناب قائم مقام سپیکر، اس میں میری consent پہلے آتی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آپ ہاؤس کی رائے کے تابع ہیں۔ آپ اس ہاؤس کی رائے لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس میں سپیکر کی consent پہلے ہے۔ میں نے اتنا کہا ہے کہ لاء منسٹر اور قائد حزب اختلاف بیٹھ جائیں۔ دو دن اجلاس نہیں ہو گا۔ سترہ تاریخ کو شام کو اجلاس ہو گا۔ اس سے پہلے جس طرح شاہ صاحب نے کہا نوک پلک سنواریں اور ایسا طریقہ کریں کہ لاء منسٹر صاحب اور قائد حزب اختلاف مجھے ایک متفقہ قرارداد دیں گے تو میں اس کو زیر غور لاؤں گا۔ مہربانی شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! یہاں لاء منسٹر کی گنجائش نہیں۔ یہاں قائد حزب اقتدار بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ان سے رائے لے لیں۔ کیا وہ اس کی تائید کرنا چاہتے ہیں یا نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ مہربانی۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ ہم کال اٹینشن نوٹس پر چلتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، آپ نے ہماری پہلی تحریکیں بھی چیمبر میں kill کی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے آپ کی تحریک استحقاق ایک منظور کی ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، اور خاص طور پر میاں شہباز شریف صاحب کو ملنے کے لیے ہمارے ایم پی ایز گئے۔ جیل حکام نے refuse کیا۔ آئی جی (Prison) نے refuse کیا۔ ہوم سیکرٹری نے refuse کیا۔ اور مجھے خود refuse کیا۔ اور وہ بھی آپ نے اپنے چیمبر میں بیٹھ کر ہماری تحاریک استحقاق kill کی ہیں۔ قائد حزب اختلاف وہ ہیں جو کہ پنجاب اسمبلی کی سب سے بڑی پارٹی کے قائد حزب اختلاف ہیں۔ آج ان کے بارے میں آپ ہمیں بات کرنے سے روک رہے ہیں۔ --

جناب قائم مقام سپیکر، یہ میں رولز کے تابع کرتا ہوں۔

چودھری پرویز الٰہی، یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ چیمبر میں بیٹھ کر آپ ہماری قراردادیں اور ہماری جتنی Adjournment Motions ہیں وہ آپ reject کر رہے ہیں اور آج ہمیں بات نہیں کرنے

دے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم کال اٹینشن نوٹس پر آتے ہیں۔۔۔

چودھری پرویز الٰہی، نہیں جناب سپیکر! کال اٹینشن نوٹس سے پہلے یہ قرارداد جناب چیف منسٹر کے بیٹھے ہوئے اور یہیں اسی وقت پیش کی جائے۔

(فاضل اراکین حزب اختلاف احتجاج کرتے ہوئے اپنی اپنی نشستوں سے اٹھ کر
جناب سپیکر کے پاس پہنچ گئے)

(قطع کلامیاں، شور)

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے اجلاس بلایا ہے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو میں اس کو prorogue کر دوں گا۔ تو آپ براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) کھوسہ صاحب! یہ کوئی طریقہ ہے۔ آپ اپنی سیٹوں پر تشریف لے جائیں۔ وہاں بات کریں۔ (نعرے بازی) کھوسہ صاحب! آپ تو پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ اپنی سیٹ پر جائیں اور یہ دوست بھی۔ اپنی سیٹوں پر بیٹھیں۔ یہ طریقہ نہیں۔ یہ تو آپ pressurise کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں) آپ پہلے اپنی سیٹوں پر جائیں پھر آپ کی بات سنی جا سکتی ہے۔ یہ سب غیر قانونی بات ہے۔ قواعد میں یہ کوئی نہیں ہے کہ سارے دوست فاضل اراکین ڈائس پر چڑھ جائیں، وہاں آ جائیں تو وہاں بات سنی جائے گی۔ یہ طریقہ کار نہیں ہے۔ وہاں بھی آپ کی بات سنی جا سکتی ہے۔ آپ کی بات وہاں سے سنی جا سکتی ہے۔(قطع کلامیاں)

(فاضل اراکین حزب اختلاف اپنی اپنی نشستوں پر تشریف لے گئے)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ ایک اختیار جو حکومت کے پاس ہے وہ حکومت استعمال کر رہی ہے۔ ان کے سب سے بڑے ادارے کے قائد حزب اختلاف کو انھوں نے جن وجوہ پر جیل میں بھیج دیا ہے۔ آپ نے سنا کہ یہاں کے معزز اراکین اسمبلی ان سے ملاقات کے لیے گئے، ملاقات نہیں کرنے دیتے۔ ان کے خلاف جو غیر اخلاقی کارروائی کی گئی اس کے خلاف ہم ایک قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں آپ نے اس کی اجازت نہیں دی۔ میں نے آپ سے بڑی مؤدبانہ request کی ہے کہ قائد حزب اقتدار یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان سے آپ رائے لیں کہ وہ بھی اس رائے کے حق میں ہیں کہ آج اس قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور آپ قاعدہ ۲۰۲ معطل کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر پلیز! اس پر آپ کی رائے کیا ہے؟

وزیر بلدیات: جناب سپیکر ---(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ہاں' ملک مشتاق اعوان صاحب۔

وزیر بلدیات: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک اس مقدمے کا تعلق ہے' اس مقدمے کی نوعیت' اور یہ مقدمہ درج ہوا ہے ایف آئی اے فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ' یا آئی جی جیل خانہ جات کسی پنجاب گورنمنٹ کا اس مقدمے سے تعلق نہیں ہے۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ جنھوں نے ملنا ہے' چونکہ فیڈرل گورنمنٹ کا ایف آئی اے کا مقدمہ ہے' اس سے permission لے کر ملیں۔ ہم قانونی طور پر اس کی اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ پنجاب گورنمنٹ کی اجازت سے ملیں۔ مقدمہ جس کا درج ہوتا ہے' جس ایف آئی آر کے تحت ہوتا ہے' جس ادارے کے تحت ہوتا ہے اسی ادارے کا ہیڈ اس کی اجازت دیتا ہے۔ شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! آپ خود یہ observation دے چکے ہیں گو ہاؤس سے باہر کہ آئین کے تحت سینیئر منسٹر کا کوئی عہدہ نہیں ہے۔ اپنے کاغذات میں اور پارٹی معاملات میں یہ پی ڈی ایف والے حضرات جو چاہیں وہ بے شک کر لیں۔

وزیر بلدیات: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! ان کو یہ سمجھائیں کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہا ہوں---

جناب قائم مقام سپیکر: نیازی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ آپ کے لیڈر پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ آپ ان کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں سن رہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: آپ نے چیئر نے لاءمنسٹر کے سپرد کیا ہے کہ میرے اس مطالبے کا جواب دیں۔ ملک مشتاق احمد صاحب کس حیثیت میں کھڑے ہو کر بات کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ کا اس پر کیا view ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! محترم وزیر صاحب کے پاس ہوم اور ایس اینڈ جی اے ڈی کا محکمہ ہے۔ چونکہ یہ ان سے متعلقہ محکمہ ہے اگر وہ یہاں پر نہ ہوتے تو میں ضرور جواب دیتا۔ چونکہ وہ یہاں پر موجود ہیں اس لیے وہ جواب دے رہے تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے جو اس کا فیصلہ کیا ہے وہ یہی فیصلہ تھا کہ لاء منسٹر صاحب اور قائد حزب اختلاف بیٹھ جائیں گے اور پرسوں سترہ تاریخ کو اس کی باری آئے گی۔ جی، فنانس منسٹر چودھری محمد افضل سندھو صاحب۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں بڑی عاجزی کے ساتھ اس ہاؤس کے تقدس کی خاطر اور اس ایوان کی اعلیٰ روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں۔ جناب ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن تشریف فرما ہیں جو کہ آج کل اپوزیشن لیڈر ہیں۔ کھوسہ صاحب جو کہ بڑے منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں اور آج کل اپوزیشن کے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر ہیں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ ہم سب احباب کو، سب فاضل ممبران کو چاہیے کہ جب کسی جماعت کی طرف سے ان کا نامزد کردہ لیڈر کھڑا ہو تو اس کا تقدس کریں۔ ہم اس کے تقدس کا ہر لحاظ سے خیال کریں اور اس کے تقدس کو عزت دیں۔ میں لیڈر آف دی اپوزیشن سے خاص طور پر یہ عرض کروں گا۔ (قطع کلامی)

جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملک مشتاق اعوان صاحب اس ہاؤس میں پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد ہیں۔ ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ یہ آئندہ سے اس لحاظ سے بات نہیں ہونی چاہیے۔ اگر ہم ان روایات کا خیال نہیں کریں گے تو کل نہ لیڈر آف دی اپوزیشن کا کوئی تقدس بحال رہے گا اور نہ اس ہاؤس کا کوئی تقدس بحال رہے گا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! Point of Personal Explanation

جناب قائم مقام سپیکر، جی Personal Explanation کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! ابھی وزیر خزانہ نے میرے ریمارکس کے بارے میں بات کی ہے، میں اس trend پہ اب بھی قائم ہوں۔ ہاؤس کے اندر ٹریژری بنچز کا ایک قائد حزب اقتدار ہو سکتا ہے دو نہیں اور آئین کے تحت، میں اب بھی اس چیز پہ قائم ہوں۔

There is no provision for a Senior Minister in the Government

of Punjab There is no sub provision in the Constitution of Pakistan.

جناب قائم مقام سپیکر : اس میں جو چودھری افضل سندھو صاحب نے بات کی ہے' مسئلہ یہ ہے کہ جب مختلف پارٹیاں ہاؤس میں ہوں تو ان کے لیڈر ہوا کرتے ہیں۔ تو چونکہ ادھر پی۔ ڈی۔ ایف حکمران ہے۔ وزیر اعلیٰ جو ہیں وہ پاکستان مسلم لیگ جونیجو گروپ کے ہیں۔ تو پیپلز پارٹی نے اپنی طرف سے اپنا قائد ملک مشتاق احمد اعوان کو بنایا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میرا point of personal explanation مکمل ہو لینے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : میری بات سنیں۔ میں اب بول رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ادھر آپ کی بھی اگر چار پانچ پارٹیاں ہوں تو آپ ان کے مختلف قائد بنا سکتے ہیں۔ جس طرح کہ آپ کے میاں شہباز شریف لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں۔ وہ نہ ہوں تو ڈپٹی لیڈر پرویز الٰہی صاحب occupy کرتے ہیں۔ وہ بھی نہ ہوں تو آپ کرتے ہیں۔ تو میرا مقصد کہنے کا ہے کہ اس پر آپ قدغن نہیں لگا سکتے۔ نہ ہی آئین میں تمام باتیں ہوتی ہیں۔ کوئی بھی بات جو ہوتی ہے وہ پارٹیاں خود بھی طے کرتی ہیں۔ اس لیے سندھو صاحب کی یہ بات بالکل درست ہے کہ جب کسی پارٹی کا کوئی لیڈر مخاطب ہو تو کم از کم اس کی عزت اور احترام کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ مہربانی' جی کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے جی۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : کھوسہ صاحب کے بعد۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! آپ بالکل بجا طور پر کہہ رہے ہیں کہ ان کی پی پی پی کے لیڈر پارلیمانی گروپ کے اندر ملک مشتاق احمد اعوان صاحب ہوں گے' ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ وہ پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ کے اندر ان کا یہ عہدہ ہو گا۔ یہاں ہاؤس میں ایک قائد حزب اقتدار ہو سکتا ہے دو نہیں۔ آپ ہماری مثال دیتے ہیں۔ آج تک ہم چودھری پرویز الٰہی صاحب کو جن کے لیے میرے دل میں اور ہم سب کے دلوں میں بیحد احترام ہے لیکن پھر بھی ہم انھیں قائم مقام قائد حزب اختلاف کہتے ہیں۔ یہ حزب اختلاف کے قائد نہیں ہیں۔ میں پھر اصرار کرتا ہوں کہ اس ہاؤس

میں سینئر منسٹر کا کوئی عہدہ نہیں ہے۔ ایک قائد حزب اقتدار ہے۔ باقی ان کی کیبنٹ کے ممبر ہو سکتے ہیں اور پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ کے اندر وہ اپنی جماعت کی نمائندگی بحیثیت ان کے لیڈر کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! میں صرف ایک پوائنٹ پر بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی چودھری پرویز الٰہی صاحب ' قائد حزب اختلاف۔

معزز ممبران حزب اقتدار ، قائم مقام۔

جناب قائم مقام سپیکر ، چلو اس وقت تو ہیں۔ ہم تو ان کی عزت کرتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! میں بھی آپ کی عزت کرتا ہوں۔ اس ہاؤس کے تمام ممبران کی عزت کرتا ہوں۔ لیکن چونکہ یہاں پر ایک کنفیوژن پیدا ہو چکا ہے اور وہ اس طرح کا کنفیوژن ہے اور آج ہی صبح ہمیں پتا چلا ہے کہ ان کو کوئی محکمے بھی الاٹ ہوئے ہیں۔ کسی کو اس سے پہلے کوئی پتا نہیں تھا کہ فلاں وزیر کو کون سا محکمہ دیا گیا ہے؟ آج ہی ہمیں پتا چلا ہے کہ شاید محکموں کی جو تختی تھی وہ ان تک پہنچ چکی ہے اور پھر بھی میں نے سنا ہے کہ کئی لوگ اب بھی ایک دوسرے کی تختیاں کھینچنے کے اوپر لگے ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کو ساتھ یہ لکھ دینا چاہیے تھا کہ اپنے سامان کی حفاظت خود کی جائے۔ سواری اپنے سامان کی حفاظت خود کرے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! ایک مہینے سے ان وزیروں اور مشیروں نے اودھم لے رکھی ہے اور کسی کو اپنے محکمے کا علم نہیں۔ اگر کسی کے پاس گاڑی ہے تو ڈرائیور نہیں اور اگر کسی کے پاس خالی ڈرائیور چلا گیا ہے تو گاڑی کسی اور کے پاس چلی گئی ہے۔ تو یہ جو کنفیوژن تھا' یہ جو تضاد تھا' ہمیں تو پتا ہی نہیں کہ کس محکمے کا کون وزیر ہے؟ کس محکمے کے بارے میں کس وزیر نے جواب دینا ہے؟ یہ تو پتا ہی نہیں ہے۔ اس لیے لاء منسٹر صاحب کو بار بار یہ کہا گیا کہ کم از کم وہ تو اس ہاؤس کو inform کریں کہ ہو کیا رہا ہے۔

جناب سپیکر ! اب جو قرارداد میں نے پیش کی تھی۔ میں آپ سے مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ اس کی آج ہی اجازت دی جائے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں۔ وہ تو میں نے آپ کی favour میں ہی فیصلہ کیا ہے۔ میں نے ظفر علی شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو تسلیم کرتے ہوئے فیصلہ کیا ہے۔۔۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! آپ ہماری تحاریک التوائے کار کو چیمبر میں بیٹھ کر ہی kill کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ شہباز شریف صاحب کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے' ایف۔ آئی۔اے نے کیا ہے' نصیر اللہ بابر نے کروایا ہے اور ایف۔ آئی۔ اے کا خاص طور پر وہ جو سجاد انسپکٹر ہے' اس نے تشدد کیا ہے' زیادتی کی ہے۔

جناب سپیکر! گرفتار تو وہ پہلے ہی ہیں۔ ان کی custody میں تو پہلے ہی ہیں اور اس کے اوپر زیادتی کرنے کا کیا جواز ہے؟ کیا وہ اس ہاؤس کے رکن نہیں ہیں؟ کیا وہ سب سے بڑی جو پارٹی ہے مسلم لیگ' اس کے قائد حزب اختلاف نہیں ہیں؟ تو اتنا بھی ہم نہیں کہہ سکتے۔ ہم کہاں آواز اٹھائیں۔ کسی جگہ تو آواز اٹھانے دیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، مہربانی' شکریہ چودھری صاحب ! یہی بات میں نے کی تھی۔ اب آپ کو آگے چلنا چاہیے۔ آپ کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف نہیں لاتے۔ وہ کب سے آئے ہوئے ہیں۔ اب ہمیں کال اٹینشن نوٹس لینا چاہیے۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر ! ہم چاہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے ہوتے ہوئے اس پر بحث کی جائے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر۔۔۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ہاں' لاء منسٹر صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر ، جی' لاء منسٹر صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں؟

وزیر قانون ، جی۔ میں نے پہلے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا تو آپ نے کہا تھا کہ سردار صاحب کے بعد تمہاری باری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ہاں۔ میں نے اس وقت کہا تھا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! پھر ان کے بعد میرا پوائنٹ آف آرڈر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں دو تین چیزوں کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ ملک مشتاق اعوان صاحب نے جب یہ جواب دیا ہے تو یہ انھوں نے بحیثیت ہوم منسٹر جواب دیا تھا جس کی نوٹیفکیشن دو مہینے پہلے ہو چکی ہوئی ہے۔ پھر آپ نے بھی اس سے پہلے یہ فرمایا تھا کہ اگر متعلقہ محکمے کے وزیر یہاں پر تشریف رکھتے ہوں تو وہ خود جواب دیں۔ دوسری بات یہ ہوئی تھی' آپ کو بھی یاد ہو گا کہ 1970ء میں اس اسمبلی میں اپوزیشن نے کئی جماعتوں سے مل کر ایک combine اپوزیشن بنائی تھی۔ ہر پارٹی کا اپنا اپنا ایک لیڈر تھا۔ مثال کے طور پر میاں خورشید انور ہمارے لیڈر تھے۔ مخدوم زادہ حسن محمود لیڈر تھے اور ہر جماعت کا ایک ایک لیڈر وہاں پر موجود تھا اور اس کا احترام کیا جاتا تھا۔ یہ کوئی آئینی بات نہیں ہے۔ یہ روایات کی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس کو موضوع بحث بنا لیا گیا ہے حالانکہ میں آئین کو quote کر رہا ہوں۔ میں کوئی اپنی ذاتی رائے نہیں دے رہا۔ مزید برآں ہم آپ کا اُس کرسی پر بیٹھے ہوئے بھی احترام کرتے ہیں اور جب آپ اپنے ممبر کی حیثیت سے اِس سیٹ پر بیٹھے ہوں تب بھی ہم آپ کا احترام کرتے ہیں اور ہاؤس سے باہر جب آپ کوئی سٹیٹمنٹ دیتے ہیں تو اس کا بھی ہم احترام کرتے ہیں۔ آپ کی اپنی سٹیٹمنٹ آج کے "جنگ" اخبار میں لگی ہوئی ہے جہاں آپ نے مسلم لیگ جونیجو گروپ کو بلیک میلر کا گروپ کہا ہے۔ اگر یہ بات حقیقت ہے تو پھر وہاں سے ہم کیا تسلیم کریں۔ کون وزیر اعلیٰ ہے؟ یہ وضاحت طلب ہے۔ لٰہذا براہ مہربانی آپ ان حضرات کو یہ فرما دیں کہ اس الجھن میں نہ پڑیں۔ ورنہ ان کے لیے پیچیدگیاں بڑھتی جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر : شکریہ۔ مہربانی۔

معزز ممبران حزب اختلاف : شکریہ۔ مہربانی (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر : جی ظفر علی شاہ صاحب۔ کال اٹینشن نوٹس سید ظفر علی شاہ صاحب۔

چودھری پرویز الٰہی : جناب سپیکر ! میرا صرف آخری پوائنٹ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی آخری پوائنٹ۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! ہم آپ کی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس کو 17 تاریخ کے لیے پینڈنگ کر لیا جائے۔ آپ لاء منسٹر صاحب کو فرما دیں کہ وہ اسے admit کر کے پینڈنگ کر لیں۔ پھر ہم اکٹھے بیٹھ کر اس کو ڈرافٹ کر کے ہاؤس میں put کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: pending تو وہ ہوتا ہے جو subject matter ہو۔ ابھی تو میں نے آپ کو کہا ہے کہ آپ باہر بیٹھ کر اس کا ایک طریقہ کار طے کریں۔

چودھری پرویز الٰہی: لیکن آپ ذرا وزیر قانون صاحب کو فرما دیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے بتا دیا ہے کہ وزیر قانون صاحب اور آپ ۱۷ سے پہلے بیٹھیں اور اس پر کارروائی کریں۔ اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی: آپ ان سے پوچھ تو لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کو میں نے کہہ دیا ہے۔ پہلے آپ باہر بیٹھ کر بات کریں پھر میں اس کو یہاں دیکھوں گا۔۔۔ جی سید ظفر علی شاہ صاحب ۔۔۔ Call Attention Notice۔ اس کے لیے وقت تیس منٹ ہوتا ہے۔ دونوں سوالوں کا پندرہ پندرہ منٹ کا وقت ہے۔ آپ ذرا اس کے اندر رہیے۔

ریل بازار حافظ آباد میں قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی پر فائرنگ اور پتھراؤ

سید ظفر علی شاہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۹۵ء کو ریل بازار حافظ آباد میں پاکستان مسلم لیگ کے صدر اور قومی اسمبلی کے قائد حزب اختلاف میاں محمد نواز شریف پر ایک مکان سے فائرنگ اور پتھراؤ کیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس فائرنگ اور پتھراؤ سے کچھ افراد زخمی بھی ہوئے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس سلسلے میں کوئی مقدمہ درج کیا گیا ہے نیز اگر کوئی گرفتاریاں ہوئی ہیں تو گرفتار شدگان کے نام اور مقدمہ کا نمبر کیا ہے؟ اگر کوئی مقدمہ درج نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جناب قائد ایوان۔

وزیر اعلیٰ ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب والا!

(الف) انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب سے موصول شدہ رپورٹ کے مطابق یہ درست نہیں ہے کہ میاں محمد نواز شریف پر فائرنگ کی گئی البتہ میاں محمد نواز شریف کی گاڑی سے تقریباً سو گز آگے جو جلوس کا حصہ تھا اس میں سے اور دکانوں اور مکانوں کی چھتوں پر سے لوگوں نے ہوائی فائرنگ کی۔ ہوائی فائرنگ سے کوئی شخص زخمی نہ ہوا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ کوئی شخص فائرنگ سے زخمی ہوا تاہم حسین اے۔ایس۔آئی پولیس تھانہ سٹی حافظ آباد کے سر میں اینٹ کا ٹکڑا لگا جس سے وہ زخمی ہو گیا۔

(ج) جزوہائے (الف) اور (ب) کے سلسلے میں اوپر وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس واقعہ کے بارے میں مقدمہ نمبر ۵۰۲ مورخہ ۹۵-۱۱-۲۵ بجرم ۳۲۴، ۱۴۸، ۱۴۹ ت۔پ تھانہ سٹی ضلع حافظ آباد میں ہوا اور تفتیش عمل میں لائی جا رہی ہے۔ تاحال کوئی گرفتاری عمل میں نہ لائی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ ---- جی ضمنی سوالات۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! آپ کی وساطت سے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب بطور پنجاب کے چیف ایگزیکٹو کے یہ بتانا پسند کریں گے کہ حافظ آباد میں ملک کے لیڈر آف دی اپوزیشن میاں محمد نواز شریف صاحب کا ایک political programme تھا اور وہ جا رہے تھے اس دن کے تمام واقعات کی لمحہ بہ لمحہ کارروائی آپ پنجاب میں جہاں کہیں بھی تھے آپ کو وائرلیس پر بتائی جا رہی تھی ۔ آپ اس بارے میں ارشاد فرمائیں۔

وزیر اعلیٰ ، ایسی کوئی بات نہیں کہ مجھے لمحہ بالمحہ کی کارروائی بتائی گئی ہو اور نہ ہی اس کا کوئی طریقہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، کوئی کارروائی بتائی نہیں گئی---- Next

سید ظفر علی شاہ ، نہ جناب سپیکر! آپ اس طرح تو نہ کریں جناب میں اپنے سوال کو دوبارہ دہراتا ہوں۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ کارروائی کی گئی ہے یا نہیں کی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر ، انہوں نے کہا ہے کہ مجھے لمحہ بہ لمحہ کوئی کارروائی بتائی نہیں گئی۔

سید ظفر علی شاہ ، کیا وزیر اعلیٰ صاحب بطور Chief Executive Punjab یہ بتانا پسند فرمائیں گے

کہ اس دن حافظ آباد میں وفاق کے زیر کنٹرول کتنی ایجنسیز کس کس مد پر اور کس کس مقام پر کیا کیا کام کر رہی تھی؟ کیا یہ ان کے علم میں ہے؟

وزیر اعلیٰ، ایسی کوئی بات میرے نوٹس میں نہیں ہے اور نہ ہی کوئی وفاقی ایجنسی وہاں پر تعینات تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ---- اب میرے خیال میں اگلے سوال پر چلیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! انہوں نے ابھی میرے سوال کا مکمل جواب نہیں دیا۔ اگلے سوال پر کیسے چلیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، انہوں نے بڑی اچھی طرح سے آپ کے سوالات کے جوابات دیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اس طرح سے بات نہیں بنتی۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں تھوڑی سی اور بھی وضاحت کرنی چاہتا ہوں اور میں یہ اپنے دوستوں کا ریکارڈ صاف کرنے کے لیے وضاحت کرتا ہوں۔ ان کی خدمت میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کنجاہ میں جو واقعہ ہوا تھا اور وہاں پر بھی جو فائرنگ ہوئی تھی وہ بھی ان ہی کے آدمیوں نے کی تھی جس سے تین آدمی زخمی ہوئے تھے اور اس کی ایف۔آئی۔آر درج ہوئی ہے اور ملزمان نامزد ہیں۔

۲۔ جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میاں نواز شریف صاحب نے اخباروں میں اپیل کی تھی کہ میرے جلوس میں کوئی ہوائی فائرنگ نہ کی جائے۔ یہ بھی on record ہے۔

۳۔ انہوں نے اخبار میں یہ دیا تھا کہ "قائد حزب اختلاف پر قاتلانہ حملہ"۔ جناب والا! اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کے ہی آدمیوں کا ایک ٹرک جا رہا تھا جب میاں نواز شریف صاحب کی گاڑی گزر گئی۔ ٹرک کی پچھلی والی گاڑی سے سائڈ لگی اور ٹکراؤ ہو گیا جس پر پولیس نے مقدمہ درج کیا اور اس آدمی کو گرفتار کیا اس کے فوراً بعد ان کے ایک ایم۔این۔اے صاحب اور ایم۔پی۔اے صاحب آئے کہ اس کی ضمانت لیں یہ ہمارا آدمی ہے اس کو چھوڑ دیا جائے۔ اس کی نقل بھی میرے پاس ہے---- (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر اعلیٰ، مجھے ذرا بات تو کرنے دیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ظفر علی شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، شاہ صاحب ! میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دیتا ہوں ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! ان کو Call Attention Notice اور میرے ضمنی سوال کا جواب دینا پڑے گا۔ ابھی حافظ آباد کی بات مکمل نہیں ہوئی یہ کنجاہ میں چلے گئے۔ کنجاہ کے معاملے کو بھی دیکھ لیں گے اور گجرات کے معاملے کو بھی دیکھ لیں گے لیکن جو حافظ آباد کا سوال ہے یہ اس کا جواب دیں۔ آپ اس میں یہ بات نہ کریں آپ لیڈر آف دی ہاؤس کو free hand نہ دیں۔ آپ رولز کو follow کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے ۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر ! میں اپنے بھائی شاہ صاحب سے عرض کروں گا ----

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! میں ابھی تو جواب دے رہا تھا تو کیا یہ قاعدہ ہے کہ وہ بیچ میں بول پڑیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، لیکن آپ کو اسی ضمنی سوال کے اندر اندر اپنا جواب دینا چاہیے۔

وزیر اعلیٰ، جناب ابھی تو میں اپنی بات کر رہا ہوں ۔ میں نے ابھی بات ختم نہیں کی ۔ تو کیا یہ کوئی حق ہے کہ میری بات مکمل نہ ہو اور یہ بول پڑیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کو پورا حق ہے جی ۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! اس سلسلے میں جب ان کا ٹرک ڈرائیور گرفتار کیا گیا۔ ان کے ایک ایم۔پی۔اے صاحب کی چٹھی میرے پاس ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ اس آدمی کو چھوڑ دیا جائے۔۔ جناب یہ کرتے خود ہیں اور مصیبت ہمارے گلے میں ڈالتے ہیں ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! پنجاب کے وزیر اعلیٰ میرے لیے بڑے قابل احترام ہیں یہ پہلی بار پنجاب کے وزیر اعلیٰ بنے اور وزیر اعلیٰ بننے کے بعد پہلی بار پنجاب اسمبلی میں یہ Call Attention Notice پر آئے اور انہوں نے یہاں پر ڈنڈی مارنی شروع کر دی ۔

جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ اصل میں جو وہ اپنے طور پر preparation کر کے آئے ہیں کہ جو بات انہوں نے بعد میں تفصیلی طور پر کرنی تھی وہ انہوں نے ابھی شروع کر دی اور جو پہلے

کرنی تھی اس کا وہ جواب نہیں دے رہے ۔ جناب سپیکر! ان کا prerogative ہے وہ جو مرضی جواب دیں مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں مجھے پتہ ہے کہ پنجاب اور وفاق کی ایڈمنسٹریشن میاں نواز شریف صاحب پر جس سوچے سمجھے منصوبے کے تحت فائرنگ کروائے گی میں بھی آپ کو document جاتا ہوں اس لیے جب ہم بات کرتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ بات لمبی ہو گئی ہے ۔

آوازیں ، جھوٹ ۔ جھوٹ ۔ جھوٹ

سید ظفر علی شاہ، جھوٹ اور سچ کا ابھی پتہ چل جاتا ہے ---

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ضمنی سوال پر بات کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں نے اسی لیے آپ سے پہلے پوچھا تھا کہ جناب چیف صاحب آپ یہ بتائیں کہ کیا آپ کو لحہ بالحہ کارروائی کا علم تھا ۔

جناب سپیکر! اب میرا ضمنی سوال یہ ہے۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب مجھے یہ بتائیں گے کہ اس تمام واقعے کی جو آج تفصیلات بتا رہے ہیں ان کو یہ تفصیلات Call Attention کے question ملنے کے بعد ملی یا اسی دن ۲۵ نومبر کی رات کو مل گئی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی قائد ایوان صاحب !

وزیر اعلیٰ، جناب والا ! حافظ آباد میں یہ جو واقعہ ہوا تھا اسی دن رات کو مجھے اطلاع دی گئی تھی کہ یہ واقعہ ہوا ہے اور ان کے جلوس کی طرف سے فائرنگ کی گئی بلکہ اس سے پہلے ایک دکان کے انہوں نے شیشے توڑے جہاں پر محترمہ بینظیر کی تصویر بھی تھی ------

اپوزیشن کی طرف سے آوازیں، جھوٹ ۔ جھوٹ۔ جھوٹ

وزیر اعلیٰ، اس دکان پر حملہ کرنے کے بعد لوگوں کے جذبات مجروح ہوئے انہوں نے ان کے خلاف جوابی نعرے بازی کی اور جلوس والوں نے وہاں پر اتنی فحش گالیاں دیں اور اگر آپ کو ٹیپ سنائی جائے تو آپ خود کہیں گے کہ یہ وہاں پر کیا کر رہے ہیں ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، وزیر اعلیٰ صاحب چیف ایگزیکٹو ہیں۔ ہم ان کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ یہ بزرگ آدمی ہیں۔ لیکن حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر حلفاً یہ بات کہتا ہوں کہ جس وقت میاں محمد نواز شریف کی گاڑی جس میں نوابزادہ احمد رضا قصوری اور میں

تھا حافظ آباد کو مڑی تو پہلی مرتبہ انھوں نے بجلی بند کر دی۔ پانچ منٹ کے بعد پھر بجلی آئی ---

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا ضمنی سوال سے کوئی تعلق نہیں---- اگلا سوال سید تابش الوری۔ کیا وہ تشریف رکھتے ہیں۔ سید تابش الوری ایوان میں موجود نہیں تھے۔ call attention notice ختم ہوتا ہے۔ اب ہم آگے چلتے ہیں۔

وزیر انٹی کرپشن: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر ! آپ کی بہت مہربانی۔ جیسے یہ قائد حزب اختلاف کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ ہمارے لیے قائد حزب اختلاف انتہائی قابل احترام ہیں۔ ہم ایک سیاسی جماعت کے لوگ ہیں اور سیاسی کارکن ہیں۔ ہم سیاسی لوگوں کا انتہائی احترام کرتے ہیں۔ مگر میرا ان سے یہ سوال ہے کہ ہماری طرف سے تو قائد حزب اختلاف کے جلوس میں کوئی ایسی بات نہیں ہوئی کیا یہ بتائیں گے کہ جب لانگ مارچ کا قافلہ یہاں سے جا رہا تھا تو بیگم نصرت بھٹو پر ان لوگوں نے فائرنگ نہیں کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔ Mr. Ghulam Abbas , now you are a Minister,

اب ہم price hike پر کارروائی شروع کرتے ہیں۔ میرے پاس جو لسٹ آئی ہے اس میں جن معزز اراکین کے نام ہیں ان میں سردار حسن اختر موکل، رانا محمد اقبال خان، حاجی عبدالرزاق، پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری، مسٹر ایس اے حمید، مسٹر امان اللہ خان بابر، میاں عبدالستار، پیر سید عارف حسین بخاری، مسٹر ارشد عمران سلہری اور نوابزادہ سید شمس حیدر۔ یہ دس نام ہیں۔ سردار حسن اختر موکل سے آغاز کرتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ دو تین تحاریک ہیں۔ مجھے پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وصی ظفر صاحب پہلے تحاریک پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مجلس استحقاق 1973ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 جنوری 1996ء

تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مجلس استحقاق 1973ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 جنوری 1996 ء تک توسیع کر دی جائے۔ کیا توسیع کر دی جائے۔

(تحریک باتفاق رائے منظور ہوئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد وصی ظفر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحریک استحقاق نمبر 1 پیش کردہ سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 جنوری 1996 ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 1 پیش کردہ سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 جنوری 1996 ء تک توسیع کر دی جائے۔ کیا توسیع کر دی جائے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، نہیں نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، حافظ محمد اقبال خان خاکوانی صاحب نے no کر دیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، آپ کے ایک ممبر کی تحریک ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ ایک ایک تحریک استحقاق پر قوم کا لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ جب آپ ان کو ایک مقررہ میعاد دے دیتے ہیں تو اس کے اندر یہ کیوں فیصلہ نہیں کرتے۔ اب اگر یہ 31 جنوری تک توسیع مانگ رہے ہیں تو اس 31 جنوری کے درمیان یہ تین چار مرتبہ اجلاس کریں گے جس پر قوم کا لاکھوں روپیہ خرچ ہو گا۔ میں آپ کی وساطت سے آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں جب یہ دو ماہ میں فیصلہ نہیں کرسکے اگلے

ایک ماہ میں کیا کریں گے۔ میں اس کو no نہیں کر رہا بلکہ بطور ایک ممبر کے اور آپ ایک کسٹوڈین کے فیصلہ کریں کہ ہم عوام کے ایک ایک پیسے کے کسٹوڈین ہیں تو کس بنا پر آپ ان کو یہ توسیع دے دیتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: اس میں ایک legal procedure follow کرنا پڑتا ہے۔ آدمیوں کو طلب کیا جاتا ہے۔ ان کے بیانات لیے جاتے ہیں۔ بیانات کے بعد اگر کسی اور کو طلب کرنا ہو تو اس کو طلب کیا جاتا ہے۔ کسی وقت محرک خود نہیں آتا کہ وہ کسی سرکاری کام میں مصروف ہیں۔ وہ اپنے گواہان دیتے ہیں۔ پھر دلائل ہوتے ہیں۔

جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ so under the law and the principle of natural justice no one should be condemned.

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات جائز ہے۔ لیکن یہ جو آپ رولز amend کر رہے ہیں اس میں آپ کم از کم یہ بات ضرور لائیں کہ تحریک استحقاق یا کوئی بھی تحریک ہو جب وہ کی جائے تو دو دفعہ سے زیادہ میٹنگ کو extend نہ کیا جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب والا! no one can be condemned un-heard کے اصول کو مدنظر رکھنا پڑے گا۔ دو دفعہ کے دوران اگر کوئی آدمی بیمار ہے۔ کسی کو ہارٹ اٹیک ہو گیا ہے، کوئی ہسپتال میں ہے، کوئی ہائیکورٹ میں طلب ہے۔ اس طرح کی مشکلات ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا اس میں توسیع کر دی جائے؟

(31 جنوری 1996ء تک توسیع کر دی گئی)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

تحریک استحقاق نمبر 2 پیش کردہ میاں مناظر علی رانجھا ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 جنوری 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ چیئرمین بھی ہیں اور ہمارے چیئرمین کے پینل پر بھی پہلے نمبر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ پہلے ادھر ہی تھے۔ مجھے پتہ نہیں کہ اب وہ کہاں گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جو شخص استحقاقات کمیٹی کا چیئرمین ہو۔ پینل پر اس کا پہلا نمبر ہو اور وہ اتنی دلچسپی نہ لے کہ ایوان میں بھی تشریف نہ لائے۔

چودھری محمد وصی ظفر، مجھے اس کا پتا نہیں ہے۔ مجھے وہ ملے نہیں ہیں۔ لیکن یہ تو استحقاق کمیٹی کا معاملہ ہے۔ وہ خود اس کے محرک ہیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! دو منٹ کے لیے مجھے بھی بات کرنے دیں۔ توسیع کے سلسلہ میں آپ نے بھی فرمایا۔ یہاں بے شمار چیزیں ہیں۔ میں 1985ء سے استحقاق کمیٹی کا ممبر چلا آ رہا ہوں۔ سب سے پہلے تو آپ چیئر کی طرف سے یہ کہیں کہ جن لوگوں کو بلایا جاتا ہے وہ تاریخوں پہ پیش ہوں۔ ایڈمنسٹریشن کے جن افسروں کو بلایا جاتا ہے۔ ان پر اتنی loose grip ہے کہ پیش ہی نہیں ہوتے۔ پھر حالات یہ ہوتے ہیں کہ جیسے آپ فرما رہے ہیں۔ پچھلی دفعہ جناب رانجھا صاحب کے سلسلے میں جن صاحب کو بلایا گیا تھا وہ ایک دن آیا اور دوسرے دن اس نے یہ کہلا بھیجا کہ مجھے ہارٹ اٹیک ہو گیا ہے اور میں ہسپتال میں ہوں۔ اب اس سلسلے میں کمیٹی کیا فیصلہ کر سکے گی۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ چونکہ انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا ہوتا ہے اگر کوئی بات رہ جائے تو پھر یہ بات بنتی نہیں ہے۔ اس لیے جو وہ توسیع مانگ رہے ہیں وہ ضرور دی جائے ورنہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوں گے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ استحقاق کمیٹی کی گزشتہ کارکردگی کو دیکھتے ہوئے میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ استحقاق کمیٹی نئی بنائی جائے۔ یہ ناکام ہو چکی ہے۔ اس کی کارکردگی انتہائی خراب ہے۔ آج تک کسی بھی تحریک استحقاق کے لیے جو آپ نے مقررہ وقت دیا ہے اس کے اندر اس کی رپورٹ پیش نہیں کی گئی اور آپ بطور custodian ریکارڈ چیک کر سکتے ہیں۔ اخبارات کے ذریعے سے ہمیں معلوم ہوا کہ قوم کے کروڑوں روپے گزشتہ دو سال میں استحقاقات پر خرچ ہوئے۔ جناب والا! اگر یہ روایت چل نکلی کہ ایک ایک تحریک استحقاق کی چھ چھ ماہ بعد رپورٹ آئے گی تو پھر اس کی افادیت ہی ختم ہو جائے گی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آپ گزشتہ کمیٹیوں کے ساتھ اس کمیٹی کا comparison کریں تو معلوم ہو گا کہ اس کمیٹی نے بہت زیادہ رپورٹس دی ہیں۔ اس نے دو سال کے عرصے میں

maximum رپورٹس دی ہیں۔ اتنی رپورٹس کبھی بھی کمیٹی نے نہیں دی ہوں گی۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وصی ظفر صاحب! آپ نے extension کس تاریخ تک مانگی ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! 31۔ جنوری 1996ء تک ۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 2 پیش کردہ میاں مناظر علی رانجھا، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد کو 31 جنوری 1996ء تک extend کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جنوری 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 جنوری 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحریک استحقاق نمبر 5 پیش کردہ جناب انعام اللہ خان نیازی، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جنوری 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 5 پیش کردہ جناب انعام اللہ نیازی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 جنوری 1996ء تک توسیع

کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحریک استحقاق نمبر 6 پیش کردہ جناب عبیداللہ شیخ، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جنوری 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 6 پیش کردہ جناب عبیداللہ شیخ، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جنوری 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد وصی ظفر: اب جناب والا! یہ ملاحظہ فرمائیں کہ چھ میں سے پانچ تحاریک اپوزیشن کی ہیں اور ان میں توسیع میں لے رہا ہوں جب کہ اعتراض بھی وہ کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی مہربانی۔ شکریہ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمایئے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! آپ کے توسط سے میں وصی ظفر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ ایس ایس پی میانوالی کے خلاف میری تحریک استحقاق پر کمیٹی نے جو ----------

جناب قائم مقام سپیکر: انعام اللہ خان نیازی صاحب! یہ طریقہ نہیں ہے۔ آپ سید ظفر علی شاہ صاحب سے پوچھنا کہ کس طرح آپ اس کو ہاؤس میں لا سکتے ہیں۔ مہربانی شکریہ۔

مہنگائی پر بحث

جناب قائم مقام سپیکر: اب جناب حسن اختر موکل صاحب مہنگائی پر اپنی تقریر کا آغاز کریں گے۔ جی حسن اختر موکل صاحب!

سردار حسن اختر موکل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! میں نے آپ سے گزارش کی تھی۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ قائد ایوان یہاں پر تشریف رکھتے اور کچھ حقائق کو سننے کی ان کو توفیق ہوتی۔ عمل ہوتا یا نہ ہوتا وہ الگ بات ہے۔ میں نے آپ سے عرض کی تھی کہ ذرا ان کو روکیں لیکن وہ جلدی میں چلے گئے۔ حقائق کا سامنا کرنے سے وہ گریزاں تھے ۔ اس سے پہلے کہ میں اپنی آج کی تقریر کا آغاز کروں مجھے یہ کہنے دیجیے کہ انھوں نے آج بھی اس ہاؤس کے فلور پر حقائق سے بہت چشم پوشی کی' بہت گریزاں رہے۔ جناب والا! جب کسی قوم کے لیڈر' کسی قوم کی قیادت' کسی صوبے کے Chief executive ' کسی بھی معاشرے کے چودھری کا یہ عالم ہو کہ وہ حقائق سے لاعلم رہے یا لاعلم رہنے کا دعوی کرے تو اس معاشرے کا کیا حشر ہو گا؟ اس پر ذرا غور فرمایے۔ شرم سے سر جھک جاتا ہے اور میرا شرم سے سر جھک گیا۔ اس مقدس ایوان کے فلور پر جب یہ کہا گیا کہ اس بات کا مجھے علم نہیں ہے۔ ان کو تو اس بات کا بھی علم نہیں کہ ان کے اپنے ضلعے میں دو راتیں جانے والی ضلعی انتظامیہ اور موجودہ ضلعی انتظامیہ کے اعزاز میں جب دعوتیں دی گئیں تو ساری رات شراب و شباب کی محفلیں سرگرم رہیں۔ ساری رات شراب و شباب کی محفلیں جمی رہیں اور اس رات ضلع قصور میں جہاں جہاں' جو جو واقعہ ہوا یہ اس سے بھی بے خبر ہیں ۔ لوگ تلاش کرتے رہے کہ ہم ضلعی heads کو کہاں پر ڈھونڈیں ' ضلعی انتظامیہ کو کہاں پر تلاش کریں لیکن وہ چار دیواریوں میں مدہوش پڑے تھے اور ان سے چند گز کے فاصلے پر معلوم نہیں کتنے لوگ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئے ' معلوم نہیں کتنے گھروں کی چادر اور چار دیواری کا جنازہ نکال دیا گیا ' معلوم نہیں کتنے لوگوں کو لوٹ لیا گیا ' معلوم نہیں کتنے لوگوں کی عصمتیں لوٹی گئیں' معلوم نہیں کتنے لوگوں کو قتل کر دیا گیا۔ جناب والا ! اس پر بھی اگر یہ لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں تو اس سے بڑا لاعلم Chief executive آج تک میں نے نہیں دیکھا اور اگر وہ لاعلمی کا اظہار نہیں کرتے تو آج تک ان لوگوں کے خلاف کوئی کارروائی کیوں نہیں کی گئی۔ مجھے کہنے دیجیے کہ اس سے بڑا بے بس Chief executive بھی میں نے نہیں دیکھا۔ جناب والا ! اب میں مہنگائی کی بات کرتا ہوں۔

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

نذرانہ نہیں سود ہے یہ پیرانِ حرم کا

ہر خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن

جناب والا! سمجھ نہیں آ رہی کہ مہنگائی کی بات کہاں سے شروع کی جائے۔ اس کا سرا کہاں سے تلاش کیا جائے۔ کل کی بات کرتا ہوں کہ ایک ستر سالہ پاکستان کے باعزت شہری سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہاری اتنی عمر ہے کوئی ایسی خواہش جو کہ تشنۂ ہو تو کہنے لگا کہ میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ مجھے کے ٹو پہاڑ کے دامن میں آباد ہونے کی اجازت دی جائے۔ میں نے پوچھا اس سردی میں وہاں چوبیس گھنٹے برف جمی رہتی ہے بابا تم وہاں پر کیوں آباد ہونا چاہتے ہو؟ کہنے لگا مرنے سے پہلے میں اپنی یہ خواہش پوری کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں قیمتوں سے بلند بھی کوئی چیز ہے۔ اس لیے کے ٹو پہاڑ کے پاس آباد ہونا چاہتا ہوں۔ جناب والا! مہنگائی صرف ایک چھوٹا سا مسئلہ نہیں ہے۔ آج کی موجودہ حکومت نے یہ ایک نعرہ بھی دے دیا ہو گا کہ " آلو دے بھا سیب کھاتے غریبا موج اڑا " افسوس کہ ملکہ ہالینڈ کے وقت میں بات ہوئی کہ لوگ کیوں روتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جناب روٹی نہیں ملتی ' ڈبل روٹی نہیں ملتی۔ انھوں نے کہا کیک کھا لیں۔ اور تاریخ کے اس مذاق کو آج پاکستان میں دہرا دیا گیا کہ غریب رو رہا ہے کہ آلو نہیں ملتے اور وہ کہتے ہیں کہ سیب کھاؤ۔ جناب والا! میں بات کر رہا تھا کہ مہنگائی صرف اتنی سی بات نہیں کہ چیزیں مہنگی ہو گئیں۔ غریب کیا کرے ' متوسط طبقہ کیا کرے۔ اس کے back ground کو دیکھنا ہو گا۔ اس بات کو پانا ہو گا کہ اس مہنگائی کو پاکستان کے اندر ' اس مملکت خداداد کے اندر ' پاکستان کے غیور عوام کے اندر کس بنیاد پر پھیلایا جا رہا ہے؟ کہیں اس کے پیچھے کوئی گھناؤنی سازش تو نہیں ہے؟ کہیں اس کے پیچھے یہ بات تو نہیں کہ پاکستان کے غیور عوام کو اس حد تک بھوک سے لاغر کر دیا جائے کہ یہ سوائے روٹی کے اور کسی بات کی demand ہی نہ کریں۔ جناب والا! واضح حقیقتیں جو ہیں میں وہ ساتھ ساتھ اس لیے بتاتا جا رہا ہوں کہ حقائق سے چشم پوشی جس قوم نے بھی کی ان کا نام و نشان مٹ گیا۔ یہ بات جو میں نے سازش کی کہی ہے۔ ہمارے علاقے میں ایک بات بہت مشہور ہے کہ سو ڈیڑھ سو سال پہلے وہاں پر ایک ہی قوم کے دو گاؤں آباد تھے ایک ایکڑ زمین پر ان کا جھگڑا تھا۔ ایک بڑا گاؤں تھا وہاں کے لوگ بڑے لڑنے والے تھے انھوں نے وہاں پر قبضہ کر لیا' چھوٹے گاؤں والے اکٹھے ہوئے انھوں نے پوچھا کہ ان سے قبضہ کیسے واپس لیا جائے۔ انھوں نے کہا یہاں افرادی قوت تھوڑی ہے یہاں فقیروں کا ڈیرہ ہے ان کو بھی بلا لو وہ کھاتے ہمارے پاس سے ہیں وہ ہمارے ساتھ لڑیں گے۔ جب فقیروں کے

سردار کو بلایا گیا تو اس نے کہا کہ ہم لڑ نہیں سکتے ہم آپ کی ایک مدد کر سکتے ہیں ایک سال کی مہلت دے لیجیے پھر ہم بتائیں گے کہ اس زمین پر ہم قبضہ کرتے ہیں یا نہیں ایک سال کی مہلت کے بعد جب پیغام بھیجا گیا تو وہ بڑے گاؤں والے کہنے لگے کہ جناب زمین لے لو ہم لڑتے نہیں۔ فقیروں کے سردار کو بلایا گیا کہ تم نے کیا کیا۔ اس نے کہا کہ جناب کچھ نہیں کیا ہم نے اس گاؤں کو مانگ مانگ کر اتنا کنگال کر دیا ہے کہ اب وہ لڑنے کے قابل ہی نہیں رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کسی دوسرے ملک کے اشاروں پر اس فقیر کے سردار کے ڈیرے کی پالیسی اپنائے ہوئے ہے ۔ اس غیور قوم کو مہنگائی کے باعث اتنا لاغر کر دو کہ یہ اٹھ کر انسانی حقوق کا مطالبہ ہی نہ کر سکے۔ عالم اسلام کا قلعہ ہونے کا مطالبہ بھی نہ کر سکے۔ اور اگر یہ قوم خوشحال ہو گئی تو اپنے حق کے لیے آنکھیں دکھائے گی ۔ جناب والا! افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ اس سازش کے پیچھے کوئی ہاتھ ہے۔ میں step by step چلتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ اس مہنگائی کا اثر کیسے ڈالا جا رہا ہے اور کہاں پر پڑ رہا ہے۔ ہمارا ملک جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ زراعت اس کی ریڑھ کی ہڈی ہے ۔ اس ہڈی کو توڑنے کے لیے سب سے پہلے یہ پالیسی بنائی جا رہی ہے کہ کھاد مہنگی، ادویات مہنگی، مشینری مہنگی، ڈیزل مہنگا، پٹرول مہنگا، بجلی مہنگی، اور وہ تمام عناصر جو کاشت کا بنیادی عنصر ہیں وہ مہنگے کر دیے گئے ہیں۔ رہ گئی تھی ایک بات اور وہ نہری پانی کی ہے ۔ نہری نظام جو دنیا کا سب سے بڑا نظام ہے۔ اب اس پر بھی یہ کہا جا رہا ہے کہ آبیانہ ہم اتنے گنا اور بڑھا دیں گے۔ تاکہ لوگ کاشت کاری کو چھوڑ دیں۔ اس طرح سے ملک کی معیشت کو تباہ وبرباد کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! اس کے بعد روز مرہ کی ضروریات کی چیزوں کی طرف آئیں جب کاشت کاری تباہ ہوگی تو اپنے آقا کے سامنے یہ بات فخر سے کہہ سکیں گے کہ جناب ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں۔ اب بڑی خوبصورتی سے یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ہم ہندوستان سے آلو منگوا رہے ہیں۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے اس کی آبادی دیکھ لیجیے ان کا کاشت شدہ رقبہ دیکھ لیجیے۔ کل جو ہم سے مانگتے تھے آج ہم ان کے سامنے دامن پھیلائے ہوئے ہیں اور اس غیور پاکستانی قوم کی انا کو عزت نفس کو پاش پاش کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! یہ مہنگائی وسائل میں کمی کی وجہ سے نہیں یہ صرف اور صرف مصنوعی طور پر پیدا کی گئی ہے۔ کہیں اپنے پیارے کو ڈیزل ایکسپورٹ کرنے کے پرمٹ دیے جا رہے ہیں۔ کیا ڈیزل پاکستان میں اتنی وافر مقدار میں پیدا ہوتا ہے کہ وہ ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد باہر جائے۔ کسی کو گیس کا انچارج بنا کر اس حد تک دے دیا گیا کہ وہ اپنے پیاروں کی سرپرستی کرے۔ جناب والا! عوام کی کمر، اس مہنگائی کے بوجھ سے دُہری کر دی گئی ہے اور

ایسی پالیسی بنا لی گئی ہے کہ عوام کی کمر کو سیدھا نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اگر کسی نے اپنی کمر سیدھی کرنی ہے تو اس پر یہ لازم قرار دیا گیا کہ وہ یا تو حکومت وقت کے ساتھ شامل ہو جائے اور اپنی انا اور عزت نفس کو ختم کر دے۔ یا پھر وہ حکومت وقت کی کیبنٹ میں شامل ہو جائے تاکہ ان کی کمر سیدھی رہ سکے۔ جناب والا! زندگی کی گاڑی کو چلانے کے لیے جن اشیاء کی ضرورت ہے وہ تمام کی تمام مہنگی کر دی گئیں۔ پیاز مہنگا ہوا، آلو مہنگا ہوا، دالیں مہنگی ہوئیں، آٹا مہنگا ہوا۔ (قطع کلامیاں) جناب والا! میں معذرت چاہتا ہوں میرے ایک فاضل دوست بیٹھے بیٹھے بول رہے تھے ۔ کیونکہ ان کو تو تکلیف کوئی نہیں وہ تو پہلے بھی ایسے ہی کرتے تھے ۔ ان کے پاس ایک نوکر گیا کہنے لگا کہ مجھے نوکری دیں۔ کہنے لگے کہ میرے پاس ہی رہ پڑو۔ اس نے کہا کہ جناب بڑی مہربانی روٹی پر ہی رہ پڑتا ہوں' کہنے لگے ٹھیک ہے۔ سارا دن کام کیا شام کو کہنے لگے روٹی تو وزیر موصوف فرمانے لگے داتا صاحب چلے جاؤ اپنی کھا آؤ میرے لیے لے آؤ۔ جناب والا! ان کو کیا پتا کہ مہنگائی کتنی ہے اور غریب عوام کس طرح وقت گزار رہے ہیں۔ یہ تو مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ مذاق اڑا سکتے ہیں ۔ ان کو تو اتنا بھی نہیں پتا کہ کمائی کیسے ہوتی ہے۔ غریب آدمی اپنے بچوں کی ایک روٹی کمانے کے لیے کیا کیا محنت کرتا ہے۔ کیا کیا پاپڑ بیلتا ہے۔ اس حکومت وقت کے درندوں سے کیسے کیسے بچتا ہے ۔ جو ہر قدم پر اسے لوٹنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ جناب والا! میں بات کر رہا تھا کہ یہ جتنی بھی ضروریات زندگی ہیں وہ تمام مہنگی کر دی گئی ہیں۔ پھر سستا کیا ہوا؟ پانی مہنگا خون سستا۔ پانی مہنگا شراب سستی۔ اور اگر یہاں نہیں تو باہر سے لے آیئے چھڑوا ہم لیں گے۔ اور اگر کوئی فرض شناس افسر اس کو کہتا ہے کہ نہیں تو موقع پر ہی کہہ دیا جاتا ہے کہ کل تم یہاں نہیں رہو گے اور وہ نہیں ہوتا۔ جناب والا! یہ مشروب جو یہ پیتے ہیں عوام وہ نہیں پیتے۔ ان کو دیکھنا ہو گا کہ وہ مشروب جو عوام نے پینا ہے اسے کہاں سے سستا کیا جائے گا۔ جناب والا! مغرب کی آذان کے بعد ان کی اکثریت کو آپ فون کر کے دیکھ لیجیے۔ پتا چلتا ہے کہ وہ کس رنگ میں ہیں۔ پھر ان کو کیا پتا کہ عوام کس حال میں جیتے ہیں۔ جناب والا! اسی طرح بات ادویات پر آتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک سابقہ گورنر ،ہمیں علم نہیں پریس میڈیا کہتا ہے ان کے دوست احباب کہتے ہیں لواحقین کہتے ہیں کہ مرنا سب نے ہے لیکن سابقہ گورنر کی cause of death جعلی ادویات۔ اور ان کا استعمال ہے۔ اگر حاکم وقت کو زندگی بچانے والی ادویات صحیح نہیں مل سکتیں تو پھر ایک عام آدمی کیا کرے گا۔ جناب والا! آپ بھی یہ سب جانتے ہیں ۔......

جناب والا! میں نے اپنی تقریر شروع کی ہے آپ گھڑی نہ دیکھیں اور مجھے وہ وقت ملنا چاہیے

جو قائد حزب اختلاف اگر تقریر شروع کریں تو ان کو ملتا ہے ۔ آپ سارا کچھ جانتے بھی ہیں لیکن سچائی سننے کا تھوڑا سا حوصلہ کیجیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کتنا وقت لیں گے۔ کیونکہ پندرہ منٹ تو آپ کو ہو گئے ہیں ۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! اگر تو میں کوئی غلط بات کر رہا ہوں تو آپ مجھے بٹھا دیں۔ جناب والا! پندرہ منٹ اور دے دیں آدھا گھنٹہ تو ہوتا ہی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، چلیں پھر آپ کے دس منٹ رہ گئے ہیں ۔ کیونکہ باقی دوستوں نے بھی بات کرنی ہے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! جہاں آپ فرمائیں گے میں چپ کر جاؤں گا اپنی تقریر سے، حقوق مانگنے سے نہیں۔

جناب والا ! میں یہ بات کر رہا تھا کہ یہاں پر مہنگا کیا ہے اور سستا کیا ہے ؟ زندگی اس ملک میں مہنگی ترین ہو گئی ہے۔ اور موت سستی ترین چیز ہو گئی ہے۔ جناب والا! عالم یہ ہے کہ کسی سفید پوش کو موجودہ دور میں دیکھنا تک پسند نہیں کیا جاتا اور اس کی زندگی میں ہی نہیں بلکہ اگر مر جائے تو اس کی قبریں بھی اکھاڑ لیتے ہیں۔ اور افسوس کہ آج اہل اقتدار وہ ہیں ۔ جو مرے ہوئے لوگوں کا کفن بھی نہیں چھوڑ رہے۔ لہذا یہ زندوں کے جسموں پر کیا چھوڑیں گے۔ جناب والا! یہاں پر ڈس انفرمیشن کی بھی انتہا ہے' انتہا ہے غریبوں کا مذاق اڑانے کی۔ انتہا ہے شرفاء کی زندگی کو دشوار تر بنانے کی ' ایک طرف یوم جمہوریت منایا جا رہا ہے ۔ اور وہاں پر بھی جو کچھ ہوتا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ لیکن یوم جمہوریت منانے پر جو دعوے کیے جا رہے ہیں کہ ہم نے عوام کو ہر چیز سستی فراہم کر دی ہے۔ ہم نے عوام کے لیے یہ facilities دے دیں ' ہم نے کاشتکاروں کے لیے یہ کچھ کر دیا۔ اور آج کے بعد پاکستان خود کفیل ہو جائے گا۔ ۱۹ تاریخ پر یہ بلند و بانگ دعوے کیے جاتے ہیں اور ۲۰ تاریخ کو ہی کھاد ۵۰ روپے بوری مہنگی کر دی جاتی ہے۔ انتہاء ہے غربت کا مذاق اڑانے کی۔ جناب والا! ایک طرف یوم تاسیس منایا جاتا ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ وہ یوم تاسیس نہیں تھا وہ تو یوم خسیس تھا کہ اگلے دن ہی کھاد کو پھر ۱۰۰ روپے مہنگا کر دیا گیا۔ جناب والا! یہ اس انداز میں لوگوں کو جینے کا طریقہ سکھایا جا رہا ہے۔ یہ تو پاکستان کے پنجاب کے عوام کو کڑی دھوپ میں کھڑا کر کے ان کے اوپر موم کے خیمے تانے جا رہے ہیں۔ اور دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ ہم تمہیں تحفظ فراہم کرتے ہیں۔

جناب والا! میں اس مقدس ایوان کے فلور پر کھڑا ہو کر دعوے سے یہ کہتا ہوں کہ میرے وہ دوست جو یہاں پر تشریف رکھتے ہیں چونکہ ان کا رابطہ عوام کے ساتھ ہے۔ اگر وہ ایمانداری سے اپنے اس prerogative کو اپنے عوام کی دی گئی عزت کی اس پگڑی کو جو عوام نے ان کے سر پر سجائی ہے' ان کے ان وعدوں کو جو وہ الیکشنوں میں اپنی تقریروں میں اپنے عوام کے ساتھ کر کے آئے ہیں۔ اگر پچاس فیصد بھی ایماندارانہ طریقے سے یہ کہنا چاہیں تو وہ میری تمام باتوں سے متفق ہوں گے۔ کیوں کہ وہ بھی جانتے ہیں' وہ عوام کے جسم کا ایک حصہ ہیں ان کو پتا ہے کہ عوام کس طرح بلبلا رہے ہیں' عوام کس طرح چیخ و پکار کر رہے ہیں' عوام کے لیے جینا کس حد تک دوبھر ہو چکا ہے۔ لیکن مجھے یہاں یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ وہ ان حکمرانوں کی مشنری کے ایک جزو بننے کی حیثیت سے ان غریبوں کو بھول چکے ہیں۔ جن کی بنیاد پر ان کی یہ ممبریاں' ان کی یہ چودھراہٹ قائم ہے۔ وقت آنے پر ان کو احساس ہو گا لیکن وقت اس وقت تک گزر چکا ہو گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ میں ان حاکموں کو سلام کروں یا ان حاکموں سے کیا کہوں جو یہ بات سننے سے پہلے یہاں سے چلے گئے کہ دو دو لاکھ روپیہ ایک ایک مرغابی کو شکار کرنے پر لگا دیتے ہیں۔ جناب والا! اگر ان کو شوق ہے تو وہ سارے کے سارے اللہ کے فضل و کرم سے آباؤ اجداد سے جاگیر دار ہیں وہ ایک مرغابی پر اپنی جیب سے اپنے شوق کی خاطر دو لاکھ چھوڑ کر دو کروڑ بھی لگائیں وہ لگا سکتے ہیں لیکن اپنا شوق پورا کرنے کے لیے غریبوں کے منہ سے نوالہ نہ چھینیں۔ جناب والا! پنجابی کی ایک مثال ہے کہ "چڑیاں دی موت تے گنواراں دا ہاسا۔" لیکن جناب یہاں پر کچھ نہیں کیا جا رہا یہاں تو عوام کو ان چڑیوں سے بھی کم حیثیت دی جا رہی ہے۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ حالات کا تجزیہ کیجیے کہ اس حکومت نے اپنی وہ پالیسیاں جو اس ملک کے غیور عوام کی غیرت اور انا کے خلاف ہیں ان کو معاشرے میں متعارف کروانے کے لیے یہ نئے نئے ہیڈز پیدا کیے ہیں' نئے نئے طریقے پیدا کیے ہیں ملک کی دولت کو خرچ کے لیے ضائع کرنے کے لیے' جس کا فائدہ ملک سے باہر جانے اور واپس آنے کے لیے ان لوگوں کو تو پہنچ سکتا ہے جو روزانہ ملک سے باہر جائیں اور سیر کر کے واپس آجائیں۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اس قوم کی کتنی بیٹیاں اپنے ہاتھ پیلے دیکھنے کے لیے گھروں میں بیٹھی ہیں ان کے سروں میں چاندی کی تاریں آ گئی ہیں کیونکہ ان سے جہیز کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! میں اپنی بات کو وائنڈ اپ کرتا ہوں اور میری گزارش یہ ہے کہ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ نے کیا کیا تو کہتے ہیں کہ ہم باہر گئے تھے۔ وہ آیا شیر آیا شیر آیا سرمایہ آرہا ہے لیکن جناب والا! یہ تو وہی گھری کی پھرتیاں ہیں کہ موقعے پر کسی نے

کہا تھا کہ میں گلہری کی دوستی سے مصیبت میں ہوں کہ وہ کبھی اوپر جا رہی ہے کبھی نیچے آ رہی ہے۔ کبھی اس درخت سے دوسرے درخت پر جاتی ہے اور کہنے لگی کہ " تو باقی دیاں گلاں چھڈ میریاں پھرتیاں ویکھ"۔ جناب والا! ہم نے حاکموں کی پھرتیاں نہیں دیکھیں ' ہم نے حاکموں کے وہ دورے نہیں دیکھے جن کو ہم روزانہ پڑھتے ہیں۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ یہاں پر غریب عوام کے ساتھ کتنا اچھا سلوک کیا جا رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس بڑھتی ہوئی مہنگائی کے ذریعے فاشزم کی پالیسیاں یہاں پر دی جا رہی ہیں' جمہوریت کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ میرے دوست تشریف رکھتے ہیں پھر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارے شاعر کی بات کیوں quote کرتے ہو۔ شاعر قوم کا ہوتا ہے اسی نے آج کے لیے کہا تھا کہ " -/240 روپے من آٹا ہے اس میں بھی سناٹا ہے" اور جمہوریت زندہ باد۔ جناب والا! میری گزارش صرف یہ ہے کہ اس گھناؤنی سازش کو جو عوام کے خلاف پاکستان کی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے جس بنیاد پر مہنگائی کا یہ جن بوتل سے باہر نکالا گیا ہے۔ ان پالیسیوں کو ختم ہونا چاہیے۔ جیسے میں نے کہا ایک نہیں ہزاروں لاکھوں قوم کی بیٹیوں کے والدین اپنی بیٹیوں کے ہاتھ پیلے کرنے کے لیے اس دن کے منتظر ہیں کہ جب وہ دو وقت کی روٹی دے کر بیٹی کو وداع کرسکیں۔ مگر دوسری طرف کیا ہو رہا ہے کہ ہیروں کا ایک سیٹ خریدنے کے لیے صبح ہی یہاں جہاز میں بیٹھ کر تاجکستان یا کون سے ملک سے وہ ہیروں کا سیٹ خرید کر شام کو ہی لایا جاتا ہے تاکہ وہ کسی جاگیر دار کو تحفے میں دے دیا جائے۔ یا وہ کسی اپنے ہی کے زیب گلو کر لیا جائے۔ جناب والا! جہاں قوم کے غریبوں کے ساتھ اتنا ظلم ہو اور جہاں ان کے ساتھ اتنا منافقانہ رویہ اختیار کیا جا رہا ہو تو پھر اس قوم کے حاکموں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اب کسی کال کی ضرورت نہیں رہی کسی کو کہنے کی ضرورت نہیں رہی یہ اس وقت سے ڈریں کہ جب عوام کی توپوں کے منہ حاکموں کے محلوں کی طرف ہوں گے یہ اس وقت سے ڈریں جب حاکموں کے گریبان عوام کے ہاتھوں میں ہوں گے۔ میں ایک بات بتا کر ختم کرتا ہوں کہ جب عوام کی گرفت ہوتی ہے تو وہ ہڈیوں کی مٹھیاں وہ ہڈیوں کے ڈھانچے جن کی گرفت سے کوئی اپنا گریبان نہیں چھڑا سکتا۔ اور آج اس وقت کا زیادہ انتظار نہیں آج یا کل انشاء اللہ العزیز وہ وقت آنے والا ہے۔ میں یہ بات کہتے ہوئے جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ مہربانی۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ------

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ذی جاہ و ذی وقار

جناب سپیکر یہ لمحات بڑی اہمیت کے حامل ہیں کہ اپوزیشن کے طلب کردہ آج کے اجلاس میں پنجاب کے پونے سات کروڑ عوام کے منتخب نمائندے مہنگائی کے مسئلے پر اظہار خیال کر رہے ہیں۔ اپوزیشن کے لائق تنظیم رکن نے اس بحث کا آغاز کیا ہے۔ اور اب آپ نے مجھے اپنی معروضات اس ایوان کے روبرو پیش کرنے کی اجازت دی ہے اس کے لیے میں دل کی گہرائیوں سے آپ کا شکرگزار ہوں۔

جناب والا! عوام مہنگائی کے ہاتھوں لٹ رہے ہیں' مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ مہنگائی نے عوام کا جینا حرام کردیا ہے' مہنگائی کے صدقے عوام فاقوں کے جہنم میں جل رہے ہیں۔ مہنگائی نے عوام کا زندہ رہنے کا حق سلب کر لیا ہے۔ اگر مہنگائی اسی طرح روبہ عروج رہی تو وطن عزیز میں انسان انسان کو کھانے گا۔ یا وطن عزیز ایتھوپیا کی طرح قحط سالی کا شکار ہوجائے گا۔ یا صومالیہ کی طرح خانہ جنگی کی لپیٹ میں آئے گا۔ یہ وہ چیخیں ہیں' یہ وہ صدائیں ہیں یہ وہ پکار ہے جو وطن عزیز کے ہرگھر سے سنائی دے رہی ہے۔ جناب والا! مزدوروں کی کٹیاؤں میں' کسانوں کے جھونپڑوں میں' تنخواہ دار طبقوں کے ٹھکانوں میں سفید پوشوں کے کاشانوں میں امراء کے عشرت کدوں میں اور اقتدار کے ایوانوں میں ایک ہی شور برپا ہے کہ عوام مہنگائی کے عفریت کے پنجہ قہر میں تڑپ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک مہنگائی کی شدت کا تعلق ہے اس مسئلے پر اختلاف رائے کی سرے سے گنجائش موجود نہیں ہے البتہ یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا مہنگائی کی ذمہ دار صرف حکومت ہے یا اس عذاب کے پس پردہ دیگر سیاسی' معاشی عوامل بھی کارفرما ہیں۔ جناب والا! مہنگائی ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے اور کرہ ارض پہ جتنے بھی انسان بستے ہیں وہ مہنگائی کے طوفان میں گھرے ہوئے ہیں۔ جناب والا! لیکن وطن عزیز میں قیمتوں میں اضافے کا رجحان دنیا کے دوسرے ترقی یافتہ' ترقی پذیر حتیٰ کہ پسماندہ ممالک کے مقابلے میں بھی بہت زیادہ ہے جو میرے جیسے سیاسی کارکن کے لیے لمحہ فکریہ ہے جس کا یہ ایمان ہے کہ مہنگائی سازش ہے سامراجی ممالک کی ترقی پذیر ممالک کے خلاف۔ مہنگائی چال ہے گماشتہ سرمایہ دار کی ترقی پذیر ممالک کے افلاس زدہ عوام کے خلاف۔ مہنگائی سازش ہے ذرائع پیداوار پہ قابض سفاک سرمایہ دار کی اس ملک کے محنت کش طبقوں کے خلاف۔ جناب والا! اگر مہنگائی کے دیگر اسباب پر غور کیا جائے تو یہ صاف نظر آتا ہے کہ ہمارے ملک میں آبادی میں بے ہنگم اضافہ طلب و رسد یعنی demand and supply میں فطری توازن کا فقدان' زرعی اور صنعتی پیداوار میں کمی' آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی اندھا دھند غلامی' مفاد یافتہ طبقے کی منافع خوری کی عادت اور حکومت کی طرف سے قیمتوں پر کنٹرول اور استحکام پیدا کرنے میں ناکامی وہ حقیقی اسباب ہیں جن کی وجہ سے مہنگائی پروان چڑھ رہی

ہے ۔ ہمارے ملک کی کرنسی روبہ زوال ہو چکی ہے۔ پٹرول کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ بجلی اور گیس کے بلوں کو دیکھ کر عوام بد حواس ہو جاتے ہیں۔ چینی اور گھی کی قیمت سنتے ہی عوام کے جسم میں برقی رو دوڑ جاتی ہے۔ آٹا' چاول' سبزیات اور دوسری ضروریات زندگی کی قیمتوں کے سامنے عوام کی قیمت خرید بے بس ہو چکی ہے۔ جناب والا! لباس' خوراک' دودھ اور گوشت کی قیمتیں عوام کی دسترس سے باہر ہو چکی ہیں۔ دواؤں کی قیمتوں کی یہ صورت ہے کہ مریض تو ایک طرف اس کے لواحقین بھی قیمتیں سن کر ان پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔ جناب والا! یہاں پہ بات ہو رہی تھی زراعت کی۔ زرعی مداخل کی قیمتیں جناب والا جن میں کھاد' ڈیزل ' زرعی ادویات' بیج وغیرہ شامل ہیں۔ جناب والا! ان کی قیمتیں تو بام ثریا تک پہنچ چکی ہیں جب کہ خون آشام ساہو کار ان چیزوں کی مصنوعی قلت پیدا کر کے کسان کو سر بازار لوٹ رہا ہے جب کہ کسان کی پیداوار من چاہے نرخوں پہ خریدی جاتی ہے۔ جناب والا! گندم کی کاشت کا موسم شروع ہوتے ہی ڈیزل کو نایاب کر دیا گیا اور اس طرح آٹھ نو روپے فی لیٹر ڈیزل فروخت کر کے کسان کے جسم سے خون کی آخری بوند بھی کشید کرنے کی کوشش کی گئی۔ جناب والا! phosphatic group of fertilizer جن کی ضرورت گندم کی کاشت کے وقت ہوتی ہے ان کو بازاروں سے غائب کیا گیا اور انہیں بلیک مارکیٹ میں منہ مانگے داموں فروخت کیا گیا۔ جناب والا! اگر یہاں پہ وزیر زراعت موجود ہیں تو میں ان کی توجہ کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسان دشمن طبقہ زرعی معیشت کو بحران سے دو چار کرنے کے منصوبے پہ عمل پیرا ہو چکا ہے۔ ایک طرف تو وہ کسانوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ کر اپنی تجوریاں بھر رہا ہے اور دوسری طرف وہ اس موجودہ حکومت کی دیہی علاقوں میں پائی جانے والی سیاسی حمایت کو کم کرنے کی سازش کر رہا ہے۔ جناب والا! آج صوبہ میں جعلی کھاد بنانے کی فیکٹریاں مصروف پیداوار ہیں اور جپسم کو رنگ دے کر دانے دار شکل میں تیار کر کے 42۔ ڈی اے پی کے طور پر بازاروں میں سپلائی کیا جا رہا ہے اور اس طرح کسان کو نہ جانے کن ناکردہ گناہوں کی سزا دی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر! کسان کے استحصال کی داستان بڑی طویل ' بڑی درد ناک ہے۔ حکمران طبقے شروع سے لے کر آج تک اپنی عیاشیوں کے کھاتے زرعی معیشت کی طرف منتقل کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ناقص زرعی پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود بھی ہم اربوں روپے دودھ' گوشت اور غلے کی درآمد پر خرچ کر رہے ہیں جو بحیثیت ایک ملک ہماری معیشت کے لیے اور بحیثیت ایک مسلمان قوم ہماری حمیت کے لیے ایک چیلنج ہے۔ جناب سپیکر! یہ حکمران طبقوں کی اقتصادی پالیسیوں کا دیوالیہ پن ملاحظہ ہو کہ ہمارے ملک کے زرمبادلہ کے

ذخائر پر ہمیشہ ایسی انحطاطی کیفیت طاری رہتی ہے۔ ہماری فی کس آمدنی قابل رحم حد تک کم ہے۔ شرح خواندگی میں ہم بھوٹان اور افغانستان کے برابر کھڑے ہیں۔ ان کے ہم پلہ ہیں حتیٰ کہ افریقی ممالک بھی اس میدان میں ہم سے بازی لے گئے ہیں۔ جناب والا! البتہ شرح اموات میں اور شرح پیدائش میں ہم اپنی مثال آپ ہیں۔ جناب والا! آپ تاریخ کے طالب علم ہیں آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ ایک وقت تھا کہ سامراجی ممالک قوموں کو غلام بنا کر ان کے وسائل کو لوٹا کرتے تھے آج وہی سامراجی ممالک ترقی پذیر ممالک کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے قیدی بنا کر وہاں کے عوام کو اپنی اقتصادی غلامی کی زنجیروں میں باندھ رہے ہیں اور یہی نیو ورلڈ آرڈر کا ہولناک chapter ہے جس کا آج چار سوئے عالم میں چرچا کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! آپ میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ آئی ایم ایف ، ورلڈ بنک کی بے آبرو مندانہ شرائط اور سازشوں اور ان کی غلامی کا نتیجہ ہے کہ آج میرے ملک میں مہنگائی میں برق رفتاری سے اضافہ ہو رہا ہے اس کی وجہ سے محنت کش طبقوں پر فاقہ کشی کی نوبت طاری ہو چکی ہے۔ جناب والا! کسانوں کے کھیت رزق کی بجائے بھوک اگل رہے ہیں۔ بندہ مزدور کے اوقات اس قدر تلخ ہیں کہ ان کے چولہوں میں آگ جلنے کی بجائے گھاس اگ رہی ہے۔ غریبوں کے گھر بجلی کی قمقموں سے روشن ہونے کی بجائے مٹی کے دیے کی روشنی سے محروم ہو رہے ہیں۔ جناب والا! میرے ملک میں مہنگائی نے عوام کے جن طبقوں کی زندگی اجیرن کر دی ہے ان میں شہروں کا درمیانہ طبقہ شامل ہے۔ یومیہ اجرت پر کام کرنے والے لوگ شامل ہیں۔ صنعتی مزدور شامل ہیں یا وہ تنخواہ دار لوگ شامل ہیں جن کو کوئی بالائی آمدنی نہیں ہوتی یا میرے صوبے کا مظلوم وہ کسان، میرے صوبے کا وہ بے کس دیہی دستکار شامل ہے جو شبانہ روز محنت شاقہ کے باوجود بھی بھوک اور افلاس کی قید میں رہتا ہے۔ جناب والا! ہم ان ایوانوں میں صرف رقت آمیز لہجوں میں تقریریں کر کے ان کا پیٹ بھرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! ہماری یہ تقریریں غریب کے بیٹی کا جہیز نہیں ہو سکتیں۔ جناب والا! ہماری یہ تقریریں محنت کش کی ماں کی ٹی بی اور کینسر کا علاج نہیں ہو سکتیں۔ جناب والا! ہماری یہ تقریریں محنت کشوں کو پہننے کے لیے کپڑا، پیٹ بھرنے کے لیے خوراک، پاؤں کا جوتا اور ان کے بچوں کے کھردرے ہاتھوں میں قلم کتاب مہیا نہیں کر سکتیں۔ جناب والا! دکھ کا احساس اسی شخص کو ہو سکتا ہے جو خود دکھی رہا ہو۔ درد کی شدت کا احساس اسی شخص کو ہو سکتا ہے جو درد میں مبتلا رہا ہو۔ جناب والا! بیماری کی شدت کا احساس اسی کو ہو سکتا ہے جس نے علالت کے دن دیکھے ہوں۔ جناب والا! بھوک، افلاس، تنگ دستی اور فاقہ مستی کا اندازہ اسی شخص کو ہو سکتا ہے جس

نے فاقوں کی طویل سیاہ راتیں بسر کی ہوں۔ جناب والا! وطن عزیز میں محنت کشوں پہ جو بیت رہی ہے اس کا اندازہ کوئی ایسا سیاستدان نہیں کر سکتا جو منہ میں سونے کا چمچہ لے کر پیدا ہوتا ہے نہ کوئی ایسا سرمایہ دار کر سکتا ہے جس کی ملیں ہر سال نئے بچوں کو جنم دیتی ہیں اور اس طرح اس کی ملوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ دنیا کے مہذب ممالک میں انسانوں کی لمبی قطاریں تفریح گاہوں کے باہر نظر آتی ہیں۔ ریلوے سٹیشنوں پہ نظر آتی ہیں لیکن میرے ملک میں بھوک، افلاس کے مارے لوگ جب روحانی پیشواؤں کی بارگاہوں پہ لنگر خانوں کے باہر لمبی قطاروں میں کھڑے ہوتے ہیں تاکہ وہ وہاں سے رزق حاصل کر سکیں۔ جناب والا! جب میرے ملک کے لوگ یوٹیلٹی سٹورز کے باہر آٹا، دال، چاول خریدنے کے لیے لمبی قطاروں کھڑے ہوتے ہیں یا پٹرول پمپوں پہ ڈیزل پٹرول خریدنے کے لیے قطار اندر قطار نظر آتے ہیں۔ جناب والا! مجھے کہنے کی اجازت دیجیے کہ جس ملک کے 80 ارب روپے اس ملک کے اقتدار کے ایوانوں تک رسائی رکھنے والوں کو معاف کر دیے جائیں۔ جناب سپیکر! جس ملک کے کوآپریٹو اداروں کے، جس ملک کے بنکوں کے اربوں روپے ایوان اقتدار تک رسائی رکھنے والے لوٹ کر فرار ہو جائیں۔ جناب والا! جس ملک میں ٹیکس ایکسائز ڈیوٹی، محصولات وصول کرنے والے حکمران خود ایکسائز ڈیوٹی اور محصولات میں ہیر پھیر کریں۔ جناب والا! جس ملک کے عمال حکومت کے کروفر کو دیکھ کر مغل شہزادے اور عرب شیوخ احساس کمتری کا شکار ہو جائیں۔ جناب والا! جس ملک میں ترقیاتی منصوبوں کے نگران کمیشن کو اپنا ناقابل تنسیخ حق قرار دے ڈالیں۔ جناب والا! جس ملک میں نظام حکومت کو چلانے کے لیے حکومتوں کو نوٹ چھاپنے والی مشینوں کی رفتار میں اضافہ کرنا پڑے۔ جناب والا! جس ملک میں استحصالی طبقہ کے لوگ نجات دہندہ کا روپ دھار کر لوگوں کو سڑکوں پر آنے کے لیے اکسائیں۔ جناب والا! جس ملک میں محروم اقتدار عناصر سیاسی اور معاشی عدم استحکام پیدا کرنے کو اپنا فرض منصبی سمجھیں۔ جناب والا! جس ملک کے سیاستدان ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے حکومت اور تاجر طبقہ کے درمیان اعصابی جنگ شروع کرا دیں۔ جناب والا! جس ملک میں ادویات لوگوں کو زندگی دینے کی بجائے ان کے لیے موت کا پیغام ثابت ہوں۔ جناب والا! جس ملک میں انسانوں کی خوراک میں ملاوٹ کو ہوس زر کا شکار لوگ عیب نہ سمجھیں۔ جناب والا! جس ملک کی حکومتیں ان ننگ دیں، ننگ وطن اور ننگ دنیا افراد کی سر کوبی کرنے میں ناکام ہو جائیں اس ملک کے عوام مہنگائی کے جہنم میں تو جل سکتے ہیں خوشحالی کا خلد بریں ان کا مقدر نہیں ہو سکتا۔ جناب والا! ایک بار یہی صورت حال حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی پیدا ہوئی

تھی کہ اشیائے صرف کی قلت پیدا ہو گئی تھی تو حضور نے تاجر طبقوں کو، جو ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں، جو چور بازاری کرتے ہیں، ان کو ملعون اور مطعون قرار دیا تھا۔ جناب والا! کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج بھی ملعون اور مطعون طبقے اس قدر سیاسی قوت حاصل کر چکے ہیں کہ وہ ایک طرف تو اپنی تجوریاں بھرتے ہیں دوسری طرف منتخب حکومتوں کا تختہ الٹنے کے لیے catalyst یعنی عمل انگیز عنصر کا کردار ادا کرتے ہیں۔ جناب والا! اس صورت حال کو تبدیل کرنے کے لیے ایک ایسے انقلاب کی ضرورت ہے جو بے رحمی پر مبنی ہو۔ ایک دانش ور کہتا ہے کہ انقلاب تقریر کرنے سے نہیں آتا۔ انقلاب اخبارات میں مضمون شائع کرنے سے نہیں آتا۔ انقلاب کشیدہ کاری کرنے کا نام نہیں۔ انقلاب مضمون لکھنے کا نام نہیں۔ انقلاب خوب صورت تصویریں بنانے کا نام نہیں۔ انقلاب اتنا معتدل، اتنا مؤدب، اتنا کریم النفس، اتنا محتاط نہیں ہوتا۔ انقلاب تو ایک تشدد آمیز حرکت کا نام ہے جس کے ذریعے سے حقوق سے محروم طبقے حکمران طبقوں کا قلع قمع کر دیتے ہیں۔ جناب والا! عوام کے مسائل اس وقت تک حل نہیں ہوں گے جب تک عوام اپنی تقدیروں کے آپ مالک نہیں بنیں گے۔ جناب والا! عوام کے دکھ درد اس وقت تک ختم نہیں ہوں گے جب تک کہ عوام استحصالی طبقوں کی معقولیت پر اعتماد کرنے کے بجائے ان راج محلوں میں خود نہیں آئیں گے۔ جناب والا! عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے، بے روزگاری کا مسئلہ حل کرنے کے لیے، مہنگائی کا مسئلہ حل کرنے کے لیے اہالیان اقتدار کو اور درمیانے طبقے کے دانش وروں کو سر جوڑ کر بیٹھنا ہو گا۔ جناب والا! غلامانہ اقتصادی پالیسیوں کو خیر باد کہہ کر ایسی اقتصادی پالیسیاں تشکیل دینا ہوں گی جو ہماری قومی امنگوں سے ہم آہنگ ہوں۔ جناب والا! آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی غلامی کا جوا کندھوں سے اتار پھینکنا ہو گا۔ ہمیں اپنی زرعی اور صنعتی پیداوار میں اپنی قومی ضرورتوں کے مطابق اضافہ کرنا ہو گا۔ جناب والا! بجلی کی پیداوار میں اضافے کے لیے تھرمل پاور سٹیشنوں کے بجائے ہائیڈل پاور سٹیشن تعمیر کرنے ہوں گے۔ جناب والا! ذخیرہ اندوز اور چور بازاری کرنے والے تاجروں کی سیاسی بلیک میلنگ کا شکار ہونے کے بجائے ان سے آہنی ہاتھوں سے نمٹنا ہو گا۔ ہمیں زمین کے سینے کے اندر دفن خزانوں کو تلاش کرنا ہو گا۔ ہمیں اندرون ملک پٹرولیم کی پیداوار میں اضافہ کرنا ہو گا۔ ہمیں اس ملک کے لاکھوں ہیکٹر بنجر اراضی کو آباد کرنے کے لیے نئے ڈیم تعمیر کرنے ہوں گے۔ جناب سپیکر! کتنے افسوس کی بات ہے کہ مہنگائی اور بے روزگاری نے ہمارے معاشی ڈھانچے کو بھی upset کر دیا ہے۔ ہماری اخلاقی قدروں کو بھی پامال کر دیا ہے۔ اور آج بددیانتی میری قوم کا طرز زندگی بنتا جا رہا ہے۔ جناب والا! اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والے ملک میں آج

عورتیں بھوک اور افلاس سے تنگ آ کر جسم فروشی پر مجبور ہو چکی ہیں۔ جناب والا! بھوک اور افلاس سے تنگ آئے ہوئے لوگ خود کشی کر کے شرعاً حرام موت مرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جناب والا! بدامنی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ حقوق سے محروم طبقے معاشرے سے اپنی محرومیوں کا خراج وصول کرتے نظر آتے ہیں۔ جب حکم ران عوام کو بنیادی ضرورتیں جن میں روٹی' کپڑا' مکان' علاج' تعلیم وغیرہ شامل ہیں دینے میں ناکام ہو جائیں تو عوام اپنی روح اور جسم کا رشتہ استوار رکھنے کے لیے سڑکوں پہ' چوکوں اور چوراہوں پہ اپنی قوت بازو کو آزماتے نظر آتے ہیں۔ جناب سپیکر! آج جس انداز میں میرے ملک میں مہنگائی کا طوفان اٹھا ہے وہ استحصالی طبقوں کا پیدا کردہ ہے۔ وہ گماشتہ سرمایہ دار کی سازش کا نتیجہ ہے۔ جناب والا! میری چشم تصور دیکھ رہی ہے کہ اگر اس طوفان کے آگے اصلاحات کا' عقل و دانش کا' فکر و دانش کا بند باندھنے کی کوشش نہ کی گئی تو میرے ملک میں بد امنی' anarchy' تشدد اپنا مہیب سایہ پھیلا دے گی۔ جناب والا! ہم اس مقدس عمارت میں اس لیے جمع نہیں ہوتے کہ یہ کوئی کلب ہے جہاں پر آ کر تفریح کرنا ہمارا حق ہے۔ جناب والا! اس ایوان میں ہم اس لیے داخل ہوتے ہیں کہ ہم عوام کے غصب شدہ حقوق بحال کروائیں۔ ہم اس لیے آتے ہیں کہ عوام سے کیے گئے عہد و پیمان پورے کریں۔ ہم اس لیے آتے ہیں کہ ہم عوام کے مسائل حل کریں۔ ہم اس لیے آتے ہیں کہ عوام کے حقوق کے راستے میں حائل رکاوٹوں کو دور کریں۔ ہم اس لیے آتے ہیں کہ عوام کو معاشی اور سیاسی جبر سے نجات دلائیں۔ مجھے اس مقدس فرض کی قسم جس کی تکمیل کے لیے ہم اس ایوان میں داخل ہوتے ہیں آج پاکستان کے مزدوروں کا' کسانوں کا' غریبوں کا' بےکسوں کا' بےبسوں کا' ناداروں کا' مریضوں کا' ضعیفوں کا' طالب علموں کا مسئلہ نمبر ایک مہنگائی ہے' مہنگائی ہے اور صرف مہنگائی ہے۔ اور آج اس ایوان میں موجود معزز نمائندوں سے میں دست بستہ گزارش کرتا ہوں کہ آئیں' ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرنے کی روایتوں کو دفن کر کے اس ملک کے عوام کا یہ مسئلہ حل کریں تاکہ عوام جو اس ملک کے اقتدار کے حقیقی وارث ہیں' عوام جو تیرے میرے ہم سب کے محسن ہیں' عوام جنھوں نے اپنے کندھوں پر بٹھا کر ہمیں اس ایوان تک بھیجا ہے ان کا یہ مسئلہ حل ہو سکے اور وہ باعزت زندگی گزار سکیں۔ جناب والا! میں عوام کے حقوق کے پاسبانوں سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ،

شاہراہیں اسی واسطے بنی تھیں کیا؟
کہ ان پہ دیس کی جنتا سسک سسک کے مرے

زمیں نے اسی کارن اناج اگلا تھا؟
کہ اولاد آدم و حوا بلک بلک کے مرے
ملیں اس لیے بنتی ہیں ذخیر ریشم کے؟
کہ دختران وطن تار تار کو ترسیں
چمن کو اس لیے مالی نے خوں سے سینچا تھا؟
کہ اس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

شکریہ جناب سپیکر۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی۔ رانا محمد اقبال خان۔

رانا محمد اقبال خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ()

جناب سپیکر! ریاض حشمت جنجوعہ سے جو توقعات تھیں اور جس طرح سے انھوں نے حقیقت کے موتیوں کو واقعات میں پرو کر یہاں پیش کیا ہے کاش کہ یہ اس سے پہلے اس طرف آتے اور اس طرح کی تجاویز دیتے تو ہم انھیں بہت پہلے خوش آمدید کہتے اور ان کے ساتھ اتفاق کرتے۔(نعرہ ہائے تحسین)(مداخلت) میں عوام کے لیے کہہ رہا ہوں۔ عوام کی بھلائی کے لیے آج ہی پہلے دن آپ نے یہ بات اس انداز سے کی ہے۔

(اس مرحلے پر میاں مناظر علی رانجھا کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سپیکر! مہنگائی کے اژدہے نے اس قوم کو ڈسنے کے بعد بےروزگاری اور بےگرانی کی چڑیل نے چمٹ کر اس ملک کے عوام کو اس قدر پریشان کر دیا ہے کہ نہ تو کوئی شریف آدمی، نہ کوئی محنت کش، نہ کوئی مزدور اس کی لپیٹ سے بچ سکتا ہے اور اس کے عوامل ہمارے اور آپ کے سامنے ہیں۔ جناب سپیکر! اس کی وجوہات کی طرف ہمیں جانا ہو گا۔ ہمیں دیکھنا ہو گا کہ اس ہنستے بستے ملک کے عوام کو مہنگائی کے اژدہے نے کس انداز میں ہڑپ کرنے کی کوشش کی۔ وجوہات کا ذکر اکثر دوست کرتے بھی رہے۔ جناب سپیکر! سب سے بڑا المیہ جو ہمارے اس ملک کے ساتھ ہو رہا ہے، ہمارے اس ملک کا وہ حصہ جہاں سے پاکستان کی ستر فی صد آمدن ہوتی تھی، آج وہ حصہ مفلوج ہو چکا ہے۔ وہاں کی آمدن زیرو پر پہنچ گئی ہے۔ اس کے بعد اس ملک کے ساتھ ہونے والی وہ سازشیں ہیں جن کو بےنقاب کرنے کے لیے میں نے اپنی بجٹ تقریر میں عرض کیا تھا۔ جناب سپیکر! ان پر بھی ہمیں غور کرنا ہو

گا۔ جناب چیئرمین ! I am sorry. جناب سپیکر نہیں' بلکہ جناب چیئرمین ! ہمارے ملک کو ایک ایسی بیماری آن چمٹی ہے جس کا نام آئی۔ ایم۔ ایف ہے۔ اس نے اس ملک کو معاشی طور پر' سیاسی طور پر' اقتصادی طور پر کمزور کرنے کے لیے اپنی انتہا کر دی ہے۔ یہاں تک کہ ہماری زراعت جو کہ اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔اس کو کمزور کرنے کے لیے طرح طرح کے طریقے آزمائے جا رہے ہیں اور اس کے خلاف سازش شروع ہے۔ اس کا نوٹس لینا حکومت وقت کا کام ہے۔ ہم نے نشان دہی کر دی تھی لیکن آج تک میرے خیال میں اس کا نوٹس نہیں لیا گیا۔

جناب چیئرمین ! زرعی معیشت کو مضبوط کرنے کے لیے چار پانچ عوامل کا ہونا ضروری ہوتا ہے جن میں پانی' بیج' کھاد' pesticides اور ڈیزل ہیں۔ ہر سال جب بھی گندم کی بجائی کا وقت آتا ہے تو ان چار پانچ چیزوں میں سے ایک نہ ایک کو کسی سازش کے تحت کم کر دیا جاتا ہے تاکہ یہ ملک خوشحال نہ ہو سکے اور ملک کی پیداوار نہ بڑھ سکے۔ ایک اور سازش جو اب اس ملک کے ساتھ کی جا رہی ہے اور خصوصی طور پر پنجاب کے ساتھ کی جا رہی ہے' آئی۔ ایم۔ ایف نے حکومت کو ایک تجویز دی ہے جس پر میرے خیال میں پیپر ورک مکمل ہو چکا ہے کہ اس صوبے کے نہری پانی کو پرائیویٹائز کر دیا جائے تاکہ وہ کسانوں تک آسانی سے نہ پہنچ پائے بلکہ اس کو کسی ٹھیکیدار کے ذریعے کسانوں کو پانی ریٹس پر دیا جائے اور اس میں یقیناً قباحت ہو گی اور جو چھوٹے کاشتکار ہوں گے ان کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہو گا۔ اس کا نوٹس لیجیے۔

جناب سپیکر ! جہاں تک غریب آدمی کی زندگی کا تعلق ہے تو اس حکومت نے یہ نعرہ دیا تھا کہ ہم اس ملک کے عوام کو روٹی' کپڑا اور مکان دیں گے۔ مکان اور کپڑے کی بات تو دور رہی اب تو سب سے بڑا سوال غریب آدمی کو روٹی کا ہے اور کسانوں' مزدوروں کی اکثریت اس سہولت سے بالکل محروم ہو چکی ہے۔ پنجاب اور اب پاکستان کے کئی مزدور بیچارے ایسے ہیں جن کو رات کی روٹی بھی میسر نہیں آتی۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کی وجوہات ہمارے ملک کے کارخانے اکثر بند پڑے ہیں اور اس ملک کے عوام مہنگائی کی چکی میں پسے جا رہے ہیں لیکن ان کا مداوا حکومت وقت نے کرنا ہوتا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن موجودہ حکومت اس معاملے میں میرے خیال میں بالکل فیل ہو چکی ہے اور پاکستان اور پنجاب کے غیور عوام انشاء اللہ آئندہ الیکشن میں ان کو دکھائیں گے کہ انھوں نے کیا بویا اور یہ کیا کاٹنے کے لیے آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر ! پاکستان کے کارخانوں کے ساتھ ' پاکستان کے کسان کے ساتھ ' پاکستان کے

مزدور کے ساتھ ' پاکستان کے غریب عوام کے ساتھ طرح طرح کی زیادتی مختلف حیلوں بہانوں سے کچھ لوگ کر رہے ہیں اور یہاں تک کہ اب ہمارے ملک کے کچھ کارخانے محض اس لیے بند ہوئے تھے کہ ان کو خصوصی طور پر ٹیکسٹائل کو روئی نہ مل سکی۔ اس وقت ہمارے ملک کی پیداوار 93 لاکھ گانٹھ کی ہے اور ملکی ضرورت 90 لاکھ گانٹھ کی ہے۔ جب کہ 27 لاکھ گانٹھ غیر ممالک کو ایکسپورٹ کی جا رہی ہے۔ تو پھر لامحالہ اس کا اثر پڑے گا اور مہنگائی ہمارے لیے لازم ہو گی۔ ہمارے ملک کے لیے کمزوری ہو گی۔ ہمارے کسان کو کمزور کیا جا رہا ہے۔ ہمارے مزدور کو کمزور کیا جا رہا ہے بلکہ اس سے تو روٹی کا آخری نوالہ بھی چھینا جا رہا ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ جب ہمارے ملک کے لیے 90 لاکھ کپاس کی گانٹھ کی ضرورت ہے تو ہم 27 لاکھ گانٹھ کیوں دوسرے ممالک کو ایکسپورٹ کریں۔ اس ساری مہنگائی کی ذمہ دار موجودہ حکومت کی غلط پالیسی ہے۔ یہاں اس ملک میں اس سے پہلے جو منصوبے چل رہے تھے' میاں نواز شریف کے دور میں ہرطرف کام ہو رہا تھا۔ لوگ خوشحال تھے۔ مزدور خوشحال تھا۔ اس کو دو ٹائم کی روٹی آسانی سے میسر تھی لیکن آج وہی مزدور بیچارہ بے بس ہے۔ نہ اس کے پاس دوائی کے لیے پیسہ ہے۔ اگر خدانخواستہ وہ بیمار ہو جائے اور ادویات کا عالم بھی آپ نے نوٹ کر لیا یہاں تک کہ اس صوبے کے سب سے بڑے گورنر مرحوم الطاف اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ ان کی بھی جب تشخیص کی گئی تو یہاں کی ادویات میں ملاوٹ آئی جس کی وجہ سے ممکن ہے کہ ان کی موت ہوئی ہو۔

جناب سپیکر! مہنگائی ملک کے لیے اس قدر پریشان کن مسئلہ ہے جس کے لیے ہم یہاں آتے ہیں اور اپوزیشن نے مختلف اوقات میں مہنگائی کے موضوع پر اجلاس کو طلب کیا لیکن بدقسمتی سے ٹائم اور کچھ حرکات اس قسم کی کر کے ان اجلاسوں کو سبوتاژ کیا گیا۔ اس طرح اس پر بحث کا موقع ماسوائے چند ایک دوستوں کے کسی کو نہ مل سکا۔ میں یہ چاہوں گا کہ جو دوست اس پر بولنا چاہتے ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ وقت دیجیے اور اس کے کنٹرول کے لیے خصوصی طور پر پنجاب کے کاشتکار کے ساتھ جو اس وقت ظلم ہو رہا ہے' اب آپ دیکھیے کہ کھاد کو یکدم اتنا مہنگا کر دیا گیا ہے کہ آج این۔ ایف۔سی کی بوری -/665 روپے میں وہ بھی بلیک میں مل رہی ہے۔ یہ مہنگائی تو ان کی خود پیدا کردہ ہے۔ اگر یہ مہنگائی کو کنٹرول کرنا چاہیں تو ہم مل بیٹھ کر ان کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر فار پارلیمانی آفیئرز آپ کوئی تحریک پیش کرنا چاہیں گے؟

وزیر برائے پارلیمانی امور: جی۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 میں خالی اسامی پر رکن کا انتخاب

وزیر برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"اسمبلی کے قواعد کار کے قاعدہ ۱۲۱ کے مطابق قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے اتفاق رائے کے نتیجہ میں جناب محمد وصی ظفر ایم۔پی۔اے (پی پی - ۴۵) کو میاں افضل حیات کی خالی کردہ نشست پر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ۱ کا ممبر منتخب تصور کیا جاوے"

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اسمبلی کے قواعد کار کے قاعدہ ۱۲۱ کے مطابق قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے اتفاق رائے کے نتیجہ میں جناب محمد وصی ظفر ایم۔پی۔اے (پی پی - ۴۵) کو میاں افضل حیات کی خالی کردہ نشست پر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ۱ کا ممبر منتخب تصور کیا جاوے"

(تحریک منظور ہوئی)

میاں عمران مسعود: جناب والا! یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ وصی ظفر صاحب پی - اے - سی -۱ میں آجائیں گے میں بھی اسی کمیٹی کا ممبر ہوں لیکن ایک چیز یہاں ظاہر ہو گئی ہے کہ وصی ظفر صاحب نے جو منسٹر بننے کی determination کی تھی وہ انہوں نے اب چھوڑ دی ہے اور انہوں نے compromise کر لیا ہے - میرے خیال میں یہ چیئرمین پی - اے - سی -۱ بننے پر compromise کر گئے ہیں - بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب' میرا خیال ہے کہ اب آپ کو موقع ملے گا ....

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! مجھے یہ clear کرنے کی اجازت دی جائے۔ جناب والا! اس دن وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے تھے' گورنر صاحب اور سینئر منسٹر بیٹھے تھے۔ پرائم منسٹر صاحبہ نے کہا جھنڈا یا یہ۔ تو جناب والا! میں نے کہا کہ جی یہ - انہوں نے پھر کہا کہ پھر سوچ لو - جھنڈا یا یہ - میں نے پھر بھی کہا کہ جی یہ -

جناب چیئرمین: آپ کا یہی پوائنٹ آف آرڈر تھا یا اور کوئی بات کرنا چاہتے تھے

میاں عمران مسعود: یہی تھا۔

مہنگائی پر بحث (..... جاری)

جناب چیئرمین، جی آپ کی بات درست ہے ۔حاجی عبدالرزاق صاحب مہنگائی پر بحث کا آغاز کریں گے ۔

حاجی عبدالرزاق، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر! میں اس دور میں ایم۔پی۔اے بنا ہوں جس دور میں ہمارے ملک کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ آج ہم آلو پیاز اور ٹماٹر پیدا کرنے کے قابل نہیں رہے یہ حکومت کی کار کردگی ہے جس کا جشن منایا جا رہا ہے ۔ حکومت پچیس سالہ جشن منا رہی ہے۔ جناب والا! کوریا ایک چھوٹا سا ملک ہے وہ بھی سبزیاں امپورٹ نہیں کرتا اس کے پاس زمین نہیں ہے ہمارے پاس لاکھوں ایکڑ زمین ہے۔ زمین ہمارے پاس وافر مقدار میں پڑی ہوئی ہے اس کو کیوں استعمال نہیں کیا جا رہا۔ حکومت نے کیا منصوبہ بندی کی ہے۔ حکومت نے کیا کیا ہے ۔ حکومت تو اپنے اللے تللوں میں لگی ہوئی ہے اپنی ہی بندر بانٹ میں لگی ہوئی ہے یہ غریبوں کی کیا بات سنے گی ۔ جناب سپیکر! ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے۔ یہاں کی پچیس فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ میری عمر ساٹھ سال کی ہو گئی ہے اس ملک میں کبھی بھی ایسا موقع نہیں آیا کہ ہم سبزیاں یا یہ معمولی معمولی سی چیزیں باہر سے امپورٹ کریں۔ یہ حکومت کی کارکردگی ہے جس کا جشن منایا جا رہا ہے۔ آج غریب بیچارہ روٹی سے بیزار ہے اپنے جسم اور روح کا رشتہ قائم رکھنے پر مجبور ہے اور لوگ غربت کی وجہ سے خودکشیاں کر رہے ہیں تو جناب حکومت کی یہ کارکردگی ہے جس کا جشن منایا جا رہا ہے۔ ایک طرف تو آئی۔ایم۔ایف والے کہتے ہیں کہ جناب اپنے اخراجات کو کم کریں۔ اس معیشت کو اگر آپ نے ٹھیک کرنا ہے اور اس ملک کی بگڑتی ہوئی حالت کو اگر آپ نے ٹھیک کرنا ہے تو یہ حکومت اپنے اخراجات کم کرے دوسری طرف پنجاب کی حکومت وزیروں اور مشیروں کی ایک زبردست فوج کو بھرتی کرر ہی ہے تا کہ اخراجات اور بڑھیں ۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ سازش کا ایک حصہ ہے جو میرے ملک کے ساتھ کی جا رہی ہے اور یہ حکومت جس طرح ایک سازش کے تحت برسر اقتدار آئی ہے اسی سازش کے تحت اس ملک کی معیشت کو یہ تباہ و برباد کر رہی ہے ۔ آپ دیکھیں کہ ایک Russia جیسا ملک جس کے پاس دنیا کے ہر قسم کے وسائل تھے لیکن وہ معیشت کا بوجھ برداشت نہ کر سکا۔ وہاں پر ایک وقت وہ تھا کہ وہاں کا ایک رابل ایک ڈالر کے برابر تھا اور وہاں آج یہ وقت آیا کہ ایک ڈالر کے برابر چار رابل ہیں تو جناب والا! میرے ملک کے ساتھ بھی یہی سازش ہو رہی ہے اس میں inflation جان

بوجھ کر پیدا کی جا رہی ہے ۔ اس وقت اس ملک میں تین ہزار فیکٹریاں بند پڑی ہیں اور باقی کے بارے میں بھی جو پالیسی بن رہی ہے کہ ساری کپاس کو ایکسپورٹ کر دو تاکہ زرمبادلہ حاصل ہو اور ہمارے اللے تللے ہماری گاڑیاں اور ہمارے دوسرے اخراجات حاصل ہوتے رہیں اور ہمارے بیرونی ممالک میں علاج معالجہ کی لیے اخراجات حاصل ہوتے رہیں اور غریب اگر مرتا ہے تو مر جائے اگر باقی فیکٹریاں بھی بند ہوتی ہیں تو ہو جائیں۔ لہٰذا میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ خدا کے لیے اس ملک پر رحم کریں ۔ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ یہ مصیبت کب ٹلے گی ہم ان کو کیا جواب دیں کہ یہ مصیبت کب ٹلے گی۔ آج ایک طرف تو آپ کے وزراء ہندوستان کی وکالت کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جی ہم ہندوستان سے تجارت کریں گے تو ہمیں بہت فائدہ ہو گا اور اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ کراچی میں قتل و غارت میں انڈیا کی را ایجنسی کے ایجنٹ ملوث ہیں ۔ اب آپ بتائیے کہ حکومت کی یہ کیسی پالیسی ہے ۔ یہ کیسی حکومت ہے کہ یہ ایک دشمن کے ساتھ تجارت کرنے کو ترجیح دے رہی ہے اور کہتی ہے کہ فائدہ ہو گا۔ بھئی کھانے پینے کی چیزوں میں اگر خدانخواستہ وہ کینسر یا ایڈ کے جراثیم ملا دے تو آپ کو کیا علم ہو گا آپ کے پاس تو اتنی لیبارٹیز بھی نہیں ہیں جن سے آپ یہ چیک کر سکیں کہ آیا یہ ان میں ملوث بھی ہے یا نہیں ہے۔ اس کو اپنا اسلحہ ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے وہ اپنے آدمی بھیجے اور اپنا اسلحہ ضائع کروائے وہ کیوں نہ آپ کے ان کھانے پینے کی چیزوں میں یہ چیزیں ملا دے جو آپ کے ملک کے لیے تباہی کا باعث بن جائے۔

آواز۔ کیا وہ آلوؤں کو اس قسم کا ٹیکہ لگا سکتا ہے ۔

حاجی عبدالرزاق۔ جی وہ سب کچھ کر سکتا ہے ٹماٹر کیا چیز ہے اگر خربوزے کو ٹیکہ لگ سکتا ہے تربوز کو لگ سکتا ہے تو کیا ان کو نہیں لگ سکتا۔

کیا یہ حکومت کی پالیسی ہے کہ وہ انڈیا سے آلو منگوا رہی ہے پیاز منگوا رہی ہے ٹماٹر منگوا رہی ہے ہماری زمینوں کو کیا ہو گیا کیا ہماری زمینیں بنجر ہو گئی ہیں ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ان سے کہیے کہ خدا کے لیے اس ملک پر رحم کریں اور اس کی جان چھوڑ دیں اگر ان سے انتظام نہیں ہو سکتا اور اگر یہ اس ملک کی معیشت کو ٹھیک نہیں کر سکتے تو دوسرے لوگوں کو موقع دیں تاکہ وہ لوگ اس ملک کی بہتری کے لیے کام کر سکیں۔ جب بھی ماشاء اللہ پیپلز پارٹی کی حکومت آئی ہے یہ ہمیشہ غریبوں کی بات کرتی تھی یہ عوام کی بات کرتی تھی کہ یہ عوام کے پاس جائے گی عوام کے لیے یہ

کرے گی کیا یہ آج عوام کا نام بھول گئی ہے آج طاقت ور قوتوں کا نام آ گیا ہے کسی بھی تقریر میں یا کسی بھی بات میں آج عوام کا ذکر نہیں آتا۔ طاقت ور قوتوں کا نام آتا ہے اور وہ وہی طاقت ور قوتیں ہیں جو ان کو ایک سازش کے تحت برسراقتدار لائی ہیں اور وہ سازش کے تحت اس ملک کی تباہی و بربادی کے درپے ہیں ۔ آج ہماری معیشت کا کیا حال ہے ۔ دنیا میں جو معیشت کے ایکسپرٹس ہیں وہ آج آئے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ بھئی خدا کی لیے کچھ کرو یہ ملک اقتصادی لحاظ سے دیوالیہ ہو رہا ہے یہاں تو جوں بھی نہیں رینگتی یہ تو وزیروں اور مشیروں کی فوج بھرتی کیے جا رہے ہیں تا کہ وہ آئیں اورعیش کریں اور موج کریں اس کے بعد گھر چلے جائیں یہ تو وہی بات ہوئی ہے جس کی مثال بڑی عجیب سی ہے۔ کسی ملک کا ایک بادشاہ تھا اور وہ بادشاہ مر گیا اس ملک والوں کا رواج تھا کہ جو آدمی صبح سب سے پہلے ملک میں داخل ہو گا وہی بادشاہ بن جائے گا۔ جس طرح سے یہ ہمارے بادشاہ بن گئے ہیں اسی طرح سے وہ بھی بادشاہ بن گیا ۔ جب وہ بادشاہ بن گیا تو اس نے کہا کہ حلوہ پکاؤ تو حلوہ بٹنے لگ گیا اب تو یہاں پر بھی حلوہ بانٹنے والی بات ہو رہی ہے ملک میں دشمن کی فوجیں آ گئی ہیں آج ہندوستان کی نظریں ہم پر بھی ہوئی ہیں اس نے آج تک ہمیں کبھی بھی تسلیم نہیں کیا۔ کشمیر میں ہمارے بھائیوں کے ساتھ کیا حشر ہو رہا ہے ہندوستان میں ہماری مسجدوں کی بے حرمتی ہو رہی ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ان کے ساتھ تجارت کریں اور اس سے فائدہ ہو گا ۔ تو جناب ہمیں یہ فائدہ ہو گا کہ پنجاب میں جو امن چین ہے وہ بھی غرق ہو جائے جس طرح انڈیا کراچی میں کر رہا ہے وہ یہاں پنجاب میں بھی شروع کر دے ۔

جناب سپیکر ! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ وزراء اپنی کچھ کار کردگی دکھائیں اس ملک کے غریبوں پر رحم کریں آج غریب بجلی کا بل بھی نہیں دے سکتا۔ کیا آپ نے پڑھا ہے کہ دنیا کے کسی ملک میں کسی آدمی نے بجلی کا بل ادا کرنے پر خود کشی کر لی ہو آپ کے ملک میں خود کشیاں ہو رہی ہیں لوگ غربت سے مر رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اخراجات پورے نہیں کر سکتے۔ یہاں پچھلے دنوں کیا ہوا تھا ہمارے ملک کے تمام کلرک اپنے بچوں کو لے کر باہر سڑکوں پر ننگے بیٹھے تھے ان بے چاروں کو کیا ملا کچھ بھی نہیں ملا بیس فیصد inflation اور سات فیصد ان کی تنخواہ بڑھائی ہے وہ بھی پتا نہیں کہ بڑھی ہے یا نہیں بڑھی ہے۔ Moreover اس کے پیچھے جو ہو رہا ہے کہ آپ نوٹ چھاپ رہے ہیں آپ اس طرح سے کر کے کب تک پورا کرتے رہیں گے یہ کوئی پالیسی نہیں ہے آپ کس بات کا ذکر کرتے ہیں یہ کیا پالیسی ہے آپ غریبوں پر رحم کیجیے ان غریبوں کو جینے کا حق دیجیے۔ ان

غریبوں کا قصور یہ ہے کہ انہوں نے آپ کو ووٹ دیا ہے ووٹ تو خیر انہوں نے آپ کو دیے ہی نہیں میں سمجھتا ہوں کہ آپ ویسے ہی آ گئے ہیں آپ دونوں کے بغیر ہی آ گئے ہیں ووٹ آپ کو کہاں ملے ہیں اگر آپ کو ووٹ ملتے تو مسلم لیگ کو ضیاء الحق نہ ملتا وہ آپ ہی کو ملتے ۔ جس سازش کے تحت آپ لوگ برسراقتدار آئے ہیں ہم کہتے ہیں کہ خدا کے لیے آپ نے اب بہت کھا لیا اب بہت ہو چکی ہے اب اس ملک پر رحم کیجیے اور اس کی جان چھوڑ دیجیے اور دوسروں کو موقع دیجیے کہ وہ آئیں اور اس ملک کے حالات کو درست کریں۔ یہ آپ کے بس کی بات نہیں ہے کہ آپ اس ملک کو چلائیں۔ جس طرح اس ملک کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں ہے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے جو وسائل ہیں وہ بھی ختم ہو جائیں گے اور ملک اس حد تک پہنچ جائے گا کہ مزید سازشوں کی ضرورت ہی نہیں رہے گی انہیں ایٹمی پلانٹ بند کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی انہیں کشمیر کے مسئلے کی ضرورت نہیں پڑے گی انہیں کراچی کو الگ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی خود بخود ہی سب کچھ ہو جائے گا جس سازش کے تحت یہ جو کچھ ہو رہا ہے خدا کے لیے اس ملک پر رحم کیجیے اور ملک کے لیے کوئی واضح پالیسی بنائیے۔ یہ زرعی ملک ہے اور زراعت میں ہم خود کفیل تھے ہم باہر ایکسپورٹ کرتے تھے اور آج ہم امپورٹ کرنے پر مجبور ہیں کیا ہماری گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہے۔ جناب والا! میں عرض کرنی چاہوں گا کہ جتنے مزدور ہیں وہ بیکار بیٹھے ہیں اور جو بقایا ہیں وہ بھی آپ کی پالیسی سے بیکار ہونے والے ہیں۔ جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! آپ اپنے بعد آنے والے ساتھی کے لیے بھی کچھ ٹائم چھوڑیں

حاجی عبدالرزاق: جناب سپیکر! آج آپ کے جو۔۔۔۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! کیا آپ مزید بات کریں گے؟

حاجی عبدالرزاق: جناب صرف تھوڑی سی اور عرض کروں گا۔

جناب والا! میں آپ کو ایک بات واضح کرنی چاہتا ہوں کہ حکومت کو بتا دیں اپنے وزراء کو بتا دیں کہ ہم ہندوستان کی کوئی چیز نہیں کھائیں گے ہم گھاس کھا لیں گے پتے کھا لیں گے لیکن ہندوستان کی کوئی چیز نہیں کھائیں گے وہ ہمارا دشمن ہو گیا ہے اور وہ ہمارا دشمن رہے گا۔

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز! پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری۔

جناب امجد حمید خان دستی: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' یہ حاجی صاحب نے ایک ایسا مسئلہ آپ

کے سامنے پیش کیا ۔ جس پر آپ کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ ہمارے دوست جو ادھر بیٹھے ہیں ان کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ اگر یہ ساری قوم بقول حاجی رزاق صاحب کے نامرد ہوں اور یہ آلو کھا کھا کے آئندہ کی نسل ختم ہو گئی تو پھر یہ ہال خالی ہو گا اور یہ ملک ختم ہو جائے گا۔ ان کی بات پر غور کریں اور یہ جو درآمد شدہ آلو ہیں یا کوئی اور چیز ہے خدا کے لیے اس کو بند کریں۔ اور اس پر سنجیدگی سے دھیان دیں۔ اور یہ کشمیر کے کاز کو adversly effect کرے گا۔ آپ اس پر غور کریں اور یہ جو وزیر تجارت اپنی تجارت انڈیا کے ساتھ بڑھانا چاہتے ہیں ان کو مشورہ دیں کہ خدا کے لیے اس بات سے باز آ جائیں۔ اپنی تجارت کے لیے اب اس ملک کو تباہ و برباد نہ کریں۔ اس طرف بیٹھے ہوئے علمائے دین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جناب چیئرمین ، یہ بڑی اہم بات آپ نے کی ہے ۔ اس کو مرکزی اسمبلی میں اٹھانا چاہیے ۔ چونکہ یہ مرکز کی بات ہے اس لیے مرکزی اسمبلی میں اس کو اٹھانا مناسب رہے گا۔۔۔۔۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری صاحب !

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری، شکریہ جناب چیئرمین صاحب ! آپ کا احسان ہے کہ آپ نے مجھے بولنے کا وقت دیا۔ اس سے پہلے میرے دوستوں نے قیمتوں کے بارے میں بات کی ہے ۔ بالخصوص ہمارے سردار حسن اختر موکل صاحب اور جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے جو اسباب بیان کیے ہیں میں ان کو دہرا کر آپ کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا ۔ نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ خالصتاً economics کا مسئلہ ہے ۔ اس کو political problem بنا کر اپنا نام آگے لاؤں۔ صرف اس بات کو میں آگے بڑھاؤں گا کہ یہ جو ہمارے ملک میں مہنگائی چل رہی ہے جس سے سارے لوگ تنگ ہیں اور بیچارے لوگ اپنے آپ کو خودکشی کے لیے تیار کر رہے ہیں۔ اس کو ختم کیسے کیا جاسکتا ہے ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے جو میری تجویز یہ ہے کہ آپ سرکاری اخراجات میں کمی کرائیں۔ یہ جو آپ کے پاس وزراء کی فوج ظفر موج ہے اور اپنے مشیر بھرتی کیے گئے ہیں ان پر جتنے اخراجات زیادہ آئیں گے اتنی قیمتیں بڑھیں گی۔ اور اس کی ایک وجہ ہے کہ جب اخراجات زیادہ ہوں گے تو آپ کو ٹیکسز لگانے پڑیں گے۔ اور جب آپ ٹیکس لگائیں گے تو لوگ قیمتوں میں اضافہ کریں گے۔ اپنی اجناس کی قیمتیں زیادہ کریں گے تاکہ آپ کو وہ ٹیکس دے سکیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، میں اپوزیشن کے معزز ممبران سے استدعا کروں گا کہ ان کے ایک معزز ترین رکن

تقریر فرما رہے ہیں تو آپ کا بھی یہ حق ہے کہ آپ ان کی باتیں سنیں۔

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری : میری دوسری تجویز یہ ہے کہ قیمتوں کو کم کرنے کے لیے ٹیکسوں کا سسٹم بدلا جائے ۔ اس وقت آپ جتنا انحصار کر رہے ہیں وہ indirect taxes پر کر رہے ہیں۔ اور indirect tax شفٹ ہو کر صارفین پر پڑتا ہے۔ اور جب صارفین پر پڑے گا تو اشیاء کی قیمتیں بڑھیں گی۔ پھر آپ قیمتیں زیادہ ہونے کا شکوہ نہیں کر سکتے ۔ اس لیے ہم کو خاص طور پر سیلز ٹیکس کے بارے میں سوچنا پڑے گا کہ سیلز ٹیکس سے قیمتیں زیادہ ہوں گی ۔ جب قیمتیں زیادہ ہوں گی تو اس وقت لوگ شور شرابا کریں گے ۔ اس کو monoply کریں گے ۔

جناب سپیکر ! میری تیسری رائے یہ ہے کہ پیداوار میں اضافہ کیا جائے۔ پیداوار میں اضافہ کرنے کے لیے جو سرکاری لیول پر آپ کوشش کر سکتے ہیں۔ اس میں یہ ہے کہ جو آپ نے ہر نئی صنعت کو جاری کرنے کے لیے ' ہر نئے کاروبار کو جاری کرنے کے لیے جو رولز اینڈ ریگولیشنز لگائے ہیں ان کا اتنا لمبا procedure ہے کہ اس کو پورا کرتے کرتے کسی بھی نئے investor کا حوصلہ جواب دے جاتا ہے ۔ اس کے لیے وہ کوئی کام نہیں کرتا۔ جب وہ کام نہیں کرے گا نئی صنعتیں نہیں لگیں گی ' پیداوار میں اضافہ نہیں ہو گا۔ اس وقت تک آپ یہ نہیں سوچ سکتے کہ قیمتوں میں کمی ہو جائے گی ۔ اور قیمتوں میں کمی کا خواب ادھورا رہ جائے گا۔

جناب والا ! میری چوتھی تجویز یہ ہے کہ آپ ہمسایہ ملک کے ساتھ تجارت کریں۔ ہمسایہ ملک کے ساتھ جب آپ تجارت کریں گے تو امپورٹ ایکسپورٹ پر آپ کے اخراجات کم آئیں گے۔ امپورٹ ٹرانسپورٹیشن کے اخراجات کم آئیں گے ۔جب اخراجات کم آئیں گے تو قیمتیں کم ہوں گی اور قیمتیں کم ہونے سے آپ کے غریب عوام کو سکون آئے گا۔ اس سے حکومت بھی stablise ہو گی۔ لوگ ہلہ گلہ بھی زیادہ نہیں کریں گے اور اس میں آپ کا فائدہ ہو گا۔ اس لیے میری استدعا یہ ہے کہ foreign trade زیادہ سے زیادہ ہمسایہ ممالک کے ساتھ ہونی چاہیے ۔

اس کے بعد میری پانچویں تجویز یہ ہے کہ چیزوں کی بین الاضلاعی ٹرانسپورٹیشن پر پابندی کو ختم کیا جائے۔ اس لیے کہ پاکستان کے اندر ہی جب آپ بارڈر قائم کر دیں گے ' جب چیزوں کی سپلائی رک جائے گی' جب آپ گندم ادھر ادھر نہیں بھیج سکیں گے تو یہ ہو گا کہ اگر پنجاب میں گندم زیادہ ہو گی اور سندھ کی فیکٹریاں کام نہیں کر رہی ہوں گی ۔ سندھ میں کیلا زیادہ پیدا ہو گا تو پنجاب میں اس

ی قیمت زیادہ ہو گی۔ اس لیے میری یہ استدعا ہے کہ آپ اس پر غور کریں کہ بین الاضلاعی ٹرانسپورٹیشن
. پابندیاں ختم کریں۔ ان کو کھلا کریں۔ اس سے انشاء اللہ میرے اندازے کے مطابق قیمتیں کم ہوں
ی ۔ اور لوگوں کو خوشحالی نصیب ہو گی ۔

میری چھٹی رائے یہ ہے کہ قیمتوں پر کنٹرول کیا جائے۔ قیمتوں پر کنٹرول کا آپ کو
ائدہ ہوگا۔ آپ ہر دوکاندار کو کہیں کہ قیمتوں کی لسٹ آویزاں کریں اور اس کے بعد مارکیٹ انسپکٹر
ا کر چیک کرے اور معلوم کرے کہ وہ قیمتوں میں کہاں کہاں زیادتی کر رہے ہیں۔ اور جو زیادہ
یمتیں وصول کرے اس پر آپ زیادہ ٹیکس لگائیں۔ اس پر جرمانہ لگائیں اور اس کو یہ سزا دے سکتے ہیں
کہ اس کی دکان ہفتہ کے لیے بند کر دیں۔ جب ہفتہ بھر دکان بند ہو گی تو انشاء اللہ اگلی بار وہ لوگوں کو
یئر پرائس پر چیزیں دے گا۔ اس کی چیزوں کے ریٹ کم ہوں گے اور کسی پر کسی قسم کی
exploitation نہیں ہو گی۔ economics کی بات سننا لوگوں کو مشکل ہوتی ہے اور سیاسی بدگمانی کی
ت آسانی سے سنی جاتی ہے ۔

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب ! میں نے آپ کے ساتھیوں کی توجہ اس تقریر کی جانب مبذول
کرائی تھی ۔

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری : شکریہ جناب سپیکر ! اللہ آپ کو پھر سپیکر بنائے۔ میں آپ کا شکریہ ادا
کرتا ہوں ۔ یہ ہمارے ساتھ المیہ ہے کہ جب بات معاشرے کی ہوتی ہے تو ہم لوگ سننا گوارا نہیں
کرتے۔ اور جب بات ہنگامے کی ہوتی ہے تو ہم سب سنتے ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ بہت بڑا المیہ ہے۔ آخری
ات یہ ہے ہمیں چاہیے کہ جب اچھی بات کہی جا رہی ہو اور اچھی تجویز دی جا رہی ہو تو اس کو سنیں۔
س لیے کہ we people are the policy makers ۔ ہم لوگ قانون ساز ہیں۔ جب ہمارا یہ حال ہے کہ
چھی بات کو سننا ہمیں گوارا نہیں ہے' بدگمانی پر ہم خوش ہوتے ہیں تو کم از کم میں اس کلاس کا نہیں
ہوں کہ بدگمانی کر سکوں۔ میں اچھی رائے دے سکتا ہوں۔ اس لیے کہ میں پی ایچ ڈی ہوں اور میری پی
یچ ڈی مجھ سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ میں قوم کے لیے اچھی بات کہوں۔ اچھی بات کہوں گا تو جن
وگوں نے مجھے ووٹ دیا ہے' ان کا بھی حق ادا ہو گا۔ اور قوم کا بھی حق ادا ہو گا ۔ ایک آخری بات
کہوں گا کہ اس کا ایک اخلاقی دباؤ بھی ہے۔ آپ ایک moral pressure کے طور پر بھی قیمتوں کو کم
کر سکتے ہیں۔ ہم لوگ سادگی اختیار کریں' ہماری سرکار سادگی اختیار کرے' ہمارے افسران سادگی اختیار

کریں تو اس سے بھی قیمتیں کم ہو سکتی ہیں ۔ اپنی بات ختم کرنے سے پہلے ایک عظیم انسان کی عظیم بات کہوں گا۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ) نے اپنے حکمرانوں کو لکھا تھا' وزرا کو لکھا تھا۔

سادگی اختیار کرو' کھردرے بن کر رہو نعمتیں ہمیشہ رہنے والی نہیں ہیں اس لیے ہم سب لوگ' ہمارے وزراء' ہمارے ممبران اس پر عمل کریں تو اس سے بھی قیمتیں کم ہوں گی اس لیے کہ جو کچھ ہم سے بچے گا اگر وہ غریب کے پاس جائے گا تو اس کی قوت خرید بڑھے گی۔ اور اس کی قوت خرید بڑھے گی تو انشاء اللہ قیمتیں کم ہوں گی۔ اس سے پیداوار بھی بڑھے گی اور پاکستان ترقی کرے گا۔ شکریہ ۔

جناب چیئر مین : جی اب جناب ایس اے حمید صاحب ۔

جناب ایس اے حمید : شکریہ جناب چیئر مین ! جناب چیئر مین ! آج دنیا کی سیاست معاشیات کے تابع ہے ۔ آج امریکہ ' جاپان اور جرمنی معاشی طور پر مضبوط ہونے کی بنیاد پر دنیا کی سیاست میں ایک مرکزی کردار ادا کر رہے ہیں ۔ جناب چیئر مین ! روس جو کہ دنیا کی سپر پاور تھی آج اس کے حصے بخرے ہو چکے ہیں صرف اس لیے کہ معاشی طور پر وہ collapse ہو چکا ہے ۔ پاکستان کی معاشیات کا اس وقت جو analysis ہمارے سامنے ہے اور جس بنیاد پر ہماری معاشیات کے پیچیدہ مسائل ہیں انھیں سمجھنے اور غور و فکر کرنے کے لیے ہمارے پاس کوئی ٹیم موجود نہیں ہے ۔ جناب سپیکر! وزیراعظم پاکستان کے ایجنڈے میں اقتصادیات کو سرے سے کوئی اہمیت نہیں دی گئی بلکہ پیداواری عمل میں رکاوٹ کی وہ خود ذمہ دار ہیں ۔ جناب والا! وی اے جعفری ' شاھد حسن خان ' مخدوم شہاب الدین یا خود وزیراعظم جو اس وقت وزارت مالیات کی portfolio رکھتی ہیں ان میں سے کوئی بھی کلی طور پر اقتصادیات کی طرف نگاہ نہیں کر رہا اور یہی وجہ ہے کہ آج ہماری اقتصادیات سخت بحران کا شکار ہے۔ جناب چیئر مین ! کراچی جو کہ پاکستان کی اقتصادیات کا دارالحکومت ہے۔ کراچی ایک ایسا شہر ہے جہاں پر ایک واحد بندر گاہ' ایئرپورٹ اور تمام مالیاتی اداروں کے مراکز ہیں لیکن وہ اس وقت خون آشام ہے۔ جناب والا ! قومی پیداوار میں کراچی کی پیداوار کا 26 فی صد حصہ ہے اور جو پنجاب کی پوری زرعی پیداوار کے برابر ہے۔ آج کراچی میں پیداواری عمل رک چکا ہے۔ وہاں پر شدید بد امنی کی بدولت حالات دِگرگوں ہیں۔ زرعی پیداوار ' برآمد اور مشینری کی درآمد جس طور پر ہو رہی ہے اس سے آپ بخوبی آگاہ ہیں۔ جناب چیئر مین ! حکومت پاکستان نے 20 ۔ ارب ڈالر کے معاہدوں پر اربوں روپے خرچ کیے لیکن

انائی کے شعبے میں پچھلے دو سال سے کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی بلکہ اربوں روپے کا یہ بوجھ ہمارے
قصادی ڈھانچے پر بہت بڑا دھچکا ہے۔ جناب والا ! اس وقت ساڑھے تین ہزار سے زائد فیکٹریاں بند
ں جن میں کسی قسم کی کوئی پیداوار نظر نہیں آتی۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری جو کہ ہماری کل برآمدات کا
40 فی صدی حصہ پیدا کرتی ہے وہ شدید بحران کا شکار ہے اور ٹیکسٹائل کی واحد تنظیم APTMA
نے یہ دھمکی دی ہے کہ اگر ان کے بارے میں کسی قسم کی کوئی واضح پالیسی اختیار نہ کی گئی تو وہ باقی
یکٹریاں بھی بند کر دیں گے۔ جناب چیئر مین ! ٹیکسٹائل انڈسٹری ہماری معیشت کے لیے ریڑھ کی
ی ہے اور جس طور پر یہ متاثر ہو چکی ہے اس سے نہ صرف صنعت و حرفت کا پہیہ جام ہو گا بلکہ ہماری
وری اقتصادیات مفلوج ہو جائے گی ۔ یہ بات قابل غور ہے کہ ہمارے تمام مالیاتی اداروں کے سربراہ سندھ
سے لیے گئے ہیں باقی تینوں صوبوں کا ایک سازش کے تحت استحصال کیا گیا ہے۔ آج NIT میں 23۔
رب روپے کے deposits سخت scandal کی زد میں ہیں اور اس scandal کی وجہ سے NIT
یوالیہ ہونے کے قریب ہے اور جناب والا! یہ Co-operative scandal سے بڑا scandal ثابت ہو
گا۔ سٹاک ایکسچینج کا حال پچھلے دو سال سے آپ کے سامنے ہے اس میں لوگوں کو 200 ارب
روپے سے زائد خسارہ برداشت کرنا پڑا۔ صرف نومبر کے مہینے میں 18 ارب روپے کا نقصان ہوا۔ ہمارے
زرمبادلہ کے ذخائر اس وقت 65 کروڑ ڈالر سے زائد نہیں ہیں جبکہ اگر میں ایک نقشہ آپ کے سامنے
پیش کروں تو ہماری ریجن میں جتنے ممالک ہیں جن میں انڈیا کے ذخائر 16 بلین ڈالر ہیں' تائیوان کے
ذخائر 90 بلین ڈالر ہیں' ملائشیا کے ذخائر 248 بلین ڈالر ہیں' انڈونیشیا کے ذخائر 133 بلین ڈالر ہیں'
فلپائن کے ذخائر 69 بلین ڈالر ہیں اور تھائی لینڈ جو کہ ایک بہت ہی چھوٹا سا ملک ہے اس کے ذخائر 348
بلین ڈالر ہیں۔ جناب چیئر مین ! یہ ممالک یا تو ہم سے بہت پیچھے تھے یا پھر ہمارے برابر تھے لیکن آج
ہم گدائی کا کشکول لیے ہوئے پوری دنیا میں پھر رہے ہیں اور ہماری حالت کے بارے میں کوئی پوچھنے
والا نہیں ہے ۔ ہماری معیشت کا جہاز اس قدر ہچکولے کھا رہا ہے اور اس کا کپتان کون ہے؟ کوئی نہیں
جانتا ۔ ڈاکٹر محمد یعقوب جو کہ سٹیٹ بینک کے گورنر ہیں انھوں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ ہمارے
زر مبادلہ کے ذخائر' تارکین وطن کی بھیجی ہوئی رقوم اور ہماری برآمدات میں کمی واقع ہوئی ہے ۔ جناب
والا ! جب گورنر سٹیٹ بینک یہ بات کہتا ہے تو اس کے بعد قومی معیشت کا' اس کی تباہی کا' اس
کے بحران کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے ۔ جناب چیئر مین ! روپے کی قیمت میں کمی کر کے پٹرول
کی قیمت میں اضافہ کر کے اور تمام درآمدات پر 10 فی صدی ریگولیٹری ڈیوٹی عائد کر کے مہنگائی کے

لیے ایک بنیاد رکھی گئی ہے جس سے اس قوم پر 22 ارب روپے کا بوجھ پڑا صرف ایک نشست میں صرف ایک ہمپ میں اس ملک کے عوام پر 22 ارب کا بوجھ پڑا ہے۔ جناب چیئرمین! مہنگائی کیسے نہیں ہو گی جب آپ ہر درآمد شدہ چیز پر ڈیوٹی عائد کریں گے، جب آپ ڈیزل پر ڈیوٹی عائد کریں گے، جب آپ بجلی کے نرخ بڑھائیں گے، جب آپ 15 بلین کا ٹیکس structure دینے کے فوراً بعد 14 - جون 1995ء کو بجلی کے نرخ بڑھاتے ہیں اور اس کے بعد 22 ارب کے نئے ٹیکس لگاتے ہیں تو پھر کس طور پر اشیاء خورد و نوش اور باقی استعمال کی چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ نہیں ہوگا۔ کس طور پر اس ملک کی درآمدات جو اس وقت 14 - بلین ڈالر سے زائد ہیں ان کی قیمتوں میں اضافہ نہیں ہو گا۔ یہ تو مہنگائی کا ایک ایسا بھیانک بھوت ہے جس نے پوری قوم کو اپنی تحویل میں لے رکھا ہے۔ جناب چیئرمین قوم کے ان لیڈران کو کس حد تک معاشیات کے بارے میں علم ہے اس کا ایک چھوٹا سا نقشہ میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ کراچی چیمبر میں وزیر تجارت فرماتے ہیں کہ عوام کہہ رہی ہے کہ حکومت دیوالیہ ہو گئی ہے ۔ ہمارے پاس ملازمین کو تنخواہ دینے کے لیے کوئی پیسہ نہیں ہے فرمانے لگے کہ یہ اپوزیشن کا شور ہے ۔ ہمارے پاس تو سیکورٹی پرنٹنگ پریس موجود ہے ہم جتنے چاہیں نوٹ چھاپ لیں ۔ جس قوم کے وزیر تجارت کا یہ حال ہو اور پھر جس ملک کی وزیر اعظم یہ فرمائیں کہ کہاں مہنگائی ہے ؟ کہاں نوٹوں کی کمی ہے، یہ پرنٹنگ پریس ہمارے پاس موجود ہیں ہم جتنے چاہیں مرضی نوٹ چھاپ لیں۔ جناب چیئرمین جب اس ملک کے قائدین اور وزیر اعظم اور اس کے ساتھ اور بھی کئی وزیر مشیر اس طرح کی باتیں کرنے لگیں تو پھر قوم کا اللہ حافظ ہے ۔ جناب والا انہیں تو یہ پتا ہی نہیں ہے کہ کرنسی چھاپی کیسے جاتی ہے اس کے لیے ایک خاص تناسب سے ذخائر قومی خزانے میں رکھنے ہوتے ہیں ۔

جناب سپیکر! صدر نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں حکومت کو اس بات کا سرٹیفکیٹ دے دیا کہ ہر سطح پر کرپشن موجود ہے ۔ پھر جناب والا جب ہماری معاشیات کا اس قدر بیڑا غرق ہو چکا ہے ۔ ان حالات میں مرکزی سطح پر اور صوبائی سطح پر وزیروں اور مشیروں کی فوج ظفر موج کا کیا جواز ہے ۔ غیر پیداواری اخراجات بڑھ جانے کی وجہ سے پورے ملک میں پیداوار کم ہو چکی ہے ۔ ہمیں plus کچھ نہیں ملتا صرف منفی ملتا ہے ۔ جناب والا مہنگائی کی بنیادی وجہ ہی یہ ہے ۔ جناب والا ہماری معیشت کا سائز ۵۰ بلین ڈالر کا ہے، جناب چیئرمین یہ قابل غور نکتہ ہے ۔ ۵۰ بلین ڈالر کا سائز ہوتے ہوئے آئی ایم ایف ورلڈ بنک اور دوسرے دنیا کے جو مالیاتی ادارے ہیں ان کے سٹینڈرڈ کے مطابق ہم

20 فیصد سے زائد ٹیکس قوم سے وصول نہیں کر سکتے۔ یہ 20 فیصد ٹیکس دس ارب ڈالر بنتا ہے۔ جناب چیئرمین پچھلے سال بھی انہوں نے 235 ارب روپیہ عوام سے جمع کیا۔ اب صنعتیں بند ہیں کاروبار بند ہے۔ کراچی جو پاکستان کا سیاسی نہیں اقتصادی دارلحکومت ہے وہ بند ہے۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری بند ہے اور تقریباً چار ہزار یونٹ بند پڑے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ کاٹیج انڈسٹری بھی بند ہے۔ ان حالات میں اگر آپ قوم پر مزید ٹیکسوں کا بوجھ لادتے جائیں گے تو پھر کس طرح اس ملک کو چلائیں گے ۔ جناب والا یہ حکومت اقتصادیات کو سمجھنے سے ہی قاصر ہے ' چلانا تو دور کی بات ہے ۔ جناب چیئرمین میں یہاں پر اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم وزیر تجارت اور صدر کے ارشادات کیا ہیں ؟ وہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں ہمیں صنعتیں نہیں چاہییں بلکہ اس ملک میں زراعت پر توجہ دینی چاہیے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس ملک میں زمیندار کو کیا دیا۔ کھاد کی قیمتیں بڑھی ہوئی'پٹرول کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرتی ہوئی ' ڈیزل دستیاب نہیں اگر ہے تو اس کی قیمتیں بھی بڑھی ہوئی ' اس کے علاوہ آپ نے کیا دیا کس طرح ہمارا کسان اور زمیندار خوشحال ہوگا ۔ جناب والا اس کو کچھ نہیں ملا اس نے جو چار پیسے کمائے قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے وہ بھی نکل گئے ۔ پھر اس ملک میں ستر فیصد آبادی دیہاتوں میں ہے ان میں سے بھی ایک کمانے والا ہے اور دس کھانے والے ہیں ۔ ہمارے دیہاتوں کی سوسائٹی parasites کی سوسائٹی ہے ۔ جو کام نہیں کرتے صرف سال کی گندم لے کر اپنے گھر کو چلاتے ہیں ۔ شہروں میں بنی ہوئی فیکٹریاں اور صنعت و حرفت ان کو کھپانے کا ذریعہ تھیں لیکن اس حکومت نے اس عمل کو بھی مکمل طور پر روک دیا ہے ۔ جناب چیئرمین جس ملک میں صنعت و حرفت کا عمل رک جاتا ہے وہاں پر ترقی نہیں ہوتی۔ اس کی پیداوار نہیں ہوتی اس کی برآمدات نہیں ہوتیں۔ اس لیے عوام کو سستے داموں اشیانہیں ملتیں ۔ آج ہم ٹماٹر امپورٹ کرنے پر مجبور ہیں اور اس کام کے لیے بھی ہم نے کس ملک کا انتخاب کیا ؟ ہندوستان کا جو ہمارا ازلی دشمن ہے ۔ پچھلے 45 سال میں ہم سے تین جنگیں کر چکا ہے وہ ہمارے وجود کے ہی مخالف ہیں لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ بھارت تجارت کے لیے سب سے زیادہ بہتر ہے۔ سوئی گیس کی پائپ لائن بھی یہاں سے گزار لو' بھارت کو ایران کی سوئی گیس ہمارے ذریعے مل جانی چاہیے۔ ہمارے وزیر تجارت یہ فرما رہے ہیں کہ بھارت کے ساتھ تجارت کرنے کے لیے کوئی لسٹ نہیں۔ آپ جو چاہیں بھارت سے درآمد کرلیں۔ جناب چیئرمین ہمارے یہ وزیر تجارت اور ہماری حکومت بھارت کی منڈی بنانا چاہتے ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے کہ کیا آپ پاکستان کو گروی رکھنا چاہتے ہیں؟ اور کوئی ملک ایسا نہیں جہاں سے آپ درآمد کر سکیں۔ آپ پانچ ہزار ٹن آلو

منگواتے ہیں تو وہ بھی انڈیا سے۔ آپ پانچ ہزار ٹن ٹماٹر منگواتے ہیں تو وہ بھی انڈیا سے۔ پھر آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ بھارت کے ساتھ کھلی تجارت ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین : میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ کی تقریر کے دوران مداخلت کرنا پڑی ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے نماز کے لیے وقفہ بھی کرنا ہے اس لیے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ ذرا اختصار سے کام لیں ۔

جناب ایس اے حمید : جناب والا میں پانچ منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کون سے ایسے محرکات ہیں جس نے ہمارے وزیر تجارت کو اس بات پر مجبور کیا اور یہ کہا گیا کہ بھارت ہمارا پسندیدہ ہمسایہ ہے۔ بھارت کے ساتھ ہمارے پسندیدہ تعلقات ہیں۔ کشمیر کو بھول گئے پچیس لاکھ انسانوں کے قتل کو بھول گئے، تین جنگوں میں شہید ہونے والے لوگوں کو بھول گئے۔ آج بھارت کو یہ پسندیدہ ہمسایہ قرار دے رہے ہیں۔ جناب چیئرمین یہ لمحہ فکریہ ہے ۔ میں صوبہ پنجاب کی طرف آتا ہوں ۔ صوبہ پنجاب غیر پیداواری اخراجات میں سب سے آگے ہے ۔ بلوچستان میں 26 فیصد ترقیاتی کام ہوئے۔ سرحد میں 29 فیصد ہوئے سندھ میں 27 فیصد ہوئے اور صوبہ پنجاب میں صرف 19 فیصد ترقیاتی کام ہوئے۔ جناب چیئرمین ہمارے غیر ترقیاتی اخراجات 81 فیصد ہیں ۔ جس ملک یا صوبے میں غیر پیداواری اخراجات بڑھ جائیں وہاں پر مہنگائی کا ہونا مہنگائی کا بڑھنا نا گزیر ہو جاتا ہے۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب یہاں بڑی پر مغز تقریر فرما رہے تھے۔ وہ سیاست دانوں کی بات کرتے ہیں جاگیر داروں کی بات کرتے ہیں سرمایہ داروں کی بات کرتے ہیں۔ انہیں یہ نہیں پتا کہ جاگیر داروں کو، سیاست دانوں کو سرمایہ داروں کو، کنٹرول کس نے کرنا ہے؟ پالیسیاں کس نے بنانی ہیں ۔ حکومت کا تو بنیادی کام ہی یہ ہے ۔ آج سے پندرہ سال پہلے سعودی عرب اور گلف سٹیٹ میں پانچ درہم کے عوض آپ کو ایک کلو سیب ملتا تھا لیکن وہاں پر آج بھی پانچ درہم دام ہیں۔ آج امریکہ میں اشیائے خورد و نوش سستی ہیں حالانکہ وہاں پر فی کس آمدنی زیادہ ہے۔ آج دنیا کے وہ ممالک جو اپنے آپ کو ویلفیئر سٹیٹ کے زمرے میں لاتے ہیں وہاں پر وہ سبسڈی دے کر اشیاء خوردو نوش کو سستا رکھتے ہیں۔ پندرہ سال گزرنے کے باوجود گلف سٹیٹ میں آج بھی وہی دام ہیں ۔ ہمارے پاس کوئی ایسا طریقہ نہیں کہ ہم کم ازکم لوگوں کو کھانے کے لیے دال اور روٹی دے سکیں۔ ہماری تو دال بھی آج 45 روپے کلو ہے اور مرغ کے دام دال سے بھی کم یعنی 40 روپے کلو ہیں۔ ٹماٹر کے دام 35 روپے کلو ہیں میں

سمجھتا ہوں کہ اس ملک کو اس حکومت کو، اس صوبے کو کوئی نہیں چلا رہا۔ اور جس طور پر وزیروں اور مشیروں کی فوج ظفر موج دو قسطوں میں بنا لی ہے ابھی یہ کہتے ہیں کہ تیسری قسط اور آئے گی۔ کون باقی بچے گا وزیرمشیر اور چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی نہیں بنے گا؟ اور پھر ان کے ٹی اے۔ ڈی اے، ان کی مراعات۔ جناب چیئرمین ! یہ صوبہ تو پہلے ہی دیوالیہ ہوچکا ہے۔ آج آپ نے ایک اور کام کیا کہ حکومت پنجاب نے سمری تیار کی ہے کہ ہم نے گندم اور چاول کی رائلٹی نہیں لینی کس لیے نہیں لینی کیا آپ کے پاس اتنے ذرائع ہیں؟ میں حکومت پنجاب سے یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ تمھیں یہ اختیار کس نے دیا کہ تم ایسی سمری بناؤ؟ صوبہ سندھ تیل کی رائلٹی لے لے، صوبہ سرحد بجلی کی رائلٹی لے لے صوبہ بلوچستان گیس کی رائلٹی لے لے اور پنجاب جو پاکستان کا ساٹھ فیصد ایکسپورٹ کرنے والا علاقہ ہے۔ پنجاب جس میں ہماری کاٹن کی سب سے بڑی زراعت ہے۔ جس کی بنیاد پر پورے ملک کی فیکٹریاں چلتی ہیں۔ گندم جو ہم پورے ملک میں سپلائی کرتے ہیں۔ چاول جو پورے ملک کے عوام کھاتے ہیں۔ یہ پنجاب کی پیداوار ہے یہ پنجاب کا حق ہے اور آپ پنجاب کو رائلٹی نہیں دیتے۔ اس لیے نہیں دیتے کہ آپ مانگنا نہیں چاہتے آپ لینا نہیں چاہتے۔ میں یہاں پر آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تو ہمارا حق ہے۔ آپ پنجاب کے عوام کو نہتا نہیں کرسکتے۔ وزیر اعظم نے پچھلے چھ ماہ میں ۱۸ ارب روپیہ سندھ کی حکومت کو دے دیا کس نام پر؟ گرانٹ کے نام پر۔ اور پنجاب کو صرف ڈیڑھ ارب روپیہ دیا۔ پنجاب کی آبادی ۶۲ فیصد اور سندھ کی آبادی آپ سمجھتے ہیں کیا ہے۔ اس لحاظ سے تقریباً اڑھائی سو ارب روپیہ سندھ کو دیا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ تمام عوامل اس بات کے شاہد ہیں کہ اس صوبے کو کوئی نہیں چلا رہا۔ اس صوبے کے مالیاتی ڈسپلن پر کسی کی نگاہ نہیں نہ یہ صوبہ اپنا حق لے سکتا ہے۔ اور نہ اپنے ذرائع کو صحیح طور پر خرچ کرسکتا ہے۔ آج ہمیں مالیاتی ڈسپلن کی ضرورت ہے، آج ہمیں غیر ترقیاتی اخراجات کو کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ آج صوبہ پنجاب کے تمام شہروں کا سیوریج سسٹم ختم ہوچکا ہے، ان کا لائٹ سسٹم ختم ہوچکا ہے، ان کی سڑکیں تباہ ہوچکی ہیں، میں کبھی گوجرانوالہ کے بارے میں بات کرتا ہوں تو دوست کہتے ہیں کہ اور شہروں کا بھی یہی حال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی شہر میں چلے جائیں وہاں یہی حال ہے۔ اگر آپ نے ڈویلپمنٹ کے لیے فنڈز مختص نہیں کرنے جو آپ کے پاس نہیں ہیں تو پھر کس طور پر صوبے کی تقدیر بدل سکے گی۔ جناب چیئرمین میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ آخری بات صرف اتنی

عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس صوبے کے مالیاتی ڈسپلن کے معاملات کو مالیاتی ڈسپلن کے ذریعے کنٹرول نہ کیا گیا تو پھر یہ مہنگائی کا لاوا اور بھی بڑھے گا۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب چیئرمین: اب نماز ظہر کے لیے وقفہ کیا جاتا ہے۔ اجلاس کی دوبارہ کارروائی کا آغاز دو بجے کیا جائے گا۔

(اس مرحلے پر نماز ظہر کے لیے وقفہ کر دیا گیا۔)

(نماز ظہر کے لیے وقفے کے بعد جناب قائم مقام سپیکر دو بجے کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: مسٹر امان اللہ خان بابر۔

جناب امان اللہ خان بابر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے مہنگائی پر بات کرنے کی اجازت دی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں معزز رکن کی تقریر میں دخل اندازی تو نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن آپ کی توجہ ضابطے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ یہ اجلاس اپوزیشن کی requisition پر طلب کیا گیا ہے اور عوام کو درپیش ایک سنگین اور ہوشربا مسئلے مہنگائی پر بحث کرنے کے لیے طلب کیا گیا ہے۔ اس پر لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ لیکن ہماری سنجیدگی کا یہ عالم ہے کہ اس مسئلے پر بحث کرنے کے لیے اس ایوان میں پچیس تیس سے زیادہ ارکان موجود نہیں ہیں۔ جب کہ آپ اگر رجسٹر حاضری ذرا ملاحظہ کریں تو تمام ارکان کی حاضری اس میں لگی ہوئی ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس قوم کے نمائندے ہیں تو ہمیں اپنے رویے پر غور کرنا چاہیے۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ کورم کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے کورم کی نشان دہی کر دی ہے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- اس سے پہلے کہ میں کورم کا فیصلہ کروں، جو بات جنجوعہ صاحب نے کی ہے وہ صرف اپوزیشن پر ہی انھوں نے بات نہیں کی۔ یہاں بھی آپ دیکھ لیں۔ میرے خیال میں تینتیس میں سے صرف چار وزراء تشریف رکھتے ہیں۔ یہ المیہ ہے، قومی المیہ ہے۔ گنتی سے ثابت ہوا ہے کہ کورم نہیں ہے، پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں---- پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں---- ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ میں ہاؤس کو پندرہ منٹ کے لیے

adjourn کرتا ہوں۔

(دو بج کر بارہ منٹ پر کورم نہ ہونے کی وجہ سے اجلاس پندرہ منٹ کے لیے ملتوی ہو گیا)

(15 منٹ کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 2-28 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر ، گنتی کی جائے۔ جو فاضل اراکین لابی میں ہیں وہ بھی ایوان میں تشریف لے آئیں۔

(گنتی کی گئی لیکن کورم پورا نہیں تھا)

جناب قائم مقام سپیکر ، کورم پورا نہیں ہے۔ لٰہذا اجلاس کی کارروائی مورخہ 17 دسمبر 1995ء شام تین بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا انتیسواں اجلاس)

اتوار 17۔ دسمبر 1995ء

(یک شنبہ'24۔ رجب المرجب 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 3 بجے منعقد ہوا۔

قائم مقام سپیکر جناب منظور احمد موہل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۝١ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ۝٢ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۝٣

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝٤ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ

سٰفِلِیْنَ ۝٥ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۝٦

فَمَا یُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ۝٧ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ۝٨

سورۃ التین آیات 1 تا 8

انجیر اور زیتون کی قسم اور طور سینا کی قسم۔ اور اس امان والے شہر مکہ کی قسم۔ بے شک ہم نے انسان کو بہت ہی اچھی صورت پر بنایا ہے۔(پھر اس کی بد اعمالیوں' خرابیوں)اور ناشکرگزاریوں کے باعث اسے ذلت اور جہنم کی نیچی سے نیچی حالت میں پھیر دیا۔ ہاں مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کے لیے بے حد اجر و ثواب ہے۔ تو اب وہ کیا چیز ہے جو تیری طرف سے انصاف (وسچائی) کو جھٹلانے کا باعث بن رہی ہے۔ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں

وما علینا الا البلاغ۝

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور اس مسئلے کا تعلق ہمارے اس معزز ایوان کے ساتھ بھی ہے۔ گزشتہ دنوں اخبارات میں اسلامی نظریاتی کونسل کے ایک رکن جناب صاحبزادہ یونس شاہ کاظمی صاحب کا ایک بیان چھپا ہے۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم اسلامی نظریاتی کونسل کے تمام ممبران جو ہم تنخواہ لے رہے ہیں۔ ہم لوگ حرام کھا رہے ہیں کہ گزشتہ پچیس سال سے اسلامی نظریاتی کونسل جیسے ادارے کو سیاسی مفادات کے تحت کر دیا گیا ہے اور بجائے اس کے کہ یہ اسلامی نظریاتی کونسل ملکی قوانین کو اسلام کے ڈھانچے میں ڈھالنے کا کام کرتی یہ سیاسی نوازشات کا ایک مرکز بن چکی ہے اور جو اس کو ٹاسک دیا گیا تھا اپنے اس ٹاسک کو یہ achieve نہیں کر سکی۔ جناب والا! اگر اسلامی نظریاتی کونسل کے ایک ممبر کو سینیٹ کے ایک ممبر کے برابر مراعات دی جاتی ہیں۔ اس کے برابر تنخواہ' اس کے برابر الاؤنسز' اس کے برابر پروٹوکول اور اتنی بڑی مراعات ملنے کے باوجود اگر وہ ادارہ جس کا سربراہ اقبال احمد خان صاحب کو ایک سیاسی adjustment کے طور پر بنایا گیا اور ان کے متعلق یہ مشہور ہے کہ انہیں اسلام کے متعلق کوئی شد بد نہیں ہے۔ جناب والا! اگر اس ملک کے اندر ہم اسلامی نظریاتی کونسل کا یہ حشر کریں گے کہ جو ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ جس ملک کی اساس لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر تھی اور ہم جو یہاں اسلام کے قوانین بناتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بادشاہ میر خان آفریدی! آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر کہہ کر کے اجازت لی اب آپ ایک مکمل تقریر فرما رہے ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، میں اب wind up کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری بات تو سنیے۔ اب تو ہمیں دو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے آپ نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ بڑا specific ہوتا ہے to the point ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ اسمبلی کے اندر کام ہو رہا ہو اس کے متعلق ہوتا ہے پھر رولز اور آئین کے مطابق ہوتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا پنجاب اسمبلی سے تعلق نہیں ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! تعلق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری بات تو سنیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، اس کا تعلق پنجاب اسمبلی سے نہیں ہے؟ یہ نظام مصطفےٰ ہے؟ یہ اسلام ہے؟ یہ قرآن ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، تیسری بات یہ ہے کہ question hour آپ کا ہوتا ہے۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، اس کا تعلق منظور موہل سے ہے۔ بہاولنگر سے ہے، منچن آباد سے ہے، ہر شہر سے ہے، مکہ سے ہے، مدینہ سے ہے، عرش سے ہے، فرش سے ہے۔ آپ کہتے ہیں تعلق نہیں ہے (شور و واویلا) آپ معافی مانگیں یہ سیاسی بات نہیں۔ اللہ سے معافی مانگیں، کلمہ پڑھیں، رسول اللہ سے معافی مانگیں۔ یہ کفر ہے خدا را معافی مانگ لیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! اس سے پنجاب اسمبلی کا تعلق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں اس پوائنٹ آف آرڈر کو disallow کرتا ہوں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب یہ بات تو پوری کرنے دیں۔ جس بات پہ اتنی بحث ہو چکی ہے اس پہ بات تو کرنے دیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ جات، صنعت، معدنی ترقی اور جنگلات)

جناب قائم مقام سپیکر، وقفہ سوالات۔ رانا محمد فاروق سعید خان۔۔۔۔ میں نے رولنگ دے دی ہے۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ مہربانی، تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیا ہے۔ تشریف رکھیں۔ یہ آپ کی کارروائی ہے۔ ہم نے اس پر چلنا ہے۔ اس پر ہمیں چلنے دیں۔

رانا محمد فاروق سعید خان، جناب والا! مجھے اپنے دونوں سوالات نمبر ۱۰۱۹ اور ۱۰۲۰ کے بارے میں جو معلومات چاہیے تھیں وہ مجھے پہلے مل چکی ہیں۔ یہ سوال بہت لیٹ آئے ہیں۔ اس لیے میں واپس لیتا ہوں۔ اس کی اب ضرورت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ سوال واپس لیتے ہیں۔ جی، پوائنٹ آف آرڈر راجہ بشارت صاحب۔

جناب محمد بشارت راجہ، جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ سوال نمبر ۱۰۱۹ گزشتہ اجلاس میں take up ہوا تھا۔ کھر صاحب اس کا جواب دے رہے تھے اور انھوں نے یہ فرمایا تھا کہ چونکہ ان کو properly brief نہیں کیا گیا۔ ابھی صبح بتایا گیا ہے کہ انھوں نے جواب دینا ہے تو اس سوال کو پینڈنگ کر دیا گیا

تھا۔ جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم سوال ہے۔ اس طرح قطعی طور پر نہیں ہونا چاہیے۔ یہ سوال تو اب ہاؤس کی پراپرٹی ہے۔ کیونکہ ہاؤس میں put ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ قاعدہ ۔ ۴۹ کا ذیلی قاعدہ ۔ ۲ پڑھیے۔

جناب محمد بشارت راجہ: جناب سپیکر! میں اس بات پر جناب کی رولنگ چاہوں گا کہ ایک سوال جو ہاؤس میں پیش ہو چکا ہو اور اس کو پینڈ نگ کر دیا گیا ہو اور اس کا جواب بھی آ چکا ہو' کیا وہ withdraw ہو سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں ناں' ۴۹' سب رول۔۲۔ اس میں ہے،

> 49 (2)The member so called shall rise in his place and unless he states that it is not his intention to ask the question standing in his name, he shall ask the question by reference to its number on the List of Questions.

یعنی وہ کر سکتا ہے۔ لیکن یہ مجھے نہیں پتا کہ پچھلے سیشن میں -----

جناب محمد بشارت راجہ: جناب' کھر صاحب موجود ہیں۔ یہ پینڈ نگ ہوا تھا اور ان کے behalf پر take up ہوا تھا۔ پینڈ نگ ہوا تھا۔ اور اس پر بحث ہوئی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بیک وقت نہ بولیے۔ ایک آدمی ایک وقت میں۔ راجہ صاحب بڑی اچھی طرح سے بول رہے ہیں۔ آپ کا کیس وہ ٹھیک پیش کر رہے ہیں۔ فاروق صاحب! فاضل اراکین فرما رہے ہیں کہ پچھلے سیشن میں یہ سوال ہاؤس میں put ہوا تھا اور اس پر جناب عبدالرحمٰن کھر صاحب نے جواب دیا تھا۔ تو وہ میں نے پینڈ نگ کر دیا تھا؟

رانا محمد فاروق سعید خان: جناب والا! میں اس وقت ہاؤس میں آیا نہیں تھا۔ یہ سوال میں نے بہت پہلے دیا تھا۔ مجھے اس پر جو معلومات چاہیے تھیں وہ تو مجھے بہت پہلے مل گئی ہیں۔ میں اس میں کوئی نئی چیز چاہتا ہوں' اس کے لیے -----

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن مسئلہ اس وقت یہ ہے کہ یہ سوال پچھلے سیشن میں آیا' میں نے اس کو پینڈ کیا' کیونکہ اس کے جواب سے دوست مطمئن نہیں تھے۔ تو میں نے اس سوال کو اس کی اہمیت کے پیش نظر اس اجلاس کے لیے پینڈ نگ کر دیا تھا۔ اگر وہ ہاؤس میں آ جائے تو اس میں آپ کو کیا

نقصان ہے؟

رانا محمد فاروق سعید خان، نہیں' مجھے تو کوئی نقصان نہیں۔ لیکن میرا سوال تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو میرے خیال میں علی رضا شاہ صاحب وزیر متعلقہ ہیں۔ شاہ صاحب!

وزیر صنعت،جناب والا! انھوں نے اپنا سوال واپس لے لیا ہے۔ اگر یہ اس پر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ میں کوشش کروں گا کہ ان کو جواب دوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، تو آپ اس کا جواب پڑھ دیجیے۔

وزیر صنعت، جناب' میں نے یہ گزارش کی ہے کہ یہ سوال انھوں نے واپس لے لیا تھا' میرے پاس نہیں ہے۔ یہ اگر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پہلے آپ اس کو ہاؤس کے سامنے پڑھیں۔

وزیر صنعت، پڑھنا کیا؟ جب سوال کرنے والا اس کو پڑھوانا ہی نہیں چاہتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' میں اس کو سمجھتا ہوں۔ آپ نے رولنگ نہیں دینی۔ رولنگ میں نے دینی ہے۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم،پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ اس بات سے اندازہ لگالیں کہ سپیکر ہاؤس کا کسٹوڈین ہوتا ہے.....

جناب قائم مقام سپیکر، آپ مجھے ڈکٹیٹ کرنا چاہتے ہیں؟ مجھے اپنے فرائض کا پتا ہے۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، میں ڈکٹیٹ نہیں کرنا چاہتا' میں احساس دلانا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر میں اپنا فرض ادا نہ کروں تو آپ کو پورا حق ہے۔ لیکن اگر میں already اپنا فرض ادا کر رہا ہوں۔ جی' شاہ صاحب!

وزیر صنعت، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آپ مہربانی کریں۔ یا تو اس کو پینڈنگ کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پینڈنگ آج نہیں ہوگا۔ آپ کو اس کا جواب دینا ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں باقی تمام وزراء حضرات کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہاؤس میں وہ تیار ہو کر آیا کریں۔ یہ جواب پڑھ دیجیے۔ یہ آسان سی بات ہے۔

وزیر صنعت، جناب، میں اس کے لیے تیار نہیں ہوں۔ میں معذرت چاہتا ہوں۔ یہ پینڈ نگ کر دیں۔ پھر کسی سیشن میں دوبارہ اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، یہ پہلے بھی پینڈ نگ ہے۔ جی، تابش صاحب۔

سید تابش الوری، جناب والا! ہم سمجھنا چاہتے ہیں۔ یہ سوال پینڈ نگ تھا اور یہ طے ہو گیا اور آپ نے اس پر رولنگ بھی دے دی۔ اب وزیر موصوف یہ موقف اختیار کر رہے ہیں کہ چونکہ انھوں نے سوال withdraw کر لیا ہے، اس لیے میرے پاس جواب ہی نہیں ہے۔ ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ withdraw تو انھوں نے ابھی کیا ہے۔ ان کو کیسے معلوم ہے؟ ان کو تو جواب لے کر آنا چاہیے تھا۔ انھیں کیسے معلوم ہے کہ یہ سوال withdraw ہو گا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہاؤس سے باہر کوئی bargaining ہو رہی ہے۔ اور اس کا یہاں اظہار ہو رہا ہے۔ اس لیے جناب والا! یہ نہایت اہم سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سعید احمد ظفر صاحب۔

وزیر اطلاعات ، چونکہ میرے بھائی مخدوم صاحب کی طبیعت اس وقت ٹھیک نہیں ہے۔ وہ اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ جواب دے سکیں۔ یا اس کو پینڈ نگ کر دیں یا مجھے اجازت دیں اور میں ان کی جگہ جواب بھی پڑھ دیتا ہوں اور اس پر جو ضمنی سوالات ہوں گے ان کے جواب دینے کی بھی کوشش کروں گا۔ لیکن چونکہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اس لیے یا تو اس کو پینڈ کر دیا جائے۔ یا اگر جناب کا حکم ہو تو اس کی جگہ پر میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری محمد اقبال۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے جناب والا سے گزارش کروں گا کہ ابھی ابھی منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اس سوال کے اوپر کوئی ضمنی سوال ہے تو وہ آپ کریں، میں اس کے لیے تیار ہوں۔ اس کے بعد انھوں نے فرمایا ہے کہ میں اس سوال کے لیے تیار نہیں تھا۔ جناب والا نے حکم دیا ہے کہ آپ پڑھ دیں۔ میں جناب کی وساطت سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ پڑھنے کے لیے بھی تیار نہیں؟ اس کے لیے بھی کوئی تیاری کی ضرورت ہے؟ وہ جواب پڑھ دیں۔ اس کے بعد ضمنی سوالات ہو جائیں گے۔ جناب والا! اتنی سی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، فضل حق صاحب۔ فضل حق صاحب کو میں نے ٹائم دیا تھا۔ اس کے بعد

آپ۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! سب سے پہلے سعید ظفر صاحب نے منسٹر صاحب کے متعلق جو بات کی' اب ان کو کیا بیماری ہے؛ جب یہ حلف اٹھا رہے تھے تو ان کا شوگر low ہو گیا۔ وہاں سے بڑی مشکل سے بچ کر آج اسمبلی میں آئے ہیں اور انھوں نے جو بات کی ہے میں حیران ہوں۔ جس طریقے سے منسٹر آپ کو جواب دے رہا ہے کہ جناب' میں ضمنی سوال کے لیے تیار ہوں لیکن جواب پڑھنے کے لیے تیار نہیں' اب یہ کیا مسئلہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر۔ جی' راجہ بشارت صاحب۔

جناب محمد بشارت راجہ، جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ بڑی سنگین صورت حال ہے۔ گزشتہ اجلاس میں بھی میں نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ تقریباً 3 کروڑ روپیہ اس پر صرف Consultancy Fee کا خرچ ہوا ہے۔ 270 کروڑ روپے کا یہ منصوبہ تھا۔ یہ پورے پنجاب کی معیشت کا معاملہ ہے۔ اگر ہم پنجاب کی تقدیر ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں دے رہے ہیں کہ جو اپنے محکمے سے متعلق سوال ایوان میں کھڑے ہو کر پڑھ ہی نہیں سکتے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر اس ایوان کا بھی اللہ حافظ ہے اور پنجاب کا بھی اللہ حافظ ہے۔ اس لیے میں جناب سے یہ عرض کروں گا کہ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہونے کے ناتے کچھ سخت ایکشن لیں تاکہ کم از کم یہ بات ثابت ہو سکے کہ وہی لوگ وزیر بنیں جو اس بات کے اہل ہوں۔ یہ انتہائی افسوسناک صورت حال ہے کہ ایوان میں کوئی جواب پڑھنے کے لیے بھی تیار نہیں ہے۔ یہ کیا صورت حال ہے؟

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ جی عثمان ابراہیم صاحب۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ میں سوال کے جواب کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اس میں تھوڑی سی کنفیوژن ہے۔ وہ صرف اس سوال کا جواب دینے کے لیے تیار نہیں ہیں یا پورے کے پورے وقفہ سوالات کے لیے وہ آپ سے یہ استدعا کر رہے ہیں کہ سارے کا سارا وقفہ سوالات ہی پینڈنگ کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ شوکت داؤد صاحب۔

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر! وقفہ سوالات بڑا اہم ہوتا ہے آج کی کارروائی دیکھ کر اور یہ دیکھ کے' پہلے تو چیف منسٹر صاحب کو بابا کہتے تھے آج مجھے علی بابا اور یہ چالیس چور کی ٹیم یاد آ گئی ہے یہ جو منسٹر ہیں۔ (قہقہے) ان پر واقعی یہ صادق ہوتا ہے کیونکہ یہ سوال بھی بڑا اہم ہے۔ پہلے ہاؤس میں آچکا ہے۔ اس کے بعد آج منسٹر صاحب کو چاہیے یہ تھا کہ اگر ان کی تیاری نہیں تھی اگر ان کی صحت ٹھیک نہیں تھی تو پارلیمانی سیکرٹری کو تیار کرتے۔ آپ مہربانی فرما کر اس پر رولنگ دیں۔ کیونکہ یہ ٹائم بڑا قیمتی ہے۔ اس ٹائم کو بھی نہ ضائع کیا جائے اور آگے چلا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب دیکھیں کہ بڑی باتیں ہو گئی ہیں۔ اس پر میں رولنگ دیتا ہوں۔ ہر فاضل وزیر کو وقفہ سوالات کے دوران اس دن تیار ہو کر آنا چاہیے کیونکہ یہ فاضل اراکین کا حق ہے۔ انھوں نے سوالات دیے ہوتے ہیں۔ اس کے لیے نہ صرف وہ جواب تیار ہو بلکہ سپلیمنٹری کے لیے بھی تیار ہونا چاہیے۔ جو فاضل وزیر تیار ہو کر نہیں آتا میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض کی سرانجام دہی نہیں کرتا اور پنجاب حکومت اور صوبہ کے عوام کا جو خون پسینے کا کمایا ہوا پیسہ ہے وہ ضیاع کرنے کے مترادف ہے۔ لہذا اس رولنگ کے بعد میں یہ دونوں سوال پھر پینڈنگ کرتا ہوں۔

(سوال نمبر۱۰۱۹ اور ۱۰۲۰ پینڈنگ ہوئے)

اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: سوال نمبر ۱۳۷۲

اعلیٰ معدنیات کے پٹہ جات سے حاصل ہونے والی رائلٹی

*1372۔راجہ محمد جاوید اخلاص: کیا وزیر معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں سال 1990ء سے آج تک کتنی میجر منرل مائنز لیز پر الاٹ کی گئی اور اس کا طریقہ کار کیا تھا ہر لیز کا رقبہ عرصہ اور کتنی رقم میں کن افراد کو الاٹ کی گئی تفصیل سال وار الگ الگ بیان کی جائے۔

(ب) جز (الف) میں بیان کی گئی کتنی لیز کی ایکسٹینشن کن وجوہات کی بناء پر اور کس کی سفارش پر دی گئی۔

(ج) مذکورہ عرصہ میں کتنی لیز کو منسوخ کیا گیا اور اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) ان میجر منرل مائنز پر حکومت کو 1990ء سے لے کر اب تک کتنی رائلٹی وصول ہوئی ماہوار

بیان کی جائے نیز رائلٹی کی وصولی کا کیا طریقہ کار ہے اور رائلٹی کی وصولی کے لیے جو عملہ مقرر کیا گیا ہے اس کی تعداد الگ الگ بتائی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر ، معدنیات کے کون وزیر ہیں۔ عبدالرحمٰن کھر صاحب ہیں؟

وزیر معدنی ترقی ، جی جناب۔

میاں عمران مسعود ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر پر عمران مسعود صاحب۔

میاں عمران مسعود ، جناب سپیکر! منسٹر فار انڈسٹریز کے جو سوالات تھے جن کو آپ نے پینڈ نگ فرما دیا اور آپ نے یہ رولنگ دی کہ وہ تیار نہیں ہیں۔ وہ جواب نہیں دے سکتے اور آپ نے ان کو اگلے اجلاس کے لیے پینڈ نگ کر دیا ہے۔ تو اگر یہی صورتحال ہے تو The Minister should honourably, kindly leave the House because he is not prepared.

جناب قائم مقام سپیکر ، اتنی سخت رولنگ نہیں دینی چاہیے۔ مہربانی، شکریہ۔ جی عبدالرحمٰن کھر صاحب۔

وزیر معدنی ترقی (ملک عبدالرحمٰن کھر) ،

(الف) صوبہ پنجاب میں سال 1990ء سے آج تک اعلیٰ معدنیات کے کل 159 پٹہ جات پنجاب معدنی مراعاتی قوانین کے تحت عطا کیے گئے۔ یہ پٹہ جات دو طریقوں سے تفویض کیے گئے۔

پہلا طریقہ بذریعہ انتقال اجازہ تلاش معدن اور دوسرا طریقہ بذریعہ سربمہر بلینڈر برائے منسوخ شدہ پیداواری رقبہ جات۔ ہر لیز کے کوائف ضمیمہ "الف" میں درج ہیں۔

(ب) جزو الف میں بیان کردہ پٹہ جات میں تاحال کسی کی توسیع میعاد نہیں کی گئی۔

(ج) مذکورہ عرصہ میں کل 52 پٹہ جات منسوخ کیے گئے۔ پٹہ جات کی منسوخی معدنی مراعات قوانین مجریہ 1986ء کی خلاف ورزیوں کی وجہ سے کی گئی۔

(د) اعلیٰ معدنیات میں مذکورہ پٹہ جات کی مد میں وصول شدہ رائلٹی کی تفصیل ضمیمہ "ب" میں درج ہے۔ معدنی مراعاتی قوانین مجریہ 1986ء کے تحت معدنی پیداوار پر رائلٹی ششماہی بنیاد پر وصول کی جاتی ہے۔ یہ رائلٹی پٹہ داران مروجہ مالیاتی چلانوں کے ذریعے سٹیٹ بنک آف پاکستان یا نیشنل بنک آف پاکستان کی کسی بھی شاخ میں جمع کراتے ہیں اور اصل پرت

صدر دفتر میں ارسال کرتے ہیں۔ صدر دفتر محکمہ معدنیات میں فہمید حساب و مالیاتی چالانوں کے تحفظ کے لیے افسر حسابات متعین ہے جس کی مدد کے لیے پانچ جونیئر کلرک اور تین سنیئر کلرک موجود ہیں۔ ضمیمہ جات "الف اور "ب" ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

MR ACTING SPEAKER: Any supplementary? No supplementary.

میاں عبدالستار ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی پوائنٹ آف آرڈر پہ میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار ، جناب سپیکر ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کھر صاحب جو ہیں وہ معدنی ترقی کے وزیر ہیں یا کسی اور کے کیونکہ میری اطلاع کے مطابق شاید اللہ یار ہراج صاحب ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی' اس محکمہ کے اللہ یار ہراج صاحب ہیں لیکن وہ بیمار ہیں۔ اس کا نوٹیفکیشن ان کے نام ہوا ہے۔

میاں عبدالستار ، جی ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی ایس۔ اے حمید صاحب۔

جناب ایس۔ اے حمید ، جناب سپیکر! پہلے سال انڈسٹری اور معدنی ترقی کا ایک وزیر ہوتا تھا۔ آج کل کیا تین ہیں؟ سال انڈسٹری کا علیحدہ 'معدنی ترقی کا علیحدہ اور انڈسٹری کا علیحدہ ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، وزراء کو جتنے جتنے محکمے' جس جس طرح دیے گئے ہیں اس کا نوٹیفکیشن ہر ممبر کو پہنچایا جائے۔ مجھے بھی پتا نہیں ہے کہ کس طرح ہے؟ (قہقہے)

جناب ایس۔ اے حمید ، جناب سپیکر! میں جو بات پوچھنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اُس سیکرٹری صاحب کا کیا حشر ہوتا ہو گا کہ جس کے اوپر تین منسٹر لگا دیے گئے ہیں۔ ایک چھوٹے سے ڈیپارٹمنٹ کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین وزیر لگا دیے گئے ہیں۔ پھر بیچارے مخدوم رضا صاحب ابھی ٹیبلٹ کھا رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، وہ تو آپ سب کچھ جانتے ہیں۔ آپ مجھ سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ جی اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص۔

راجہ محمد جاوید اخلاص ، سوال نمبر 1373

دریائے راوی سے ناجائز نکاسی ریت

*1373۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت لاہور میں دریائے راوی کے پل کے 10 میل اپ اور 10 میل ڈاؤن ریت کے کتنے بلاک کتنے کتنے ایکڑ کے ہیں اور یہ بلاک کس کس پارٹی کو نیلام اور کتنی رقم میں نیلام ہوئے۔

(ب) اس سال دریائے راوی لاہور پل کے ممنوعہ علاقہ سے ناجائز ریت اٹھانے کے جرم میں محکمہ نے پولیس کے پاس کتنے افراد کے خلاف مقدمات درج کروائے۔ ان میں سے کتنے گرفتار ہوئے کتنے سزایاب اور کتنے بری ہوئے؟

وزیر معدنی ترقی (ملک عبدالرحمٰن کھر)،

(الف) لاہور میں دریائے راوی کے پل کے 10 میل اپ اور 10 میل ڈاؤن ریت کے بلاکوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دریائے راوی لاہور کے ممنوعہ علاقہ سے ناجائز نکاسی ریت کے جرم میں اس سال جو مقدمات درج کروائے گئے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ضمنی سوالات۔

میاں فضل حق، ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! ضمیمہ (الف) میں انہوں نے جو دیا ہے اس میں نمبر 2 پر ہے " ریت لیز نمبر 14 " ۔ اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ 04-10-2000 تک یہ لیز دی گئی ہے۔ اب یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ لیز کب سے دی گئی ہے۔ اس کے اندر پہلے تو وزیر صاحب فرمائیں کہ کب سے یہ لیز دی گئی ہے اور یہ کتنے میں دی گئی ہے؟ کیونکہ یہاں جواب میں یہ بالکل نہیں دیا گیا کہ کتنی اماؤنٹ میں آپ نے یہ لیز دی ہے؟ آپ کے لیے دوبارہ repeat کر دوں؟

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں، میرے خیال میں دوبارہ repeat کر دیں۔

میاں فضل حق، چلیں۔ شکر ہے آپ ملنے تو ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ آرام سے دوبارہ repeat کر دیں۔

میاں فضل حق، یہ (ضمیمہ الف) نمبر 2 پر ہے "عام ریت لیز نمبر 14 " ۔ اس میں جو لیز کا پیریڈ ہے وہ

لکھا ہوا ہے کہ 4-10-2000 سن تک اس کا پیریڈ ہے لیکن آگے کتنی اماؤنٹ پر یہ دیا گیا ہے۔ اس میں بولی کی رقم کی اماؤنٹ یہاں نہیں دی گئی۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ کس رقم پر وہ بولی دی گئی؟ اور نمبر 5 پر بھی یہی حال ہے۔ آپ نمبر 5 بھی دیکھ لیجیے اور نمبر 12 بھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بس ایک ہی ضمنی سوال ہو گا۔

میاں فضل حق: چلیں۔ ابھی فی الحال نمبر 2 پر ہی رہنے دیں۔

وزیر معدنی ترقی: جناب سپیکر! یہ لیز کا پیریڈ 88ء میں میاں نواز شریف نے rules relax کر کے دیا تھا۔ میں اپنا جواب repeat کرتا ہوں۔ کہ یہ انھوں نے جو نمبر 2 کا ضمنی سوال کیا ہے تو 88ء میں میاں نواز شریف صاحب نے rules relax کر کے یہ دیا تھا۔

میاں فضل حق: جناب سپیکر! میرا سوال شاید منسٹر صاحب سمجھے نہیں۔ یہ جس نے بھی دیا ہے تو یہاں کم از کم پیریڈ اور جس اماؤنٹ پر وہ بولی دی گئی وہ اماؤنٹ تو بتائیں۔ مطلب ہے کہ دو لاکھ پہ، پانچ لاکھ پہ، دس لاکھ پہ، بیس لاکھ پہ، کتنی اماؤنٹ پر وہ ہوا؟

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا مطلب یہ ہے کہ rules relax کرنے کے بعد کتنی اماؤنٹ تھی یا ساری انھوں نے معاف کر دی تھی؟

وزیر سمال انڈسٹری: جناب اس کی رقم اس پر نہیں لکھی ہوئی۔ اس پر طویل المدت پٹہ لکھا ہوا ہے اور اس کے بارے میں کوئی انفرمیشن نہیں دی گئی۔ رولز rules relax کر کے یہ تمام رقم معاف کر دی۔

میاں فضل حق: جناب سپیکر! آپ ان کو خود کیوں بتا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ میں نے ان سے پوچھا ہے۔ یہ بات نہیں ہے۔ دیکھیں آپ سپیکر کی ذات پر خواہ مخواہ الزام نہ لگایا کریں۔ میں نے جو بات ہوئی ہے وہی کہی ہے۔ ویسے بھی ان کے پاس یہ محکمہ مستقل نہیں ہے ان کا بھی یہ notification ہوا ہے کہ آپ سوالات کے جوابات دیں۔

وزیر سمال انڈسٹری: جناب سپیکر! یہ پانچ روپے فی ٹن دی گئی تھی۔

میاں عمران مسعود: جناب سپیکر! یہاں ضمیمہ (ب) میں یہ لکھا گیا ہے کہ دریائے راوی لاہور پل کے

ممنوعہ علاقہ سے ناجائز ریت اٹھانے کے جرم میں درج کروائے گئے مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے۔
اس میں بادامی باغ لاہور ۱۹-۱-۹۴ اور ۱۹-۲-۹۴ یعنی دو پرچے کئے ہیں - کیا وزیر صاحب یہاں on the floor of the House وثوق سے یہ فرما سکتے ہیں کہ کیا اس سارے عرصے کے دوران صرف یہ پرچے ہی کٹے ہیں ؟

وزیر سمال انڈسٹری، جی۔ عمران مسعود صاحب صحیح فرما رہے ہیں - صرف دو ہی پرچے کٹے ہیں ایک کا چالان عدالت میں جا چکا ہے اور دوسرے کا ابھی فیصلہ ہونا ہے -

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ -

میاں عمران مسعود، جناب والا! اس کی کیفیت کے بارے میں وہ فرمائیں کہ ان کو جرمانہ کتنا کیا گیا اور ان کو سزا کتنی دی گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ان کا فیصلہ ہوا -

وزیر سمال انڈسٹری، جناب والا! ان کا فیصلہ ابھی تک عدالت میں ہے - ایک مقدمے کا چالان پیش کر دیا گیا۔ عدالت جو فیصلہ کرے گی وہ ہم ایوان کو بتا دیں گے -

میاں عمران مسعود، جناب والا! یہ فرما رہے ہیں کہ یہ معاملہ ابھی عدالت میں ہے لہذا میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ تو دونوں مقدمے میں بری ہو چکے ہیں اور یہ کس طرح وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ جناب کیس ابھی عدالت میں چل رہا ہے

جناب قائم مقام سپیکر، وہ کیسے اتنی جلدی بری ہو گئے یہ کیس تو ۹۴ کا ہے اور وہ ایک سال میں بری ہو گئے -

وزیر سمال انڈسٹری، جناب سپیکر! یہاں ضمانت ہر کسی کا حق ہے اور وہ bail out ہیں - چالان عدالت میں ہے - عدالت کب فیصلہ کرتی ہے اس کا ہمیں انتظار ہے

جناب قائم مقام سپیکر، وہ bail out ہیں - ابھی trial شروع ہوا ہے اور ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ میرے خیال میں اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی -

میاں عمران مسعود، جناب والا! وہ مقدمہ بھی ختم ہو گیا ان کی ضمانت بھی ہو گئی وہ بندے بھی گھر چلے گئے ----

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں ۔ نہیں ۔ ایسی بات تو نہ کریں ۔۔۔۔۔ اگلا سوال۔ سوال نمبر ۱۴۲۷

چودھری شاہد خلیل نور۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اس ایوان کا ۱۹۹۰ء سے ممبر چلا آ رہا ہوں اور میں نے عموماً دیکھا تھا کہ ہمارے جو وزراء حضرات تھے وہ سینارٹی کے لحاظ سے اگلی سیٹوں پر بیٹھتے تھے۔ اب میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے کچھ وزراء حضرات کو پانچویں row میں سیٹیں ملی ہیں۔ تو جناب کیا منسٹر زیادہ ہو گئے ہیں یا پھر جگہ کم پڑ گئی ہے یہ ذرا وضاحت فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں پانچویں row میں کوئی بھی نہیں ہے یہ پہلی اور دوسری میں ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: نہیں جناب ۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ پانچویں row میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں ۔ کسی کو پانچویں row میں کوئی سیٹ الاٹ نہیں ہوئی۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: تو کیا اس سے کسی کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو ویسے ہی بیٹھے ہوئے ہیں ان کے لیے پہلی اور دوسری row مخصوص ہے۔

حاجی عرفان احمد خان ڈاہا: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں ۔ اب ہم اگلے سوال پر چلے گئے ہیں ۔ میں نے اگلے سوال کا کہہ دیا تھا اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر ہوا۔

حاجی عرفان احمد خان ڈاہا: جناب والا! میں پہلے کھڑا ہو گیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں ۔ نہیں ۔ اب میں آگے چلا گیا ہوں ۔۔۔۔ چودھری شاہد خلیل نور۔

میاں فضل حق: چودھری شاہد خلیل نور کے ایماء پر سوال نمبر ۱۴۲۷

میانوالی میں نرسری لگانے کے لیے رقم کی تخصیص

*1427-چودھری شاہد خلیل نور: کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ میانوالی فاریسٹ ڈویژن میں 400000 روپے کی بکنگ جون 1994ء میں

نرسری، دیگر ورکس کے لیے ہوئی۔ مگر کاغذات پر اندراج ضرور ہیں مگر پریکٹیکل کام ندارد تھا؛

وزیر جنگلات (رائے اعجاز احمد):

جناب سپیکر! میانوالی فاریسٹ ڈویژن میں نرسری لگانے کے لیے ناظم جنگلات سرگودھا سرکل نے بذریعہ چٹھی نمبر 1156-11/P&D مورخہ ۱۹۔ مئی ۱۹۹۴ء کے تحت رقم الاٹ کی جس سے مندرجہ ذیل کام ہائے کرائے گئے۔

(جناب والا! یہ جو ہم انفرمیشن دے رہے ہیں یہ فروری ۱۹۹۴ء کی ہے)

نمبر شمار	تفصیل کام	تخمینہ کام	موقع پر جتنا کام ہوا
۱۔	بیڈ نرسری نئی	۱۱۔۱۴ یکڑ	۱۱۔۱۴ یکڑ
۲۔	پودہ جات نرسری نئی	۵۱۵۰۰۰ عدد	۸۰۵۰۰۰ عدد
۳۔	نگہداشت گزشتہ سال کی بیڈ نرسری	۱۱۔۵ یکڑ	۱۱۔۵ یکڑ
۴۔	نگہداشت پودہ جات نرسری گذشتہ سال	۲۹۴۲۸۰ عدد	۲۹۴۲۸۰ عدد

مندرجہ بالا کام ہائے پر ماہ جون میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! فاضل وزیر ابھی فرما رہے تھے کہ رقبہ ۱۴-۱۱ ایکڑ اور ۵-۱۱ ایکڑ ہے۔ جناب والا! شاید یہ درست نہیں ہے لہذا گزارش کروں گا کہ رائے صاحب اسے دوبارہ پڑھیں۔ یہ ۱۴-۱۱ ایکڑ نہیں ہے اور نہ ہی یہ ۵-۱۱ ایکڑ ہے

وزیر جنگلات، جناب والا! یہ ۱۴ ا یکڑ ہے Very sorry۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا یہ سوا ایکڑ ہے؟

وزیر جنگلات، جی۔ یہ سوا ایکڑ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ نہیں یہ میرے خیال میں پوائنٹ ہو گا یعنی 11 16

وزیر جنگلات، نہیں۔ جناب یہ سوا ایکڑ ہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چلو۔ شکریہ۔ ۔۔۔۔۔ آپ آگے چلیں۔

وزیر جنگلات، مندرجہ بالا کام ہائے پر ماہ جون میں مبلغ ۴۳۔۵۴۷ ۵۲ ۳ روپے خرچ کیے گئے چونکہ رقم تاخیر سے ملی لہذا نرسری کے خرچ میں سے بچت شدہ رقم سے ۲۹۰۰۰۰ زائد پودہ جات اگائے گئے کل پودہ جات ۸۰۵۰۰۰ میں سے ۳۹۵۷۷۵ پودہ جات کی فراہمی ہو چکی ہے اور ۴۰۹۲۲۵ پودہ جات اب بھی موقعہ پر

نرسری دفتر مہتمم جنگلات میانوالی میں موجود پڑے ہیں۔

علاوہ ازیں عرض ہے کہ ضلع میانوالی کے کسی منتخب ممبر (MNA/MPA) یا شخص نے اس بارے کوئی شکایت نہیں کی کیونکہ عوام کو حسب منشاء پودہ جات فراہم کئے جا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کو اب شاباش دینی چاہیے کہ وزیر نے جواب پڑھ لیا ہے اب ضمنی سوالات کریں ویسے میرے خیال میں اس خوشی میں ضمنی سوال معاف کریں۔

میاں فضل حق، اس کا مطلب ہے کہ اب ہماری اسمبلی کا یہ سٹینڈرڈ ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ان کو شاباش دیں۔

جناب ایس اے حمید، شاباش جی شاباش۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک پودے کی جو میعاد ہے وہ کیا ہے یعنی وہ کتنی دیر survive کر سکتا ہے وزیر موصوف مجھے یہ بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے پودے کے بارے کیا پوچھا ہے؟

جناب ایس اے حمید، جناب والا! ان کے پاس ابھی چار لاکھ اور نو ہزار پودے پڑے ہوئے ہیں میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ پودے ضائع ہو چکے ہیں یا ابھی وہ survive کر رہے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر، یعنی آپ کا سوال یہ ہے کہ پودا کتنا عرصہ ٹھیک رہتا ہے۔

جناب ایس۔ اے حمید، جی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی وزیر جنگلات۔

وزیر جنگلات، جناب والا! مختلف پودے مختلف میعاد تک ٹھیک رہتے ہیں اور یہ حالات پر منحصر ہے کہ، وہ جب تک رکھے جائیں یہ جلدی بھی deliver کر دیے جاتے ہیں اور وہ آہستہ آہستہ بھی deliver کر دیے جاتے ہیں اور جب ان کی ضرورت نہیں ہوتی تو پھر انہیں سٹاک میں رکھ دیا جاتا ہے تاکہ وہ بڑے ہو جائیں اور بڑے پودے بھی لگا دیے جاتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ان جوابات کی صحت سے انکار اس لیے بھی ہو سکتا ہے کہ میرے خیال میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ایک سال کے دوران ایک بھی پودا نہ مرا ہو۔ ان میں

سے پانچ، دس سو، دو سو پودے مر گئے ہوں گے۔ جو انھوں نے تخمینہ لگایا اس میں سے ایک پودا بھی کم نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر، ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اتنے ہی پودے زندہ رہ سکتے ہیں جتنے لگائے گئے ہوں۔ کیا ان میں سے کوئی پودا ختم نہیں ہوتا۔

وزیر جنگلات، اگر نیک نیتی سے کوشش کی جائے تو رہ سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، کرمانی صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، محترم وزیر جنگلات رقم طراز ہیں کہ عوام کو حسب منشاء پودا جات فراہم کیے جا رہے ہیں۔ اس ضمن میں میرا سوال یہ ہے کہ کیا محترم وزیر جنگلات بیان فرمائیں گے کہ پرائیویٹ سیکٹر میں عوام الناس کو کتنی مالیت کے پودے فراہم کیے گئے۔

وزیر جنگلات، یہ سوال کا تازہ نوٹس دیں۔ یہ بات تو تازہ سوال میں آنی چاہیے کہ ہم کتنے پودے دے رہے ہیں۔ جو موجودہ نرسریاں اُگا رہے ہیں ان کے بارے میں یہ سوال پوچھیں - یہ تو وہ 1994ء کی بات کر رہے ہیں۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ خود یہ فیصلہ دے دیجیے

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر'

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری شوکت داؤد پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا valid ہے اور to the point ہے اس لیے کہ ابھی آپ نے سنا ہو گا کہ وزیر موصوف نے کہا کہ موجودہ کی بات کریں۔ میں موجودہ کی بات کرتا ہوں کہ پورے ملک میں پودے لگانے جا رہے ہیں اور مختلف ایجنسیوں کے بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ سڑکوں پہ نرسریاں لگائی گئی ہیں۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ حکومت ان کو پیمنٹ کر رہی ہے یا کسی ایجنسی کو ٹھیکہ دیا گیا ہے یا بغیر کسی معاوضے کے وہ پودے لگائے جا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شوکت داؤد صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا ضمنی سوال ہے؟ کرمانی صاحب ضمنی سوال کر رہے تھے تو آپ نے پوائنٹ آف آرڈر کہہ کر بات کرنا چاہی۔ چونکہ پوائنٹ آف

آرڈر فوقیت رکھتا ہے اس لیے میں نے آپ کو فلور دے دیا۔ لیکن آپ نے بات ضمنی سوال کی کر دی۔ پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ وزیر سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ کرمانی صاحب!

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ یا تو آپ یہ قرار دے دیں کہ میرا سوال غیر متعلقہ ہے تو میں اپنی نشست پہ بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا سوال in order ہے۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میرے سوال کا جواب تشنہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، رانے صاحب! جب آپ تیاری کرتے ہیں تو محکمے کا فرض ہے کہ آپ کو مکمل اطلاعات فراہم کرے۔ گویا سوال سے متعلق معلومات پہ آپ کو عبور حاصل ہونا چاہیے۔ آپ تو ماشاء اللہ پہلے سے وزیر بنے ہوئے ہیں، تیس تاریخ کو تو نہیں بنے۔

وزیر جنگلات، جناب سپیکر! پچھلے سال ہم نے چھ سات کروڑ پودے تیار کیے تھے۔ اس سال ہم انشاء اللہ دس کروڑ سے زائد پودے تیار کریں گے۔ جو زمینداروں کو، اداروں، بنکوں کو دیے جائیں گے۔ ریلوے کے ٹریک کے ساتھ لگائے جائیں گے۔ جو یہ دس کروڑ پودے ہم تیار کر رہے ہیں یہ عوام کے لیے تیار کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، کرمانی صاحب! معاف کریں، انھوں نے پودوں کی تعداد تو بتا دی۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر! میرا سوال بڑا محدود ہے۔ میں اصرار نہیں کرتا اور نہ میں خدا نخواستہ ان کو embarass کرنا چاہتا ہوں۔ میرا مقصد صرف میانوالی فارسٹ ڈویژن تک محدود ہے۔ اس کے لیے محترم وزیر جنگلات نے ایک رقم واضح طور پر بیان کر دی ہے۔ میرا سوال بڑا واضح اور جائز ہے کہ اتنی رقم کی سرمایہ کاری کے بعد وصولی کیا ہوئی۔ آخر پودا جات فروخت کیے گئے۔ میں یہ سوال کبھی بھی نہ کرتا جب یہ فرماتے ہیں کہ عوام کو حسب منشا پودا جات فراہم کیے جا رہے ہیں۔ یہ سوال تو پوچھا ہی نہیں گیا تھا۔ جب یہ خود رضاکارانہ طور پر جواب دے رہے ہیں تو pre-empt کریں کہ ضمنی سوالات کیا ہو سکتے ہیں۔ یہ پورے پنجاب کا ذکر کر رہے ہیں لیکن میں تو صرف میانوالی فارسٹ ڈویژن تک محدود کر رہا ہوں۔

وزیر جنگلات، جناب والا! آپ نے یہ نیا سوال کیا ہے۔ میں اسمبلی کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا کہ ہم

انشاء اللہ دس کروڑ پودا جات عوام کی بہتری کے لیے اور pollution کے خاتمہ کے لیے تیار کر رہے ہیں ۔ لیکن آپ سوال کو دوسری طرف لے کر جا رہے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ پہلی مرتبہ وزیر جنگلات نے غلطی کی تو میں خاموش رہا کہ شائد سمجھ جائیں گے ۔ یہ آپ سے مخاطب نہیں ہوتے ہمارے معزز رکن کو براہ راست جواب دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انھیں سمجھایا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہ صرف وہ بلکہ جو بھی فاضل رکن تقریر کرے یا سوال کرے اسے سپیکر سے مخاطب ہونا چاہیے اور جواب دینے والے کو بھی سپیکر کی طرف مخاطب ہونا چاہیے ۔

جناب محمد بشارت راجہ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جزو " 2 " میں ان کا تخمینہ 515000 پودوں کا تھا۔ جبکہ انھوں نے 805000 پودے لگائے ہیں ۔ جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے تخمینہ سے کام زیادہ کیا ہے۔ اگر انھوں نے تخمینہ سے زیادہ کام کیا ہے تو اس کے لیے ان کے پاس وسائل کہاں سے آئے اور کتنے آئے ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ اگر کام زیادہ ہوا ہے تو خرچ زیادہ ہوا ہے ۔ اگر خرچ زیادہ ہوا ہے تو کتنا ہوا ہے اور وہ رقم کہاں سے آئی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی رائے صاحب! آپ نے 515000 کا تخمینہ دیا اور در اصل کام 805000 پودوں کا ہوا ۔ ان کے لیے وسائل کہاں سے آئے اور کیسے آئے ۔

وزیر جنگلات ، اس کے لیے سوال کا تازہ نوٹس دیں۔ اس وقت تو بات 1994 ، کی ہو رہی ہے ۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو پڑھا گیا ہے ۔ یہ misprint بھی ہو سکتا ہے ۔ مجھے اس کی تفصیل کا علم نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میرے خیال میں بھی یہ misprint ہے ۔ کیونکہ 515000 آپ کے پاس تھے اور اسی سے آپ کا کام مکمل ہو گیا۔۔۔ملک محمد عباس کھوکھر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک محمد عباس خاں کھوکھر ، جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ میرے فاضل دوست پہلے بھی ایک دفعہ فرما چکے ہیں کہ ایک سیکرٹری پر تین وزیر ہیں۔ لیکن اس کو بھی درست کر دینا چاہتا ہوں اور رائے صاحب کی بات کو درست کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ یہ ایک سیکرٹری پر تین وزیر نہیں ہیں بلکہ تین

وزیروں پر ایک سیکرٹری ہے۔ اورمعلوم نہیں کہ یا تو رائے صاحب کا سیکرٹری ان سے ناراض ہے ۔ ورنہ اتنے دن میں وہ ان کو اطلاع پہنچا دیتے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ I disallow it

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی خواجہ صاحب! آج پہلی دفعہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، رائے صاحب کا جواب اور ہماری طرف سے سوال اور آپ کا بار بار یہ فرمانا کہ کیا متعلقہ وزیر صاحب یا مشیر صاحب سوال کا جواب دینے کے لیے تشریف رکھتے ہیں۔ تو غالب نے کہا ہے

کر ہی بیٹھا ہوں میں سوال اگر
کچھ نہ کچھ تو جواب دیتا جا
دعا نہ سہی بد دعا ہی سہی
کچھ تو خانہ خراب دیتا جا

(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد اقبال، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پورے پنجاب کے اندر پودا جات کی rate of survival کیا ہے؟ جو پودے لگائے جاتے ہیں ان میں سے کتنے فیصد پودے بچتے ہیں۔

وزیر جنگلات، جناب والا! یہ حالات پر منحصر ہے کہ موسمی حالات کیا ہیں' پانی وقت پر ملتا ہے یا نہیں۔ دوسری ضروریات پوری ہوتی ہیں یا نہیں۔ لیکن عام حالات میں ساٹھ سے ستر فیصد پودے ٹھیک رہتے ہیں۔ باقی ختم ہو جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یعنی definite نہیں ہے۔ یہ حالات پر منحصر ہے کہ کتنے پودے بچتے ہیں۔

جناب محمد بشارت راجہ، جناب والا! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ میرا سوال یہ تھا کہ جواب کے جزو 2 پودا جات نرسری نئی دیا گیا ہے۔ جس میں تخمینہ 515000 پودوں کا تھا ۔ اور انھوں نے 805000 پودے لگائے ظاہر ہے تخمینہ سے زیادہ کام ہوا ہے ۔ اگر کام زیادہ ہوا ہے تو اس پر خرچ بھی زیادہ ہوا ہے ۔ اگر زیادہ خرچ ہوا ہے تو وہ پیسہ کہاں سے آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر : راجہ صاحب! یہ تو انھوں نے بتا دیا ہے کہ یہ misprint ہے۔

جناب محمد بشارت راجہ : جناب سپیکر! میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر misprint ہے تو پھر اس وقت جب وزیر صاحب نے یہ جواب پڑھا از خود point out کرنا چاہیے تھا کہ یہاں پر misprinting ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : وہ اس وقت بھول گئے چونکہ گھبرائے ہوئے تھے۔

جناب محمد بشارت راجہ : جناب والا! وہ تو اب بھی بھول گئے ہیں کیونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ environment کے خاتمے کے لیے پودے لگائے گئے ہیں۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : راجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ یہ فاضل رکن کبھی کبھی بولتے ہیں اس لیے ان کو سننا چاہیے۔

ملک غلام شبیر جوئیہ : جناب والا! میں میانوالی سے تعلق رکھتا ہوں اور میں فاضل وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس جو نرسری ہے اس نرسری میں آپ کے پاس کون کون سی قسمیں ہیں؟ اور دوسری یہ عرض ہے کہ جب بھی ہم فارسٹ کے دفتر میں گئے ہیں وہاں ہمیں نرسری نہیں ملتی۔ جبکہ وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم ریلوے لائنوں کو سبز کریں گے، کالجوں کو سبز کریں گے، صحراؤں کو سبز کریں گے۔ میں کہتا ہوں کہ میانوالی کے شہر اور دیہاتی لوگوں کو بھی نرسری نہیں ملتی۔

جناب قائم مقام سپیکر : غلام شبیر صاحب وہ تو پہلے کی بات تھی۔ یہ تو اب وزیر بنے ہیں اور انشاء اللہ یہ کنٹرول کریں گے۔ رائے اعجاز احمد خان صاحب آپ غلام شبیر صاحب کے پہلے سوال کا جواب دیں۔

وزیر جنگلات : جناب سپیکر! پہلا سوال کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر : ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب! آپ اپنا پہلا سوال دھرا دیجیے کیونکہ وزیر صاحب آپ کا سوال سمجھ نہیں سکے۔

ملک غلام شبیر جوئیہ : جناب والا! میرا سوال یہ تھا کہ اس نرسری میں کون کون سی قسم کے پودے دستیاب ہیں؟

وزیر جنگلات : جناب سپیکر ! وہاں پر ہم شیشم ' پاپولر ' کیکر اور دیگر تمام قسم کے پودے اگاتے ہیں ۔ مختلف نرسریاں ہوتی ہیں جن میں ہر طرح کے پودے اگائے جاتے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر : چودھری امتیاز صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں ۔

چودھری امتیاز احمد : جناب سپیکر ! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت کا فی پودا کتنا خرچ آتا ہے ؟

وزیر جنگلات : جناب والا ! حکومت کا قلم بنانے پر 40 ۔ پیسے خرچ آتا ہے اور پودا لگانے پر ڈیڑھ روپے خرچ آتا ہے ۔ لیکن ہم پودا ایک روپے میں دیتے ہیں اور باقی subsidy دیتے ہیں ۔ ہم زمیندار کو قلم 10 ۔ پیسے میں دیتے ہیں جبکہ باقی پیسے حکومت برداشت کرتی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر : ایس اے حمید صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں ۔

جناب ایس اے حمید: **

جناب قائم مقام سپیکر : This is no supplementary question اور میں اس کو omit بھی کرتا ہوں ۔ یہ ریکارڈ کا حصہ نہ بنے ۔

میاں عمران مسعود : جناب سپیکر ! ضمنی سوال ۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی عمران مسعود صاحب فرمائیے ۔

میاں عمران مسعود: **

جناب قائم مقام سپیکر : یہ بھی ضمنی سوال نہیں ہے میں اس کو بھی ریکارڈ سے حذف کرتا ہوں ۔ اب ہم آگے چلتے ہیں ۔

میاں عمران مسعود : جناب والا ! میں تو ان کی تعریف کر رہا تھا اور میرا ضمنی سوال بھی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں اب ہم آگے چلتے ہیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ اگلا سوال چودھری محمد ریاض کا ہے ۔

****(بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

چودھری محمد ریاض : سوال نمبر 1650۔

گوجر خان میں پارک کی تعمیر

*1650۔ چودھری محمد ریاض، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
کیا یہ درست ہے کہ 6 دسمبر 1992ء کو سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے گوجر خان میں 25 لاکھ روپیہ برائے تعمیر پارک منظور کیے تھے ۔ لیکن ابھی تک اس منصوبہ پر کام شروع نہیں ہوا ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے نیز کب تک اس منصوبے پر عمل درآمد شروع کیا جائے گا۔

وزیر جنگلات(رائے اعجاز احمد خان):

یہ درست نہ ہے کہ مجوزہ منصوبہ جات کے لیے سابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے فنڈز مختص کیے تھے۔ محکمہ جنگلات کے ریکارڈ میں اس قسم کے کوئی احکامات دستیاب نہیں ہو سکے ۔ البتہ معزز رکن صوبائی اسمبلی چودھری محمد ریاض صاحب نے سابق وزیراعلیٰ کو ایک درخواست برائے تعمیر پارک نزد گوجرخان بر رقبہ محکمہ جنگلات ضرور پیش کی تھی ۔

سید سجاد حیدر کرمانی : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر : سید سجاد حیدر کرمانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

سید سجاد حیدر کرمانی : جناب سپیکر ! میں آپ سے اس معاملے میں رولنگ چاہوں گا کہ کیا ہمیں ناخواندہ لوگ تصور کیا جاتا ہے کہ پورا سوال پڑھا جاتا ہے ؟ ہم تو پڑھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر : کرمانی صاحب ! یہ جواب تو صرف تین سطروں کا ہے ۔

سید سجاد حیدر کرمانی : جناب والا ! آئندہ اگلے سوالوں میں ایک principle طے ہونا چاہیے کہ،

It should be treated as read.

جناب قائم مقام سپیکر : ٹھیک ہے ایسا کرتے ہیں ۔ لیکن یہ تو صرف تین سطریں ہیں اگر اسے وہ پڑھ دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

چودھری محمد ریاض : جناب والا ! میں ضمنی سوال کرتا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر : کیا وزیر صاحب آپ نے پڑھ لیا ہے؟

جناب وزیر جنگلات : جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی چودھری صاحب! آپ ضمنی سوال کریں۔

چودھری محمد ریاض : جناب والا! وزیر موصوف صاحب نے فرمایا ہے کہ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا کوئی directive موجود نہیں ہے جبکہ میں نے اپنے سوال کے ساتھ وزیراعلیٰ پنجاب کے directive کی کاپی بھی لگائی تھی۔ اس وقت 25 لاکھ روپے منظور ہوئے تھے مگر حکومت فوراً بدل گئی اور شاید اسی وجہ سے گوجر خان میں پارک کی تعمیر شروع نہیں ہو سکی۔

وزیر جنگلات : جناب والا! اگر وزیر اعلیٰ پنجاب نے کوئی فنڈز مختص کیے تھے تو یہ معزز رکن کی ذمہ داری تھی کیونکہ وہ وزیراعلیٰ ان کا تھا۔ یہ فنڈز نہ تو ہمارے وزیراعلیٰ نے مختص کیے ہیں اور نہ ہی ہمارے دور میں آئے ہیں۔ معزز رکن اس کے لیے فنڈز دے دیں تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ وہ فنڈز وہاں لگائیں گے اور پارک بنائیں گے۔

چودھری محمد ریاض : وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ "ان کے وزیر اعلیٰ تھے" جناب والا! وزیراعلیٰ حکومت کا ہوتا ہے۔ اور یہ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ جو بات وزیراعظم یا وزیراعلیٰ کے منہ سے نکلے اسے پورا کیا جائے۔ 1985ء یا اس سے پہلے اگر کسی بھی حکومت نے کوئی directive جاری کیا ہے تو آج آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس پر عمل درآمد کروائیں۔ آئین 1973ء میں بنایا گیا تھا اور آج تک اس پر عمل ہو رہا ہے۔ وزیر صاحب! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر کوئی بھی وزیراعلیٰ کوئی directive جاری کرے تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس پر عمل درآمد کروائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : چودھری صاحب! آپ تو تقریر کرنے لگ گئے ہیں۔

چودھری محمد ریاض : بہتر ہے میں اپنی بات پر آتا ہوں۔ وزیر موصوف فرماتے ہیں کہ اس پارک کے لیے ہم ان کو چندہ دے دیں تو پھر یہ پارک بنا دیں گے۔ جناب والا! جو مجھے فنڈز ملتے ہیں میں ان میں سے انہیں 10 لاکھ روپے دینے کے لیے تیار ہوں اگر یہ یقین دہانی کرادیں کہ باقی رقم یہ اپنے پاس سے ڈال کر گوجر خان میں پارک بنا دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر : کیا آپ 10 لاکھ روپے دیتے ہیں؟

چودھری محمد ریاض : جی ہاں جناب میں 10 لاکھ روپے ایم پی اے گرانٹ سے دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی رائے اعجاز صاحب چودھری صاحب فرماتے ہیں کہ میں اپنی گرانٹ سے 10 لاکھ روپے دوں تو کیا آپ اتنے ہی پیسے self help basis پر دیں گے؟

وزیر جنگلات : جناب سپیکر! میں نے وزیراعلیٰ صاحب کا directive نہیں دیکھا' نہ ہی وہ میرے پاس ہے۔ یہ جتنے پیسے دیں گے ہم انشاء اللہ لگائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر : کیا اتنے ہی پیسے آپ دیں گے؟

وزیر جنگلات : جناب والا! آپ میری بات تو سنیں۔ ہم کچھ رقم اپنی طرف سے لگائیں گے۔ جو وہاں پر فارسٹ گارڈ کام کریں گے وہ ہمارے ہوں گے' جو لیبر کام کرے گی وہ ہماری ہو گی' ہمارے محکمے کی طرف سے ہو گی۔ جتنا فنڈ یہ دیں گے خرچ اتنا ہی ہو گا۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ وزیراعلیٰ نے پارک کی تعمیر کے لیے کوئی directive جاری کیا تھا؟ کیونکہ معزز رکن نے کہا ہے کہ میں نے سوال کے ساتھ directive کی کاپی بھی لگائی ہے تو وزیر صاحب سے کنفرم کروانا چاہتے ہیں کہ کیا کوئی directive جاری ہوا تھا یا نہیں ہوا؟ یہ اور بات ہے کہ پیسے ملے یا نہیں ملے' پارک بنا یا نہیں بنا۔

جناب قائم مقام سپیکر : تابش الوری صاحب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا کسی بھی وزیراعلیٰ نے کوئی directive جاری کیا تھا؟

وزیر جنگلات : جناب والا! میرے علم کے مطابق directive جاری نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی وزارت خزانہ نے پیسے جاری کیے ہیں۔

چودھری محمد ریاض: جناب والا! اگر میں وزیرموصوف کو directive کی کاپی مہیا کر دوں تو کیا یہ کام شروع کر دیں گے؟

وزیر جنگلات : انشاء اللہ اس پر غور کریں گے اور کام کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر : بہتر ہے۔ اگلا سوال سید تابش الوری صاحب کا ہے۔ تابش الوری صاحب! یہ سوال بھی وزیرصنعت کا ہے اور ان کی تیاری نہیں ہے۔ لہذا اس سوال کو pending کر دیتے ہیں۔

سید تابش الوری : بہتر ہے جیسے آپ کی مرضی ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر : سید ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ! وزیرصنعت صاحب کی تیاری نہیں ہے چونکہ پورے ملک میں صنعتیں ویسے ہی بیٹھ گئی ہیں اور اس لحاظ سے یہ بھی بیٹھ گئے ہیں اور ان کی بھی تیاری نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں اب ہم ان کو وقت دے رہے ہیں تا کہ اگلی دفعہ ان کا جو امتحان ہو گا اس میں انھیں پاس ہونا چاہیے اور یہ تیاری کر کے آئیں گے ۔ اگلا سوال شاہد ریاض ستی صاحب کا ہے ۔

سردارحسن اختر موکل : جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ آئندہ کسی بھی اجلاس سے پہلے تمام وزراء کی ایک refresher courses کی کلاس لگوایا کریں تا کہ ان کی تیاری ہو جایا کرے ۔

جناب قائم مقام سپیکر : مہربانی ۔ شکریہ ۔ جناب شاہد ریاض ستی ۔

چودھری پرویز الٰہی : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر : چودھری پرویز الٰہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔ جی فرمائیے۔

چودھری پرویز الٰہی : جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہو گی کہ ہمیں وزراء صاحبان ، مشیر صاحبان اور ان کے جو محکمے ہیں ان کی ایک مکمل لسٹ مہیا کی جائے ۔ اور پھر یہ بتایا جائے کہ کتنے وزراء کے ساتھ ایک سیکرٹری ہے اور کام شفٹ وائز ہو رہا ہے ۔ صبح کی شفٹ کوئی اورکر رہا ہے شام کی شفٹ کوئی اور کر رہا ہے ۔ تاکہ ہمیں پتا چلے کہ کون وزیر کس محکمے کا ہے اس مطابقت سے ہمیں پتا چلے کہ کون سیکرٹری صبح کی شفٹ میں ان کے ساتھ کام کرتا ہے اور شام کی شفٹ میں کون کرتا ہے ۔ کیا یہ محکمے ان کے پاس پکے بھی رہیں گے یا نہیں رہیں گے ۔ کیونکہ شاید اسی خدشہ کی وجہ سے وہ تیاری کر کے نہیں آتے کہ شاید دوسرے دن اس محکمے کی تختی اٹھا کرکوئی اور نہ لے جائے اس طرح محکمہ بھی گیا اور تختی بھی گئی ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، چودھری صاحب شاید آپ تشریف نہیں رکھتے تھے ۔ میں نے اس سے پہلے شروع میں ہی یہ کہا تھا کہ ابھی مجھے بھی یہ پتا نہیں ہے کہ کس وزیر کو کون سا محکمہ ملا ہے ۔ تو میں نے کہا تھا کہ تمام وزراء کے نام محکمہ جات اور سیکرٹری کے ناموں کی کاپی تمام ممبران کو مہیا کر

دی جائے ۔ اپوزیشن کے ممبران کو بھی اور حکومتی ارکان کو بھی مہیا کر دی جائے ۔ میں اس سے پہلے یہ observation دے چکا ہوں ۔ مہربانی شکریہ۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! بہت شکریہ، لیکن در اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہم اجلاس ریکوزیشن نہ کرتے تو شاید ان کو محکمے بھی نہ ملتے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جناب شاہد ریاض ستی۔

چودھری محمد ریاض ، جناب والا! میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ ----

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں اب ہم تھوڑا سا آگے بھی چلیں۔

چودھری محمد ریاض ، جناب والا ! آپ نے وزراء کے بارے میں جو فرمایا ہے کہ ان کے محکمے اور نام دے دیے جائیں ۔ میرا خیال ہے کہ ان کی name plate اور محکمے ان کے سینے پر لگا دیے جائیں یا گلے میں لٹکا دیے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں اس کی اجازت نہیں دیتا یہ بات ٹھیک نہیں ہے ۔ جناب ریاض ستی صاحب نہیں ہیں ۔ اگلا سوال بھی جناب شاہد ریاض ستی صاحب کا ہے He is not present آگے میاں امتیاز احمد صاحب کا سوال ہے ۔

میاں امتیاز احمد ، سوال نمبر 1814

کالی ریت کے ٹھیکہ کی نیلامی

*1814-میاں امتیاز احمد، کیا وزیر معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع رحیم یار خان میں 95-1994ء کے لیے کالی ریت کا ٹھیکہ نیلام کیا گیا ہے اگر ہاں تو 94-1993ء میں ٹھیکہ کتنے میں نیلام کیا گیا۔

(ب) کالی ریت کی حکومت پنجاب کی طرف سے ٹرالی کی رائلٹی کتنی مقرر ہے شیڈول مہیا کیا جائے؟

وزیر معدنی ترقی (ملک عبدالرحمٰن کھر)۔

(الف) ضلع رحیم یار خان میں مالی سال 95-1994ء کے دوران صرف ایک ٹھیکہ (پٹہ) برائے بلاک بانے سانگھی بعوض بولی مبلغ -/23000 روپے آمدہ نیلام عام منعقدہ مورخہ 25-06-1995 بذریعہ

ورک آرڈر مورخہ 29-06-95 عطا کیا گیا۔ نیلام عام منعقدہ 25-06-95 میں ضلع رحیم یار خان کے دیگر چار بلاک ہائے عام ریت، فیروزہ، بہادر پور زون، بستی کھڈالی وغیرہ اور کوٹ عبداللہ لیکھراج بھی شامل کیے گئے جس میں فیروزہ اور بہادر پور زون کے لیے بالترتیب مبلغ -/100000 روپے اور -/1405000 روپے کی بولی موصول ہوئی جو کہ لائسنسنگ اتھارٹی نے منظور کر لیں اور بہادر پور زون کے لیے ورک آرڈر مورخہ 16-07-95 کو جاری کر دیا گیا جب کہ بلاک ہائے فیروزہ کی بابت عدالت دیوانی رحیم یار خان کی طرف سے عطا شدہ حکم امتناعی کی وجہ سے ورک آرڈر جاری نہ کیا جا سکا ہے بستی کھڈالی وغیرہ کے لیے مبلغ -/1303000 روپے کی بولی موصول ہوئی۔ جس پر لائسنسنگ اتھارٹی نے گفت و شنید کا حکم دیا اور اس ضمن میں مزید کارروائی جاری ہے۔ جبکہ کوٹ عبداللہ لیکھراج کے لیے کوئی بولی نہ دی گئی۔ سال 1993-94ء کے دوران عام ریت کے کل گیارہ ٹھیکہ جات برائے دو سال عطا کیے گئے اور اس دوران نیلام شدہ ٹھیکہ جات سے کل -/1193025 روپے کی آمدنی ہوئی۔ جب کہ مالی سال 1994-95ء کے دوران اب تک سابقہ عطا شدہ ٹھیکہ جات کی بقایا اقساط و دیگر واجبات کے ضمن میں مبلغ -/1721324 روپے کی آمدن سرکاری خزانے کو ہو چکی ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ ریت کی رنگت یا کوالٹی کے اعتبار سے ریت کی کوئی درجہ بندی نہ کی گئی ہے۔ ریت خواہ کالی ہو یا بھوری اسے عام ریت میں شمار کیا جاتا ہے۔

(ب) پنجاب ادنیٰ معدنیات مراعات قوانین 1990ء کے تحت حکومت پنجاب کی طرف سے عام ریت کی فروخت کے سلسلہ میں کوئی شیڈول/ریٹ مقرر نہ ہے۔ اور نہ ہی محکمہ معدنیات قانوناً اس کا مجاز ہے پٹہ دار اپنے علاقے میں عام ریت کی طلب و رسد اور زر نیلام کو مد نظر رکھ کر فروخت کا ریٹ /شیڈول مقرر کر سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں امتیاز احمد، جناب والا! انھوں نے جواب کے جز"ب" میں لکھا ہوا ہے کہ عام ریت کی فروخت کے سلسلہ میں کوئی شیڈول ریٹ مقرر نہ ہے ۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ پٹہ دار یا ٹھیکہ دار اپنی مرضی سے ٹرالی کا ریٹ لگائے گا؟ رحیم یار خان شہر میں یہ ہزار ہزار روپے میں ریت کی ٹرالی دے رہے ہیں ۔ تو اس کا کوئی شیڈول نہیں ہے ۔ اس پر حکومت نے کوئی کنٹرول نہیں رکھا

ہوا؟

جناب قائم مقام سپیکر ، جی کھر صاحب وہ پوچھتے ہیں کہ کیا ان کا کوئی ریٹ ہے؟

وزیر معدنی ترقی (ملک عبدالرحمٰن کھر) ، جناب والا ! یہ بجا فرما رہے ہیں اس پر ریٹ نہیں ہے ۔ پہلے تو ضلع کا چیئرمین ہوتا تھا اور اب ڈپٹی کمشنر ہے کیونکہ اس کی ایک کمیٹی ہوتی ہے وہ کمیٹی چار بندوں پر مشتمل ہوتی ہے وہ فیصلے کرتے ہیں کہ ریٹ کیا طے کیا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، تو کیا ابھی رحیم یار خان میں کوئی ریٹ نہیں ہے؟

وزیر معدنی ترقی ، جناب والا ! اصل میں انہوں نے کالی ریت اور بھوری ریت کا سوال کیا تھا اس میں ریٹ کا کوئی فرق نہیں ہے ۔ وہاں کے بھی ڈپٹی کمشنر نے جو فیصلہ کیا ہو گا وہی ریٹ مقرر ہوا ہو گا ۔

میاں امتیاز احمد ، جناب والا ! وزیر موصوف نے کہا ہے کہ کالی ریت اور دوسری ریت میں کوئی فرق نہیں ہے ۔ وزیر موصوف ذرا مجھے یہ تو بتائیں کہ بھوری ریت اور کالی ریت میں فرق ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر ، وہ تو فرق ہے ۔ قیمت کا یا استعمال کا فرق ہے؟

میاں امتیاز احمد ، جناب والا ! میں قیمت کا فرق پوچھ رہا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، کھر صاحب وہ قیمت کا فرق پوچھتے ہیں ۔

وزیر معدنی ترقی ، جناب سپیکر ! اس کی قیمت کا کوئی فرق نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، قیمت ایک ہی ہے؟

وزیر معدنی ترقی ، جی ایک ہی قیمت ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، قیمت ایک ہی ہے ۔

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب قائم مقام سپیکر ، جی شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔ چودھری صاحب اب پوائنٹ آف آرڈر ہی کرنا کوئی ضمنی سوال نہ کرنا ۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا ! پچھلے اجلاس میں میری طرف سے بھی یہ سوال آیا تھا اور یہ ریت

پر معدنی ترقی سے ہی متعلقہ تھا۔ جناب والا! یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے پچھلی دفعہ بھی یہ جواب دے دیا گیا تھا کہ کوئی نئی پارٹی آئی ہی نہیں اور ہم نے پچھلی پارٹی کو دے دیا۔ اب وہاں پر ٹھیکے دار نے لوٹ مار مچائی ہوئی ہے۔ آپ تو خود زمیندار ہیں آپ جانتے ہیں کہ ہم اپنی زمینوں سے ہی جو ریت نکالتے ہیں، جس کو گھسر کہتے ہیں جس میں کچھ percentage ریت کی ہوتی ہے باقی مٹی ہوتی ہے وہ چاہے ہم اپنی زمین سے اٹھا رہے ہوں وہ اس پر تین سو روپیہ چار سو روپیہ فی ٹرالی ٹیکس لیتے ہیں۔ ہمارا اپنا ٹریکٹر ہوتا ہے ہماری اپنی زمین ہوتی ہے اور ٹھیکے دار اس پر تین سے چار سو روپیہ جگا ٹیکس لیتا ہے۔ اور اسی لوٹ مار کی وجہ سے میاں امتیاز صاحب نے سوال دیا ہوا ہے اس لیے میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ وہ براہ کرم اس پر توجہ دیں اور عوام کو ان ٹھیکے داروں کی لوٹ کھسوٹ سے محفوظ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کھر صاحب اگر کوئی قیمت ہے تو ـــــ

وزیر معدنی ترقی، بالکل جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر، اور اگر قیمت نہیں ہے تو جو وہ فرما رہے ہیں کہ لوٹتے ہیں تو آپ ڈپٹی کمشنر کو کہیں کہ یہ لوٹ کھسوٹ نہیں ہونی چاہیے۔

وزیر معدنی ترقی، جناب سپیکر! یہ کل میرے پاس چیمبر میں تشریف لے آئیں تو میں ان کے ساتھ مل کر ڈپٹی کمشنر سے یہ پتا کر لیتا ہوں کہ آیا ٹھیکہ ہوا ہے یا ایسے ہی لوٹ کھسوٹ ہو رہی ہے کیونکہ ہمارے نوٹس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب امتیاز صاحب میں نے observation دے دی ہے کہ اگر کوئی ریٹ مقرر نہیں ہے تو ریٹ مقرر نہ ہونے کی وجہ سے لوٹ کھسوٹ کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ میں نے یہ observation دے دی ہے۔ جی موکل صاحب!

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ٹھیکے دار کو زمین سے ریت اٹھانے کے لیے کتنی گہرائی تک کھڈا مارنے کی اجازت ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، کھر صاحب! وہ کہتے ہیں کہ جب وہاں سے ریت نکالی جاتی ہے کوئی اس کی گہرائی کی پیمائش بھی ہے کہ وہ کتنے فٹ تک کھڈا مار سکتے ہیں؟

وزیر معدنی ترقی ، جناب والا! یہ میرے نوٹس میں بھی نہیں ہے اور اس بارے میں کوئی سوال بھی نہیں کیا گیا اور مجھے بھی اس بارے میں کوئی indicate نہیں کیا گیا۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ محکمے کے رولز میں ہے اور چونکہ میں وزیر موصوف کو اپنا بھتیجا سمجھتا ہوں ورنہ میں۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو ان کو علیحدگی میں بتا دینا کہ کیا ہے۔

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا! میری عرض سن لیجیے۔ ورنہ میں اسی غلط بیانی پر تحریک استحقاق پیش کرنے کا حق رکھتا ہوں ۔ یہ رولز میں ہے اور میں نے اس لیے پوچھا کہ پنجاب میں جہاں جہاں یہ ٹھیکے داری چل رہی ہے وہاں پر پورے کے پورے گاؤں تباہ کیے جا رہے ہیں کہ رولز کے تحت وہ جتنے فٹ کا کھڈا مار سکتے ہیں وہ اس سے چار چار گناہ زیادہ کھڈا مار رہے ہیں اور بے شمار گاؤں کی تباہی و بربادی کا سامان پیدا کیا جا رہا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ یہ محکمے سے پوچھیں رولز پڑھیں اور سختی سے یہ ہدایات جاری کریں کہ جہاں تک ہے وہ اس سے آگے نہ جائیں اور جہاں کہیں سے بھی یہ شکایت آئے اس کا ازالہ کریں اور یہاں پر میں ان کی اطلاع کے لیے آپ کی وساطت سے عرض کر دوں کہ موجودہ وزیر اعلیٰ صاحب نے recently ایک ڈائریکٹو بھی جاری کیا ہے کہ فلاں فلاں گاؤں میں یہ کھڈے روک دیے جائیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ جی ۔ میاں امتیاز صاحب ضمنی سوال پر ہیں ۔

میاں امتیاز احمد ، جناب والا! جواب کے جز ب میں لکھا ہوا ہے کہ نہ ہی محکمہ معدنیات قانوناً اس کا مجاز ہے پٹہ دار اپنے علاقے میں عام ریت کی طلب و رسد اور زر نیلام کو مدنظر رکھ کر فروخت کا ریٹ / شیڈول مقرر کر سکتا ہے ۔ تو اس سلسلے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہم اس کے مجاز نہیں ہیں تو ایک کمیٹی بنا کر ایک تو اس کا شیڈول مقرر کر دیا جائے کہ اس کا فلاں شہر میں فلاں ریٹ ہے ۔ دوسرا یہ کہ جو زمیندار اپنی زمینوں سے ریت نکالتے ہیں ان پر کسی قسم کا کوئی ٹیکس نہیں ہونا چاہیے ؟

جناب قائم مقام سپیکر ، دیکھیں امتیاز صاحب کمیٹی کی بجائے آپ کو اور متعلقہ وزیر کو کہا ہے آپ بیٹھ جائیں اور اس کا حل نکالیں۔ آپ جو بتائیں گے وہ شکایات دور کی جائیں گے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب قائم مقام سپیکر: جی ارشد عمران سلہری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ ریت کی قیمت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ حالانکہ ریت کئی اقسام کی ہے جس میں کالی ریت بھی ہے ایک عام ریت ہے ایک harrow sand ہے جس کو ہم براؤن ریت کہتے ہیں۔ تو میں ان کے ریکارڈ کی درستی کے لیے عرض کروں گا کہ براؤن ریت کی قیمت عام ریت سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔ تو وزیر موصوف یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ ریت کی قیمت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ جی۔

میاں عمران مسعود: جناب والا! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کافی ضمنی سوالات ہو گئے ہیں یہ آخری ضمنی سوال ہے۔ جی میاں عمران مسعود صاحب۔

میاں عمران مسعود: شکریہ جناب سپیکر! یہاں سوال الف کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ عدالت دیوانی رحیم یار خان کی طرف سے عطا شدہ حکم امتناعی کی وجہ سے ورک آرڈر جاری نہ کیا جا سکا۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ injunction جو کہ عدالت کی وجہ سے دیا گیا اس کے grounds کیا تھے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی؟

میاں عمران مسعود: یہ جو stay order دیا گیا۔ جو حکم امتناعی لکھا ہے یہ stay order کیوں دیا گیا؟ جناب والا یہاں لکھا ہوا ہے ناں۔ جبکہ بلاک ہائے فیروزہ کی بابت عدالت دیوانی رحیم یار خان کی طرف سے عطا شدہ حکم امتناعی کی وجہ سے ورک آرڈر جاری نہ کیا جا سکا۔ تو یہ stay order کیوں لیا گیا اور اس کے grounds کیا تھے؟ جناب والا! یہ سوال بڑا relevant ہے۔

وزیر معدنی ترقی: جناب والا! ٹھیکیدار نے عدالت سے جا کر stay لے لیا کہ یہ ٹھیکہ نہیں ہونا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو یہ بھی پتا ہونا چاہیے کہ آپ اگر عدالت میں یہ دعویٰ کر دیں کہ سارا لاہور شہر میرا ہے تو status-quo جاری ہو جائے گا۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر معدنی ترقی: جناب والا میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

وزیر جنگلات ۔ جناب والا میں بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیل

*1765-**جناب شاہد ریاض ستی،** کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

حلقہ پی پی 9 میں مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے تحت 94-1993ء سے آج تک کتنے ترقیاتی منصوبہ جات مکمل کیے گئے ہیں اور کتنے زیر تکمیل ہیں نیز ان منصوبہ جات کے لیے الگ الگ کتنے فنڈز مختص کیے گئے اور کتنے خرچ کیے گئے ہیں؟

وزیر جنگلات (رائے اعجاز احمد خان)،

پی پی "9" میں 94-1993ء سے لے کر آج تک مختلف سیکٹروں میں جو ذیل منصوبہ جات مکمل کیے گئے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

آگ بجھانے والے آلات کی فراہمی

*1768-**جناب شاہد ریاض ستی،** کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میں نے 94-1993ء میں جنگلات کی آگ بجھانے (فائر فائٹنگ) کے آلات فراہم کرنے کے لیے اسمبلی میں معاملہ پیش کیا تھا جس پر وزیر موصوف نے یقین دلایا تھا کہ 95-1994ء میں مذکورہ مقصد کے لیے فنڈز مختص کر دیے جائیں گے۔

(ب) کیا حکومت نے اس مقصد کے لیے کوئی رقم مختص کی ہے اگر کی ہے تو کتنی اور کس کس علاقے میں کون سے آلات فراہم کیے جا رہے ہیں۔

وزیر جنگلات (رائے اعجاز احمد خان)،

(الف) درست ہے۔

(ب) اس مقصد کے لیے ایک سکیم بنائی گئی ہے جس کی کل لاگت ایک کروڑ 34 لاکھ ہے سال 95-1994ء میں حکومت نے 76 لاکھ روپے کی رقم مختص کی ہے سرکاری جنگلات کو آگ

کے بچاؤ کے لیے یہ سکیم محکمہ پی اینڈ ڈی نے منظور کر لی ہے۔ اس سکیم کے تحت درج ذیل آلات فراہم کیے جائیں گے جو کہ آگ بجھانے میں مددگار ہوں گے۔

(1)

پانی والی گاڑیاں	گیس ماسک	فائر لباس	حفاظتی ٹوپیاں
13 عدد	165	105	130 عدد

آگ بجھانے کے جھاڑو	پانی کے پمپ	فائر ریک
260 عدد	130 عدد	600 عدد

دوربین	بالٹیاں	برش کٹر	ٹارچ	پانی کی بوتلیں	ابتدائی طبی بکس
8 عدد	130 عدد	130 عدد	120 عدد	195 عدد	25 عدد

(2) وائرلیس کنٹرول کا نظام

بیس سٹیشن 25 واٹ		لینڈ موبائل واکی ٹاکی	بیٹریاں
3 عدد	12 عدد	40 عدد	170 عدد

(3) بلند ترین مقامات پر آگ کے مشاہدے کے لیے 5 عدد فائر ٹاور' اریاڑی' بن چار پان' مری' مناڑ اور کوٹلی ستیاں پہلے سے موجود ہیں جنہیں بہتر بنایا جا رہا ہے جن پر آگ کے موسم کے دوران فائر واچر ہمہ وقت ڈیوٹی پر موجود ہوں گے۔

(4) جونہی جس جگہ آگ بھڑک اُٹھے یہ لوگ تین بیس سٹیشنوں مری' کوٹلی ستیاں اور منجاڑ کو بذریعہ واکی ٹاکی اطلاع کریں گے۔

(5) تینوں بیس سٹیشنوں پر مامور عملہ فوراً 12 لینڈ موبائل سیٹ پر آگ بجھانے والی پارٹیوں کو مطلع کریں گے۔

(6) آگ بجھانے والی پارٹیاں پانی کی ٹینکیاں لے کر حسب ضرورت موقع پر فوراً پہنچ کر آگ بجھائیں گی۔

(7) ہر نائب مہتمم جنگلات/امین جنگلات کے پاس آگ کے بجھانے کے لیے ایک گاڑی ہوگی جس میں پانی کی ٹینکی نصب ہوگی اطلاع ملنے پر فوراً موقع پر پہنچ کر آگ بجھائیں گے۔

شجر کاری مہم کے اخراجات کی تفصیل

*1899-میاں شیخ محمد چوہان، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
سال 94-1993ء اور 95-1994ء کے دوران حکومت نے شجر کاری کی کتنی مہمات شروع کی تھیں اور کتنے نئے درخت لگائے گئے نیز ان پر کتنے اخراجات برداشت کرنا پڑے ڈویژن وار ان درختوں کی اقسام کی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے جو شجر کاری کے لیے مفید رہیں؟

وزیر جنگلات (رائے اعجاز احمد خان)،

-1 سال 94-1993ء اور 95-1994ء میں حسب ذیل مہمات چلائی گئیں۔

-1 شجر کاری موسم برسات 1993ء

-2 شجر کاری موسم بہار 1994ء

-3 شجر کاری موسم برسات 1994ء

-4 شجر کاری موسم بہار 1995ء

-2 ان مہمات کے دوران جو پودہ جات لگائے گئے۔ ان کی ڈویژن /سرکل وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملازمین کے دوبارہ تبادلہ کی وجوہ

*1938-چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم دسمبر 1993ء سے 31 دسمبر 1994ء تک محکمہ جنگلات کے گجرات ڈویژن کے کتنے ملازمین کا تبادلہ کیا گیا۔ ہر ملازم کا عرصہ تعیناتی کتنا تھا اور ان ملازمین کے نام اور عہدہ جات کیا تھے۔

(ب) جز (الف) میں مندرج کتنے ملازمین کا تبادلہ روک دیا گیا اور ہر بار تبادلہ کرنے کے بعد مختصر عرصہ میں دوبارہ تبادلہ کی وجوہات کیا ہیں۔

وزیر جنگلات (رائے اعجاز احمد خان)،

(الف) یکم دسمبر 1993ء سے 31 دسمبر 1994ء تک گجرات فارسٹ ڈویژن میں 51 ملازمین کا تبادلہ کیا گیا جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تین ملازمین کا مختصر عرصہ میں بار بار تبادلہ کیا گیا جس کی تفصیل بمعہ وجوہات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈفر پلانٹیشن میں مین فلینگ کی تفصیلات

*2092-چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-
ڈفر پلانٹیشن میں سال 91-1990ء سے 95-1994ء تک کس کس کمپارٹمنٹ میں مین فلینگ کرائی گئی ہے ہر کمپارٹمنٹ کا علیحدہ علیحدہ رقبہ بتایا جائے نیز ہر کمپارٹمنٹ میں کتنے کتنے سٹینڈرڈ رکھے گئے تھے اور اس وقت کتنے کتنے سٹینڈز موجود ہیں ہر کمپارٹمنٹ سے کتنی کتنی ٹمبر اور جلانے والی لکڑی حاصل کی گئی تھی اور وہ کتنی رقم میں فروخت ہوئی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر جنگلات (رائے اعجاز احمد خان)،

مطلوبہ انفرمیشن ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

لارنس پور میں ریت کے بلاکوں کی تفصیلات

643-راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت تحصیل اٹک کے لارنس پور کے علاقہ میں ریت کے کل کتنے بلاک ہیں ہر بلاک کس کس کو کتنی رقم میں نیلام ہوا اور ہر بلاک کا کل رقبہ کتنا ہے۔

(ب) اس وقت کتنے کیس مختلف محکمانہ اتھارٹیز کے پاس کتنے عرصہ سے زیر کارروائی ہیں اور اس قانونی کارروائی کے دوران جو پارٹیاں ناجائز مالی فوائد حاصل کر رہی ہیں اس کے تدارک کے لیے محکمہ نے کیا عملی اقدامات کیے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کے مقامی افسران کی ملی بھگت سے کچھ لوگوں نے مختلف عدالتوں سے حکم امتناعی لے کر وہاں سے ناجائز ریت اٹھانے کا کام شروع کر رکھا ہے جس سے حکومت کو ہر ماہ لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے اگر ایسا ہے تو حکومت اس کے تدارک کے لیے اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر معدنی ترقی (ملک عبدالرحمن کھر)،

(الف) اس وقت تحصیل اٹک میں لارنس پور کے علاقہ میں ریت کے کل 19 بلاک ہیں۔ جن میں سے 11 عطا شدہ ہیں اور 8 خالی ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ "الف" اور "ب" میں دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت لارنس پور کے علاقہ میں ریت کے بلاکس ہ جات سے متعلقہ چار کیس محکمانہ اتھارٹیز کے پاس زیر التواء ہیں۔ جن کی تفصیل ضمیمہ "ج" میں دی گئی ہے۔ یہ کیس قوانین کے تحت متعلقہ اتھارٹیز نمٹائیں گی حتمی فیصلہ کے بعد ہی جائز یا ناجائز مالی فوائد کا تعین کیا جا سکتا ہے کیس کے اختتام پر جو بھی رقوم واجب الادا ہوں گی وہ وصول نہ ہونے کی صورت میں بطور بقایا جات مالگزاری کی کارروائی کی زد میں آئیں گی۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ عام ریت کے لارنس پور کے کسی بلاک میں عدالت کی جانب سے حکم امتناعی کے تحت کام نہ ہو رہا ہے البتہ مورخہ 7 نومبر 1994ء سے قبل چودھری علی حیدر، سابقہ پٹہ دار ہٹیاں بلاکس 2-1 نے عدالت عالیہ راولپنڈی بنچ کی جانب سے جاری شدہ حکم امتناعی کے تحت تقریباً ساڑھے آٹھ ماہ کام کرتا رہا تھا تاہم مذکورہ شخص نے ان پٹہ جات کی قسط جمع کرا دی تھی مذکورہ بالا حکم امتناعی عدالت عالیہ نے 7 نومبر 1994ء کو خارج فرما دیا ہے جس پر مورخہ 8 نومبر 1994ء کو ہٹیاں 2-1 میں کام بند کرا دیا گیا مقامی افسران کی ملی بھگت کا الزام غلط ہے۔ ضمیمہ "الف" "ب" اور "ج" ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

کنزرویٹر سرگودھا کے خلاف کارروائی

*655-چودھری شاہد خلیل نور، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی ٹی روڈ سرگودھا سرکل کے موٹے درخت بشیر احمد کنزرویٹر کی سرپرستی میں چوری کٹوائے گئے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کنزرویٹر جب سرگودھا سرکل سے عمرہ پر گیا تو اس کی عدم موجودگی میں سرکاری گاڑی اس کے اہل خانہ نے استعمال کی اور لاگ بک میں 25000 کلومیٹر کی جعلی انٹری ماتحت عملہ سے کروائی گئی۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ آفیسر کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر جنگلات (رائے اعجاز احمد خان):

(الف) جی ٹی روڈ سرگودھا سرکل میں نہ آتی ہے اس لیے یہ درست نہ ہے کہ سرگودھا سرکل میں سڑک ہذا سے کوئی درخت چوری کٹوائے گئے ہیں۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے۔ کوئی سرکاری گاڑی افسر کی چھٹی کے دوران اس کے اہل خانہ کی تحویل

میں نہ ہوتی ہے اس لیے یہ مفروضہ غلط ہے کہ سرکاری گاڑی دوران رخصت عمرہ اہل خانہ نے استعمال کیے یہ بھی غلط ہے کہ سرکاری گاڑی افسر مذکور کی رخصت کے دوران 25000 کلومیٹر چلائی گئی، حقیقتاً یہ گاڑی متعلقہ افسر انچارج نے سرکاری کار ہائے کی انجام دہی کے سلسلہ میں صرف 1433 کلومیٹر چلائی جس کا حسب ضابطہ اندراج موجود ہے۔

(ج) جز ہائے مندرجہ بالا کا جواب نفی میں ہے اور ریکارڈ کے مطابق کسی جرم کا سرزد ہونا نہ پایا جاتا ہے اس لیے افسر مذکورہ کے خلاف کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے؟

پوائنٹ آف آرڈر

ایک سوال پر ضمنی سوالات کی تعداد کا تعین

ملک احمد یار گوندل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! بس یہی بات ہے پھر آپ کی نظر دوسری طرف چلی جاتی ہے۔ جناب والا! میں اپنی اطلاع کے لیے جناب کی رولنگ چاہوں گا کہ ایک سوال پر کتنے ضمنی سوالات ہو سکتے ہیں اور ایک رکن کتنے سوالات کر سکتا ہے؟ چونکہ تیسری دفعہ ہے کہ میرے سوالات ہر اجلاس میں آخر میں آتے ہیں اور میں گھڑی کی طرف اور آپ کی طرف دیکھتا رہتا ہوں لیکن خوش قسمتی یا بد قسمتی سے میرا سوال ہمیشہ رہ جاتا ہے ۔ آپ اس پر رولنگ فرما دیں تاکہ یہ ہاؤس پانچ چھ آدمیوں کے نرغے سے نکل سکے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ کوئی hard and fast رولز نہیں ہیں کہ کتنے ضمنی سوالات کیے جائیں۔ ویسے اکثر افہام و تفہیم سے یہ کیا جاتا ہے اور یہ ایک طریقہ چلا آرہا ہے کہ تین ضمنی سوال پوچھے جائیں تاکہ تمام سوالوں کا نمبر آسکے ۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ رولز میں کوئی ذکر نہیں ہے کہ کتنے سوالات کیے جا سکتے ہیں۔ ایک فاضل رکن کتنے سوالات پوچھ سکتا ہے؟ کسی جگہ پر کچھ mention نہیں ہے ۔

چودھری احمد یار گوندل ، جناب والا! پھر افہام و تفہیم کے تحت آپ میرے سوالات لے لیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، اب تو وقفہ سوالات کے لیے وقت ختم ہو چکا ہے ۔ اسی لیے تو میں کہتا ہوں کہ جلدی جلدی کریں ۔

چودھری احمد یار گوندل ، جناب والا! افہام و تفہیم کا مطلب تو یہ ہے کہ وقت میں پانچ منٹ کی

لیے توسیع کرلیں اور آپ میرے سوالات لے لیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جو سوالات آخر میں ہوں گے وہ تو رہ جائیں گے اس میں سپیکر کیا کر سکتا ہے ۔ آپ کی اپنی ایک ترتیب ہوتی ہے ۔

چودھری احمد یار گوندل ، پھر آپ میرے سوال کو مؤخر کر دیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، وہ stage اب گزر گئی ہے ۔

چودھری احمد یار گوندل ، جناب والا! آپ سب کچھ کر سکتے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، مجھے معاف کریں۔ اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں

سید محمد عارف حسین بخاری ، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں نے پچھلے دن آپ کی ایک اہم مسئلے کی طرف توجہ مبذول کروائی تھی ، جو کہ ایک وزیر کی بیرونی ملک سے شراب منگوانے سے متعلق تھی .....

جناب قائم مقام سپیکر ، اس کو بعد میں دیکھ لیں گے پہلے ہم تحریک استحقاق لے لیں ۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، جناب والا وہ آپ نے اپنے چیمبر میں kill فرما دی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، وقفہ سوالات اور اس کے بعد تحاریک استحقاق ہیں ۔ اس کے بعد جب تحاریک التوائے کار کا وقت ہوگا اس میں آپ ایسا کوئی مسئلہ اٹھا سکتے ہیں ۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، آپ مجھے اس پر وقت دیں گے ؟

جناب قائم مقام سپیکر ، انشاء اللہ۔ چودھری اختر رسول۔ حاجی مقصود احمد بٹ۔ جناب بادشاہ میر خان آفریدی۔ میاں فضل حق۔ یہ تحریک استحقاق نمبر ایک ہے جو میرے خیال میں کل pending قرار دی گئی تھی ۔ آپ کی مرضی سے ہی اس کو مؤخر کیا گیا تھا۔

چودھری اختر رسول ، جناب والا! اس وقت باقی تین افراد ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ لہذا اس تحریک استحقاق کو مؤخر کر دیا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، محرک کی منشاء کے مطابق اس تحریک استحقاق کو اگر کل اجلاس ہوا تو کل تک کے لیے کو مؤخر کیا جاتا ہے ۔ چودھری پرویز الٰہی ۔

چودھری پرویز الٰہی ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اجلاس کے پہلے روز میں نے ایک قرار داد پیش کی تھی جس پر جناب ۔۔۔ نے حکم فرمایا تھا کہ وزیر قانون صاحب کھوسہ صاحب اور ہمارے ساتھی

بیٹھ کر اس قرار داد پر بات کرلیں ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ میری اس قرار داد کا کیا بنا ہے ؟

جناب قائم مقام سپیکر : وزیر قانون صاحب وہ قرار داد جو چودھری پرویز الٰہی صاحب لانا چاہتے تھے اور ابھی رول ۲۰۲ کے تابع میں نے اپنی consent نہیں دی تھی ۔ میں نے کہا تھا کہ پہلے وزیر قانون اور آپ بیٹھ کر اس پر کوئی فیصلہ کریں اور پھر آج کے دن اسے ایوان میں لائیں ۔ میرے خیال میں اگر ہم پہلے تحاریک استحقاق کو لے لیں اس کے بعد قرار داد پر بات کر لیتے ہیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر! میں اس مسئلے پر تھوڑی سی ذاتی وضاحت کر دوں ۔ آپ نے اس قرار داد کو سترہ تاریخ تک کے لیے موخر کر دیا تھا اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم وزیر قانون سے مشورہ کر لیں کہ وہ کچھ الفاظ بدلنا چاہیں گے یا وہ اپنے وزیر اعلیٰ سے مشورہ کرنا چاہیں گے ۔ لہٰذا میں نے وہ تحریر وزیر قانون کے سپرد کر دی ہے۔ اب وہ اس پر کچھ وضاحت فرمائیں گے ۔

وزیر قانون : جناب والا! میں نے سردار صاحب کی خدمت میں عرض کر دی ہے کہ ہم اس قرار داد سے متفق نہیں ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں۔ گورنمنٹ اس کی اجازت نہیں دیتی ۔

وزیر قانون : جی ۔

جناب قائم مقام سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس پر ....

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! یہ مسئلہ اب آپ ہاؤس کو put کریں اور ہاؤس کی رائے لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : دیکھیں رول 202 یہ ہے Any member may, with the consent of the speaker, اس میں جو پہلا ingredient ہے ' ضروری بات ہے وہ یہ ہے کہ with the consent of the speaker ہے ۔ سپیکر کیا کر سکتا ہے ۔ move that any rule یعنی ایک رول ' وہ بھی mention ہے that any rule may be suspended and if the motion is carried the rule in question shall stand suspended . تو پھر جب میں رضا مندی ظاہر

کردوں پھر وہ ہاؤس کے سامنے پیش کی جاتی ہے ۔ اور پھر وہ منظور ہو جائے تو پھر آگے اس پر بات چلتی ہے ۔ یہی کل میری بات تھی ۔ اب آپ نے یہاں لکھا ہے کہ any rule یعنی کونسا رول معطل کیا جائے ؟ یہ آپ نے mention نہیں کیا ۔

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس مسئلے پر عرض کرنا چاہوں گا کہ......

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ ایک منٹ میری بات سن لیں ۔ اس طرح فاضل اراکین کے علم میں بھی اضافہ ہوتا ہے ۔ میں تحریک پڑھ دیتا ہوں،

> میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد و ضوابط صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 202 کے تحت درج ذیل قرار داد پیش کرنے میں متعلقہ قواعد معطل کیے جاویں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک رول معطل کیا جا سکتا ہے ۔ یہاں پر اگر لفظ رولز ہوتا......

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! سارے کے سارے بھی معطل کیے جا سکتے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، پھر یہ بھی بات ہے کہ اس میں رول بھی mention نہیں کیا any rule لکھا ہے ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔ وہ mention ہے۔ وہ under stood ہے----

جناب قائم مقام سپیکر ، under stood نہیں ہے ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کروں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، چلیں اجازت ہے ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر 202 وہ رول ہے ' اور اس کو رولز میں اس لیے رکھا گیا ہے کہ عموماً اسمبلی کی proceeding کے دوران کبھی بھی گورنمنٹ کو اپوزیشن کو یا سپیکر کو کوئی ایسی مشکل درپیش آئے تو وہ اس رول کو استعمال کر سکے ۔ یہ رول 202 وہ امرت دھارا ہے جس سے اسمبلی کی کارروائی غیر قانونی طور پر نہ ہو سکے ۔ اور اسمبلی کو قواعد کے مطابق چلانے کے لیے جو قواعد کسی بھی قسم کی کارروائی میں اور جن کی رولز میں وضاحت کی گئی ہے لیکن وقت کا تقاضا یہی ہے 'مثلاً یہی مسئلہ ہے جو آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے ۔ اس میں یہ کہ resolution ایک ہفتہ پہلے آنا چاہئے اور

اس کی اتنی کاپیاں آنی چاہئیں ' فلاں کو یہ ہونا چاہئے۔ یعنی معاملہ اتنا سنگین ہے ' اہم ہے کہ اس پر ---

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ - پہلے یہ بتائیں کہ یہ قرار داد ہے یا موشن ہے ؟ یہ موشن اور resolution علیحدہ علیحدہ ہیں۔

سید ظفر علی شاہ: سر یہ بات آپ کو بتاتے ہیں پہلی بات تو ختم ہو لینے دیں۔ پہلے رول ۲۰۲ تو ختم ہو لے۔ رول ۲۰۲ میں یہی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ consent آپ کی ہو گی۔ یعنی آپ صرف اتنی consent دیں گے کہ ہاؤس میں یہ move کیا جاسکے۔ کہ ۲۰۲ کے تحت کوئی اور رول یا رولز ان کو معطل کرنا مطلوب ہے۔ تو ہاؤس ان کو suspend کرسکتا ہے۔ جو بھی اس پر رکاوٹ آتی ہے اگر کوئی موشن ہے resolution ہے cut motions ہیں جو بھی اس میں طریقے دیئے ہوئے ہیں۔ اس لیے جناب کی خدمت میں ہم نے درخواست کی تھی کہ آپ سے یعنی ڈیموکریٹک سپیکر سے ہم کم ازکم یہ توقع نہیں رکھ سکتے کہ وہ ایک ڈیموکریٹک پراسس میں ایک ڈیموکریٹک resolution میں جو کہ directly related with the Leader of the Opposition ہے - جس کا تعلق صرف ایک ادارے سے ہے پولیس سے ' ایف آئی اے سے ہے - اس کے بارے میں کم از کم میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ اسمبلی کا سپیکر جناب موہل جیسا باوقار پارلیمنٹیرین اور سپیکر ہو اور وہ ایف آئی اے کے مقابلے میں اور میاں شہباز شریف کے مقابلے میں ایف آئی اے کو ترجیح دے گا۔ اور اس کے خلاف resolution move کرنے کے لیے رولز کو معطل کرنے کی بھی اجازت نہیں دے گا۔ کم از کم میں تو یہ بات سوچ بھی نہیں سکتا۔ آگے ہاؤس کی یہ مرضی ہوتی ہے کہ اس کو جب resolution put ہو گا' ہم نے اس دن اس لیے درخواست کی تھی' مجھے نہیں پتہ کہ گورنمنٹ اتنی کم ظرف ہے ' میں معذرت سے یہ بات کہوں گا کہ کیا ہم کوئی وزیر اعظم کے خلاف resolution move کر رہے ہیں کیا ہم کوئی وزیر اعلیٰ کے خلاف resolution move کر رہے ہیں؟ ہم ایک ایف آئی اے کی ایجنسی کے ایک فرد جو کہ گریڈ ۱۶ یا ۱۷ کا افسر ہے ' جس نے اپوزیشن لیڈر پر تشدد کیا ہے اور man handling کی ہے - جس کو Interior Minister نے floor of the House پر یہ کہا ہے کہ ہاں مجھے اب پتہ چل گیا ہے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ تو اس resolution کو move کرنے کے لیے مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ تو آڑے آئے گی ' سر میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کو تو میں نے اجازت دی تھی۔

سید ظفر علی شاہ، آپ کی اجازت سے بول رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں تو میں ان کو پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دیتا ہوں۔ آپ کو پھر بولنے کی اجازت دوں گا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔

سید ظفر علی شاہ، میں نے جناب سے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت طلب کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب پرویز الہی صاحب بات کرنا چاہتے تھے۔

سید ظفر علی شاہ ، تو سر میں توقع رکھوں کہ مجھے لاء منسٹر کے بعد پھر اجازت دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں نہیں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا بلکہ میں نے تو خود آپ کو اپنی assistance کے لیے اجازت دی تھی۔

سید ظفر علی شاہ، میں جناب کا شکر گزار ہوں۔ میں اسی پر بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو آپ بیٹھ جائیے۔ ان کے پوائنٹ آف آرڈر کے بعد میں پھر آپ کی assistance لوں گا۔

سید ظفر علی شاہ ، ٹھیک ہے جناب ۔

وزیر قانون(میاں محمد افضل حیات)، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر میری گزارش صرف اتنی ہے کہ آپ کی consent سے پہلے کسی چیز پر کوئی بحث نہیں ہوسکتی۔ جب تک رولز معطل کرنے کی آپ consent نہ دیں تو اس سے پہلے یہ بحث نہیں ہوسکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے اپنے آپ کو مطمئن تو کرنا ہے کہ consent دوں یا نہ دوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ابھی وزیر قانون نے یہ کتاب ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ کھولی نہیں

شاید پڑھنا گوارہ نہیں کر رہے تھے۔ کہا ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر کوئی قانون یا کوئی قاعدہ suspend نہیں ہوسکتا۔ تو میں اسی ہاؤس کی روایات کو quote کرتا ہوں۔ آپ ریکارڈ دیکھ لیں۔ اسی ہاؤس کے سپیکر نے ایک مرتبہ نہیں بلکہ بارہا اس قسم کے اہم امور پر ہاؤس کی رائے لی ہے اور اس کے بعد قواعد suspend کیے۔ اور یہ جناب والا! آپ کی روایات میں موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی ----

سید ظفر علی شاہ: میں جناب کا شکر گزار ہوں۔ میں حوالہ دے رہا تھا کہ محترمہ وزیر اعظم صاحبہ نے تو ایک طرف اتنی اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیا ہے کہ بیگم تہمینہ دولتانہ پر لاہور کے مال روڈ پر تشدد ہوا ہے۔ تو انہوں نے فوراً کہہ دیا کہ اس کی تحقیقات کرو۔ یہی مطالبہ ہم کر رہے ہیں کہ کیا ایف آئی اے والوں نے ، اور پھر ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہائی کورٹ کا کمیشن ، ہائی کورٹ کے جج کی سربراہی میں یہ مقرر کیا جائے اور اس بات کا پتہ چلایا جائے کہ آیا اس ایف آئی اے کے اس انسپکٹر نے ایک اپوزیشن لیڈر ، ایک political worker مقام کا ، جو جناب والا! آپ بھی ہیں اور میں بھی ہوں اس کا تقدس بھی بہت بڑا ہوتا ہے ، کجا کہ elected member کجا کہ Leader of the Opposition اور کجا کہ ہم یہ resolution move کر رہے ہیں کہ تحقیقات کریں ایف آئی اے کی کہ کیا اس نے میاں شہباز شریف پر تشدد کیا؟ ، اگر کیا تو کیوں کیا؟ اور اگر آج یہ resolution اس طرح kill کیے گئے اور رکاوٹ پیش کی گئی تو آج کا لیڈر آف دی ہاؤس کل کا اپوزیشن لیڈر ہوگا۔ آج کا وہی ایف آئی اے کا انسپکٹر جس کے آڑے آج یہ پنجاب گورنمنٹ آ رہی ہے اسی انسپکٹر سے کل کا آنے والا لیڈر آف دی ہاؤس آنے والے اپوزیشن لیڈر کو جوتے لگائے گا۔ میں معذرت سے یہ بات کر رہا ہوں۔ جناب والا! آپ ایجنسیوں کو اتنا defend نہ کریں۔ خدا کے لیے کچھ سیاسی قدروں کا بھی خیال رکھیں اور سیاسی اداروں کا بھی خیال رکھیں ۔ اس لیے میری آپ سے اور اس ہاؤس سے استدعا ہوگی کہ اتنی بے ضرر قرار داد کے آگے رکاوٹ مت بنیے کچھ روایات قائم ہونے دیجئے۔ تاکہ ان اداروں کو بھی یہ پتہ چلے جو کہ ہنستے ہیں اور باہر بیٹھ کر مسکراتے ہیں اور پھر وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر میاں نواز شریف کی حکومت ہو تو ہم انہیں بے وقوف بنا لیتے ہیں اور بے نظیر بھٹو کی حکومت ہو تو ہم انہیں بے وقوف بنا لیتے ہیں۔ کم از کم ان اداروں کی باز پرس اس طریقے سے ہونی چاہئے۔ اور پھر جج نہ ہمارا ہے نہ ان کا ہے جج ہائی کورٹ کا ہے۔ اور اپوزیشن لیڈر اس اسمبلی کا ایک معزز رکن ہو کہ لیڈ کر رہا ہے آدھے سے زیادہ

پنجاب کو ، ایک انسپکٹر اس کے ساتھ man handling کر رہا ہے اور ہم اس پر بات نہیں کرسکتے۔ کل ہم لوگوں کے حقوق کی کیا بات کریں گے۔ ہم لاء اینڈ آرڈر پر کیا تقریر کریں گے ، پولیس کے تشدد کے بارے میں ہم کیا بات کریں گے۔ اگر آج ہم اپوزیشن لیڈر کے حق میں یہ قرار داد پیش نہیں کرسکتے اور یہ ہاؤس اس کو پاس نہیں کرسکتا تو میں معذرت سے کہوں گا کہ کم از کم میں یہ ضرور سوچنے پر مجبور ہوجاؤں گا کہ میں اپنا استعفیٰ آپ کو ٹینڈر کرکے چلا جاؤں۔ ایسے ہاؤس کی کم از کم مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جو کہ میرے تقدس یا عام شہریوں کے تقدس اور elected لوگوں میں تمیز نہیں کرسکتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی سید تابش الوری صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

سید تابش الوری، قائد حزب اختلاف جناب چودھری پرویز الہی صاحب نے جو قرار داد پیش کی تھی' اور اس میں آپ سے درخواست کی تھی کہ قاعدہ ۲۰۲ کے تحت متعلقہ قاعدہ معطل کرکے انھیں قراز داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔آپ نے اعلان کیے بغیر اس طرح سے اس کی consent دی کہ ہاؤس سے یہ کہا کہ اگر ہاؤس کے دونوں طرف کے حضرات ایک متفقہ قرار داد یا ایک متفقہ resolution پر تیار ہو جائیں تو وہ بات کرلیں۔ وزیر قانون نے جواب یہ دیا ہے کہ وہ متفقہ resolution کے لیے تیار نہیں۔ وہ یہ اعتراض نہیں کرسکتے کہ جناب consent دیں یا نہ دیں یہ ہاؤس ۲۰۲ کا قاعدہ معطل کرے یا نہ کرے۔ ان کا ووٹ کا حق ہوگا جب یہ قرار داد put ہوگی تو وہ اس کو اپوز کریں گے۔مسئلہ صرف اس حد تک طے ہوا ہے کہ انہوں نے متفقہ قرار داد پیش کرنے سے معذرت کا اظہار کیا ہے۔ لیکن جہاں تک قرار داد اور اس تحریک کا تعلق ہے وہ آپ کی consent سے اس وقت ہاؤس کے سامنے ہے اور ہم چاہیں گے کہ قواعد کے مطابق یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے جو قائد حزب اختلاف کے تشدد سے متعلق ہے۔ اور جناب والا! آپ سمجھتے ہیں کہ اس ہاؤس میں دو ہی اہم ترین شخصیات ہیں ایک لیڈر آف دی ہاؤس اور ایک اپوزیشن لیڈر۔ اور آپ خود کہتے ہیں او رسب مانتے ہیں کہ جمہوریت کی کوئی گاڑی حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے بغیر نہیں چل سکتی۔ قائد حزب اختلاف جب خود کھڑے ہوتے ہیں یا ان سے متعلق جب کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو پورے تسلسل کے ساتھ پارلیمانی روایات موجود ہیں کہ سپیکر نے ترجیحی طور پر اس مسئلے کو take up کیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے بھی انہی روایات کی

پاس داری کرتے ہوئے آپ نے اس موشن کو take up کیا ہے اور اس پر بحث کی اجازت دی۔ اور پھر یہ خواہش ظاہر کی کہ اگر یہ مشترکہ resolution ہو جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ جناب والا اب وہ مشترکہ resolution نہیں ہو رہا۔ لیکن ہم چاہتے ہیں چونکہ یہ اتنا اہم اور سنگین مسئلہ ہے کہ اسے ہاؤس میں سنجیدگی کے ساتھ زیر غور لانا چاہئے کیونکہ اگر تشدد بے زنجیر ہوجائے اگر لاقانونیت کو بے لگام کردیا جائے تو پھر کوئی بھی محفوظ نہیں رہا کرتا۔ اس طرف کے بیٹھنے والے ارکان کو خبردار رہنا چاہئے کہ اقتدار میں آدھی دار شامل ہے۔ اور تخت کو تختہ ہوتے ہوئے دیر نہیں لگا کرتی۔ انہیں آج قائد حزب اختلاف کے اس اہم اور سنگین ترین معاملے پر پوری سنجیدگی کے ساتھ اعلان کرنا چاہیے کہ وہ کسی اتھارٹی کو، کسی پولیس آفیسر کو یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ اراکین اسمبلی کے گریبان تک یا قائد حزب اختلاف کے گریبان تک ان کے ناپاک ہاتھ پہنچ سکیں اگر آج یہ ہاتھ ہم تک پہنچ رہے ہیں تو کل ان کے دامن بھی تار تار ہوں گے کل ان کو بھی جیلوں میں پھینکا جائے گا اور تشدد کا نشانہ بنایا جائے گا اس لیے جناب والا! سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر میں نے سن لیا ہے۔

سید تابش الوری: میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ حقوق انسانی کا مسئلہ ہے۔ یہ دستور کے تحفظ کا مسئلہ ہے جس کا آپ نے عہد کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر میں نے سن لیا ہے۔

سید تابش الوری: میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے دستور کے تحت حلف اٹھایا ہے کہ قانون اور دستور کا تحفظ کریں گے اور دستور نے شرف انسانی کی حرمت کا عہد کیا ہے۔ دستور نے ضمانت دی ہے کہ کسی شہری کو، اس کی جان و مال کو، اس کے جسم کو، اس کے جان و املاک کو نقصان نہیں پہنچنے دیا جائے گا اور یہاں قائد حزب اختلاف پر جسمانی تشدد ہوا ہے اور ساری دنیا دیکھ رہی ہے کہ پاکستان حقوق انسانی کا قبرستان بنتا جا رہا ہے اور آپ اس کی اجازت نہیں دے رہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اس ریزولوشن کی اجازت دیں تاکہ ہم آئندہ کے لیے ایک نئی تاریخ مرتب کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل یہ قرارداد میرے سامنے پیش ہوئی تو چونکہ چودھری پرویز الہی نے 202 کے تابع جو request کی تھی اس رول کو suspend کر دیا جائے تو 202 میں سپیکر کی

consent پہلا ingredient ہوتی ہے وہ consent دیتا ہے تو پھر آگے وہ پڑھی جاتی ہے۔ ہاؤس کے سامنے put ہوتی ہے اگر اکثریت اس کو منظور کرے تو اس پہ پھر کارروائی ہوتی ہے تو میں نے کل ہی یہ شروع میں کہا تھا کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب اور لاء منسٹر بیٹھ جائیں اس کی کوئی شکل بنائیں چونکہ اس کی قرار داد جو تھی وہ قرار داد مذمت کی شکل میں تھی۔ میں نے کہا تھا کہ اس کو اس طرح wording کریں کہ وہ قرار داد مذمت نہ بنے بلکہ وہ صحیح ایک قرار داد ہو وہ لائیں پھر میں اس پہ consent دوں گا۔ یہ میں نے بڑی واضح طور پر بات کی تھی۔ ہمارے دوست تابش الوری صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ یہ اس روز موجود بھی نہیں تھے تو ان کو بتایا گیا ہو گا۔ میں نے وہ consent نہیں دی تھی آج بھی وہ قرار داد اسی شکل میں میرے سامنے ہے اس لیے میں اس پر اپنی consent نہیں دیتا لہذا یہ ہاؤس میں put نہیں ہو گی۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن اراکین بطور احتجاج اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے۔ شور و واویلا شروع کر دیا۔ اپوزیشن اراکین اپنی اپنی نشستیں چھوڑ کر چلتے ہوئے سپیکر کے پاس آ گئے اور سپیکر کے خلاف نعرہ بازی شروع کر دی)

جناب قائم مقام سپیکر: وصی ظفر صاحب۔

جناب وصی ظفر: جناب سپیکر! یہ خود ایک انتہائی غیر قانونی اور غیر آئینی حربہ استعمال کر رہے ہیں۔ جناب سب سے پہلے ان سے یہ پوچھا جائے کہ یہ کونسا رول suspend کروانا چاہتے ہیں ان میں سے ایک بھی جواب نہیں دے سکے گا۔

(اپوزیشن اراکین کی طرف سے سپیکر کے خلاف نعرے بازی اور شور و واویلا)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں، جناب عبید اللہ شیخ۔

جناب چودھری پرویز الٰہی: آج کے دن ہم اس سپیکر پر عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں اور اس سپیکر کی چیئر مین شپ میں ہم بائیکاٹ کر رہے ہیں۔ ہم نہیں بیٹھیں گے یہ سپیکر بک چکے ہیں ہم واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن اراکین سپیکر کے خلاف نعرے بازی کرتے ہوئے ہاؤس سے باہر چلے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک استحقاق کا chapter ہم دوبارہ شروع کرتے ہیں، جناب عبید اللہ شیخ صاحب۔ جناب عبید اللہ شیخ صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں اگر لابی میں تشریف رکھتے ہیں تو یہاں ہاؤس

میں تشریف لے آئیں تاکہ ان کی privilege motion کو take up کیا جائے میرے خیال میں وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں اس لیے یہ dispose of تصور ہو گی۔ next آٹھ نمبر چودھری محمد ریاض۔

جناب اصغر علی گجر: ریاض صاحب مجھے کہہ گئے تھے کہ میری تحریک pending کرا دینا۔

جناب قائم مقام سپیکر: pend کرا دیں' کیسے؟

جناب اصغر علی گجر: ابھی مجھے کہہ گئے تھے کہ میں تھوڑے کام سے جا رہا ہوں۔ وہ مجھے کہہ گئے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے پتا ہے کہ وہ لابی میں ہیں۔

جناب اصغر علی گجر: وہ مجھے کہہ گئے تھےمیں نے پیغام آپ کو دے دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ جناب محمد ریاض تشریف لے آئے ہیں۔ جناب چودھری محمد ریاض۔

جناب چودھری محمد ریاض: جناب سپیکر! میری پارٹی نے واک آؤٹ کیا ہوا ہے لہذا میں اپنی تحریک pending کروانا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: pending تو پھر آج کا ہی دن ہے۔

جناب چودھری محمد ریاض: سر کوئی بات نہیں next کے لیے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں next پہ میں نہیں کرتا۔ آپ ان سے اجازت لے لیں۔ ہمارے فاضل منسٹر شاہ نواز چیمہ صاحب' کھر صاحب اور اکرام اللہ نیازی صاحب ہیں یہ جائیں اور اپوزیشن کے ہمارے فاضل اراکین ناراض ہو گئے ہیں ان کو منا کر لائیں۔ اپوزیشن کا یہاں ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ ہاؤس کی کارروائی چلانے کے لیے ان کا اہم کردار ہے ان کو جا کر لائیں تاکہ وہ کارروائی میں حصہ لیں۔ میں اس وقت تک کارروائی نہیں شروع کرتا آپ ان کو یہاں لے آئیں۔

(اس مرحلے پر صوبائی وزراء جناب شاہ نواز چیمہ' جناب عبدالرحمن کھر اور جناب اکرام اللہ نیازی اپوزیشن اراکین کو منانے کے لیے لابی میں تشریف لے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: ہمارے فاضل رکن پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب دریوس پلستونجی (Mr Darayus Pestoonji): اس وقت ہاؤس میں کورم نامکمل

ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہاؤس کورم میں نہیں ہے؟

جناب داریوس پستونجی، جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اس بارے میں serious ہیں؟

جناب داریوس پستونجی، جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر، گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- ہاؤس میں کورم نہیں ہے' پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں---- گھنٹیاں بجائی گئیں---- پانچ منٹ ہو گئے ہیں' دوبارہ گنتی کی جائے۔ ہر فاضل رکن اپنی جگہ پر تشریف رکھیں۔ جو لابی میں تشریف رکھتے ہیں وہ بھی ہاؤس کے اندر تشریف لے آئیں تاکہ گنتی کی جا سکے---- گنتی کی گئی---- کورم نہیں ہے۔ تو اب میں اجلاس کو تیس منٹ کے لیے adjourn کرتا ہوں تاکہ کورم ہو جائے اور نماز بھی ساتھ ہی پڑھ لیجیے۔

(چار بج کر سینتالیس منٹ پر اجلاس تیس منٹ کے لیے ملتوی ہو گیا)

(کورم نہ ہونے کی وجہ سے اور ساتھ ہی نماز مغرب کے لیے 30۔ منٹ کے وقفے کے بعد
5 بج کر 19 منٹ پر جناب قائم مقام سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر : جو صاحبان لابی میں تشریف رکھتے ہیں وہ ہاؤس میں تشریف لے آئیں تاکہ گنتی شروع کی جائے۔ گنتی کی جائے ۔ (گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے ۔

In excercise of the powers conferred on me under Clause 3 of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Mian Manzoor Ahmad Mohal**, *Acting Speaker*, Provincial Assembly of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with immediate effect.

اجلاس کی طلبی کا فرمان

In exercise of the powers conferred by clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Mian Manzoor Ahmad Mohal, Acting Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Thursday 14th December, 1995 at 10:00 a.m in the Assembly Chambers, Lahore.

LAHORE

10th Dec., 1995

MIAN MANZOOR AHMAD MOHAL

Acting Speaker

Provincial Assembly of the Punjab